الملل والنحل

تصنیف

امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی رحمہ اللہ

ناشر

عمر فاروق اکیڈمی

۲۰ - اردو بازار لاہور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

ترجمہ

البتہ ان کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے

عقل والوں کو ــــــ (شاہ عبدالقادرؒ)

الملل والنّحل

یعنی

"قوموں کا عروج و زوال"

تصنیف

امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا عبد اللہ عمادی رحمہ اللہ

سابق رکن شعبہ تالیف ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

ناشر: عمر فاروق اکیڈمی ۴۰-اردو بازار لاہور

Marfat.com

137209

طبع اوّل ــــــ ۱۹۴۵ء
طبع دوم ــــــ ۱۹۷۸ء
مطبع ــــــ کاسمو پرنٹرز۔ لاہور
تعداد ــــــ پانچ سو
قیمت ــــــ ۵۰ روپے
صفحات ــــــ ۶۷۲

◎

ملنے کے پتے

- شیخین رضی اللہ عنہما اکیڈیمی، ۲۲/J۔ پی آئی بی کالونی، کراچی ۵
- یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار، پشاور

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ

إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

سورۃ الانعام — پارہ ۸ آیت ۱۵۹

صدق الله العظيم

بیشک جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر وہ ان کو بتا دے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے

کتبہ خالد

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۱	اصول حقیقت شناسی	۱
طول لاطائل	"	طریق استدلال	"
اختصار مخل	"	مشاہدہ بداہت	"
مغلق پسندی	۲	ابتدائی مراحل تعقل	۲
پیش نظر تالیف	"	آغاز انسانیت	"
طرز استدلال	"	حواس خمسہ	۳
مخالف اسلام فرقے	"	حاسہ سادسہ	"
سوفسطائیہ	"	ادراک تضاد	"
مذبذبین	۳	جسم واحد کے لئے مکان واحد	"
مدعیان حقیقت	"	ایک مکان میں دو جسم	۴
تعدد الٰہ	"	طول وقصر	"
منکرین نبوت	"	احاطہ	"
ایمان بعض وکفر بعض	"	علم غیب	"
نبوت جانوروں میں	"	امتیاز حق و باطل	"
ازلیت افلاک	۴	وقوع زمانی	۵
عرش	"	طبائع اشیاء	"
مختصر دیباچہ مع باب	۱	فعل وفاعل	"
ماہیت دلائل جامعہ	"	صدق وکذب خبر	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فساد تعلق	۶	برہان ثالث	۳۱
استدلال سے بے نیاز	″	تحقیق تناہی	″
ترتیب مقدمات	۷	برہان رابع	۳۵
استنتاج	″	اولیت	۳۶
باب سوفسطائیہ	۹	برہان خامس	″
منکرین حقائق اشیاء	″	احصاء و انحصار	″
انکار حقیقت	۱۰	کیا عالم و فاعل عالم دونوں ازلی ہیں	۴۵
ضابطۂ احقاق و ابطال	۱۱	ازلیت میں اشتراک	۴۸
قائلین ازلیت عالم	۱۲	خالق عالم کے ساتھ کیا زمان و مکان مطلق بھی ازلی ہیں	″
منکرین صانع	″	مبدء خلا	۵۲
حدوث پر اعتراض	۱۳	خلاء زمان	۵۴
فساد اعتراض اول	۱۶	مکان	″
تکوین اشیا	″	مدت اور اضافہ	۵۵
فسادِ اعتراض ثانی	۱۸	طویل مدت	″
حدوث عالم	″	جنس و فصل سے ترکیب	۵۶
فساد اعتراض ثالث	۱۹	اطلاق عدد	″
خلق اجسام	″	تعالیٰ شانہٗ	″
فسادِ اعتراض رابع	۲۲	واحد حقیقی	۵۷
جلب منفعت و دفع مضرت	۲۲	واحد کثیر نہیں	″
فساد اعتراض خامس	۲۴	معیت جناب باری	″
ترک فعل	″	باری تعالیٰ معدود نہیں	۵۹
برہان اول	۲۶	موجودات تحت مقولات	″
مخلوق کی تخلیق	″	مکان محتاج زمان	۶۰
برہان ثانی	۲۹	دعوائے بے دلیل	۶۱
موجودات	″		

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ملحدوں کی بے علمی	۶۲	بولسیہ	۹۱
استدلال بالمحال	//	مقدنیوسیہ	//
کیا مدبر و فاعل عالم ایک سے زائد		بربرانیہ	۹۲
ہیں؟	۶۵	نسطوریہ	//
فلسفۂ مجوس	//	یعقوبیہ	۹۳
مزدک کی تعلیم	۶۶	علم وحیات الٰہی	۹۶
اشتراکیت	//	زندہ اور ناطق	//
خرمیہ	//	خالق کو مخلوق بنادیا	۹۷
اسماعیلیہ	۶۷	طاق و جفت	//
صابیہ	//	تمام و کمال کی حقیقت	۹۸
مانی کا فلسفہ	۶۹	مافوق تثلیث	//
دیصان کا بیان	//	تین ایک، اور ایک تین	//
مانی کے واقعات	//	تثلیث پر تثنیہ مرجح ہے	۹۹
فرقۂ مرقونیہ	۷۰	حدوث اعداد	//
برہان فاسد	۷۲	اتحاد و حلول	//
استدلال ثانی	//	فساد حلول و اتحاد	۱۰۰
بنیاد فساد	۷۳	مسیح کیا ٹھہرے	//
نور و ظلمت	۷۶	دوسروں کے برابر	//
بلندی و پستی	۷۷	محالات	//
لذت و اذیت	//	کلمہ	//
مانیوں کا مانیا	//	وسواس کے کرشمے	۱۰۲
دعوت خیر	۷۹	کوئی پوچھے کہیں بندہ بھی خدا ہوتا ہے	۱۰۳
توحید جناب باری	۸۵	جو آسمان سے اترا	۱۰۵
نصاریٰ سے کلام	۹۰	اللہ سے پیدا	۱۰۶
اریوسیہ	۹۱	اسلام پر اعتراض	۱۰۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ملحدوں کی بے علمی	۶۴
استدلال بالمحال	//
کیا مدبر و فاعل عالم ایک سے زائد ہیں؟	۶۵
فلسفۂ مجوس	//
مزدک کی تعلیم	۶۶
اشتراکیت	//
خرمیّہ	//
اسماعیلیہ	۶۷
صابیہ	//
مانی کا فلسفہ	۶۹
دیصان کا بیان	//
مانی کے واقعات	//
فرقۂ مرقونیہ	۷۰
برہان فاسد	۷۲
استدلال ثانی	//
بنیاد فساد	۷۳
نور و ظلمت	۷۶
بلندی و پستی	۷۷
لذت و اذیت	//
مانیوں کا مانیا	//
دعوت خیر	۷۹
توحید جناب باری	۸۵
نصارٰی سے کلام	۹۰
اریوسیہ	۹۱

مضمون	صفحہ
بولسیہ	۹۱
مقدنیوسیہ	//
بربرانیہ	۹۲
نسطوریہ	//
یعقوبیہ	۹۳
علم وحیات الٰہی	۹۶
زندہ اور ناطق	//
خالق کو مخلوق بنا دیا	۹۷
طاق وجفت	//
تمام و کمال کی حقیقت	۹۸
ما فوق تثلیث	//
تین ایک، اور ایک تین	//
تثلیث پر تثنیہ مرجح ہے	۹۹
حدوث اعداد	//
اتحاد و حلول	//
فساد حلول و اتحاد	۱۰۰
مسیح کیا ٹھہرے	//
دوسروں کے برابر	//
محالات	//
کلمہ	//
وسواس کے کرشمے	۱۰۲
کوئی پوچھے کہیں بندہ بھی خدا ہوتا ہے	۱۰۳
جو آسمان سے اترا	۱۰۵
اللہ سے پیدا	۱۰۶
اسلام پر اعتراض	۱۰۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اسلام اعتراض سے بالاتر ہے۔	۱۰۸	معجزہ وسحر وشعبدہ میں فرق	۱۴۱
قتل وصلب کی نقل	۱۰۹	کیا بہائم میں بھی رسول ہیں	۱۴۵
کلام اللہ کی تصدیق	۱۱۰	تسبیح کی حقیقت	۱۵۴
آیت کا مطلب	۱۱۱	سجدہ	
اشتباہ نظر	״	وہ سجدہ اور ہے یہ سجدہ اور ہے	۱۵۵
ایک مشاہدہ	״	سجدہ کیا ہے۔	״
جماعت نہ تھی	۱۱۲	قول کے معنی	۱۵۶
نقل کلام نصاریٰ	۱۱۳	جماد وپتھر میں عقل کیسی۔	۱۵۷
اسے کیا کہتے ہیں	״	کیا انبیاء ورسل علیہم السلام آج انبیاء ورسل نہیں رہے	۱۶۴
مفروضات کی بحث	۱۱۴		
عجیب فلسفہ	۱۱۶	ایسا کیوں کہتے ہیں۔	״
حجاب الٰہی	״	یہ کیا حماقت ہے۔	״
تحقیق من ورائے حجاب	۱۱۸	تناسخ ارواح	۱۶۷
واحد عدد نہیں	۱۱۹	شریعت کے منکر مدعیان فلسفہ جو اس علم سے بھی دور ہیں	۱۷۴
عدد کا خاصہ	۱۲۰		
بداہت کی شہادت	״	یہودی اور نصرانی جن کو تثلیث نے الجھا لیا ہے	۱۸۲
بطور مجاز	۱۲۲		
جناب باری نے کیا پورے عالم کو جیسا کہ ہے مع تمام احوال بغیر کسی زمانے کے پیدا کر دیا	۱۲۴	صابی اور مجوسی جو زردشت کی نبوت مانتے ہیں اور تمام انبیاء کے منکر ہیں۔	״
نبوت ملائکہ کے منکر	۱۲۸	جادو سے طبیعت نہیں بدل سکتی	۱۹۸
برہمن مت	״	معجزہ قرآنی	۲۰۳
پیغمبر کیوں بھیجے گئے	۱۳۰	نبی اسلام جس نے سب کو ایک بنا دیا	۲۰۵
ایمان بالجبر	۱۳۱		
اثبات نبوت	۱۳۲	فارقلیط	۲۰۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مناقضات ظاہرہ وتکذیبات واضحہ	۲۱۳	بشارت فرزند پر تعجب	۲۴۰
تورات و انجیل کے نقائض و نقائص	//	خدا کے وعدے کی ہنسی	۲۴۱
تورات سامری	۲۱۵	فرشتوں کو سجدہ	//
متداول تورات	//	دعا جو قبول نہیں ہوئی	۲۴۲
آدم بشکل پروردگار عالم	۲۱۶	خدا کی بدعہدی	//
روئے زمین پر بہشت کی نہریں	//	نبی پر بہتان	۲۴۳
وجوہ کذب	۲۱۷	پیمبرزادی کی بے ادبی	۲۴۴
دفع دخل	۲۱۸	پیمبر پر افترا	۲۴۴
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے	۲۱۹	ابراہیم علیہ السلام پر افترا	۲۴۶
سد ذی القرنین	۲۲۰	آپ اپنی تکذیب	۲۴۸
ممکن کو ناممکن بنانے والے	//	بیحیا باش	//
خدا کا خوف کہ آدم بھی اسی کی شکل ہو گئے	۲۲۱	ہرچہ خواہی گوئے	۲۴۹
زندگی کا درخت فرشتوں کے پہرے میں	۲۲۲	خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں	//
قابیل کا خون بہا	//	خرافات کے نمونے	۲۵۱
پہلا چرواہا	//	جھوٹی باتیں	۲۵۲
خدا کے بیٹے آدم کی بیٹیاں	۲۲۳	سرداری کے بدلے خواری	۲۵۵
مدت عمر	//	زنا کی نسبت ۔ اولاد زنا ۲۵۷ صفحہ	۲۵۶
نوح کی بددعا	۲۲۵	خدا کے ساتھ کشتی لڑتے رہے	۲۵۸
بے حسابی	۲۲۷	داؤ پیچ	//
واپس آنے والی نسل	//	خدا نے ہار مان لی	//
کس شمار میں	۲۲۸	کفریات	۲۵۹
وسعت حکومت کا وعدہ جو پورا نہ ہوا	۲۳۴	اسرائیل کے معنی	//
کیا نبی کو خدا کے وعدے پر بھروسہ نہ تھا	۲۳۵	حضرت رکانہ کی روایت	۲۶۰
خدا اور پیغمبر کے درمیان	۲۳۷	خدا اپنی بات پر قائم نہ رہا	۲۶۱
تثلیث بجائے توحید غیر خدا کو سجدہ	//	پیمبر کی بیوی اور بیٹی کی رسوائی	//

Marfat.com

مضمون	صفحہ
جھوٹ اور خدا کی کتاب میں	۲۶۲
بہو سے زنا کا واقعہ	۲۶۵
ولد الزنا کو اپنا بیٹا مان لیا	۲۶۷
سلسلۂ اولاد زنا میں ایک پیغمبر	۲۶۸
ایں خانہ تمام آفتاب است	۲۶۹
بے شمار محالات	۲۷۱
غلط اولاد شماری	۲۷۵
غلط در غلط	//
خطائے مزید	۲۷۶
نبی کی بات اور خرافات	//
وہ دعا جو قبول نہ ہوئی	۲۷۸
برکت جو نامبارک نکلی	//
ایک اور جھوٹ کی نسبت	۲۸۰
یہودی خدا کا بیٹا	//
جادو معجزے کے برابر	۲۸۱
تورات کا مصنف	۲۸۴
استحالہ	//
خون پانی	۲۸۵
سراسر بے فروغ	۲۸۷
مصر میں مدت سکونت یہود	۲۸۹
خدا کی تشبیہہ	۲۹۰
اللہ کا نور	۲۹۱
من وسلوے	۲۹۲
عقیدۂ تجسیم کی جھلک	//
گوسالہ ہارون	۲۹۴
مظہر العجائب	۲۹۸
ملک حاضر حکومت غائب	//
اسے کیا کہتے ہیں	۲۹۹
لن ترانی کی کہانی	۳۰۱
لا ولد مر جائیں گے	//
ما لا یطاق	//
ادعائے محال	۳۰۲
حقیقت حال	۳۰۳
اسرائیلی رقبہ حکومت کی پیمائش	۳۰۴
تورات کے مفتریات	۳۰۷
دروغ گورا حافظہ نباشد	//
مسخرگی	۳۱۳
پہلا جھوٹ	//
ایک یہودی عالم سے مناظرہ	۳۱۵
اعتراض	۳۱۶
تحقیق	//
کثرت اولاد کہاں تک ممکن ہے	۳۱۷
کثیر الاولاد افراد	۳۱۸
کثرت اولاد کی سبیل ہی نہ تھی	۳۲۰
مصر میں کیا حال تھا	//
دوسرا جھوٹ	//
تیسرا جھوٹ	۳۲۱
چوتھا جھوٹ	۳۲۲
پانچواں جھوٹ	۳۲۳
چھٹا جھوٹ	//

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سراسر جھوٹ	۳۲۵	یہود کی گوسالہ پرستی	۳۵۲
خدا وعدہ کرے، پیمبر کو یقین نہ آئے	۳۲۷	حضرت الیاس کا تعاقب	″
زکریا علیہ السلام کو کوئی شک نہ تھا	۳۳۰	مسجد سلیمان کو لوٹ لیا	۳۵۴
شک کا ازالہ	۳۳۲	فرقہ سامریہ	۳۵۵
پیغمبر کی پوتی کو جبشن بنا دیا	″	سامری تورات	۳۵۶
تحریف تورات کا ایک اور ثبوت	۳۳۳	مدت سلطنت	″
پیغمبر اور مختلف خداؤں کی دعوت	۳۳۵	ایماندار سلاطین	۳۵۷
نقیض کے کنارے	۳۳۶	ایمان کی تباہی اور قتل انبیاء	۳۵۸
نسبت ضلالت	۳۳۷	بیت المقدس میں بت	۳۵۹
خاتمے نے بھانڈا پھوڑ دیا	۳۳۸	سور کی قربانی	″
خود تورات شاہد ہے کہ منزل من اللہ نہیں	″	نماز ایجاد کی	″
تورات پر موسیٰ علیہ السلام کے بعد		یہودی جمعہ	″
کیا گزری؟	۳۴۰	نسخہ سبعینیہ	۳۶۰
تاریخی واقعات	″	کلمات عشرہ	۳۶۲
بنی اسرائیل کی بت پرستی	۳۴۱	حاملان تورات کیسے تھے	۳۶۳
طالوت کی حکومت	۳۴۵	سورۃ موسیٰ	″
سات بار مرتد ہوئے	″	ترک سورت	۳۶۴
داؤد علیہ السلام پر افترا	″	شرک کی تعلیم	″
سلیمان علیہ السلام پر بہتان	۳۴۶	خدا کا تجسم	۳۶۸
کفر بعد الایمان	۳۴۷	فساد روایت	۳۶۹
زکریا علیہ السلام کا قتل	۳۴۸	انسانی تصنیف	۳۷۲
حاکم سے محکوم ہو گئے	۳۴۹	تصنیف کا واضح ثبوت	″
نیکی برباد	۳۵۰	بدترین کہانی	″
گناہ لازم	۳۵۱	حکم ختنہ	۳۷۳
تورات کہاں رہی	۳۵۲	ایک مناظرہ	۳۷۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خدا کا بیٹا	۳۷۴	انہیں سے استدلال	۳۸۷
خدا اور علی کے بیٹے	//	مسالہ رحم	۳۸۸
خدا کی شان	۳۷۵	جھوٹی روایت	۳۸۹
خدا کے شریک	//	قدرتے داری بگو ور قوتے داری بیار	۳۹۰
خدا کی بیوی اور بیٹی	//	ہدایت و نور	۳۹۱
خدا کی انسانیت	//	انجیل کے مطابق فیصلہ	۳۹۲
خدا نے صیہونی کو جنا	۳۷۶	تورات و انجیل قائم نہ رہنے دی	۳۹۳
خدا کیسے کھڑا ہوا	//	تصدیق کی صورت	//
بیل جیسا خدا	//	من از بیگانگاں دیگر چہ نالم	۳۹۴
خدا سب خداؤں کو حکم دے رہا تھا	۳۷۷	کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد	//
فرزندان خدا	//	نہ تصدیق نہ تکذیب	۳۹۷
ما بعد الممات کا تذکرہ ہی نہیں	۳۷۸	مسلمان اہل کتاب سے بے نیاز ہیں	//
خون بہا	//	خوف لعنت	۳۹۸
حضرت سلیمان کی کتابیں	//	خدا ڈر گیا	۳۹۹
من آں وقت بودم کہ آدم نبود	۳۷۹	یارب ایسا نہ کرنا	//
محل عجوبت	//	خدا پر احسان رکھنا	//
خدا کے بیٹے بیٹیوں کا حاکم	۳۸۰	خدا کی تصویر	//
جھوٹا وعدہ	//	خدا کی آنکھ کی پتلی	۴۰۰
خداوند بخواہش فرمودند	۳۸۱	بت کا زور	//
خود کردہ	//	پیمبرزادی سے زنا	//
خدا نکردہ	//	مطلق خد	۴۰۱
یہود کا دعویٰ	۳۸۲	مردہ جادو سے زندہ	//
باطل است آنچہ مدعی گوید	//	ایک اندا تیرہ شہر پر گرا	//
اسلام میں تورات و انجیل	۳۸۵	نیزے پر اٹھالیا	۴۰۲
تورات و انجیل کی حیثیت	۳۸۶	سرین کی پیمائش	//

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ساٹ سوگز کی ڈاڑھی	۴۰۲	جو ستر مشائخ نے بطلیموس کے لئے عبرانی	۴۲۴
مقدار خراج	//	کی کتابوں سے ترجمہ کی ہے۔	//
دستار خوان کی وسعت	۴۰۳	یہود و نصاریٰ میں اختلاف	//
ملک سلیمان	//	اناجیل کے مناقضات اور ان میں جو	//
فرضی تعداد	۴۰۵	کھلا ہوا جھوٹ پایا جاتا ہے	۴۳۱
خدا کی ناک کی پیدائش	۴۰۶	ایک ہی واقعہ میں متی کا بیان اور ہے	۴۴۰
خدا کا تاج اور انگوٹھی	۴۰۶	لوقا کا بیان اور ہے	۴۴۱
ابن سبا کی تحریک	۴۰۸	شیطان نے خدا کے بیٹے کی رہنمائی کی	۴۴۲
خدا کی قدر	//	پروردگار سے سجدے کا مطالبہ	۴۴۳
لقد ذل من بالت علیہ الثعالب	۴۰۹	پروردگار کو للچانا	//
خدا کی پشیمانی	//	صفات مشترکہ پر فخر کیسا!	۴۴۴
خدا ماتم کرتا ہے۔	۴۱۱	متی بخلاف مرقس	۴۴۵
جزو ثانی	۴۱۵	مرقس بخلاف متی	۴۴۶
انجیل کی دروغ بیانی	//	لوقا بخلاف ہر دو	//
خود عیسائیوں کا بیان کہ انجیل منزل من اللہ	//	یوحنا سب کے خلاف	۴۴۷
نہیں	//	کیا کیا حماقتیں ہیں۔	۴۴۸
انجیل متی	۴۱۶	ادعائے تکمیل تورات و صحف انبیاء	۴۵۱
انجیل مرقس	//	نقض تورات	۴۵۲
انجیل لوقا	//	نسخ ممکن نہیں	۴۵۴
انجیل یوحنا	//	حلال و حرام میں کلام	//
تثلیث کی بنیاد	۴۲۲	یہ حق کہاں سے ملا!	۴۵۵
مضامین جو تورات کے خلاف نصاریٰ		تکلیف مالایطاق	//
ثابت کرتے ہیں۔	۴۲۴	عیسائی حضرت عیسیٰ کی مخالفت میں	۴۵۶
نصوص تورات کی تکذیب جو یہود کے پاس	//	نسبت ابن الٰہی	۴۵۸
ہے ادعائے نصاریٰ کہ وہی توراۃ معتمد علیہ	//	خدا اور انسان کا بیٹا!!	۴۵۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کیفیت احیائے موتےٰ	۴۵۹	یحییٰ نبی سے بڑھ گئے تھے	۴۶۹
روایت پر تبصرہ	۴۶۰	نبی سے بڑھ کے ہونا ممکن نہیں	۴۷۰
علانیہ جھوٹ بولے	//	انسان کو فرشتہ بنا دیا	//
دونوں روایتوں میں تناقض	۴۶۱	تحریف مع تنقیص	۴۷۱
اخفائے اعجاز	//	وہی افضل وہی ارذل	//
معجزے سے عجز	//	انتہائی کتاب و نبوت	//
غلط بخشی	۴۶۲	پہلا فروغ	۴۷۲
کافر کے لئے کرامت	//	پچھلا فروغ	//
الزام غفلت	۴۶۳	نصاریٰ کی مخالفت کا گلہ	//
مخالفت و نافرمانی	۴۶۳	کذب اور مخالفت	۴۷۳
ترغیب فرار	۴۶۴	کھاتا پیتا خدا	//
جھوٹا وعدہ	//	کوئی نہیں جانتا	۴۷۴
جھوٹ کا ظہور	//	نہیں جانتے اور جاننے کا دعوے	//
دفعہ دخل	۴۶۵	کرتے ہیں۔	//
غلط فہمی	//	اظہار معجزہ سے انکار	۴۷۵
کیا فرماتا تھا اور کیا سمجھے	//	ابطال نصرانیت کے لئے اسی قدر کافی ہے	//
عداوت کی پیغام رسانی	۴۶۶	ملکوت عزوجل بقدر خردل	۴۷۶
خصومت کی تبلیغ	//	رائی سے بھی آگاہ نہ تھے	//
آشتی کی تبلیغ	۴۶۷	وطن میں بے قدری کی شکایت	۴۷۷
اجتماع ضدین	//	مصائب تثلیث	۴۷۸
سخن سازی	//	خدا کے باپ ماں اور بھائی	//
بات بنائے نہ بنی	۴۶۸	ایک گروہ نصاریٰ قائل تھا کہ مسیح	//
اثبات نبوت مسیح	//	یوسف نجار کے بیٹے ہیں	۴۷۹
پیغمبر کے برابر ثواب	۴۶۹	بندش سبیل طویل	//
ادعائے محال	//	سلب قدرت اعجاز	۴۸۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آہنگر زادگی	۴۸۱	خدا نے بھی کھایا پیا	۴۹۸
حق بزبان جاری	//	مسیح کا استدلال	۴۹۹
آسمان کی کنجی	//	ابن داؤد ہونے سے انکار	//
دو خرابیاں	۴۸۲	سب کا آسمانی باپ	۵۰
خدا کی بادشاہی بندے کے سپرد کر دی	//	سب خدا کے بیٹے	//
آپ بری الذمہ ہو گئے	//	نفی نسب	//
پھر کیا ہو گا	۴۸۳	مصائب کی پیشگوئی	//
آسمانی سلطنت پانے والوں کا حشر	۴۸۵	یوم سبت	۵۰۱
پاخانے کا مقام کیسے حواری تھے	//	چھوٹے بنی	//
سب کچھ بتا دیا	۴۸۶	توریت کی نقل	//
تین کھلے جھوٹ	۴۸۷	اقرار لاعلمی	۵۰۲
ایمان ہوتا تو پہاڑ ہٹ جاتا	۴۸۸	لاعلم خدا نہیں ہو سکتا	//
جھوٹ کے اقانیم ثلاثہ	۴۸۹	مسیح کا انکار تین تین بار	//
دو دلوں کی یکدلی	۴۹۲	انجیلوں میں اختلاف	۵۰۶
یہ کیسی یکدلی تھی	//	دو میں سے ایک بہرحال ضرور جھوٹا ہے	۵۰۷
اگر کوئی مومن بدی کرے	۴۹۳	مرنے کے بعد جی اٹھے	۵۰۸
معاف بھی کرتے ہیں۔ اور کافر بھی		عجائب احوال	۵۱۳
بناتے ہیں۔	۴۹۴	اختلاف دلیل دروغ	۵۱۴
خدامی در ہاند خدامی دہد	//	مسیح کی بیزاری دولتمندوں سے	۵۱۵
خود مسیح میں قدرت نہیں	//	مسیحی پھر بھی دولتمند ہیں	//
خر عیسیٰ	۴۹۵	جھوٹا وعدہ	۵۱۶
گدھی یا گدھا	۴۹۶	پورا ہو سکتا ہی نہیں	//
جب مردے اٹھیں گے	۴۹۷	صالح اللہ ہے مسیح صالح پکارے جاتے ہیں	//
اقرار و انکار	//	مسیح کی انجیل اور تھی	۵۱۷
فرشتے بھی کھاتے پیتے ہیں	۴۹۸	غیر ممکن وعدے	//

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خدا کے داہنے پہلو	۵۱۸	خدائی بھیڑ کا بچہ	۵۳۵
انجیل کی تصنیف کا ثبوت	〃	کیا سے کیا ہو گئے	〃
مسیح کا سلسلہ نسب	۵۱۹	خالص بیٹا	〃
والد مسیح	۵۲۱	خدا سب کچھ دے کے بری الذمہ ہو گیا	۵۳۶
امر حق	۵۲۴	خدا کی کنارہ کشی	〃
بڑھئی کا بیٹا	۵۲۵	قبضہ حیات اپنی ذات میں	۵۳۷
برہان تثلیث جس سے تثلیث کا ابطال		جسے خدا سمجھتے تھے وہی بندگی کر رہا ہے	〃
ہوتا ہے	〃	درس عبرت	۵۳۸
جس کے لئے معافی ہے اور جس		پیٹ بھرا تو پیمبر مان لیا	۵۳۸
کے لئے نہیں ہے۔	۵۲۶	اپنے خون اور گوشت کی دعوت	〃
انسانیت کی بحث	〃	مسیح اپنے معجزے چھپاتے تھے	۵۳۹
دعائے مغفرت	〃	زانیہ کو رہا کر دیا	〃
جاہل جو نبی کی بات سمجھنے سے عاجز	۵۲۸	مسیح کسی کے حاکم نہیں	〃
جناب باری بحالت دعا و زاری	۵۲۹	اقرار آدمیت	۵۴۰
بدحواسی کی باتیں	〃	خدا اور سہی	〃
کلمے پر کلام	۵۳۰	مسیح پر خنگی باری کا سبب	〃
انتہائے تناقض	〃	اندر ہی اندر	۵۴۱
شاعری	۵۳۱	کیا فوقیت رہی	〃
آراستہ حماقت	〃	عیسائی بندے نہیں	۵۴۲
خدا کی اولاد	۵۳۲	خدا کو شرف بخشنے والے	〃
بت کریں آرزو خدائی کی	〃	خدا سے بھی بڑھا دیا	〃
شان ہے تیری کبریائی کی	〃	قدرت حیات و ممات	۵۴۳
انکار رویت الٰہی	۵۳۳	بازگشت نظر	〃
یحییٰ کا اپنی نبوت سے انکار	۵۳۴	انجیلوں کے علاوہ عیسائیوں کی دو	
جس پر نبوت کی انتہا تھی وہی نبی نہ	〃	کتابوں کے کذب و کفر وجوہ کا تذ	۵۴۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خدا کی اولاد	۵۴۵	سیرۃ نبوی خود معجزہ ہے	۵۸۳
بوڑھا خدا	//	اعتراضات جو کمزور مسلمانوں پر کیے جاتے ہیں	۵۸۷
جیسے چور آتا ہے	//	تاثیرات کواکب	۵۹۵
ختنہ کرانے والے	۵۴۶	کرویت زمین	۵۹۷
تصویر اور اس کی تعظیم	۵۴۹	آسمان ہی جنت ہے	۶۰۵
"گمراہی" اور کفر	۵۵۰	ساتوں آسمان جنت ہیں	۶۰۸
مسالہ کفارہ	//	کرسی	۶۰۹
مسیحی تبرکات	۵۵۱	جنت کے دروازے	۶۰۹
معجزات	۵۵۳	عرش کے اوپر	//
رہبانیت	۵۵۳	دنیا کی مدت میں کسی معین عدد کا دعویٰ	۶۱۰
دو اعتراض	۵۵۵	جنت میں مادیات	۶۱۲
صحت نقل کلام اللہ	۵۵۶	حق الامر	//
دوسری شق	//	لذت نفس جنت میں	۶۱۴
تیسری شق	۵۵۷	نصرانی سے مناظرہ	۶۱۵
چوتھی شق	//	طبقات ارض	۶۱۶
احقاق حق	//	آخر میں کیا ہوگا	//
اختلاف قرأت	//	تبدیل احوال اعدام نہیں ہے	۶۱۷
قرأت متروکہ	۵۵۸	بعد تکمیل	۶۱۸
مصحف ابن مسعود	۵۵۹		
مصحف عثمانی	//		
صحت نقل	۵۶۶		
صحت اعجاز نبوی	۵۷۲		
آنحضرت کے معجزے	۵۷۶		
ایک محسوس برہان	۵۸۰		
برکات نبوت	۵۸۱		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا عماد من لا عماد لہ

رب انعمت علیّ فزد

الحمد للہ رب العالمین ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم الانبیاء والمرسلین ہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مذہبی فرقہ بندیوں میں لوگوں نے بہتیری کتابیں لکھیں، ان سب کی حالتیں مختلف ہیں۔

طول لاطائل	بعض مؤلفین طول کلام میں اتنے بڑھے، اتنی باتیں بنائیں ایسا خلط مبحث کیا، غلط بیانی و شور وشر میں ایسے بڑھے چڑھے کہ اصل مفہوم خبط ہو گیا، علم و آگاہی کی منزل دور ہی رہی،

بیچ میں یہ باتیں سنگِ راہ بن گئیں۔

اختصار مُخل	بعض نے حذف و اختصار سے اتنا کام لیا کہ اپنے مخالفوں کے پُرزور استدلال تک ترک کر دیے۔

Marfat.com

ایسے لوگوں نے نہ تو اپنے ساتھ انصاف کیا، نہ غیروں کے ساتھ، اور نہ مطالعہ کرنے والوں ہی کے ساتھ مُنصفی کی۔

اپنے ساتھ بے انصافی یہ تھی کہ بیانِ حقیقت میں کوتاہی کی۔

غیروں پر ظلم یوں ہوا کہ اُن کے اعتراضات ادھورے چھوڑ دیے۔

مطالعہ کرنے والوں کو اس طرح زیان پہنچایا کہ اُن کی تالیف کے بعد بھی وہ دوسری کتابوں کے محتاج رہے۔

مُغلق پسندی ان سب نے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ کلام میں اتنی تعقید پیدا کر دی کہ اکثر و بیشتر سمجھنے والوں کے لیے اس کا سمجھنا دشوار ہو گیا، مطلب کو حلقہ در حلقہ لاتے اس قدر پیچیدہ بناتے رہے کہ انجام تک پہنچتے پہنچتے آغاز یاد نہیں رہتا، معانی و مطالب فائد تو نہیں کیے البتہ اکثر صورتوں میں پردے ڈال دیے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ ابتدا ہوئی تو نا محمود، انتہا کلی تو غیر ممدوح۔

پیشِ نظر تالیف اللہ سے استخارہ کر کے ہم نے یہ کتاب مُرتّب کی ہے، مقصد یہ ہے کہ ایسے دلائل و براہین پیش کیے جائیں جو محسوس مقدمات سے نکلے ہوں یا باختلاف احوال حسِ قریب یا حسِ بعید اُن کا مرجع ہو،

طرزِ استدلال استدلال میں یہ شرط رکھی ہے کہ دلیل اپنے مخرج سے الگ نہ ہونے پائے، اور جو کچھ ثابت ہو اُسی کو صحیح مانا جائے، اس لیے کہ حق اسی کا نام ہے۔

الفاظ بہت واضح رکھے ہیں، تعقید نہیں آنے دی ہے۔

مخالف اسلام فرقے جو فرقے دین اسلام کے مخالف ہیں اصل میں چھے ہیں، بعد کو ایک سے کئی کئی فرقے نکلے ہیں، انشاء اللہ ان سب کا تذکرہ آئے گا۔

سوفسطائیہ پہلا فرقہ مُبطلین حقایق کا ہے جن کو علمائے متکلمین "سوفطائی" کہتے ہیں، یہ فرقہ حقیقتِ اشیا کا منکر ہے۔

Marfat.com

مذبذبین	دوسرا فرقہ مُثبتینِ حقایق کا ہے جو حقیقت اشیا کے تو قائل ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ عالم ہمیشہ سے ہے اور کوئی اس کا مُحدِث (پیدا کرنے والا) نہیں، نہ کوئی اس کا مُدبّر (ناظم) ہے۔
مُدعیانِ حقیقت	مُثبتینِ حقایق کا ایک اور فرقہ بھی ہے جس کا مقولہ یہ ہے کہ عالم بھی اَزلی اور اس کا مُدبّر بھی۔
	ایک اور فرقہ بھی اثباتِ حقایق کا قائل ہے، اس کی کئی شاخیں ہیں؛ ایک تو عالم کو اَزلی مانتا ہے۔ دوسرا حادث کہتا ہے۔
تعدّدِ آلہہ	عالم کو جو اَزلی مانتے ہیں اور جو نہیں مانتے، مُدبّرینِ عالم کے اَزلی ہونے پر دونوں متفق ہیں۔ جو اُن کے خیال میں ایک سے زیادہ ہیں، تعداد میں اختلاف ہے۔
مُنکرینِ نبوت	مُثبتینِ حقایق کا ایک فرقہ وہ ہے جو عالم کو بھی حادث مانتا ہے، ایک اَزلی خالق کا بھی قائل ہے، مگر نبوت سے قطعی منکر ہے۔
ایمان ببعض وکفر ببعض	آخری فرقہ عالم کو حادث، خالقِ عالم کو واحد اور اَزلی مانتا ہے، نبوت کو تسلیم کرتا ہے، مگر کچھ مانتا ہے کچھ نہیں مانتا، بعض انبیا کا اقرار ہے بعض سے انکار ہے۔
	انھیں باتوں سے اور بھی باتیں نکلی ہیں، سرے تو یہی ہیں مگر ان سے شاخیں پھوٹی ہیں۔ مثلاً: تناسخ ارواح کا عقیدہ۔ نبوت کا ہر زمانے میں تواتر۔
نبوت جانوروں میں!!	جانوروں کے ہر نوع میں پیغمبر مانتے ہیں۔
	یا مثلاً یہ عقیدہ کہ عالم تو حادث ہے اور مدبرِ عالم بھی اَزلی ہے،

Marfat.com

تاہم نفس اور مکانِ مطلق:- یعنی خلاء- اور زمانِ مطلق ہمیشہ سے اُسی کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔

یہ ایک جماعت کا عقیدہ ہے جس کے بعض افراد۔ عبداللہ بن خلف بن مروان انصاری، وعبداللہ بن محمد سلمی کاتب، ومحمد بن علی بن حسین اصبحی طبیب کے ساتھ اس باب میں میرا مناظرہ بھی ہو چکا ہے، اصل میں یہ قول محمد بن زکریا ئے رازی طبیب سے ماثور ہے جس کے ابطال میں ہماری ایک مستقل کتاب "علم الہٰی" کے نام سے معروف ہے۔

ازلیتِ افلاک

اسی طرح ایک جماعت کہتی ہے کہ فلک ازلی ہے، وہی فاعل ہے اور وہی مُدبّرِ عالم ہے۔

یہ لوگ، اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کو اس سے برتر قرار دیتے ہیں کہ وہ کچھ کرے۔

عرش

ان میں بعض اشخاص اسی کو "عرش" کہتے ہیں۔

کچھ اَن کہی باتیں بھی ہیں، یہ تو ہم نہیں جانتے کہ کسی نے یہ باتیں کہی ہوں، تاہم مخالفوں پر مجالِ استدلال جب تنگ ہو جائے تو کیا ضمانت ہے کہ وہ ایسا نہ کہیں گے اور اس کی پناہ نہ لیں گے، اللہ نے چاہا تو سیاقِ کلام جیسا مقتضی ہوگا ہم اس کا تذکرہ بھی کریں گے۔

مثلاً یہ کہنا کہ عالَم خود تو حادث ہے مگر اُس کو حدوث میں لانے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق سے پہلے تو ہم حدوث کو ثابت کریں گے، پھر مُحدِثات کے میدان میں قدم دھریں گے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر و جامع باب

ماہیت دلائل جامعہ

اصول حقیقت شناسی

طریق استدلال

اس باب کے مطالب ہم اپنی کتاب "التقریب فی حدود الکلام" میں پوری قوت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں،
اور اللہ کا شکر ہے کہ جتنے مباحث تھے سب کی تکمیل کر دی گئی اور کوئی بات تشنہ نہیں رہنے دی، اس باب کے مجملات بھی کافی ہیں جن کو آیندہ مسائل مختلف فیہا کا مقدمہ سمجھنا چاہیے۔
اللہ کی توفیق سے اس کو یوں سمجھیے:

مشاہدہ اور بداہت

انسان جب اس عالم میں آتا ہے تو فی الجملہ قوت حافظہ اس کے ساتھ ہوتی ہے، یہ ان حکماء کے قول کی بنا پر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نفس انسان اس عالم میں آنے سے پہلے ہی صاحب قوت حافظہ تھا۔

Marfat.com

یا اُسے نہ کچھ یاد ہوتا ہے نہ قوت حافظہ ہوتی ہے، یہ اُن حکمار کے قول کی بنا پر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قوت حافظہ اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اس عالم میں آتا ہے۔

یا حافظہ ایک مزاج ہے جو عارض ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ پایا گیا کہ بچے کو اُس کی ولادت کے وقت نہ یاد ہوتی ہے اور نہ تمیز، بجز اُس حس و حرکت ارادی کے جو اور حیوانات میں بھی ہے، اور بس، دیکھیے، بچہ کبھی اپنے پاؤں سمیٹتا ہے کبھی پھیلاتا ہے، اپنی طاقت کے موافق اعضا کو جنبش دیتا ہے، جب وہ سردی گرمی بھوک محسوس کرتا ہے یا جب اُسے مارا یا دبایا جاتا ہے تو اُس کو اذیت کا احساس ہوتا ہے، اس کے علاوہ بھی اُس میں وہ خواص پائے جاتے ہیں جن میں حیوانات بھی اس کے ساتھ شریک ہیں اور غیر حیوانات یعنی نباتات بھی شرکت رکھتے ہیں، مثلاً اپنے جسم کی بقاء و ترقی کے لیے غذا کا طلب کرنا وغیرہ، وہ پستان کو لیتا ہے اور فطری طور پر اُسے اپنے منہ سے دوسرے اعضاء کی مدد کے بغیر اور اعضاء کے مقابلے میں پہچان لیتا ہے، جیسا کہ اشجار و نباتات کی جڑیں زمین کی رطوبات اور پانی کو اپنے اجسام کی بقاء و ترقی کے لیے لے لیتی ہیں،

ابتدائی مراحل تعقل

جب نفس قوی ہو جاتا ہے، اُن حکمار کے نظریے کے مطابق جو کہتے ہیں کہ وہ مزاج ہے یا یہ کہ وہ اسی وقت پیدا ہوا ہے۔

یا وہ اپنی قوت حافظہ و تمیز کو بتدریج حاصل کر رہا ہے، یہ اس نظریے کے مطابق ہے کہ انسان عالم وجود میں آنے سے پہلے ہی صاحب قوت حافظہ تھا، اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی کو مرض سے افاقہ ہو۔

آغاز انسانیت

سب سے پہلی امتیازی چیز جو نفس میں پیدا ہوتی ہے جس سے حیوان ناطق حیوان مطلق سے جدا ہو جاتا ہے

Marfat.com

اُن اشیا کا فہم ہے جن کا ادراک حواس خمسہ سے ہوتا ہے، مثلاً:

(۱) یہ جاننا کہ خوشبو اُس کی طبیعت کو پسند ہے اور بدبو ناپسند۔

(۲) یہ جاننا کہ سرخ اور چیز ہے اور سبز زرد سفید و سیاہ اور چیز ہے

(۳) کھردری اور چکنی چیزیں، ٹھوس اور دردری اور لیسدار ہیں، اور سرد وگرم اور شدید گرم اشیا میں فرق محسوس کرنا۔

(۴) شیریں، ترش، تلخ، نمکین، کھٹی، کھاری، پھیکی، خوشگوار اور زبان پر خارش پیدا کرنے والی چیزیں میں فرق کرنا۔

حواس خمسہ	محسوسات کے لیے حواس کے ہی ادراکات ہیں جو پانچ قسم کے ہیں، اور حواس خمسہ سے تعلق رکھتے ہیں،
حاسۂ سادسہ	ایک چھٹا ادراک نفس کو بدیہیات کا علم ہوتا ہے مثلاً یہ جاننا کہ جزو کل سے کم ہوتا ہے، چھوٹے بچے کو جب تم اُس کی تمیز کی ابتدائی حالت میں دو کھجوریں دو تو وہ روتا ہے

اور جب تیسری کھجور کا اضافہ کر دیتے ہو تو خوش ہو جاتا ہے، یہی اس کا یہ جاننا ہے کہ "کل زیادہ ہوتا ہے جزو سے" اگرچہ وہ اس سے جو کچھ سمجھتا ہے اس کی حد معین کرنے سے بے خبر ہوتا ہے،

ادراک تضاد	یا یہ جاننا کہ دو متضاد چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں، مثلاً جب تم بچے کو زبردستی کھڑا کرو تو روئے گا اور بیٹھنے کے لیے مچلے گا، یہ اس فطری ادراک کی بنا پر واقع

ہوتا ہے کہ بچہ ناممکن سمجھتا ہے کہ وہ ایک ہی ساتھ کھڑا بھی رہے اور بیٹھا بھی رہے،

جسم واحد کے لیے مکان واحد	یا یہ جاننا کہ جسم واحد دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا۔ جب بچہ کسی مقام کی طرف جانا چاہے اور تم اُسے زبردستی روکو تو وہ روئے گا اور ایسی بات کہے گا جس کا مطلب

یہ ہوگا کہ مجھے جانے دو، یہ اس ادراک کی بنا پر ہے کہ وہ جب تک ایک

Marfat.com

مقام میں ہے وہ اس دوسرے مقام میں نہیں ہو سکتا جس کی طرف وہ جانا چاہتا ہے،

ایک مکان میں دو جسم

یا یہ جاننا کہ دو جسم مکان واحد میں نہیں ہو سکتے، مکان وہی ہے جس میں ایک جسم سمائے، تم دیکھو گے کہ بچہ جس مقام پر بیٹھنا چاہتا ہے اگر وہاں دوسرا بچہ بیٹھا ہے تو وہ آپس میں جھگڑتا ہے، کیونکہ آسے اس بات کا علم ہے کہ جب تک اس مکان میں کوئی اور ہے وہاں اس کی گنجایش نہیں ہے، وہ اس مقام سے جہاں وہ خود بیٹھنا چاہتا ہے دوسرے کو ڈھکیلتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جب تک اس مکان میں کوئی رہے گا جو اسے مشغول رکھے تو اُس کے اس مکان میں رہنے تک اُس کے لیے گنجایش نہیں ہے۔

طول و قصر

جب تم بچے سے کہو کہ "جو کچھ اس دیوار پر ہے لے لو" اگر اُس کا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچ سکتا ہو تو وہ کہے گا کہ میں اسے نہیں پا سکتا، اُس کا یہ کہنا یہ جاننے کی وجہ سے ہے کہ طویل اس چیز سے زاید ہوتا ہے جس کی مقدار اس سے کم ہو۔

احاطہ

تم بچے کو اس شے کی طرف جاتے دیکھتے ہو جس کے پاس وہ پہنچنا چاہتا ہے، اور یہی اُس کا یہ جاننا ہے کہ انتہا والی چیز کا احاطہ کیا جا سکتا ہے، اور چل کر اُس کے پاس تک پہنچا جا سکتا ہے، اگرچہ وہ اُس سے جو کچھ سمجھتا ہے اُس کے ادا کرنے کے لیے ابھی عبارت نہیں پاتا۔

علم غیب

یا یہ جاننا کہ "غیب کا علم کسی کو نہیں" یہ اس طرح کہ جب تم بچے سے کوئی ایسی بات دریافت کرو جو وہ نہ جانتا ہو تو وہ صاف انکار کر دے گا، اور کہے گا کہ میں نہیں جانتا۔

امتیاز حق و باطل

منجملہ اس کے حق و باطل میں فرق کرنا ہے، جب بچے کو کوئی خبر دی جائے تو بعض اوقات تم اُس کی یہ کیفیت دیکھو گے کہ وہ اس کی تصدیق نہ کرے گا تاوقتیکہ وہ اُس کے نزدیک کسی دوسرے مخبر کے ذریعے سے ثابت نہ ہو جائے، اور کبھی

Marfat.com

دیکھو گے کہ وہ تصدیق کرتا ہے اور اس سے مطمئن ہو جاتا ہے۔

وقوع زمانی منجملہ اس کے بچے کا یہ جاننا ہے کہ جب کوئی شے ہوگی تو وہ کسی نہ کسی زمانے ہی میں ہوگی، جب تم اس سے کسی واقعے کا ذکر کرو تو وہ کہتا ہے کہ یہ کب ہوا، اور جب تم اس سے یہ کہو کہ تم نے فلاں فلاں کام نہیں کیے تو وہ کہتا ہے کہ میں اسے نہیں کر سکتا تھا، یہ اس کے اس علم کی وجہ سے ہے کہ کوئی شے جو اس عالم میں ہوگی وہ کسی نہ کسی زمانے ہی میں ہوگی،

طبایع اشیاء وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ اشیا کی طبایع ہوتی ہیں، اور ایک ماہیت ہوتی ہے جس پر وہ موقوف ہوتی ہیں اور اس سے متجاوز نہیں ہوتیں، تم بچے کو دیکھتے ہو کہ جب وہ کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جسے نہیں پہچانتا تو کہتا ہے کہ "یہ کیا چیز ہے" پھر جب اُسے سمجھا دیا جاتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے،

فعل وفاعل منجملہ اس کے بچے کا یہ جاننا ہے کہ کوئی فعل بغیر فاعل کے نہیں ہوتا، جب وہ کوئی کام دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ کس نے کیا، اور وہ ہرگز اس پر قناعت نہیں کرتا کہ یہ کام بغیر کسی کرنے والے کے ہو گیا، اور جب وہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ تمھیں یہ چیز کس نے دی۔

صدق وکذب خبر منجملہ اس کے بچے کا یہ سمجھنا ہے کہ خبر میں صدق بھی ہوتا ہے اور کذب بھی، تم دیکھو گے کہ جب اُسے خبریں دی جائیں تو وہ کبھی کسی کی تکذیب کرتا ہے کبھی کسی کی تصدیق کرتا ہے اور کبھی کسی خبر میں توقف کرتا ہے، یہ تمام امور انسان کی پیدائش کے ابتدائی زمانے میں ہر شخص کے مشاہدے میں آتے رہتے ہیں۔

یہ عقل کے وہ ابتدائی مراحل ہیں جن میں کسی صاحب عقل کو اختلاف نہیں، کچھ ایسے امور اور بھی ہیں جو مذکورہ بالا امور کے علاوہ ہیں، تم بھی جب تفتیش کرو گے تو پاؤ گے، ہر صاحب عقل ان کو اپنے اندر بھی تمیز کرے گا، اور

Marfat.com

دوسرے کے اندر بھی، حالانکہ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ ان تمام اشیا کا علم دلائل میں سے کس دلیل سے حاصل ہوا، اور کوئی صاحب تمیز صحیح اس میں بھی شک نہ کرے گا کہ یہ تمام امور صحیح ہیں جن میں کوئی شبہہ نہیں ہے۔

فسادِ تعقل

البتہ ان امور کے علم صحیح کے بعد وہی شک کرے گا جس کی عقل پر کوئی آفت آگئی ہو اور اس کی قوت تمیز فاسد ہوگئی ہو، یا وہ عقول فاسدہ کی طرف مائل ہوگیا ہو، یہ بھی ایک آفت ہی ہے جو اُس کی قوت تمیزی میں داخل ہوگئی ہے۔ مثلاً وہ آفت جو اُس شخص پر آجاتی ہے جس کو صفرے کا ہیجان ہو تو وہ شہد کو بھی تلخ محسوس کرے گا، اور وہ شخص جس کی آنکھ میں پانی اترنا شروع ہوگیا ہو تو وہ ایسی خیالی چیزیں دیکھے گا جن کی کوئی حقیقت نہ ہوگی، اسی طرح وہ تمام آفتیں جو حواس میں داخل ہوجاتی ہیں،

استدلال سے بے نیاز

یہ مقدمات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ ایسے صحیح ہیں جن میں کوئی شک نہیں اور نہ ان پر کوئی دلیل طلب کرنے کی گنجایش ہے، اس کے سوا کہ کوئی مجنون ہو یا ایسا جاہل جو حقایق اشیا ہی نہ جانتا ہو، اور بچہ بھی اس سے زیادہ واقف ہوگا، یہ وہ امر ہے جس کے اقرار میں روئے زمین کے تمام خرد و بزرگ مساوی ہیں، اس کے سوا جس کے حواس نے اُسے مغالطہ دیا ہو اور اُس کی عقل نے اُس کی مخالفت کی ہو، تو اُس کا شمار تو مجنونوں میں ہے، اس لیے کہ کسی شے پر استدلال کرنا لامحالہ کسی زمانے ہی میں ہوگا، ضروری ہے کہ اس کی بداہت کو اول عقل سے جانے، کیونکہ بداہت عقل سے یہ معلوم ہے کہ اس عالم میں جو شے بھی ہوگی وہ کسی نہ کسی وقت میں ہوگی، اور اس عالم میں نفس کے تمیز کرنے کے ابتدائی اوقات اور ہمارے مذکورۂ بالا امور کے نفس کے ادراک کرنے کے درمیان قطعاً کوئی مہلت نہیں، نہ تھوڑی نہ بہت، جیسے ہی نفس میں تمیز کی قوت آتی ہے ویسے ہی وہ محسوسات و بدیہیات کو بغیر کسی مہلت کے جاننے لگتا ہے اور نہ اس کی کوئی گنجایش ہے۔

Marfat.com

ترتیب مقدمات

یہ ثابت ہوگیا کہ یہ ایسے بدیہیات ہیں جن کو اللہ نے نفس میں ڈال دیا ہے اور قطعاً ان پر استدلال کی کوئی گنجائش نہیں، سوائے اس کے کہ انھیں مقدمات سے استدلال کیا جا سکتا ہے، اور کوئی شے ان مقدمات کی طرف رجوع کیے بغیر صحیح نہیں ہوسکتی۔

استنتاج

ان مقدمات میں سے جب کوئی مقدمہ کسی شئے کی صحت کی گواہی دے تو وہ صحیح اور یقینی ہے، اور جس کی صحت کی شہادت نہ دے وہ باطل وغیر معتبر ہے۔ البتہ ان مقدمات کی طرف رجوع کرنا کبھی قریب سے ہوتا ہے اور کبھی بعید سے، جو قریب سے ہوتا ہے وہ ہر شخص کے لیے ظاہر اور اُس کا سمجھنا آسان ہوتا ہے جب مقدمات مذکورہ بعید ہوں تو استدلال کا کام دشوار ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس میں غلطی واقع ہو جاتی ہے، اور اس سے وہی بچتا ہے جس کی فہم و تمیز قوی ہے۔ با ایں ہمہ یہ ہمارے اس دعوے میں خلل انداز نہیں کہ جو شئے ہمارے مذکورہ بالا مقدمات میں سے کسی مقدمے کی طرف رجوع کرے وہ حق ہے، جیسا کہ یہ مقدمہ حق ہے کہ ان دونوں کے حق ہونے میں کوئی فرق نہیں، اس کی مثال اعداد کی ہے، کہ جب اعداد کم ہوتے ہیں تو ان کا جمع کرنا سہل ہوتا ہے، جب اعداد زیادہ ہوں اور ان کے جمع کرنے میں عمل کثیر کرنا پڑے تو یہ دشوار ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس میں غلطی واقع ہو جاتی ہے اور اس سے وہی بچتا ہے جو کافی طور پر ماہر حساب ہوتا ہے، جب قریب بھی ہو اور بعید بھی تو وہ بھی مبنی بر حقیقت ہے، ان میں سے کسی کو گھٹا بڑھا نہیں سکتے، ہمارا ذکر کیا ہوا کوئی مقدمہ کسی دوسرے مقدمے کے نہ معارض ہے اور نہ وہ اس کے معارض ہے جو صحت کے ساتھ کسی دوسرے مقدمے کی طرف رجوع ہو، یہ سب بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ نفس کا یہ جاننا کہ علم غیب کے کوئی معارض نہیں ہوتا صحیح ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص زمانہ دراز تک کوئی جھوٹی خبر بیان کرتا رہے، پھر وہ شخص آئے جس نے اس پہلے شخص سے نہیں سنا، اور وہ بھی بعینہ اسی خبر کو

Marfat.com

جیسی کہ وہ تھی بیان کرے کہ نہ اس میں کچھ زیادہ کرے اور نہ کم، کیونکہ اگر یہ ممکن ہو تو اس قسم کی خبر بیان کرنے والا لامحالہ عالم الغیب ہوگا، اس لیے کہ علم غیب کی حقیقت یہی ہے، جو ایسی چیز کی خبر دیتا ہے جس کو خبر دینے والا نہیں جانتا کہ وہ کس طور پر ہے، اور بے شبہ یہ ایسا ہی ہے،

ہر وہ خبر جس کو دو یا زیادہ اشخاص بیان کریں جو دونوں بالکل مکان و زمان کے اعتبار سے بھی جدا ہوں اور ہمیں یقین ہے کہ یہ دونوں جمع نہیں ہوئے، اور نہ یہ دونوں شاعر تھے، پھر بھی ان دونوں نے اس خبر میں اختلاف نہیں کیا تو بالبداہت یہ معلوم ہوگا کہ یہ خبر حق ہے، یقینی ہے اور وہ قطعی غیبی ہے، اسی ذریعے سے ہم نے مرنے والے کی موت اور پیدا ہونے والے کی ولادت اور معزول ہونے والے کی برطرفی اور مقرر ہونے والے کے تقرر اور بیمار کی بیماری اور تندرست کی صحت اور مصیبت زدہ کی مصیبت اور ان شہروں کو اور واقعات کو جو ہم سے اوجھل ہیں اور بادشاہوں کو اور انبیاء علیہم السلام کو اور اُن کی پرہیزگاریوں کو اور علما اور اُن کے اقوال کو اور فلاسفہ کو اور ان کی حکمتوں کو صحیح طور پر جانا ہے، ان امور میں جو نقل کیے گئے کسی ایسے شخص کے نزدیک کوئی شک نہیں جس کی عقل اُس کا حق ادا کرتی ہو، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، وباللہ التوفیق۔

Marfat.com

باب سوفسطائیہ

منکرین حقایق اشیاء

متکلمین سابقین نے بیان کیا ہے کہ سوفسطائیہ تین قسم کے ہیں،
ایک وہ ہیں جو بالکل حقایق کی نفی کرتے ہیں،
ایک وہ ہیں جو ان میں شک کرتے ہیں،
اور ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ حقایق حق ہیں جس کے نزدیک حق ہیں، اور باطل ہیں جس کے نزدیک باطل ہیں،
اُن کے اعتراضات میں سے جو قابل اعتماد اعتراض بیان کیا گیا ہے وہ محسوسات میں حواس کا اختلاف ہے جیسا کہ ایک ہی دکھائی دینے والی چیز کا جو اس کے نزدیک ہے بڑا دکھائی دینا اور جو اُس سے دور ہے اُسے چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور جیسا کہ صفراوی بخار والے کا شیریں ذایقے کی چیز کو تلخ محسوس کرنا ہے، اور جو خواب میں نظر آتا ہے جس میں اُس کے دیکھنے والے کو شک نہیں ہوتا کہ یہ حق ہے، باوجودیکہ وہ دور و دراز شہروں میں سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

ان سب باتوں کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ باہمی گفتگو اور مبادلۂ علم اہل علم ہی سے ہوتا ہے، اور حس عقل دونوں کے فرق پر شاہد ہے جو سونے والے کے خیال میں گزرتا ہے اور جو بیدار کو معلوم ہوتا ہے، کیونکہ خواب میں ان حدود کے مطابق جو اشیائے معروفہ میں معین و مقرر ہیں استعمال کا جاری رکھنا نہیں ہوتا، اُن کا ہمیشہ ایک ہی صفت پر رہنا بیداری میں نہیں ہوتا، اسی طرح حس شہادت دیتی ہے کہ کسی محسوس کا اپنی صفت لازمہ سے کسی حس کے تحت بدل جانا یہ محض کسی ایسی آفت کی وجہ سے ہوتا ہے جو محسوس کرنے والے کی حس میں ہے نہ کہ محسوس میں جاری ہے، یہ سب ایک ہی مرتبے پر ہے جو بدلتا نہیں، اور یہ وہی بداہت و مشاہدات ہیں جن پر کسی دلیل کا طلب کرنا جائز نہیں، کیونکہ اگر ہر برہان (دلیل) پر برہان طلب کریں تو یہ طریقہ موجودات کے ایسے وجود کو چاہے گا جس کی کوئی حد و انتہا نہ ہو، اور ایسی اشیا کا وجود جن کی انتہا نہ ہو محال ہے، جس کے لیے کوئی سبیل نہیں، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ جو شخص برہان پر برہان طلب کرتا ہے وہ محال کا ناطق ہے، اس لیے کہ جب ایسا کہا جائے گا تو یہ کسی اور برہان کو ثابت کرے گا، پھر جب ہم اس برہان پر ٹھہر جائیں گے جو ثابت ہو تو اسے اس کا ماننا ضروری ہوگا، اور اگر یہ برہان کسی برہان کو ثابت نہ کرسکے تو ایسی چیز کے طلب کرنے کی کوئی وجہ نہیں جو اس (برہان) کو ثابت نہ کرسکے، اگر وہ اسے پا بھی لے،

انکار حقیقت

حقایق کا انکار کرنا تو عقل و حس کی مخالفت کرنا ہے، ان لوگوں کے رد کے لیے یہی کافی ہے کہ ان سے کہا جائے کہ تمھارا یہ کہنا کہ "اشیا کی کوئی حقیقت نہیں" حق ہے یا باطل؟ اگر وہ کہیں کہ حق ہے تو انھوں نے خود ہی ایک حقیقت کو ثابت کر دیا، اور اگر کہیں کہ حق نہیں ہے تو انھوں نے خود ہی اپنے قول کی غلطی کا اقرار کیا، اور خود بخود اپنے مدمقابل کو اپنے جواب سے بے نیاز کر دیا، مشککین جو شک کرنے والے ہیں ان سے کہا جائے کہ آیا تمھارا شک موجود صحیح ہے

Marfat.com

یا غیر صحیح وغیر موجود ہے، اگر کہیں کہ وہ موجود صحیح ہے تو انھوں نے ایک حقیقت کو ثابت کر دیا، اور اگر وہ کہیں کہ غیر موجود ہے تو انھوں نے اپنے شک کی نفی کر دی اور اسے باطل کر دیا، شک کے باطل کرنے میں حقایق کا اثبات ہے، یا شک کے باطل کرنے کا یقین ہے، ہم نے اللہ کی مدد سے ایک قول کے باطل کرنے کو شک کے باطل کرنے سے مقدم رکھا ہے، اب سوائے اثبات کے کچھ نہ رہا۔

ضابطۂ احقاق و ابطال

جو یہ کہتا ہو کہ یہ اشیا حق ہیں جس کے نزدیک حق ہیں، اور باطل ہیں جس کے نزدیک باطل ہیں، اس سے کہنا چاہیے کہ کوئی شے کسی شخص کے اس اعتقاد سے کہ وہ حق ہے حق نہیں ہوتی جیسا کہ وہ کسی شخص کے اس اعتقاد سے کہ وہ باطل ہے باطل نہیں ہوتی، کوئی شے موجود و ثابت ہونے ہی سے حق ہوتی ہے خواہ کوئی یہ اعتقاد کرے کہ وہ حق ہے یا یہ اعتقاد کرے کہ وہ باطل ہے، اور اگر اس کے سوا ہو تو پھر ایک ہی شے اپنی ذات کے اعتبار سے ایک ہی حال میں موجود بھی ہوگی اور معدوم بھی، یہ بالکل محال ہے۔

جب وہ لوگ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ اشیا حق ہیں جس کے نزدیک وہ حق ہیں، منجملہ ان اشیا کے جن کے متعلق یہ اعتقاد کیا جاتا ہے کہ وہ حق ہیں جس کے نزدیک حق ہیں اس شخص کے اس قول کا بطلان بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ حقایق اشیا باطل ہیں، حالانکہ وہ اقرار کر چکے ہیں کہ اشیا حق ہیں جس کے نزدیک وہ حق ہیں، ان لوگوں کے قول کا بطلان بھی تو انھیں اشیا میں ہے، اس لیے گویا انھوں نے اپنے قول کے بطلان کے حق ہونے کا اقرار کر لیا، باوجود اس کے کہ اس کی قطعاً کوئی گنجایش نہیں کہ کوئی صاحب عقل ان اقوال کا اعتقاد رکھے، کیونکہ خود اسی کی حس اس کے خلاف شہادت دیتی ہے، ممکن ہے کہ بعض لاجواب ہونے والے لوگ مطبوعہ مصر اس کی پناہ لے لیں، وباللہ التوفیق۔

Marfat.com

قائلین ازلیّت عالم

منکرین صانع

دو میں سے ایک وجہ سے عالم خالی نہیں۔

یا تو عالم ازلی و قدیم ہو گا۔

یا حادث ہو گا کہ پہلے نہ تھا پھر ہو گیا۔

ایک گروہ تو اس طرف گیا ہے کہ عالم ازلی و قدیم ہے یہ لوگ دہری ہیں، بقیہ اس طرف گئے ہیں کہ وہ حادث ہے۔

اللہ کی مدد و قوت سے عالم کو ازلی و قدیم ماننے والوں کی ہر حجت کو جس سے انھوں نے فساد برپا کیا ہے اس کے متعلق ان کے مکمل اعتراضات سے ہم شروع کرتے ہیں، اس کے بعد اللہ کی مدد سے اس کے مفاسد بیان کریں گے جب یہ قول کہ عالم ازلی ہے باطل ہو جائے گا تو حدوث کو صحیح و ضروری ماننا پڑے گا، کیونکہ کسی تیسرے عقیدے کی کوئی گنجایش ہی نہیں، لیکن ہم اسی پر قناعت نہ کریں گے کہ صرف ازلیت کا بطلان کر دیں، بلکہ واضح دلایل اور نتایج موجبہ اور قضایائے ضروریہ حدوث عالم کے ثبوت میں لائیں گے،

Marfat.com

ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

حدوث پر اعتراض

حدوث عالم پر ایک اعتراض یہ ہے کہ ہم نے کوئی شے ایسی نہیں دیکھی جو کسی شے سے یا کسی شے میں پیدا نہ ہوئی ہو، جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ ایک ایسی چیز کا دعوی کرتا ہے جس کا نہ مشاہدہ ہوا اور نہ ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی حادث اجسام جواہر اور اعراض سے خالی نہیں، جو کچھ عالم میں موجود ہے یہی عرض وجوہر اس کا کل (مجموعہ) ہے، اگر عالم حادث ہے تو یا تو محدث (خالق) نے اسے اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ (خالق) خود اس کی علت ہے، یا اس کے احداث (وخلق) کی کوئی دوسری علت ہے، اگر اس کے احداث کی علت خود محدث ہے تو عالم ازلی ہوگا کیونکہ محدث بھی ازلی ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی علت ہے، علت کبھی اپنے معلول سے جدا نہیں ہوتی، اور جو شے ازلی وقدیم سے جدا نہ ہو وہ بھی ازلی ہے کیونکہ وہ بربنائے معیت اس کی مثل ہے اس لیے ثابت ہوگیا کہ عالم ازلی ہے۔

اگر اس کو خالق نے کسی دوسری علت کی وجہ سے پیدا کیا ہے تو یہ دوسری علت بھی دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہ ہوگی۔

یا تو یہ ازلی ہوگی۔

یا حادث ہوگی۔

اگر ازلی ہوگی تو اس کا معلول بھی ازلی ہوگا، لہذا عالم بھی ازلی ہوگا۔ اور اگر یہ علت حادث ہے تو اس کے حدوث میں بھی وہی لازم آئے گا جو تمام اشیا کے حدوث میں لازم آئے گا کہ آیا ان کے خلق کی علت خود خالق ہے یا کوئی دوسری علت ہے، اگر یہ کسی دوسری علت سے پیدا ہوئی ہے تو یہی اس علت کی علت میں بھی لازم آئے گا، اور اسی طرح ہمیشہ جاری رہے گا، اس سے ایسی مخلوقات کا وجود لازم آئے گا جن کی کوئی ابتدا نہ ہو، کہتے ہیں کہ یہی ہمارا قول ہے، اگر اس علت کے پیدا ہونے کی

Marfat.com

علت خود محدث ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ یہ علت بھی ازلی ہے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اجسام کا کوئی خالق ہوگا تو تین میں سے ایک وجہ سے خالی نہ ہوگا،

یا تو وہ من جمیع الوجوہ انہیں اجسام کے مثل ہوگا۔

یا من جمیع الوجوہ ان اجسام کے مغایر ہوگا۔

یا بعض وجوہ سے مثل ہوگا اور بعض وجوہ سے مغایر۔

اگر وہ من جمیع الوجوہ اجسام کے مثل ہوگا تو لازم آئے گا کہ وہ بھی انہیں اجسام کی طرح حادث و مخلوق ہو جب وہ حادث و مخلوق ہوگا تو پھر اس کے خالق و محدث میں ہمیشہ یہی کلام رہے گا،

اور اگر وہ بعض وجوہ سے مثل ہے اور بعض وجوہ سے مغایر، تو بھی اُسے بعض وجوہ کی مماثلت کی وجہ سے وہی حدوث لازم ہوگا جیسا کہ من جمیع الوجوہ مماثلت کی وجہ سے حدوث لازم آیا تھا، کیونکہ وہ حدوث جو بعض وجوہ کے لیے لازم ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے کل وجوہ کے لیے، اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

اور اگر وہ من جمیع الوجوہ اجسام کے مغایر ہے تو پھر اس کے لیے ان کا پیدا کرنا ہی محال ہے، کیونکہ یہ اجسام تو درحقیقت اس کی ضد اور متناقض ہوئے، یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص کوئی ایسا کام کر سکے جو من جمیع الوجوہ اس کے مغایر ہو، جیسا کہ آگ ٹھنڈک کو نہیں پیدا کر سکتی۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عالم کا کوئی فاعل ہے تو یا اُس کا یہ فعل (خلق عالم) حصول منفعت کے لیے ہے، یا دفع مضرت کے لیے، یا محض طبعی ہے، یا ان میں سے بغیر کسی وجہ کے ہے۔

اگر اُس کا یہ فعل حصول منفعت یا دفع مضرت کے لیے ہے تو وہ بھی منافع و مضار کا محل بن جائے گا، اور تمہارے نزدیک یہی صفت مخلوقات کی ہے، لہٰذا مخلوقات کی طرح وہ بھی حادث و مخلوق ہو جائے گا۔

Marfat.com

اگر اُس کا یہ فعل طبعی ہے تو طبیعت ہی اس کی موجب ہوگی، جو اس کی وجہ سے پیدا ہوئی، پھر اس کا فعل بھی اس کے ساتھ ازلی ہوگا۔
اور اگر اُس کا یہ فعل ان میں سے بغیر کسی وجہ کے ہے تو یہ خلاف عقل ہے اور جو چیز خلاف عقل ہو وہ محال ہے۔
یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اجسام کو حادث مانا جائے تو لازم آئے گا کہ ان کا محدث ان کے پیدا کرنے کے قبل ترک احداث کا فاعل بنے، اور ترک احداث اس سے خالی نہیں کہ وہ یا جسم ہوگا یا عرض، اس سے یہ لازم آئے گا کہ اجسام و اعراض ازلی ہیں۔
بس یہی پانچ خرافات ہیں جو قائلین دہریت کی شرر ریزی کا مجموعہ ہیں جن کو ہم نے اُن کے لیے تلاش کر کے جمع کر دیا ہے، اللہ کی مدد و قوت سے ہم ان کے ساتھ مناظرہ شروع کرتے ہیں اور ان کی ایک ایک دلیل کو توڑ ڈالتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

فساد اعتراض اول

تکوین اشیا

جو یہ کہتا ہے کہ ہم نے کوئی شے ایسی نہیں دیکھی جو کسی شے سے یا کسی شے میں پیدا نہ ہوئی ہو اس سے بحول اللہ و قوتہ پوچھنا چاہیے کہ کیا تمھارے نزدیک کسی شے کی حقیقت کا بغیر طریق رویت و مشاہدہ ادراک کیا جا سکتا ہے، یا حقایق میں سے کسی شے کا ادراک بغیر طریق رویت کے ہو ہی نہیں سکتا؟

اگر وہ یہ کہیں کہ بغیر طریق رویت و مشاہدے کے بھی حقایق کا ادراک ہو سکتا ہے تو انھوں نے آپ ہی اپنا استدلال ترک کر دیا اور اسے باطل کر ڈالا کیونکہ انھوں نے وجود اشیا کو بغیر طریق رویت و مشاہدے کے مان لیا، حالانکہ اس کے قبل وہ اس کی نفی کر چکے تھے، وہ جب استدلال کی طرف رجوع کریں گے اس باب میں مناظرہ کیا جائے گا، مگر ان کی دلیل تو بحمد اللہ باطل ہو گئی،

اگر وہ کہیں کہ نہیں، بلکہ شے کا ادراک بغیر مشاہدے کے بھی ہو سکتا ہے تو ان سے کہا جائے کہ آیا کبھی تم نے ازلی چیز کو بھی دیکھا ہے، لامحالہ وہ "ہاں" کہیں گے یا "نہیں"، "نہیں" کہے، اگر وہ "نہیں" کہیں تو انھوں نے

Marfat.com

سچ تو کہا، مگر اپنا استدلال بھی خود ہی باطل کر دیا، اگر "ہاں" کہیں تو انھوں نے عقل کی مخالفت کی، اور ایک ایسی چیز کا دعویٰ کیا جس کے مشاہدے کی کوئی گنجایش نہیں، کیونکہ اس قول کے قائل کا مشاہدہ ایک ایسی چیز کا ہے جو بے شبہہ تمام اشیا کے لیے ذات اول ہے، اور جس کا کوئی اول ہو وہ چیز ازلی نہیں ہو سکتی، کیونکہ ازلی وہی ہو سکتی ہے جس کا کوئی اول نہ ہو اور یہ ناممکن ہے کہ ایسی ذات جس کا کوئی اول ہو اس ذات کا علی الاتصال مشاہدہ کر سکے جس کا کوئی اول نہ ہو، الحمد للہ یہ استدلال بھی ہر طرح باطل ہو گیا،

Marfat.com

فساد اعتراض ثانی

حدوث عالم

جو یہ کہتا ہو کہ حدوث عالم اس سے خالی نہیں کہ اُس کی علت یا تو خود خالق ہے یا کوئی دوسری علت ہے، اُس سے کہا جائے کہ یہ حصر و تقسیم ہی ناقص ہے، اس لیے کہ ایک تیسری قسم رہ جاتی ہے، وہ یہ کہ نہ تو خالق علت ہے اور نہ قطعاً کوئی اور علت ہے، بلکہ اُس نے جس طرح چاہا پیدا کر دیا اس لیے کہ مذکورۂ بالا یہ دونوں قسمیں کہ عالم کی علت خود خالق ہے یا کوئی دوسری علت ہے، پہلے ہی باطل ہو چکی ہیں، علت یا تو فعل کو واجب کرتی ہے یا ترک فعل کو، اللہ تعالیٰ فعل کرتا ہے، اور فعل نہیں کرتا، لہٰذا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ نہ تو اُس کے فعل کے لیے قطعاً کوئی علت ہے اور نہ ترک فعل کے لیے، الحمدللہ کہ یہ فساد بھی باطل ہو گیا،

اگر وہ کہیں کہ باری تعالیٰ کا ازل میں کسی فعل کا ترک کرنا بھی تو اُسی کا فعل ہے لہٰذا اُس کا یہ فعل بھی جس کا نام ترک ہے ازلی ہوا، بتوفیق الٰہی ہم کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کا ترک فعل ہرگز فعل نہیں جیسا کہ ہم انشاء اللہ اسے فساد اعتراض خامس کے ساتھ بیان کریں گے۔

Marfat.com

فساد اعتراض ثالث

خلق اجسام

جو یہ کہتا ہے کہ اگر اجسام کا کوئی خالق ہوگا تو تین میں سے ایک وجہ سے خالی نہ ہوگا۔

یا تو وہ من جمیع الوجوہ ان اجسام کے مثل ہوگا۔

یا بعض وجوہ سے۔

یا بالکل مغایر ہوگا۔

ایسے قائلین سے کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ من کل الوجوہ ان اجسام کے مغایر ہے، اس پر تمہارا یہ اعتراض کہ یہ تو حقیقۃً ضد ونقیض ہوئی، اور ضد اپنی ضد کو نہیں پیدا کرسکتا، جیسا کہ آگ ٹھنڈک نہیں پیدا کرسکتی، محض اعتراض فاسد ہے، کیونکہ باری تعالیٰ کی یہ صفت نہیں ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی ضد ہے، ضد تو وہ ہے جو حمل تضاد کا محمول ہو، اور تضاد یہ ہے کہ دو چیزیں ایک ہی جنس کے تحت میں بُعد کے دو طرفوں میں تقسیم ہوں، جب ایک ضد واقع ہوتی ہے تو دوسری ضد مرتفع ہو جاتی ہے، اور یہ وصف باری تعالیٰ سے

Marfat.com

بعید ہے، کیونکہ ضدین کے لیے یہ ضروری ہے کہ جمع تو نہ ہوں مگر ایک کے ہٹنے کے بعد دوسری اس کی جگہ لے سکے، خالق و مخلوق میں یہ محال ہے، نہ خالق مخلوق کی جگہ لے سکتا ہے نہ مخلوق خالق کی، اور نہ مخلوق و خالق ایک جنس کے تحت ہیں،

تضاد مثلاً سبزی و سفیدی ان دونوں کا جامع لون (رنگ) ہے، یا فضیلت و رذیلت کہ ان دونوں کی جامع کیفیت و خلق ہے، ضدین ہمیشہ عرض ہوتی ہیں جو ایک جنس کے تحت میں ہوں۔

(فلسفے میں قایم بالغیر کو عرض اور قایم بالذات کو جوہر کہتے ہیں، عرض کو علم نحو میں صفت اور جوہر کو ذات کہتے ہیں، یعنی جو چیز اپنے وجود کے لیے کسی دوسرے کے وجود کی محتاج ہے وہ عرض ہے یا صفت ہے، مثلاً علم، سردی، سرخی، نیکی، بدی، وغیرہ، جو بغیر اپنے موصوف کے پائی نہیں جاتی، اور جوہر و ذات مثلاً درخت، پہاڑ، انسان وغیرہ، یہ اور بات ہے کہ ہماری نظر ہمیشہ عرض ہی کو دیکھتی ہے اور جوہر کو نہیں دیکھ سکتی، مثلاً پہاڑ یا درخت کو جو ہم دیکھتے ہیں تو درحقیقت ہم اُن کے خاکی و سبز رنگ کو دیکھتے ہیں، ان کی ذات کو نہیں دیکھتے)۔

ایسے تمام امور خالق عزوجل سے منفی ہیں، ہذا بالبداہت خالق عزوجل کا اپنی مخلوق کی ضد ہونا باطل ہو گیا،

یہ قول کہ "اگر خالق من جمیع الوجوہ اپنی خلق کے خلاف ہے تو وہ خلق کی ضد ہو گا" ایک قول فاسد ہے، کیونکہ ہر مغایر و مخالف ضد نہیں ہوتا، جوہر سوائے حدوث کے ہر طرح عرض کے خلاف ہے، مگر اس کی ضد نہیں ہے،

جس کا یہ قول ہے اس سے یہ بھی کہا جائے کہ تم فاعل و فعل کو کسی طور پر بھی ثابت مانتے ہو یا فاعل و فعل کے پائے جانے کی قطعاً نفی کرتے ہو، اگر وہ فاعل و فعل کی نفی کرے تو بلاشبہ اس نے مشاہدے کی نفی کر دی، اس لیے کہ وہ ماشی (چلنے والا) قائم (کھڑا ہونے والا) قاعد (بیٹھنے والا) اور متحرک و ساکن سب کا انکار کر رہا ہے، (جس میں فاعل و فعل جمع ہیں اور

Marfat.com

مشاہدے میں ہیں)، اور جو شخص اس کا انکار کرے وہ ایسے درجے میں ہے جس سے کلام ہی نہ کرنا چاہیے،

اور اگر وہ گفتگو میں فعل و فاعل کو ثابت مانے تو اس سے کہا جائے کہ آیا جسم سے فعل حرکت وسکون ہو سکتا ہے یا نہیں، اُسے لامحالہ "ہاں" کہنا پڑے گا، حالانکہ حرکت وسکون جسم کے مغایر و مخالف ہیں، مگر یہ اس کی ضد نہیں ہیں، کیونکہ حرکت وسکون کو جسم قطعاً ایک جسم کے تحت نہیں ہیں، البتہ حرکت وسکون اور جسم صرف حدوث کے تحت جمع ہو سکتے ہیں، لہذا اگر ہر مغایر ضد ہوا کرتا تو جسم بھی اپنی ضد یعنی حرکت وسکون کا فاعل ہوتا، یہ وہی بات ہے جسے یہ لوگ خود باطل کر چکے ہیں، اب بالبداہت یہ ثابت ہو گیا کہ ہر مغایر ضد نہیں ہوتا، اور یہ بھی کہ فاعل اپنے مغایر کر سکتا ہے بلکہ یہ ضروری ہے لہذا ان لوگوں کا یہ اعتراض بھی باطل ہو گیا، والحمد للہ رب العالمین،

Marfat.com

فسادِ اعتراض رابع

جلبِ منفعت و دفعِ مضرت

جو یہ کہتا ہے کہ اس سے خالی نہیں کہ "خالق اجسام نے یا تو اجسام کو منفعت حاصل کرنے کے لیے بنایا، یا مضرت دفع کرنے کے لیے، یا طبعی طور پر، یا ان میں سے بغیر کسی وجہ کے" اُس سے کہنا چاہیے کہ حصول منفعت یا دفع مضرت کے لیے جو فعل ہوتا ہے اُس کی فاعل و موصوف صرف مخلوق مختار ہی ہوتی ہے، فعل طبعی کی موصوف بھی مخلوق غیر مختار ہوتی ہے، اور مخلوقات کی تمام صفات کی اللہ تعالیٰ سے نفی کی گئی ہے جو اپنے ماسوا کا خالق ہے، لیکن دوسری قسم کہ "اُس نے اجسام کو اُن میں سے بغیر کسی وجہ کے پیدا کر دیا" یہی ہمارا قول ہے۔

جو یہ کہتا ہے کہ "ان میں سے بغیر کسی وجہ کے فعل (یعنی اجسام کا پیدا کرنا) خلاف عقل ہے" ہم اُس سے کہتے ہیں کہ خلاف عقل کہنے سے کیا مطلب ہے، کیا تمھاری مراد یہ ہے کہ ازروے حس و مشاہدہ خلاف عقل ہے، یا تم یہ کہتے ہو کہ یہ ازروے استدلال خلاف عقل ہے؟

137206

Marfat.com

اگر تم کہو کہ ازروے حس ومشاہدہ خلاف عقل ہے، تو ہم کہیں گے کہ تم سچے ہو، یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے اشیا کی ازلیت وقدامت جو ازروے حس ومشاہدہ خلاف عقل ہے، اور اگر تم کہو کہ یہ ازروے استدلال خلاف عقل ہے تو یہ محض تمھارا دعویٰ ہے جو محتاج دلیل ہے، اور دعویٰ جب اس طرح کا ہو تو وہ خود ساقط وغیر معتبر ہے، اس سے استدلال بھی ساقط وغیر معتبر ہوا، اور یہ کیسے معتبر ہوسکتا ہے، حالانکہ فعل ان میں سے بغیر کسی وجہ کے ممکن بھی ہے اور خیال میں بھی آسکتا ہے، اور ممتنع ومحال میں داخل نہیں ہے، جب ایسا ہے تو جو اس کا منکر ہے وہ غلطی پر ہے، اور اس کا قائل ہونا موافق عقل ہے، لہذا یہ اعتراض بھی ساقط ہوگیا۔

ازروے دلائل بدیہیہ جب باری تعالیٰ من کل الوجوہ اپنی تمام مخلوق کے مغایر ہے تو اُس کا فعل بھی من کل الوجوہ اپنی مخلوق کے افعال کے مغایر ہوگا، اور تمام مخلوق جو فعل کرتی ہے وہ یا تو طبعی طور پر کرتی ہے یا منفعت کے حصول کے لیے یا مضرت دفع کرنے کے لیے، لہذا ضروری ہے کہ باری تعالیٰ کا فعل ان سب کے مغایر ہو، وباللہ التوفیق،

Marfat.com

فسادِ اعتراضِ خامس

ترکِ فعل

جو یہ کہتے ہیں کہ "فاعل کا اجسام کے پیدا کرنے کو ترک کرنا (ترکِ فعل اجسام) بھی اس سے خالی نہیں کہ وہ (ترکِ فعل) یا جسم ہوگا یا عرض ہوگا" اُن سے کہنا چاہیے کہ یہ تقسیم فاسد اور کھلم کھلا باطل ہے، اس لیے کہ جسم تو طویل عریض اور عمیق ہوتا ہے، اور ترکِ فعل نہ طویل ہے نہ عریض اور نہ عمیق، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا ترکِ فعل جسم و عرض (جسم و عرض کو نہ بنانا) جسم نہیں ہے، عرض بھی وہی ہے کہ جسم کے اندر ہے اور محمول جسم ہے، اللہ تعالیٰ کا ترکِ فعل جسم و عرض (جسم و عرض کا نہ بنانا) محمول نہیں، یعنی یہ عرض کے اندر ہے نہ جسم کے اندر، لہٰذا یہ عرض بھی نہ ہوا، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا ترکِ فعل جسم و عرض نہ تو جسم ہے نہ عرض، بلکہ وہ عدم ہے، اور عدم نہ تو کوئی معنی ہیں اور نہ کوئی شے، اور اللہ تعالیٰ کا ترکِ فعل قطعاً فعل نہیں، بخلاف اس کی مخلوق کی صفت کے، اس لیے کہ مخلوق کا ترکِ فعل بھی فعل ہے،

اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بالکل بدیہی ہے کہ مخلوق کا ایک فعل کو

Marfat.com

ترک کرنا اُس کے دوسرے فعل کی وجہ سے ہوتا ہے، مثلاً جب کوئی فعل حرکت ترک کرے گا تو وہ فعل سکون کی وجہ سے کرے گا۔

یا مثلاً تارک اکل جب ہی ہوگا کہ آلات اکل کو بعض کو بعض کے نزدیک کرنے یا دور کرنے میں استعمال کرے اور کھانے کی جگہ ہوا کو داخل کرے۔

یا مثلاً تارک قیام جب ہی ہوگا کہ جب وہ کسی دوسرے فعل "قعود" وغیرہ میں مشغول ہو، لہذا یہ ثابت ہوگیا کہ باری تعالیٰ کا فعل اپنی مخلوق کے فعل کے مغائر ہے، اور اس کا ترک فعل قطعاً فعل نہیں، اس لیے ان لوگوں کا استدلال باطل ہوگیا، وباللہ التوفیق۔

وہ تمام امور جب باطل ہوگئے جن سے معترضین وابستہ تھے، اور اللہ کی مدد و تائید سے ان لوگوں کا کوئی فریب باقی نہیں رہا جس کا جواب نہ دیا گیا ہو، تو اب ہم اللہ عزوجل کی تائید سے حدوث عالم پر کہ عالم پہلے نہ تھا بعد کو پیدا ہوا کھلے ہوئے دلایل لانا شروع کرتے ہیں، اور اس کو ثابت کرتے ہیں کہ عالم کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو ازلی و قدیم ہے لا الٰہ الا ھو۔

Marfat.com

برہان اول

مخلوق کی تخلیق

اللہ کی توفیق سے ہم کہتے ہیں کہ ہر شخص جو عالم میں ہے اور ہر عرض (قائم بالغیر) جو شخص میں ہے، اور ہر زمانہ یہ سب متناہی ہیں (یعنی ان سب کی مقدار ہے)، اور ذو اول (اول والے) ہیں (یعنی اس سے پہلے کچھ اور تھا بعد کو یہ ہوئے)، یہ ایسی باتیں ہیں کہ حس و مشاہدہ سے ہم ان کو جانتے ہیں۔

شخص کا متناہی ہونا اُس کے بدن کے اول و آخر حصے کی پیمائش سے ظاہر ہے، کیونکہ عرض محمول ہے اور شخص اُس کا حامل، (جب عرض اپنے وجود میں شخص کی محتاج ہے تو اس کا متناہی ہونا شخص سے بھی واضح ہے) زمانے کا متناہی ہونا بھی موجود ہے، اس طرح کہ ماضی کے بعد اُس کا مستقبل شروع ہوتا ہے، اور ہر وقت اپنے وجود کے بعد فنا ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد دوسرا نیا وقت شروع ہوتا ہے، کیونکہ ہر زمانے کی انتہا آن پر ہوتی ہے، اور آن دو زمانوں کے درمیانی حد کو کہتے ہیں (جس کی نہ

Marfat.com

مقدار ہوتی ہے اور نہ وہ تقسیم ہوسکتی ہے) اس آن پر ماضی کی انتہا ہوتی ہے اور جو وقت اس کے بعد ہوتا ہے وہ مستقبل کی ابتدا ہے اسی طرح ہمیشہ ایک زمانہ ختم ہوتا ہے اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔

تمام زمانوں کا مجموعہ ایسے متناہی زمانوں سے مرکب ہوتا ہے جو ذو اول ہوتے ہیں،

اشخاص کا ہر مجموعہ بھی اجزائے متناہیہ سے مرکب ہے اور یہ بھی ذو اول ہے،

ہر وہ شے جو اجزائے متناہیہ ذات اوایل (اول والے) سے مرکب ہو تو سوائے اس کے اجزا کے وہ خود کوئی شے نہیں ہے، کیونکہ کل خود کوئی چیز نہیں، سوائے ان اجزا کے جن کی طرف اس کا انحلال ہوتا ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس (کل) کے اجزائے متناہیہ ذات اوایل ہیں، لہذا تمام مجموعے بھی متناہی و ذات اوایل ہوں گے۔

عالم کل کا کل، اس کے اشخاص اور اس کا مکان و زمان اور اس کے محمولات (یعنی اعراض وصفات)، کے سوا کچھ بھی نہیں، اور عالم سوائے ان اشیائے مذکورہ کے کوئی چیز نہیں، اس کے اشخاص و زمان و مکان اور اس کے محمولات سب کے سب ذو اول ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا، لہذا لامحالہ عالم بھی ذو اول و متناہی ہوا، کیونکہ اگر اس کے تمام اجزا بذریعہ حس و مشاہدہ ذو اول ہیں اور عالم خود غیر ذی اول ہے تو ہم بدیہات اور عقل و حس سے ثابت کر چکے ہیں کہ عالم سوائے اپنے اجزا کے اور کوئی شے نہیں ہے،

نتیجہ یہ نکلا کہ عالم ذو اول بھی ہے اور غیر ذی اول بھی، اور یہ بالکل محال ہے۔

اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ اجزائے عالم کے لیے اوایل محسوسہ ہیں، اور اجزائے عالم بھی وہی عالم ہے اور عالم غیر ذی اول ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اجزائے عالم کے لیے اول ہوگا، اول نہ ہوگا۔ اور

Marfat.com

یہ محال بلکہ بدحواسی ہے،

لہذا بالبداہت یہ ثابت ہو گیا کہ عالم کے لیے کوئی اول ہے، اس لیے کہ عالم کے تمام اجزا کے لیے اول ہے، اور عالم نام ہی اجزا کا ہے، اور اس کے سوا کوئی اور چیز نہیں ہے، وباللہ التوفیق،

Marfat.com

برہان ثانی

موجودات

ہر وہ شے جو بالفعل موجود ہے وہ عدد میں بھی محصور ہے اور اُس کی طبیعت بھی اُس کا احاطہ و احصا کیے ہوئے ہے، طبیعت وہ قوت ہے جو شے میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے اُس شے کی وہ کیفیات جاری ہوتی ہیں جو کیفیات اُس شے کی ہیں،

اگر تم اس تعریف کو مختصر کرنا چاہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ طبیعت شے کے اندر وہ قوت ہے جس کی وجہ سے وہ شے اپنی حالت پر پائی جاتی ہے،

عدد میں محصور ہونا یا طبیعت کے احصاء و احاطے میں ہونا یہ کسی شے کے متناہی ہونے کی صحیح دلیل ہے، کیونکہ جس شے کی نہایت و حد نہ ہو نہ اُس کا احصا ہو سکتا ہے نہ حصر، حصر و احصا کے معنی مُحصٰی و محصور کی دونوں طرفوں کو ملا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہیں،

عالم بالفعل موجود ہے، اور ہر محصور بالعدد و مُحصٰی بالطبیعۃ ذو نہایت (متناہی) ہوتا ہے لہذا کل عالم ذو نہایت (متناہی و محدود) ہوا، اس میں جو

Marfat.com

ایک مدت میں پایا جائے وہ بھی اور جو بہت سی مدتوں میں پایا جائے وہ بھی سب برابر ہیں کیونکہ یہ بہت سی مدتیں بھی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک مدت محدودہ ہے، دوسری مدت محدودہ کے متصل ہے، یہ چند محدود مدتوں سے مرکب ہوئیں، اور ہر وہ شے جو چند اشیا سے مرکب ہے درحقیقت وہی اشیا ہیں جن سے اسے ترکیب دیا گیا ہے، لہذا یہ سب محدود مدتیں ہوئیں، جیسا کہ ہم نے دلیل اول میں پہلے بیان کیا ہے،

ان سب سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ شے جس کی نہایت نہ ہو وہ موجود بالفعل نہیں ہو سکتی، اور جو چیز صرف موجود غیر متناہی کے بعد ہی پائی جاسکے اس کے وجود کا ابدی ودائمی ہونا بھی ناممکن ہے، اس لیے کہ اس میں بعدیت کا واقع ہونا ہی اس کا متناہی ہونا ہے، اور جو چیز غیر متناہی ہوتی ہے وہ "بعد" سے بری ہوتی ہے، لہذا کوئی شے جس کا وجود کسی شے کے بعد ہو وہ کبھی ابدی ودائم نہیں ہو سکتی، تمام اشیا اسی طرح موجود ہیں کہ ان میں بعض اشیا بعض کے بعد ہیں، اس لیے تمام اشیا ذونہایت و متناہی ہوئیں۔

ان دونوں دلیلوں پر اللہ ہی نے متنبہ فرمایا ہے، اور اسی نے اپنی حجت بالغہ سے ان دونوں کا حصر کر دیا ہے کہ "كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ"

Marfat.com

برہان ثالث

تحقیق تناہی

جو چیز غیر متناہی ہوتی ہے اُس میں زیادتی کی گنجائش نہیں ہوتی، کیونکہ زیادتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تم متناہی چیز میں کسی ایسی چیز کا اضافہ کرو جو اسی کی جنس سے ہو، جو یا تو اس کی تعداد کو بڑھاوے گا یا پیمایش کو، اگر زمانے کا اول نہ ہو تو اس سے اب وہ اپنے عدد میں متناہی ہو جائے گا، اُس وقت ہر وہ چیز جس نے اس میں اضافہ کیا اور جو آنے والا زمانہ اُس میں اضافہ کرے گا تو یہ سب عدد زمانہ میں کچھ اضافہ نہ کرے گا، اور یہ مشاہدہ ہے کہ وہ تمام سال جو ہمارے اس زمانے تک کہ ہشام المعتمد باللہ کی سلطنت کا زمانہ ہے (یہ اندلس کا بادشاہ تھا، ۳۶۶ھ میں پیدا ہوا اور ۴۳۰ھ میں وفات پائی) مسلسل پائے گئے، یہ اُن تمام سالوں سے زیادہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت تک پائے گئے، اگر یہ صحیح نہ ہو تو یہ لازم آئے گا کہ جب زحل کا ایک دورہ ہر تیس سال میں ہوتا ہے، اور زحل برابر دورہ کرتا رہتا ہے، تو فلک اکبر

Marfat.com

انھیں تین سالوں میں پچاس کم گیارہ ہزار دورے کرتا ہے، فلک بھی ہمیشہ دورہ کرتا رہتا ہے، بلاشک پچاس کم گیارہ ہزار دورے ایک دورے سے زائد ہیں، نتیجہ یہ ہوگا کہ غیر متناہی چیز غیر متناہی چیز سے تقریباً گیارہ ہزار بار زائد ہے، اور یہ محال ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،

جو چیز غیر متناہی ہے تو یہ قطعاً ناممکن ہے کہ کوئی عدد کسی وجہ سے بھی اُس سے زائد ہو سکے، لہٰذا زمانے میں اس کی ابتدائی جانب ایک ضرورت واجب ہو گئی جس سے رہائی نہیں،

اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ حس بداہتہً یہ لازم کرتی ہے کہ تشخصات انسانی اور گھوڑے مجموعی طور پر زیادہ ہوتے ہیں اُن تشخصات انسانی سے جن میں گھوڑے نہ شامل ہوں، اگر اشخاص غیر متناہی ہوں تو لازم آئے گا کہ غیر متناہی غیر متناہی سے زیادہ ہے، اور یہ محال و ممتنع ہے جو عقل میں نہیں آسکتا۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ زمانہ جو ہجرت کے وقت تک تھا وہ اُس زمانے کا ایک جزو ہے جو ہمارے وقت تک ہے، اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ زمانہ جو اس وقت تک ہے وہ کل ہے اُس زمانے کا جو ہجرت کے وقت تک تھا، اور جو ہجرت کے بعد سے ہمارے وقت تک گزرا، اس قضیے میں تین وجوہ میں سے کوئی ایک ہی وجہ حکم ہوگی اور چوتھی نہ ہوگی،

یا تو یہ زمانہ جو اس وقت تک موجود ہے زیادہ ہے اُس زمانے سے جو ہجرت کے وقت تک تھا،

یا اُس سے کم ہے،

یا اس کے مساوی ہے

اگر یہ زمانہ جو اس وقت تک ہے اُس زمانے سے کم ہے جو ہجرت کے وقت تک تھا تو نتیجہ یہ ہوا کہ کل جزو سے کم ہو گیا، اور جزو کل سے بڑھ گیا یہ محض بدحواسی اور قطعی محال ہے، کیونکہ اس کا سمجھنا کسی کے لیے بھی دشوار نہیں ہے کہ کل زیادہ ہوتا ہے جزو سے، اس میں کوئی شک نہیں، عقل و حس کے نزدیک یہ بدیہی و ضروری ہے۔

Marfat.com

اور اگر وہ زمانہ جو ہجرت تک گزرا ہمارے اس زمانے کے مساوی ہے تو لازم آیا کہ کل مساوی ہے جزو کے جو محال اور بدحواسی ہے،

اور اگر وہ زمانہ جو ہمارے وقت میں ہے ہجرت کے زمانے سے زیادہ ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ہی ہے، تو لازم آیا کہ وہ زمانہ جو ہجرت کے وقت تک تھا ذو نہایت و متناہی تھا، اور کسی شے کے اجزاء و افراد ہی کو جزو کہا جاتا ہے، اور کل کے معنی ان افراد کا مجموعہ ہیں، کل اور جزو ہر ذی ابعاض یعنی ذی حصص و ذی افراد میں موجود ہوتے ہیں، عالم بھی اسی طرح ذو ابعاض (یعنی بہت سے بعض والا، یا افراد و حصص والا) ہے، اس کے حالات (اجسام) اور محمولات (اعراض و صفات) اور اُن کے زمانے پائے جاتے ہیں، عالم اپنے ابعاض (جسم، عرض، زمان) کا کل ہوا، اور اس کے ابعاض اس کے اجزا ہوئے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ہر ذی کل اور ذی اجزا کا متناہی ہونا لازم ہے، زمانہ جسم کے ساکن یا متحرک رہنے کی مدت کا نام ہے، اگر جسم زمانے سے جدا ہو جائے تو نہ تو جسم موجود رہے گا اور نہ زمانہ، اور جسم و زمانہ دونوں موجود ہیں، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں، زمانہ بھی ذی اول ہے، اور جسم بھی ذی اول ہے، اور یہ وہ چیز ہے جو کبھی جدا نہیں ہوتی،

جو عرض یا شخص یا زمانہ اب تک نہیں آیا تو یہ کوئی "شے" نہیں ہے، اسی لیے اس پر نہ عدد کا اطلاق ہوتا ہے نہ نہایت (حد) کا، اور نہ وہ کسی صفت کا موصوف ہوتا ہے، اس لیے کہ اب تک اس کا وجود ہی نہیں، جب اس کا وجود پایا جائے گا تو اس وقت اسے بھی وہی سب چیزیں یعنی نہایت (حد) عدد اور دوسری صفات لازم ہوں گی جو اس کے باقی اجناس و انواع موجودہ کے لیے لازم ہیں،

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جو زمانہ گزرا اور آج کے دن تک پایا گیا وہ مساوی ہے ہمارے آج کے اس زمانے سے جو پہلے گزر گیا، (یعنی ا سے ب تک کا زمانہ مساوی ہے ب سے ا تک کے زمانے کے)، زمانہ آئندہ کے

Marfat.com

شامل ہونے سے اُس میں اضافہ ہو جانا بھی یقینی و ضروری ہے، مساوی اسی چیز میں سے ہوتا ہے جو ذی نہایت و محدود ہو، لہذا بالبداہت زمانہ بھی متناہی ہوا،

میں نے ایک ملحد کو جس کا نام ثابت بن محمد الجرجانی تھا اسی برہان سے الزام دیا تھا، اس نے یہ چاہا تھا کہ تعالٰے باری عزوجل اور ہمارے وجود میں اس برہان کا عکس کر دے، میں نے اُسے آگاہ کیا کہ یہ فریب ضعیف ومضمحل اور ساقط ہے، اس لیے کہ باری تعالیٰ نہ زمانے میں ہے اور نہ اس کے لیے کوئی مدت ہے، کیونکہ ہر زمانی چیز کی حرکت کو یا اُس کے ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہونے کو یا مکان واحد میں اس کے ساکن رہنے کی مدت کو زمانہ کہتے ہیں، باری تعالیٰ نہ متحرک ہے نہ ساکن، نہ وہ کسی زمانے میں ہے، نہ اس کے لیے کوئی مدت ہے، نہ کسی مکان میں ہے، نہ جرم (جسم) ہے نہ جوہر، نہ عرض ہے نہ عدد، نہ جنس ہے نہ نوع، نہ فصل ہے نہ شخص، نہ متحرک ہے نہ ساکن، سوائے اس کے کہ وہ اپنی ذات میں حق ہے موجود مطلق ہے، بایں معنی ہیں کہ وہ معلوم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، واحد ہے کہ اس کے سوا عالم میں کوئی واحد نہیں، وہ تمام موجودات کا پیدا کرنے والا ہے، وہ اپنی مخلوق کے کسی وجہ سے بھی مشابہ نہیں ہے، وباللہ تعالیٰ التوفیق، اللہ تعالیٰ نے اس دلیل اور اس کے جوہر پر خود اپنے ہی کلام پاک میں خبر دی ہے، ”یزید فی الخلق ما یشاء“ (یعنی وہ جو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں اضافہ کرتا ہے)

Marfat.com

برہان رابع

اوّلیّت

اگر عالم کے لیے اول نہ ہوگا اور اس کی نہایت (حد) نہ ہوگی تو ہمارا ایسے طبیعت وعدد کے ساتھ احصاء و احاطہ کرنا جس کی کوئی حد و نہایت اوائل عالم ماضیہ سے نہ ہو محال ہے جس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے کہ اگر ان سب کا احصاء کیا گیا تو پھر لامحالہ اس کے لیے حد و نہایت ہو جائے گی اور یہ ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ طبیعت وعدد ایسی چیز کا احصاء کریں جو اوائل عالم ماضیہ سے غیر متناہی ہے یہاں تک کہ وہ دونوں ہم تک پہنچ جائیں جب یہ محال ہوا تو طبیعت وعدد بھی ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔ حالانکہ ہمیں عالم کے سوا ہر شے میں عدد و طبیعت کے وجود کا یقین ہے یہاں تک کہ یہ دونوں چیزیں ہم تک پہنچیں۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ طبیعت وعدد نے اوائل عالم کے سوا ہر شئے کا احصار کیا ہے یہاں تک کہ یہ دونوں چیزیں ہم تک پہنچیں۔ لہٰذا ہمارا اولیت عالم کی طرف احصا کرنا بھی غیر مشکوک، موجود، بدیہی اور صحیح ہے۔ اور جب ایسا ہے تو عالم کے لیے اول ہونا بھی ضروری ہے۔ وباللہ التوفیق۔

Marfat.com

برہان خامس

احصاء و احصار

ثانی کا وجود بغیر اول کے اور ثالث کا وجود بغیر ثانی کے ناممکن ہے۔ اور اسی طرح ہمیشہ۔ اگر اجزائے عالم کے لیے اول نہ ہوگا تو پھر ثانی نہ ہوگا اور جب ثانی نہ ہوگا تو ثالث بھی نہ ہوگا۔ اور اس صورت میں نہ کوئی عدد ہوگا نہ معدود ہوگا۔ حالانکہ ہمارے وجود میں وہ تمام اشیا جو عالم میں ہیں معدود ہیں (یعنی ان پر عدد کا اطلاق ہوتا ہے اور انھیں عدد سے شمار کیا جاتا ہے)۔ یہ اس امر کا ثابت کرنا ہے کہ ثالث بعد ثانی کے ہوتا ہے اور ثانی بعد اول کے اور اس کی صحت میں اول کا ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دلیل پر اور اس کے قبل والی دلیل پر ہمیں آگاہ کیا ہے اور اس نے اپنے کلام میں دونوں کا حصر کر دیا ہے " واحصیٰ کل شئے عددا " اللہ نے ہر شے کو عدد میں محصور کر دیا ہے۔

اول و آخر تو امور اضافی میں سے ہیں کیونکہ جو آخر ہے وہ اول کے لیے آخر ہے۔ اور جو اول ہے وہ آخر کے لیے اول ہے۔ اگر اول نہ ہوگا تو آخر

Marfat.com

بھی نہ ہوگا ہمارا آج کا دن اپنے ماقبل کے ہر موجود کے لیے آخر ہے۔ جس کا اب تک وجود نہیں ہوا وہ "شے" ہی نہیں۔ اور نہ اس پر اوصاف واقع ہوئے جو بعد "شے" ہونے کے ہوتے ہیں۔ لہذا اس کے لیے اول ہے۔

مجھے میرے ایک دوست محمد بن عبد الرحمن بن عقبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ انھوں نے اسی دلیل سے ایک ملحد سے جس کا نام عبد اللہ بن عبد اللہ بن شنیف تھا معارضہ کیا تو اس ملحد نے اپنے کلام میں ان سے خلود جنت و دوزخ و اہل جنت و دوزخ میں معارضہ کیا۔ ابن عقبہ نے اس کو یہ جواب دیا کہ ہم نے جو دونوں دار الجزا (جنت و دوزخ) اور ان کے اہل کا خلود غیر متناہی مانا ہے وہ اس طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے لیے بقائے مجدود و حرکات جدیدہ اور لذات جو پے در پے جاری رہیں گی وقتاً فوقتاً برابر پیدا کرتا رہے گا۔ سوائے اس کے کہ ان میں سے ہر موجود اول و آخر بھی جاری اور پیدا ہوتا رہے گا۔ جب اول ثابت ہو گیا تو زمانے کا غیر متناہی طور پر اس طرح باقی رہنا کہ ایک وقت کے بعد ہی دوسرا وقت ہو محال نہ رہا۔

یہ مثل عدد کے ہے۔ کیونکہ اگر اس کے لیے اول نہ ہوگا تو کوئی شخص کسی شے کے عدد و شمار پر کبھی قادر نہ ہوگا۔ عدد کے لیے بھی اول کا ہونا ضروری ہوا جو حس و مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی کو ہم "واحد" کہتے ہیں۔ کیونکہ عدد کا ایک یہی وہ مبدا ہے جس کے قبل کوئی عدد نہیں ہے۔ پھر اعداد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسی زیادتی ممکن ہے۔ جس کی کوئی حد و غایت نہیں۔ لیکن جب اس کا کوئی جزو حد وجود حد فعل میں آ گیا تو اب اس کے لیے حد و نہایت ہو گئی اور ایسا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ وباللہ التوفیق۔

یہ جواب سن کر وہ شنیفی (ملحد) اکھڑ گیا اور اس کے پاس سوائے شور و فریب کے کچھ نہ رہا۔

ان دلایل و براہین کے بارے میں جن سے ہم نے ایسے موجودات کے وجود کا محال ہونا ثابت کیا ہے، جن کے لیے اول نہ ہو، بعض ملحدین نے

Marfat.com

کلام کیا ہے کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت سے جو ایسی نعمت کا وعدہ کیا ہے جس کا نہ انجام ہے اور نہ حدو نہایت، تو وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا یا نہیں۔

اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا تو تم پر بھی وہی اعتراض وارد ہوگا جو اُن براہین میں تم نے ہم پر وارد کیا ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

اور اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ اس وعدے کو پورا نہ کرے گا تو تم نے اسے وعدہ خلافی کا الزام دیا۔ اور وہ تمھارے نزدیک بھی کفر ہے۔

یہ وہ فریب ہے کہ بکثرت ہم نے اس قسم کے فریبوں سے اپنی ان کتابوں میں پناہ مانگی ہے جو ہم نے حدود منطق میں تالیف کی ہیں۔ یہ اعتراض دو وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔

اول یہ کہ جو کچھ حریف کہتا ہے۔ اس سے آدمی کا تعلق ضعیف ہے۔ آدمی کی ذمہ داری صرف اس کی ہے کہ وہ اپنے قول کو خالص رکھے۔ اس کے لیے اپنے حریف مقابل کی شکست کے لیے کوئی نمونہ نہیں بلکہ شاید اس کا مقابل بھی اس کا قائل نہ ہو۔

دوم یہ کہ اگر کسی جہمی فرقے والے سے یہ سوال ہو تو اس سے یہ سوال خود ہی ساقط ہے (کیونکہ وہ جنّت وغیرہ کو متناہی مانتا ہے)

لیکن خدا کے فضل سے ہمارے ذمے اس اعتراض کا توڑنا اور اس کی فریب کاری کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اس لیے بتوفیق الٰہی ہم کہتے ہیں کہ اہلِ سفسطہ و ارباب مغالطہ جس کو مقدمہ بناتے ہیں وہ کذب ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے سے وہ جاہلوں کو دھوکا دیتے ہیں اور جو کچھ اس پر مبنی کرتے ہیں (وہ بھی کذب و فریب ہوتا ہے) یہ اعتراض بھی اسی طرح کا ہے۔

وہ ہمیں اس سے الزام دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں ایسی نعمت دے گا جس کی انتہا نہ ہوگی۔ حالانکہ یہ غلط و دروغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے ہرگز یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ انھیں ایسی

Marfat.com

نعمت دے گا۔ اگر وہ ان سے اس کا وعدہ کرتا تو جب وہ اسے پورا کرتا تو یہ نعمت باطل اور فنا اور ختم ہو جاتی۔ حالانکہ اللہ نے ان سے ایسی نعمت کا وعدہ کیا ہے جو ختم نہ ہوگی۔ اس نعمت کا جو حصہ ظاہر ہو گیا اور وجود میں آ گیا تو وہ محصور کو محدود ہو گیا۔ اور جو حصہ ہنوز قدفعل میں نہیں آیا وہ اب تک عدم ہے اس پر نہ کوئی عدد واقع ہو سکتا ہے اور نہ کوئی صفت۔ لہٰذا ظاہر ہو گیا کہ یہ لفظ کہ "انھیں پوری نعمت دیدے گا" یہی وہ فریب فاسد ہے جس پر انھوں نے ملمع کاری کی ہے۔ جب معترض نے اسے اپنے کلام سے نکال دیا تو اس کا اعتراض بھی ساقط ہو گیا اور قضیہ صحیح ہو گیا۔ وباللہ التوفیق۔

اگر کوئی معترض کہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وانا لموفوھم نصیبھم غیر منقوص" (اور بیشک ہم اہل جنت کے حصے کو پورا کرنے والے ہیں جس میں کوئی کمی نہ ہوگی) تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی دو وجہ سے خالی نہیں اور کوئی تیسری وجہ نہیں ہو سکتی۔

یا تو اس سے اس کی مراد ان کی جزار کا حصہ ہے یا پیمائش جنت سے ان کا حصہ ہے۔

اگر اللہ عزوجل کی مراد ان کا حصۂ جزا عذاب و ثواب ہے تو صحیح ہے۔ کیونکہ جو چیز حد وجود میں آ گئی تو وہ یقیناً پوری دیدی گئی۔

اگر اس سے اللہ تعالیٰ نے ان کا حصۂ جنت و دوزخ مراد لیا ہے تو یہ بھی صحیح ہے کیونکہ جنت و دوزخ کا ہر مکان از روئے پیمائش محدود ہے۔ ہم نے جس جزار کے پورے کیے جانے کی نفی کی ہے وہ ہے جو ایسے اختتام کا موجب ہو جس میں بعد اختتام اضافہ نہ ہو۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ فاما الذین آمنوا وعملوا الصلحت لیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ" (لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اللہ ان کے اجر پورے دے گا اور اپنے فضل سے انھیں اور زیادہ دے گا) اور فرمایا ہے" انما یوفی الصابرون اجرھم

Marfat.com

بغیر حساب" (صابرین کو ان کا اجر بے حساب ہی دیا جائے گا) یہ دونوں آیتیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ اجر جو اُن کو دیا جائے گا وہی ہے جو اُن کی جنت کی پیمائش سے ملے گا اور وہی نعمت ملے گی جو وجود میں آچکی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے برابر انہیں زیادہ دیتا رہے گا۔ جیسا کہ خود اس نے "بغیر حساب" فرمایا ہے۔ کیونکہ "بغیر حساب" تو کبھی ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ جو بغیر حساب ہوگا اس کی کوئی حد وانتہا نہ ہوگی اور جو وجود میں آگیا وہ محدود ومتناہی ہوگیا۔ اگر پورا دیدیا گیا تو اس میں اضافہ وزیادت ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ بدیہی طور پر معلوم ہے کہ جو پورا دیدیا گیا اس میں کوئی زیادتی نہیں ہوسکتی اور جس میں زیادتی ممکن ہو تو وہ ابھی تک پورا نہیں دیا گیا! اللہ تعالیٰ نے اس پر تصریح فرمادی ہے کہ پورا ادا کرنے کے بعد زیادت واضافہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ شے محدود ومتناہی ادا ہوگی اور جو چیز غیر متناہی ہو وہ کبھی ادا نہیں کی جاسکتی۔

مذکورۂ بالا کلام سے یہ ثابت ہوگیا عالم ذو اول ہے، اور جب وہ ذو اول ہے تو لامحالہ تین میں سے ایک وجہ کا ہونا ضروری ہے، کوئی چوتھی وجہ نہیں ہوسکتی۔

یا تو عالم کو خود اس کی ذات نے پیدا کیا۔

یا بغیر اس کے کہ اپنے آپ کو پیدا کرے یا کوئی اور اسے پیدا کرے وہ خود بخود پیدا ہوگیا۔

یا اسے کسی اور نے پیدا کیا ہوگا۔

اگر خود اس نے اپنی ذات کو پیدا کیا تو چار میں سے ایک وجہ سے خالی نہیں۔ کوئی پانچویں وجہ نہیں ہوسکتی۔

یا تو اس نے اپنی ذات کو اس حالت میں پیدا کیا کہ عالم معدوم تھا اور ذات موجود تھی۔

یا اپنی ذات کو اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ خود موجود تھا اور ذات معدوم تھی۔

Marfat.com

یا اس نے اپنی ذات کو اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ اور ذات دونوں موجود تھے۔

یا اپنی ذات کو اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ اور ذات دونوں معدوم تھے۔

یہ چاروں وجوہ محال اور ممتنع ہیں، ان میں سے کسی کی بھی گنجایش نہیں۔ کیونکہ شے اور ذات شے کوئی دو جدا گانہ چیزیں نہیں ہیں جو شے ہے وہی ذات ہے اور جو ذات ہے وہی شے ہے۔ وجوہ مذکورۂ بالا میں یہ لازم آتا ہے کہ شے اپنی ذات کے مغایر ہو۔ اور یہ از روئے حس ومشاہدہ محال و باطل ہے لہذا یہ وجہ تو باطل ہوگئی۔

اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ عالم اگر عدم سے وجود میں بغیر اس کے کہ اس کی ذات اسے لائے یا کوئی اور لائے وہ از خود آگیا تو یہ بھی محال ہے، اس لیے کہ کوئی حال ایسا نہیں جو اس کے عدم سے وجود میں آنے کے لیے بہ نسبت دوسرے حال کے بہتر ہو۔ جب وہ خود سے پیدا ہوگیا تو اس حالت پیدایش کا محرک و مرجح کون ہوا اور اس نے پیدایش کو عدم پیدایش پر کیوں ترجیح دی اس وقت جب تک عالم وجود میں نہیں آیا اس کا قطعاً کوئی حال نہیں تو پھر اس کے وجود میں آنے کا امکان ہی نہیں۔ حالانکہ اس کا خروج و وجود بالکل یقینی اور مشاہدے میں ہے۔ حال خروج و وجود مغایر و مخالف ہے حال لاخروج (عدم خروج) کے اور حال خروج ہی اس کے وجود کی علت ہے۔ اور حال خروج کے حدوث میں بھی وہی وجوہ لازم آئیں گی جو حدوث عالم میں لازم آئیں۔ کہ یا تو حال خروج ہی اپنے آپ کو عدم سے وجود میں لایا۔ یا کوئی اور لایا یا بغیر ان دونوں صورتوں کے خود ہی وجود میں آگیا۔ اسی طرح ہر حال" کے متعلق یہی کلام ہوگا۔ اگر کلام ختم ہو جائے گا تو بہ سبب اس کے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں" لانہایۃ" (یعنی غیر محدودیت) لازم آئے گی۔ اور لانہایۃ" (غیر محدودیت) عالم میں اس کے مبداء" (موقع ابتدا) میں باطل ممتنع اور محال ہے۔ اب یہ باطل ہوگیا کہ

Marfat.com

عالم کو خود اس کی ذات وجود میں لائے یا وہ بغیر کسی کے لائے خود سے آجائے۔ لہٰذا بدیہی طور پر تیسری وجہ ثابت ہو گئی کیونکہ اس کے سوا اب کوئی وجہ قطعاً نہیں رہی اس لیے اس کا صحیح ہونا ضروری ہے اور وہ یہ کہ عالم کو عدم سے وجود میں کوئی اور لایا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

فلک اپنے اندر کی چیزوں کے ساتھ صاحب آثار ہے جس میں انتقال زمانی وحرکت دوریہ بھی ہے۔ جس کے اجزا کا ہر جزو ایک ایسے مکان میں ہے جو اس کے متصل ہے۔

اثر موثر کے ساتھ ہوتا ہے جو امور اضافی میں سے ہوتا ہے۔ اگر اثر نہ ہوگا تو موثر بھی نہ ہوگا۔ اور اگر موثر نہ ہوگا تو اثر بھی نہ ہوگا۔ اس سے لازم آگیا کہ ان تمام آثار ظاہرہ کے لیے کوئی موثر ضرور ہے۔ جن کا اثر ان میں ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فلک یا جو کچھ اس میں ہے وہی موثر یعنے اثر پیدا کرنے والا ہو، اس لیے کہ اس وقت وہی (فلک) مؤثر بھی ہوگا اور مؤثر فیہ (جس میں اثر پیدا کیا گیا ہے) بھی ہوگا۔ باوجود اس کے موثر و اثر امور اضافی میں سے ہیں۔

اس قول کا مطلب کہ "موثر و اثر و موثر فیہ امور اضافی میں سے ہیں" یہ ہے کہ اثر و مؤثر فیہ لامحالہ مؤثر کو چاہتے ہیں۔ یہ نہیں وارد ہوا کہ باری تعالیٰ اضافت کے تحت ہے۔ کسی ایسے مؤثر کی ضرورت پڑی جو نہ تو مؤثر فیہ ہو اور نہ وہ شے ہو جو عالم میں ہے۔ لامحالہ وہ خالق اول واحد تبارک وتعالیٰ ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ تمام عالم حادث ہے اور اس کا کوئی مُحدِث ہے جو عالم کے علاوہ ہے۔

یہ تو ان علامات صنعت میں سے ہے جنھیں ہم خود دیکھتے ہیں اور بذریعۂ حواس مشاہدہ کیا جاتا ہے جس میں کسی صاحب عقل کو شک نہیں۔ منجملہ اس کے افلاک کی ترکیب اور ایک فلک کا دوسرے میں تداخل اور اپنے مختلف مرکزوں پر ان سب کا ہمیشہ دورہ کرتے رہنا ہے۔ پھر ان کے افلاک تداویر ہیں، افلاک تداویر کی حرکت کے اور ان افلاک کے درمیان جو ان (افلاک تداویر)

Marfat.com

کے حامل ہیں بعد کا ہونا ہے۔ تمام افلاک کا غرب سے شرق کی طرف گھومنا اور فلک نہم کا جو کلی ہے ان سب کے برخلاف شرق سے غرب کی طرف گھومتا ہے۔ اور باوجود فلک نہم کی شرقی حرکت کے اس کا دوسرے افلاک کو غربی جانب حرکت دینا ہے اس سے ایک حرکت میں دو متعارض حرکتیں پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ ان سب کو مختلف طریقوں پر حرکت دینے والا کوئی اور ہے۔

اعضائے انسان وحیوان کی ترکیب میں دیکھو کہ گولائی کے ساتھ اُبھری ہوئی ہڈیاں گہرائی والی ہڈیوں میں داخل ہیں، ان جوڑوں میں (جن میں یہ دو قسم کی ہڈیاں ملی ہیں) ہتھیلی کی ترکیب کو دیکھو، اور پھر ان پر پٹھوں اور رگوں کی بندش کو دیکھو تو یہ بھی کسی صانع کی کھلی ہوئی صنعت ہے۔

منجملہ ان آثار کے وہ مختلف رنگ ہیں جو جانوروں کی بہت سی کھالوں میں اور اس کے بالوں میں اور اون میں اور بالوں میں اور ناخن میں اور پوست میں ایک ہی طریقے پر اور ایک ہی وضع پر ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے مثل ان رنگوں کے جو چکور جنگلی کبوتر اور بٹیر اور باز اور بہت سے پرندوں میں ہیں، اور جو بھڑوں اور زمین کے کیڑوں مکوڑوں اور مچھلیوں میں ہیں، جس کی رنگینی میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا، اور اس کے رنگ ایک ہی وضع پر رہتے ہیں، جیسے کہ موروں کی دمیں۔

منجملہ ان آثار کے وہ ہیں جو مچھلی اور ٹڈی (ملخ) اور ایک نوع کے حشرات میں ظاہر ہیں، گویا اس کی تصویر ایک مصور نے ہمارے درمیان کھینچ دی ہے، ان میں سے وہ رنگ ہیں جو (ایک ہی نوع میں) مختلف ہوتے ہیں، جیسے مرغیوں کے رنگ، کبوتروں، بطوں اور بہت سے حیوانوں کے رنگ ہیں کہ بداہت اور حس سے ہم جانتے ہیں کہ ان سب کا کوئی با اختیار صانع ہے، جو ان سب کو جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے، ان کا اس طرح احاطہ کرتا ہے کہ اس میں کبھی اس کی مشیت سے اضطراب و فرق نہیں پیدا ہوتا، عقل محسوس کرتی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ یہ تمام مختلف چیزیں جو ایک نظام اور ضابطے کے

Marfat.com

ماتحت ہیں اور ان میں کبھی فرق نہیں پڑتا یہ طبیعت اور قوت مادہ سے ہوتے ہوں، ان کے لیے ایک صانع کی ضرورت ہے جو ان سب کا قصد و ارادہ کرے، اور جو جانتا ہے کہ طبیعت کیا چیز ہے، وہ جانتا ہے کہ وہ ایک قوت ہے جو کسی شے کے اندر ہے، جس کی وجہ سے اس شے کے وہ صفات و کیفیات جاری ہیں جن پر وہ شے بنائی گئی ہے، وہ لامحالہ جانتا ہے کہ اس طبیعت کا بھی کوئی صانع اور بنانے والا اور ترتیب دینے والا ہے، اس لیے کہ وہ خود سے نہیں قائم ہو سکتی، کیونکہ وہ تو صاحب طبیعت کے ساتھ قائم ہوتی ہے،

منجملہ ان کے ہم کھجور اور تاڑ کے درخت کی چھال کی بُنائی کو دیکھتے ہیں جو یقیناً تانے بانے سے اس طرح بنی ہے جس طرح بُننے والا اسے بنائے، اور یہ سب اس ترتیب کے ساتھ قطعاً نہ تو طبیعت کا کام ہے، نہ کسی بُننے والے کی بُناوٹ ہے، نہ بنانے والے کی، اور نہ کسی رنگ دینے والے کی، وہ ایک ایسے صانع کی صنعت ہے جو باختیار و بارادہ ہے جو صاحب طبیعت نہیں ہے مگر جو چاہے اس پر قادر ہے، یہ وہ امر ہے جو یقیناً بداہت عقل سے معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تین زیادہ ہیں دو سے، لہٰذا یہ صحیح ہو گیا کہ خالق اول واحد حق ہے جو قطعاً اپنی کسی مخلوق کے مشابہ نہیں،

لا الٰہ الا ھو الواحد الاول الخالق عزوجل۔

Marfat.com

کیا عالم و فاعل عالم دونوں ازلی ہیں؟

خدا کے فضل و کرم سے ہم اس مقالے کو ان براہین سے باطل کر چکے ہیں جو اس کے قبل بیان کیے ہیں، لیکن ان لوگوں کا ایک اعتراض باقی ہے جس کا لانا ان کی تمام فریب کاریوں کے جمع کرنے کے لیے ضروری ہے۔

اس مقالے والوں نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ باری تعالیٰ کے فعل کی علت اس کا وجود و قدرت و حکمت ہی ہے اور وہ ازلی، سخی، حکیم، اور قادر بھی ہے، لہٰذا عالم بھی ازلی ہوا، کیونکہ اس کی علت ازلی ہے۔

مگر یہ قطعاً فاسد ہے ان دلائل سے جو ہم نے پہلے بیان کیے ہیں جن سے بالاضطرار حدوث عالم کا تیقن و علم حاصل ہوتا ہے۔

یہ تو اسے لازم آئے گا جو اس مقدمے کو تسلیم کرے کہ عالم کے لیے کوئی علت ہے، ہم تو کہتے ہیں کہ ہر وہ شے جس کا وجود ہے اللہ کے اس کو وجود میں لانے کے لیے کوئی علت نہیں، وہ سوائے خالق اور اس کی مخلوق کے کوئی چیز نہیں۔

Marfat.com

ہم ان لوگوں کے علم کے مطابق ایک ایسی بات کہتے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگی،

وہ بات یہ ہے کہ مفعول (مخلوق) وہی ہے جو عدم سے وجود کی طرف منتقل ہوا، اس معنی میں کہ جو کسی کی طرف منتقل نہیں ہوا تھا، یہی محدث (مخلوق) ہے، اور محدث کے معنی ہیں، جو نہ تھا پھر ہو گیا، حالانکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ازلی ہے، اور یہ خلاف عقل ہے، کیونکہ جو نہ تھا پھر ہو گیا، وہ بالکل اس کے مغائر و مخالف ہے جو ازلی ہو، نتیجہ یہ ہو گا کہ عالم خود اپنی ذات کے مغائر ہو گا، اور یہ بالکل محال ہے، و باللہ التوفیق،

اگر کوئی کہے کہ "تمہارے قول کی بنا پر جب باری تعالیٰ غیر فاعل تھا پھر فاعل ہو گیا تو اسے استحالہ و تغیر لاحق ہو گیا، حالانکہ وہ اس سے بری و برتر ہے" ہم اسے جواب دیں گے کہ یہ سوال تو تمہاری ہی طرف پلٹتا ہے، اس لیے کہ تم نے اس کو صحیح سمجھا، ہم نے اس کی تصحیح نہیں کی، تمہارے نزدیک اگر اس سے فعل اس وقت صادر ہوا جب کہ وہ غیر فاعل تھا تو یہ فاعل پر استحالہ لازم کر دے گا، کیونکہ تمہارے نزدیک اس کا فعل جب کہ اس نے اعراض کو پیدا کیا بعد اس کے کہ وہ اس کا پیدا کرنے والا نہ تھا، اور اس کا معدوم کرنا اس شے کو جسے اس نے معدوم کیا بعد اس کے ہوا کہ وہ اس کا معدوم کرنے والا نہ تھا، یہ اس پر استحالہ واجب کرتا ہے، اب تم اپنے اس سوال کا جواب دو جس کی تم نے تصحیح کی ہے، سوائے سوال کو فاسد کرنے کے تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں،

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو تم نے بیان کیا یہ استحالہ ہی نہیں، استحالے کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایسی شے کا متحیل میں پیدا ہونا جو اس کے قبل اس میں نہ تھی، جس کی وجہ سے وہ اپنی ایک صفت سے جو اس پر صادق و محمول تھی دوسری صفت کی طرف مستحیل و منتقل ہو جائے، یہ معنی اللہ تعالیٰ سے منفی ہیں یعنی وہ اس سے بری ہے کہ وہ کسی صفت کا اپنے اوپر حامل ہو، بلکہ اس نے بذاتہ نہیں کیا جب وہ غیر فاعل تھا، اور بذاتہ کیا اگر وہ فاعل تھا، نہ اس کے

Marfat.com

کرنے کی کوئی علت تھی اور نہ اس کے نہ کرنے کی کوئی علت تھی۔

جو ذات ازلی ہے وہ وہی ہے جس کا نہ کوئی فاعل ہے اور نہ عدم سے وجود میں لانے والا، اگر عالم بھی ازلی ہو تو لامحالہ اس کا بھی نہ کوئی فاعل ہوگا اور نہ کوئی عدم سے وجود میں لانے والا حالانکہ خود اس مغالطے والوں کا اقرار ہے کہ عالم بھی ازلی ہے اور اس کا فاعل بھی ازلی ہے جو بناتا ہے، یہ بالکل محال بدحواسی اور فساد ہے، وباللہ التوفیق

Marfat.com

ازلیت میں اشتراک!!

خالق عالم کے ساتھ کیا زمان و مکان مطلق بھی ازلی ہیں؟

ان لوگوں کے نزدیک نفس کی تعریف یہ ہے کہ وہ جوہر ہے، جو قابل بالذات ہے، اپنے اعراض وصفات کا حامل ہے، غیر متحرک وغیر منقسم ہے، غیر متمکن ہے یعنی کسی مکان میں نہیں ہے،

مجھ سے اس خیال والوں کی ایک جماعت نے مناظرہ بھی کیا ہے، میں نے انھیں قریب قریب اپنے زمانے کے ملحدین پر غالب پایا، میں نے انھیں ایسے الزام دیے جن سے وہ بچ نہ سکے، اللہ کی مدد سے ان کے قول کا بطلان ظاہر کر دیا، قدمائے متکلین میں سے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے اس فرقے کا ذکر کیا ہو، میں پہلا متکلم ہوں کہ ان کے تمام عقائد جمع کر دیے، اور ان قابل اضافہ امور کا اس میں اضافہ کر دیا جس میں ان لوگوں کے قول کی تخفیر ہے، وما توفیقنا الا باللہ،

Marfat.com

اُن کے نزدیک مکان و زمان اور ہے ــ وہ نہیں ہے جو ہم لوگوں کے نزدیک ہے، ہمارے نزدیک مکان معہود وہ ہے جو اپنے مکین کا اس کے تمام یا بعض اطراف سے احاطہ کیے ہو، اس کی دو قسمیں ہیں،

یا تو وہ مکان ایسا ہو گا کہ مکین کی شکل اس میں مکان کی شکل کے مطابق ہو جائے گی، مثلاً فضا و جو (جو زمین و آسمان کے درمیان خلا ہے) یا مٹکے یا گھڑے کے اندر پانی، اور جو اس کے مشابہ ہو۔

اور یا وہ مکان ایسا ہے جو خود مکین کی شکل کے مطابق ہو جاتا ہے، جیسے پانی اُن اجسام کے لیے جو اس میں داخل ہوں۔

زمان معہود ہمارے نزدیک کسی جسم کے متحرک یا ساکن رہنے کی مدت ہے، یا عرض کے جسم میں رہنے کی مدت ہے، اس کو یہ بھی شامل ہے کہ ہم کہیں کہ وہ وجود فلک اور فلک کے اندر جتنے حامل ومحمول (یعنی فلک در فلک ہیں) ان کی مدت ہے، مکان و زمان کی یہ تعریف ہمارے نزدیک ہے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ زمان مطلق و مکان مطلق اس زمان و مکان سے جداگانہ ہیں جن کی ہم نے ابھی تعریف کی ہے، یہ دونوں جدا جدا ہیں،

اُن کے قول کو باطل کرنے کے لیے خود اُن کا زمان غیر معہود و مکان غیر معہود کا اقرار کرنا ہی ایک دلیل سے کافی تھا، لیکن اُن کے دعوے کے بطلان پر اللہ کی مدد سے براہین کا لانا ضروری ہے۔

اُن سے کہا جائے کہ ہمیں اس خلا کے متعلق بتاؤ جس کو تم نے ثابت کیا ہے کہ وہ فلک اور اس کی اندرونی اشیا سے پہلے موجود تھا، "آیا اس خلا کا وہ حصہ فلک کے پیدا ہونے سے باطل ہو گیا جو فلک کے پیدا ہونے سے پہلے فلک کے مکان میں تھا" یا نہیں باطل ہوا، اگر وہ کہیں کہ نہیں باطل ہوا" اور اُن میں سے بعض نے مجھے یہی جواب دیا ہے، تو ان سے کہا جائے کہ اگر وہ خلا نہیں باطل ہوا تو آیا وہ اس مکان میں فلک کے پیدا ہو جانے سے اس مکان سے منتقل بھی ہوا یا نہیں منتقل ہوا، اگر کہیں کہ "نہیں منتقل ہوا" اور یہی ان کا قول بھی ہے، تو اُن سے کہا جائے کہ جب

Marfat.com

خلا نہ باطل ہوا نہ منتقل ہوا تو پھر فلک کس جگہ پیدا ہوا، حالانکہ وہ خلا تمھارے نزدیک حدوث فلک سے پہلے اپنے مقام پر موجود قایم بالذات ثابت ہے، آیا فلک اسی مکان مطلق میں پیدا ہوا جو خلا ہے یا کسی دوسری جگہ، اگر دوسری جگہ پیدا ہوا تو اس جگہ ایک دوسرا مکان ہو گیا جو اس کے علاوہ ہوا جس کا نام تم نے خلا رکھا ہے، وہ مکان بھی یا تو تمھارے مذکورہ مکان کے ساتھ ایک ہی حیز میں ہو گا یا دوسرے حیز میں ہو گا، اگر یہ دوسرا مکان تمھارے مذکورہ مکان کے ساتھ ایک ہی حیز میں ہے تو فلک بھی لامحالہ اسی میں پیدا ہوا، حالانکہ تم نے کہا ہے کہ فلک اس مکان میں نہیں پیدا ہوا، نتیجہ یہ نکلا کہ فلک اس مکان میں پیدا ہوا جس میں وہ نہیں پیدا ہوا، اور یہ تناقض و محال ہے۔

اگر تم سمجھو کہ وہ دوسرا مکان دوسرے حیز میں ہے تو تم نے خلا کے لیے نہایت ثابت کر دی، کیونکہ وہ دوسرا حیز جس میں فلک پیدا ہوا وہ حیز اس خلا میں نہیں ہے، اس طریقے میں لامحالہ اس خلا کی نہایت ختم ہو جاتی ہے جس کا تم نے ذکر کیا، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ متناہی غیر متناہی ہے، اور یہ تناقض اور محض بدحواسی ہے،

جب اس کا غیر متناہی ہونا باطل اور متناہی ہونا ثابت ہو گیا تو بس وہ وہی مکان معہود ہے جس کا تعلق اپنے مکین سے ہے، یہی وہ مکان ہے کہ کوئی عاقل اس کے سوا کسی اور مکان کو نہیں جانتا،

اگر فلک اس خلا میں پیدا ہوا، فلک نے خلا کو بھر دیا، اور خلا تمھارے نزدیک نہ تو باطل ہوا اور نہ منتقل ہوا تو ساتھ ہی ساتھ ایک ہی مکان میں خلا بھی ہے اور ملا بھی ہے، اور یہ محال و بدحواسی ہے،

اگر وہ کہیں کہ جو خلا فلک کے حدوث سے پہلے فلک کی جگہ پر تھا وہ حدوث فلک سے باطل ہو گیا، یا یہ کہیں کہ وہ منتقل ہو گیا تو انھوں نے بداہتہً خلا کے لیے نہایت و حد ثابت کر دی۔

یا تو اس طریقے سے کہ وہ حدوث فلک سے باطل ہو گیا، کیونکہ

Marfat.com

باطل و فاسد وہی شے ہو سکتی ہے جو حادث ہو نہ کہ ازلی (اور جو حادث ہو گا وہ ضرور محدود و متناہی ہو گا)

یا طریق مساحت (و پیمائش) سے بوجہ خلا کے منتقل ہونے کے کیونکہ جب وہ منتقل ہونے کی جگہ نہ پائے گا تو اس کا انتقال نہ ہو گا، انتقال کے معنی ہیں جسم کا ایسے مکان میں چلا جانا جس میں وہ اس کے قبل نہ تھا، اس کا ایسے مکان کو پالینا جس میں وہ منتقل ہو سکے اس امر کو لازم کرتا ہے کہ جس مکان میں وہ منتقل ہوا ہے وہ اپنے انتقال سے پہلے اس مکان میں نہ تھا، لامحالہ یہی حدو نہایت کا اثبات ہے، حالانکہ اسی (احد ونہایت) کو ان لوگوں نے باطل کیا تھا،

اس میں ان لوگوں پر یہ الزام بھی آتا ہے کہ وہ خلا متحیز (و مکین) ہو جائے، اس لیے کہ خلا کا جو حصہ باطل ہوا ہے وہ اس کے علاوہ ہے جو باطل نہیں ہوا، وہ خلا جو منتقل ہوا وہ بھی اس کے علاوہ ہے جو منتقل نہیں ہوا، جب اس کی یہ شان ہو گی تو وہ یا تو جسم ہو گا جس کے اجزا ہوں گے یا وہ جسم میں محمول ہو گا، اور جسم کے منقسم ہونے سے منقسم ہو جائے گا، اور ہم نے اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ جسم کا متناہی ہونا ثابت کیا ہے جس میں ضروری بیان ہے، اس سے خلا کا قابل انقسام ہونا اور اس سے اس کا محدود ہونا اور اس سے اس کا غیر ازلی و حادث ہونا ثابت ہو گیا، والحمد للہ رب العالمین،

حدوث فلک سے اگر خلا باطل نہیں ہوا تو خلا کا وہ حصہ جو فلک کی جگہ پر رہا وہ حدوث فلک کی وجہ سے نہ تو باطل ہوا اور نہ منتقل ہوا، تو لازم آئے گا کہ وہ خلا اور فلک دونوں ایک ہی حیز (مکان) میں ایک ہی ساتھ موجود ہیں، لہذا اب وہ فلک کا مکان نہ رہا، کیونکہ مکان مع مکین کے ایک مکان میں نہیں ہو سکتا، یہ ابتدائی عقل ہی سے معلوم ہو سکتا ہے، بالفرض اگر ایسا ہو سکے تو لازم آئے گا کہ مکان خود اپنا مکان ہو، اور دونوں میں سے ایک کو بھی فوقیت نہیں ہے کہ وہ دوسرے کا مکان بنے، نہ ان

Marfat.com

دونوں میں سے کسی ایک کو یہ فوقیت ہے کہ وہ دوسرے کا کین بنے، اور بالبداہت یہ سب فاسد و محال ہے۔

نیز ان لوگوں کے نزدیک خلا اسے کہتے ہیں جس میں کوئی متمکن نہ ہو، حالانکہ فلک ان کے نزدیک خلا میں موجود ہے، کیونکہ از روئے مساحت و پیمائش ان کے نزدیک خلا غیر متناہی ہے، پھر جب فلک ان کے نزدیک خلا میں متمکن ہے، اور خلا ان کے نزدیک وہ مکان ہے جس میں کوئی متمکن نہ ہو تو نتیجہ یہ ہوا کہ خلا وہ مکان ہے جس میں وہ شے متمکن ہے جو اس میں متمکن نہیں، اور یہ محال و بدحواسی ہے۔

بعینہ یہی ان کے اس کلام پر بھی لازم آئے گا کہ خلا کا یہ جزو فلک کے اس میں حادث ہونے سے منتقل نہیں ہوا، اگر وہ کہیں کہ منتقل ہو گیا تو لامحالہ وہ ایسے مکان میں منتقل ہو گا جس میں اس کے قبل نہ خلا رہو نہ ملا ہو، لہٰذا لامحالہ بالائے فلک عدم خلا و عدم ملا ثابت ہو گیا، اور یہ ان کے قول کے خلاف ہے۔

اگر کہیں کہ حدوث فلک کی وجہ سے خلا منتقل نہیں ہوا بلکہ باطل ہو گیا تو بھی یہ لازم آئے گا کہ لامحالہ اس پر مدتیں گزری ہوں، اور جب اس پر مدتیں گزریں تو وہ مبدء کی جانب اپنی ابتدا سے متناہی ہو گیا، اگر کہیں کہ فلک اس مکان میں پیدا ہی نہیں ہوا جو خلا ہے تو انھوں نے فلک کے لیے ایک دوسرا مکان و حیز ثابت کر دیا جو ان کے نزدیک خلائے عام کے علاوہ ہے، جب ایسا ہو گا تو لامحالہ دونوں مکان آپس میں ملنے کی وجہ سے متناہی ہوں گے، جب دونوں کے باہم ملنے کی وجہ سے دونوں متناہی ہو گئے تو ان دونوں کو مساحت و پیمائش لازم آئے گی، اور دونوں کی پیمائش کے متناہی ہونے سے دونوں کا متناہی ہونا واجب ہو گا،

نیز ان سے اس خلا کو بھی دریافت کیا جائے گا جو ان کے نزدیک ایسا مکان ہے جس میں کوئی متمکن نہیں کہ آیا اس خلاء کا کوئی ایسا مبدء بھی ہے جو فلک اعلیٰ کے اطراف سے ملا ہوا ہو، یا کوئی

Marfat.com

ایسا مبدء نہیں ہے؟

اُن کا قول بھی یہی ہے کہ کوئی ایسا مبدء نہیں۔

اس صورت میں اُن کو بتانا چاہیے کہ لفظ "مکان" کے کہنے سے زبان میں وہی مفہوم سمجھا جائے گا جو اس لفظ کا مقصود ہے اور ذہن نشین ہوتا ہے کہ مراد کو سمجھنے سمجھانے کے لیے ذریعۂ تعبیر ہو سکے۔

مفہوم مکان۔ باعتبارِ زبان۔ یہ ہے کہ وہ ایک ساحت و میدان ہے۔

ساحت کے لیے مساحت ناگزیر ہے۔

مساحت ذروع (گزوں) سے ہوتی ہے۔

ذروع کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مبدء ہو جہاں سے پیمائش آغاز کی جا سکے، اس لیے کہ یہ کمیت و مقدار ہے، کمیت وہ اعداد ہیں جو آحاد یعنی اکائیوں اور واحدوں سے مرکب ہوں،

ذرع کے لیے اگر واحد، اثنین، ثلاث (ایک، دو، تین) مبدء نہ ہو تو وہ عدد ہی نہ ہوگا، جب عدد نہ ہوا تو ذرع کہاں، اور جب ذرع نہ ہوا تو نہ ساحت ہوگی، نہ وسعت و انفساح (کشادگی) کا دخل ہوگا، نہ مسافت پائی جائے گی۔

ان الفاظ کا محل وقوع یا تو کسی مذروع کے جو گز کے ذریعے ناپا جائے اُس کے ذرع یعنی گز سے ناپنے پر ہے یا کسی ذرع سے مذروع پر، یعنی جو چیز گز سے ناپی گئی ہو اس پر ہے۔

مبدء خلا

اگر وہ کہیں کہ اس (خلا) کا کسی مقام پر مبدء ہے تو لامحالہ اس کا متناہی ہونا بھی لازم آئے گا، کیونکہ جب اُس کا مبدء ہے تو اس کی مساحت بھی ہوگی اور وہ کسی عدد میں محصور بھی ہوگی۔

یہ بھی دریافت کیا جائے گا کہ آیا یہ (خلا) فلک کو ماس (مس کرنے والا) ہے یا ماس نہیں، فلک سے باین (جدا اور دور) ہے یا غیر باین ہے، اگر وہ کہیں کہ نہ تو ماس ہے اور نہ باین ہے، تو یہ امر حس کے نزدیک معقول ہے، نہ نفس میں اس کی کوئی شکل آ سکتی ہے، اور نہ اس کی

Marfat.com

صحت پر کبھی کوئی دلیل قایم ہو سکتی ہے، سوائے اُن اعراض کے کہ جسم میں محمول ہیں اُن کی تو یہ شان ہو سکتی ہے، مگروہ لوگ یہ نہیں کہتے کہ خلا عرض ہے، جو کسی جسم میں محمول ہے، لہٰذا جو دعویٰ کہ اُس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو وہ باطل اور مردود ہے۔

اگر وہ مماست یا مبائنت (خلا کا فلک کو مس کرنا یا دونوں کا آپس میں دور ہونا) ثابت کریں تو اُن پر اس کا متناہی ہونا ثابت کرنا ضروری ہوگا، جیسا کہ مبدء کے ثابت کرنے سے تناہی لازم آئی تھی، اس لیے کہ تناہی لامحالہ مبدء و مماست و مبائنت کے ذکر میں بلاشک داخل ہے وباللہ التوفیق۔

خلا وزمان

نیز اُن سے اُس خلا کو دریافت کیا جائے گا جس کا وہ ذکر کرتے ہیں اور اُس زمان کو پوچھا جائے گا جس کو وہ ثابت کرتے ہیں، کہ آیا یہ دونوں (یعنی خلا وزمان) محمول ہیں (یعنی عرض وصفت ہیں) یا دونوں حامل (یعنی جسم وذات) ہیں، یا ان میں سے ایک محمول اور دوسرا حامل ہے، یا دونوں نہ حامل ہیں نہ محمول، وہ خواہ کوئی جواب دیں مگر وہ حامل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس کا محمول کوئی اور ہوگا، کیونکہ شے خود ہی اپنی حامل نہیں ہوتی، اس لیے اُس کا کوئی محمول ہوگا جو ازلی ہوگا اور وہ غیر زمان ہوگا، اگر وہ اسی کے قائل ہو جائیں تو اُن سے اُن دلائل سے گفتگو کی جائے جو ہم نے اس کے قبل ان اہل دہر (دہریوں) کے خلاف کی تھی کہ ازلیت عالم کے قائل ہیں۔

مکان

نیز اگر مکان حامل ہے تو لامحالہ دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہیں، یا تو وہ حامل ہوگا کسی ایسے جسم کا جو اُس میں متمکن ہے، اور یہ اُس مکان کا متناہی ہونا واجب کرے گا، کیونکہ جو جسم اُس میں متمکن ہے اس کا متناہی ہونا بھی واجب ہے، اُن دلائل سے جو ہم نے اس کے قبل اجسام کے محدود و متناہی ہونے کے متعلق بیان کیے ہیں،

Marfat.com

اور وہ مکان حال ہوگا کیفیاتِ جسم کا، اگر وہ حال کیفیات جسم ہوگا تو وہ ہیولی اور اس کے اعراض اور اس کی جنس اور اس کی فصول سے مرکب ہوگا، ہر صاحب حس سلیم بالبداہت جانتا ہے کہ مرکب بوجہ جسم وزمان تناہی ہے، ان دلائل کی وجہ سے جو ہم نے پہلے بیان کیے ہیں، عمل کی اور کوئی تیسری وجہ نہیں ہوسکتی،

ان دونوں میں جب وہ کہیں کہ وہ محمول ہے، تو وہ حامل کا مقتضی ہوگا اور برابر سر ابر اسی دلیل کا جو ہم نے ابھی بیان کی ہے عکس کردیا جائے گا،

کہیں کہ وہ حامل محمول ہے، تو جب ہم نے ذکر کیا وہ بھی لازم آئے گا اور اس کا عکس بھی،

کہیں کہ وہ نہ حامل ہے نہ محمول، تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو وہ باقی (صاحب بقا) ہے، یا خود بقا ہے، اگر وہ باقی ہے تو بقا کا محتاج ہے جو اس کی مدت ہے، کیونکہ بغیر بقا کے کوئی باقی نہیں ہوسکتا، اگر (باقی نہیں بلکہ بقا ہے تو اسے بھی اپنے ساتھ کسی باقی کی ضرورت ہے، اور یہ امور اضافی ونسبی میں سے ہے، مدت تو بقا ہی ہے، جو لامحالہ باقی کی محمول و صفت ہے، نہ اس کے سوا کوئی بات عقل میں آسکتی ہے اور نہ سوائے اس کے اور کسی امر پر کوئی دلیل قائم ہوسکتی ہے۔

مدت اور اضافہ

جس زمان کا وہ ذکر کرتے ہیں اُن سے دریافت کیا جائے کہ آیا جب سے فلک حادث ہوا اس وقت سے ہمارے زمانے تک اس کی مدت اتصال میں کچھ اضافہ ہوا یا نہیں اگر وہ کہیں کہ اس سے اس کی مدت میں کچھ اضافہ نہیں ہوا، تو یہ ہٹ دھرمی ہوگی کیونکہ وہ ایسی مدت ہے جو اس کے متصل ہے اور اس کی طرف مضاف ہے اور عدد کا عدد پر اضافہ ہے۔

طول مدت

اگر کہیں کہ اس سے اس کی مدت میں اضافہ ہوگیا تو ان سے پوچھا جائے گا کہ جب یہ مدت زیادہ طویل ہے تو آیا یہ قبل اضافہ طویل ہے یا اضافہ شامل ہونے کے بعد

Marfat.com

طویل ہوئی، اگر کہیں (کہ یہ مدت اُس وقت زیادہ طویل ہے جب کہ) یہ اور اس کے ہمراہ اضافہ وزیادت بھی ہے تو انھوں نے نہایت وعدد کو ثابت کر دیا، کیونکہ جس شے کی نہایت نہیں ہوتی تو اس میں نہ زیادت ہوتی ہے نہ کمی، نہ کوئی شے اُس کے مساوی ہوتی ہے، نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم، اور نہ خود اس میں کبھی کوئی تفصیل ہوتی ہے، نہ وہ اپنی ذات کے مساوی ہے اور نہ اپنی ذات سے زیادہ اور نہ اپنی ذات سے کم،

اگر کہیں کہ وہ اور اُس کے ساتھ زیادت مل کر بھی اس سے زائد نہیں ہوا جتنا کہ وہ قبل زیادت تھا تو انھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ایک شے اور اس کے ساتھ ایک اور شے مل کر بھی اس شے سے زیادہ نہیں، جب کہ وہ شے تنہا تھی، اور یہ باطل ہے،

جنس وفصل سے ترکیب

وہ کہتے ہیں کہ خلا اور زمانِ مطلق دو جداگانہ چیزیں ہیں، اُن سے کہا جائے کہ جب اُن دونوں کی یہ حالت ہے تو پھر ان میں سے ایک دوسرے سے جدا کس چیز سے ہوا؟ اگر کہیں کہ کسی چیز سے جدا ہو گیا، تو خواہ وہ جس چیز کو چاہیں بیان کریں، مگر انھوں نے جنس وفصل سے ان دونوں کی ترکیب ثابت کر دی،

اطلاق عدد

ان دونوں (یعنی خلا و زمانِ مطلق) کے لیے فرق کرنے کے واسطے دو چیزوں کا ذکر کرنا ان لوگوں کا ان دونوں پر عدد کا اطلاق کرنا ہے، حالانکہ عدد جو ہے وہ متناہی محصور ہے، اور ہر محصور پر طبیعت کا حکم چلے گا اور جس پر طبیعت کا حکم چلے گا وہ متناہی ہوگا، لامحالہ

تعالیٰ شانہ

باری تعالیٰ کی شان میں اگر ہمیں وہی الزام دینا چاہیں جیسا ہم نے انھیں اس سوال میں دیا ہے، اور کہیں کہ "کون اکثر ہے؟" آیا باری تعالیٰ تنہا یا باری تعالیٰ مع اپنی مخلوق کے؟ تو ہم کہیں گے کہ برہان ضروری سے یہ سوال ہی فاسد ہے،

Marfat.com

اس لیے کہ یہ برہان محض زمان اور جو زمان سے جدا نہ ہو اُس کے اور اجسام نامیہ کے حدوث کے وجوب پر ہے، نہ باری تعالیٰ عدد ہے نہ بعض عدد، نہ وہ معدود ہے اور نہ بعض معدود، اس لیے کہ "واحد" عدد نہیں ہوتا، جس کی دلیل انشاءاللہ ہم اسی کے متصل باب میں بیان کریں گے۔

واحد حقیقی

واقعہ یہ ہے کہ حقیقی واحد سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں، بس وہی ایک ذات ہے جو قطعاً بے پرواہ ہے اور جو ماسوا میں شامل نہیں ہوگا، کیونکہ کوئی عدد اُسے ایسی شے کے ساتھ جمع نہیں کر سکتا جو اس کے سوا ہو، اور نہ کوئی صفت، اللہ کے سوا جس شے پر بھی "واحد" کا اطلاق ہوتا ہے وہ مجازی ہوتا ہے، حقیقی نہیں ہوتا، اس لیے کہ جب اُسے تقسیم کیا جاتا ہے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کثیر ہے واحد نہیں ہے

واحد کثیر نہیں

عالم میں عدد کا اطلاق اجسام اور اکائیوں پر ہوتا ہے، لیکن جو حقیقی واحد ہے وہ کبھی کثیر نہیں ہوتا، اور نہ اُس میں کسی وجہ سے بھی کثرت پیدا ہو سکتی ہے، اُس پر کسی وجہ سے بھی عدد کا اطلاق نہیں ہوتا، ورنہ وہ اُس وقت واحد غیر واحد کثیر غیر کثیر ہو جائے گا، جو محال ہے، بے عقلی ہے، ممتنع ہے، اور اس کا کوئی امکان نہیں، یہ قطعاً ناممکن ہے کہ واحد اول اپنے ماسوا کسی شے کی طرف مضاف ہو، نہ عدد میں، نہ کمیت میں، نہ جنس میں، نہ صفت میں، نہ اور کسی معنی میں، و باللہ تعالیٰ التوفیق ،

معیت جناب باری

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرے "مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانوا" (تین آدمی کی کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی کہ اللہ اُن میں کا چوتھا نہ ہوتا ہو اور نہ پانچ

آدمی کی کہ وہ اُن میں کا چھٹا نہ ہوتا ہو، اور نہ اس سے کم کی اور نہ اس سے زیادہ کی کہ وہ ان کے ساتھ نہ ہوتا ہو، وہ جہاں کہیں بھی ہوں)
"رابعھم وسادسھم" کے معنی صرف یہ ہیں کہ اس نے اُن میں اپنا فعل کیا، اور وہ یہ کہ اُس نے انھیں چار اور چھ اُن کا احاطہ کر کے بنایا نہ کہ اپنی ذات کو اُن میں شامل کر کے، یا یہ معنی ہیں کہ وہ انھیں چار یا چھ ایسی قدرت سے بناتا ہے جس سے اُن کی نگرانی کرتا ہے۔
اس قول کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس آیت سے مطلب بغیر کسی اختلاف بلکہ بداہت عقل سے ہر سننے والے کے نزدیک یہ ہے کہ "لوگوں کی سرگوشی تک اللہ سے پوشیدہ نہیں"، اور یہی تصریح آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو سرگوشی کرنے والوں کی سرگوشی کے ذکر سے شروع کیا ہے، مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگوں کی سرگوشی کو جانتا ہے، نہ یہ کہ اُس کی ذات بھی اُن لوگوں کی ذات کے ساتھ شمار میں ہے، اللہ اس سے بری ہے۔
یہ محال و ممتنع ہے، اعداد و معدودین کے رتبے سے خارج ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے وقت واحد میں تین آدمیوں کے ساتھ ہند میں معدود (وشمار) ہو، تین آدمیوں کے ساتھ سندھ میں، تین آدمیوں کے ساتھ عراق میں، تین آدمیوں کے ساتھ چین میں، اگر ایسا ہوتا تو لامحالہ ہند کے وہ لوگ جن کا وہ چوتھا ہے، چین کے اُن تین آدمیوں کے ساتھ کہ وہ وہاں جن کا چوتھا ہے، یہ سب مل کر آٹھ ہوتے، اس صورت میں اللہ تعالیٰ دو یا زیادہ ہوتے، اور یہ محال ہے، اسی طرح جب وہ اپنی ذات سے اس جگہ پانچ کا چھٹا ہوتا تو یہ چھ ہو جاتے اور اُس جگہ تین کا چوتھا ہوتا تو وہ چار ہو جاتے، اور یہ سب مل کر دس ہوتے، اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ دو ہوتے۔
اسی طرح اس آیت میں اُس کا یہ کہنا کہ "الا ھو معھم اینما کانوا"

Marfat.com

(مگر وہ اُن کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں)، مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے احاطے سے اُن کے ساتھ ہے، نہ کہ اپنی ذات سے، اُس نے اینیت (مقامیت) کو محض لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے نہ کہ اپنی طرف، اس لیے کہ یہ محال ہے کہ وہ بذاتہ دو مکانوں میں ہو، بس ان لوگوں کا اعتراض باطل ہوگیا، الحمد للّٰہ رب العالمین کثیرا۔

باری تعالیٰ معدود نہیں

کسی کہنے والے کا "اللہ و رسولہ" کہنا، یا "اللہ و عمر" کہنا، ان امور سے نہیں ہے جن سے ہم پر اعتراض کیا جائے، اس لیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے نام کو کسی دوسرے کے نام کے ساتھ ملانے کو منع نہیں کیا ہے، اسم (نام) تو ایک کلمہ ہے، جو حروف ہجا سے مرکب ہے، ہم نے تو صرف اُس کی ذات کو اس کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ شمار کرنے کو منع کیا ہے، اس لیے کہ عدد (وشمار) ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ کسی ایک ہی قضیے میں جمع کرنا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی ہرگز کوئی شے جامع نہیں، اللہ عزوجل سے عدد کی نفی کرنا صحیح ہے، اور جب اس سے عدد کی نفی صحیح ہوگئی تو یہ بھی صحیح ہوگیا کہ وہ ہرگز معدود بھی نہیں، والحمد للّٰہ رب العالمین۔

موجودات تحت مقولات

اُن لوگوں سے یہ بھی دریافت کیا جائے گا کہ آیا یہ دونوں اجناس و انواع کے تحت واقع ہیں یا نہیں، وہ مقولات عشر کے تحت بھی واقع ہیں یا نہیں؟ (مقولات عشر میں ایک جوہر ہے اور نو عرض ہیں: کیف، کم، این، متیٰ، اضافت، وضع، فعل، انفعال، ملک) اگر کہیں کہ "نہیں" تو انھوں نے ان دونوں کی قطعاً نفی کردی، اور دونوں کو معدوم کردیا، اس لیے کہ موجودات میں سے کوئی شے ایسی نہیں جو ان مقولات عشر اور اجناس و انواع کے تحت نہ واقع ہو، سوائے حق تعالیٰ اول، واحد، خالق، عزوجل کے جس کا علم ضروری دلائل سے ہوا اور انھیں

Marfat.com

دلائل سے اس کا انواع و اجناس و مقولات عشر سے خارج ہونا واجب ہوا،

بہر حال وہ چاہیں یا انکار کریں مگر خلا و زمان مطلق جن کا ذکر کیا جاتا ہے اگر وہ موجود ہیں تو لامحالہ وہ جنس کمیت و عدد کے تحت ہوں گے، جب یہ ایسا ہے تو وہ زمان جسے ہم اور وہ دونوں جانتے ہیں، اور وہ زمان جس کا وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں، یہ دونوں زمان جنس "متیٰ" کے تحت واقع ہوں گے،

اسی طرح وہ مکان جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، اور وہ مکان جس کو ہم اور وہ دونوں جانتے ہیں، یہ دونوں جنس "این" کے تحت واقع ہوں گے۔

یہ بھی ضرور واجب ہے کہ ایک جنس کے تحت والی ایک چیز کو جو ایسی چیز لازم ہوگی جس کی وجہ سے وہ اس جنس کے تحت ہے لامحالہ وہ چیز اس جنس کے ہر ماتحت کو لازم ہوگی، جب اس میں کوئی شک نہیں ہے تو یہ دونوں مرکب ہوئے اور نہایت و حد بھی ان میں ضرور موجود ہے، اس لیے کہ تمام مقولات ایسے ہی ہیں (یعنی سب متناہی ہیں)

مکان محتاج زمان

جب مکان کے لیے بدیہی طور پر ایسی مدت ضروری ہے جس میں وہ پایا جائے، تو اب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آیا یہ مدت وہی زمان ہے جس کا تم دعویٰ کرتے ہو، یا وہ مرکب اور ہے؟، اگر یہ مدت وہی زمان ہے تو وہ مکان کا زمان ہوگا، اور وہ مکان میں محمول ہوگا، اور جس طرح زمان والی چیزوں کے لیے زمان ہوتا ہے اسی طرح وہ بھی ہوگا، کوئی فرق نہ ہوگا،

اگر یہ مدت (وہ زمان نہیں جس کا تم دعویٰ کرتے ہو) کوئی اور ہے تو یہاں ایک تیسرا زمان ہوا جو اس مکان کی مدت کے علاوہ ہوگا، نیز اس زمان کے بھی علاوہ ہوگا جس کو ہم اور وہ جانتے ہیں، یہ سب ایسے وسوسے ہیں جن کے دعویٰ کرنے سے ہر وہ شخص نہیں عاجز ہوتا جو

Marfat.com

اس کی پروا نہیں کرتا کہ وہ کیا کہتا ہے، اور نہ وہ رسوائی سے شرماتا ہے،

ان سے کہا جائے گا کہ جب وہ مکان وزمان جن کا تم دعویٰ کرتے ہو، وہ مکان وزمان معہود کے ساتھ ایک جنس اور ایک حد کے تحت واقع نہیں ہیں، تو تم نے ان کا نام مکان وزمان کیوں رکھا، ان دونوں کا کوئی مخصوص وجداگانہ نام کیوں نہ رکھا کہ دور رہتے اور اسمائے مشترکہ کے ساتھ ملانے سے جو تلبیس اور سفسطہ (مغالطہ) پیدا ہو گیا یہ بھی نہ ہوتا۔

اگر یہ دونوں مکان وزمان بھی جن کا تم دعویٰ کرتے ہو مکان وزمان معہود کے ساتھ ایک ہی حد کے تحت ہیں تو پھر کھلم کھلا تمھارا یہ دعویٰ باطل ہو گیا کہ یہ زمان ومکان، زمان ومکان معہود کے علاوہ ہیں، وباللہ التوفیق،

نیز ان سے ان غیر معہود مکان وزمان کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ آیا وہ دونوں فلک کے اندر ہیں یا باہر اگر کہیں کہ اندر ہیں تو پھر خلا ہی ملا بن گیا، اور مکان متمکن (یعنی مکین) کے اندر ہو گیا، اور یہ محال ہے، اور زمان بھی وہ ہو گا کہ اس کے سوا کوئی نہ معلوم ہو گا،

اگر وہ کہیں کہ یہ غیر معہود زمان ومکان فلک کے باہر ہیں، تو انھوں نے فلک کے بیرونی حصے کی طرف سے ان مکان وزمان کی ابتدائی حد ثابت کر دی (حالانکہ وہ انھیں غیر محدود وغیر متناہی مانتے تھے)

اگر وہ کہیں یہ دونوں نہ باہر ہیں نہ اندر ہیں، تو یہ ایسا دعویٰ ہے جو محتاج دلیل ہے، اور اس کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا یہ باطل ہے،

دعوے بے دلیل

اگر وہ کہیں کہ تم لوگ بھی تو باری تعالیٰ کے بارے میں یہی کہتے ہو (کہ نہ وہ فلک کے اندر ہے نہ فلک کے باہر) تو ہم کہیں گے کہ ہاں، کیونکہ اس کے وجود پر تو برہان قائم ہے، جب اس کا وجود ثابت ہو گیا کہ نہ وہ اندر ہے نہ باہر، نہ داخل ہے نہ خارج، تو یہی اس پر دلیل قائم ہو گئی کہ عالم کی ہر چیز کا اس کے خلاف ہونا ضروری ہے، تم لوگ جس خلا وزمان کا دعویٰ کرتے ہو

Marfat.com

اُس کی صحت پر تمھارے پاس کوئی برہان ہی نہیں، اس لیے تمھارا کلام محض دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا، وباللہ التوفیق۔

ملحدوں کی بے علمی

ہم نے ان لوگوں کا نہ تو کوئی سوال پایا، نہ کبھی دلیل لائے کہ ہم اسے اُن کی جانب سے پیش کرتے، نہ ہم نے اُن کی کوئی اور ایسی بات پائی جس سے ازلیت خلا و مدت میں فریب دینا ممکن ہو اور جس کو ہم اُن کی جانب سے وارد کرتے، اگرچہ وہ لوگ بیدار نہ ہوتے، یہ محض ایک رائے ہے جس میں انھوں نے قدمائے ملحدین کی پیروی کی ہے اور بس، وباللہ التوفیق۔

استدلال بالمحال

وہ خلا جس کا نام انھوں نے مکان مطلق رکھا ہے، اور بیان کیا ہے کہ غیر متناہی ہے، اور ایسا مکان ہے جس میں تمکن (مکین) ہو سکتا ہے، اس میں ایک برہان ضروری ہے جس سے مفر نہیں، اس سے یہ سب باطل ہو جاتا ہے، اُن لوگوں کی دلیل جس سے انھوں نے ملمع کاری کی اور فریب دے کے خلا ثابت کرنا چاہا، یہ ہے کہ "ہم دیکھتے ہیں کہ زمین، پانی، اجسام خاکی، پتھر کی چٹانیں، پارہ اور ان کے مثل چیزوں کا طبعی میلان ہمیشہ اسفل کی طرف ہے، اور انھیں وسط و مرکز کی تلاش ہے، یہ اپنی اس طبیعت کو کبھی ترک نہیں کرتیں، بلند تو ہوتی ہیں مگر ایسی زبردستی سے جو ان پر غالب آجائے، اور ان پر اثر کرے، جیسے ہمارا پانی یا پتھر کو اُٹھانا، جب ہم ان دونوں کو اٹھاتے ہیں تو اٹھ جاتے ہیں، اور جب ہم چھوڑ دیتے ہیں تو یہ دونوں اپنی طبیعت کی طرف اسفل میں پلٹ جاتے ہیں، بلندی کی طرف جانا، مرکز اور وسط سے دور رہنا، یہ ہم آگ اور ہوا کی طبیعت میں پاتے ہیں، یہ دونوں اپنی اس طبیعت کو بغیر کسی جبری حرکت کے جو ان پر غالب آجائے، ترک نہیں کرتے، یہ امر شاہدے سے علانیہ نظر آتا ہے، جیسے ہوا بھری ہوئی مشک اور خول والا برتن پانی میں قائم رہتا ہے، ڈوبتا نہیں، اس لیے کہ ہوا اسے

Marfat.com

روک رہی ہے، جب یہ جبری حرکت زائل ہو جاتی ہے تو یہ دونوں اپنی طبعی حالت پر لوٹ آتے ہیں،

ہم ایک ایسا برتن پاتے ہیں جس کا نام سارقۃ الماء (پچکاری) ہے کہ اس میں پانی اوپر چڑھتا رہتا ہے اور ٹپکتا نہیں، کزراتہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ مٹی اور پارے اور پانی کو اٹھا لیتا ہے،

جب کنواں کھودتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ ہوا سے بھرا ہے، ہوا اس وقت نیچے ہوتی ہے، پچھنے (یا سینگی) کو دیکھتے ہیں کہ جسم خاکی کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔

یہ سب دو میں سے ایک ہی وجہ سے ہوتا ہے جس کی کوئی تیسری وجہ نہیں ہو سکتی، یا بالکل خلا کا نہ ہونا (جیسا کہ خود ہم لوگ کہتے ہیں)، یا اس لیے کہ طبیعت خلا ان اجسام کو اپنی طرف کھینچتی ہے، جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں جو خلا کو مانتے ہیں،

مگر ہم نے اس کو دعویٰ بلا دلیل پایا، لہٰذا وہ ساقط ہو گیا،

دوبارہ غور کیا تو ہم نے اسے انھیں پر عائد پایا، اس لیے کہ جب اجسام جذب ہو گئے اور کھنچ گئے تو ملا ہو گیا (خلا کہاں رہا)، ملا تو حاضر و موجود ہے، اور خلا کا محض دعویٰ ہے، جس پر کوئی برہان نہیں، لہٰذا ساقط ہو گیا، اور عدم خلا ثابت ہو گیا،

یہ تو مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلا نہیں ہے، نہ ہمیں حس سے معلوم ہو سکتا ہے نہ عقل سے حتیٰ کہ تو ہم بھی اس کا امکان محسوس نہیں کرتا کہ کبھی کوئی ایسا مکان ہو جو تمکن سے خالی ہو، لہٰذا بدیہی طور پر ملا ثابت ہو گیا اور خلا باطل ہو گیا، اس لیے کہ نہ تو خلا پر کوئی دلیل قائم ہوئی اور نہ وہ کبھی محسوس ہوا، و باللہ التوفیق۔

ہم ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمھارے قول کے مطابق فلک سے باہر خلا ہے تو یا تو یہ اسی خلا کی جنس سے ہوگا جس کو تم بتاتے ہو کہ وہ اپنی طبیعت سے اجسام کو کھینچتا ہے یا کسی دوسری جنس سے ہوگا، ان

Marfat.com

دو وجہوں میں سے ایک ضروری ہے، کوئی تیسری وجہ نہیں ہوسکتی،
اگر وہ کہیں کہ وہ خلا اسی خلا کی جنس سے ہے جو اجسام کو جذب کرتا ہے، (اور یہی ان کا قول ہے) تو انھوں نے اس کا اقرار کرلیا کہ اس خلا کی طبیعت، جو تمام طبائع پر غالب ہے، یہ ہے کہ وہ متمکنات سے اپنی طرف جذب کرتا ہے، ان سے بھر جاتا ہے، یہاں تک کہ قوائے عناصر کو اپنی طبائع سے پھیر دیتا ہے (کہ وہ پستی سے بلندی کی طرف چلی جاتی ہیں)، لہذا واجب ہوگیا کہ وہ خلا جو بیرون فلک ہے وہ بھی ایسا ہی ہو، کیونکہ اس کی طبیعت اور جنس کی یہی صفت ہے، اس سے بالبداہت یہ لازم آیا کہ اس میں بھی کوئی متمکن ہو، اور یہ ضروری ہے (کیونکہ اس میں بھی جذب اجسام کی قوت ہے) جب یہ ہوگیا، اور اس خلا کی ان کے نزدیک نہایت نہیں ہے، تو اس جسم کی جو اسے بھر رہا ہے کوئی نہایت نہ ہوگی،

ہم پہلے ہی دلائل بدیہیہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ ایسے جسم کا وجود ناممکن ہے جس کی نہایت نہ ہو، لہذا خلا باطل ہے، نیز اگر ایسا ہوگا تو ملا ہوگا نہ کہ خلا، اور یہ ان کے قول کے خلاف ہے،
اگر وہ کہیں کہ یہ خلا اس خلا کی جنس سے نہیں ہے، تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اسے کیسے پہچانا اور اس پر استدلال کیا؟ یہ کیسے لازم آیا کہ تم اسے خلا کہو، حالانکہ وہ خلا نہیں ہے؟ یہ وہ اعتراض ہے جس سے کوئی مفر نہیں، وباللہ التوفیق

اس مسئلے میں یہ لوگ اور وہ برابر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "اس عالم سے باہر کے مکان میں کچھ لوگ ہیں جن کی وہ حد (تعریف) نہیں ہے، جو حد اس عالم کے لوگوں کی ہے، اور نہ وہ ان لوگوں کے سے ہیں" یا جو یہ کہتے ہیں کہ "بیرون فلک ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جو اس آگ کی جنس سے نہیں ہے" حالانکہ یہ سب حماقت و بیہودگی ہے،

Marfat.com

کیا مدبر و فاعلِ عالم ایک سے زائد ہیں؟

فلسفۂ مجوس فاعل و خالق عالم کے ایک سے زائد ماننے والوں کے چند فرقے ہیں، یہ سب فرقے دو فرقوں کی طرف رجوع کرتے ہیں،

ایک فرقے کا مذہب یہ ہے کہ عالم کا مدبر سوائے اللہ کے کوئی اور ہے، سیارات سبعہ کو مدبر اور ازلی مانتے ہیں، اور یہ لوگ مجوس (پارسی) ہیں، متکلمین نے ان سے نقل کیا ہے کہ "جب باری تعالیٰ کی تنہائی دراز ہوگئی تو وہ گھبرانے لگا، گھبرانے میں کوئی بری فکر کی جو مجسم ہوگئی اور ظلمت میں بدل گئی، اس سے اہرمن پیدا ہوا، اور یہی ابلیس ہے، باری تعالیٰ نے اسے اپنی ذات سے دور رکھنا چاہا مگر قادر نہ ہو سکا تو اس نے نیکیاں پیدا کر کے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، اور اہرمن نے بدی و شر پیدا کرنا شروع کر دیا" اس امر میں بہت سی بدحواسی کی باتیں ہیں،

یہ وہ امر ہے جسے مجوس نہیں جانتے، ان کا ظاہری قول یہ ہے کہ

Marfat.com

باری تعالیٰ تو اورمن ہے اور ابلیس اہرمن ہے، اور کام مکان ہے، اور جام مکان ہے، اور یہی خلا بھی ہے، اور نوم جوہر ہے، اور یہی ہیولیٰ ہے، اور نیز یہی طینت وخمیر ہے، اور یہ پانچوں ازلی ہیں، اور اہرمن فاعل شرور ہے اور اورمن فاعل خیرات، اور نوم مفعول ہے جس میں یہ سب (خیر وشر) ہے،

اور ہم نے اس مقالے کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں ہم نے محمد بن زکریا الرازی طبیب کے کلام کا رد جمع کیا ہے، اس کی کتاب کا نام "العلم الالٰہی" ہے،

مجوس روشنی، آگ اور پانی کی تعظیم کرتے ہیں، سوائے اس کے کہ وہ زردشت کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں، اور اپنی شریعت کو زردشت کی طرف منسوب کرتے ہیں،

مزدک کی تعلیم

ان میں ایک فرقہ مزدکیہ ہے، یہ لوگ مزدک کے متبع ہیں جو مجوسیوں میں ایک مذہبی پیشوا گزرا ہے، ایسے پیشواؤں کو اُن کی اصطلاح میں "موبد" کہتے ہیں،

اشتراکیت

پیروان فرقۂ مزدکیہ کا فلسفہ یہ ہے کہ ہر شخص جو کچھ کمائے، اکتساب کرے، اس میں سب کا حق برابر برابر ہے، یہ لوگ عورتوں میں بھی مساوات کے قائل ہیں، کہ ہوا اور پانی کی طرح عورتیں بھی "ملک مشاع" ہیں، ہر ایک مرد اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے،

خرمیہ

بابک خرمی (جو خلیفہ معتصم باللہ العباسی کے ہاتھوں قتل ہوا) مزدک ہی کا ہم عقیدہ تھا، اس کے پیرو (جو اسلام کو مٹا کے ایرانی مجوسی سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے) اسی مساوات واشتراکیت کا عقیدہ رکھتے تھے، خرمیہ بھی فرقۂ مزدکیہ کی ایک شاخ ہیں،

Marfat.com

اسماعیلیہ

فرقۂ اسماعیلیہ جو اسماعیل بن جعفر صادق کی امامت کا قائل ہے اُن کے مذہب کا راز بھی فرقۂ خرمیۃ ہی کی تعلیم ہے اور وہیں سے اُنھوں نے اپنے اصول اخذ کیے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو قرامطہ اور بنی عبید اور ان کے عنصر کے قول پر ہیں۔

صابیہ

جو کہتے ہیں کہ مدبر عالم ایک سے زائد ہیں، انھیں میں "صابی" بھی ہیں، یہ لوگ قدامت اصلین کے قائل ہیں جیسا کہ ہم نے پہلے مجوس کا قول بیان کیا ہے کواکب سبعہ کی تعظیم کرتے ہیں، بارہ بروج کے قائل ہیں، اپنے بت خانوں میں ان کی تصویریں بناتے ہیں، قربانیاں چڑھاتے ہیں، عود کی دھونی دیتے ہیں، رات دن میں ان کی بھی پانچ نمازیں ہیں جو مسلمانوں کی نمازوں سے ملتی جلتی ہیں، رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں، اپنی نمازیں کعبے اور بیت الحرام کی طرف رخ کرتے ہیں، مکے و کعبے کی تعظیم کرتے ہیں، مُردار اور خون اور سور کے گوشت کو حرام سمجھتے ہیں، اُن رشتہ دار عورتوں کو بھی حرام سمجھتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں،

اسی طریقے پر ہندو بھی بت خانوں میں عمل کرتے ہیں، ستاروں کے نام کی تصویریں بناتے ہیں، اور اُن کی تعظیم کرتے ہیں،

عرب میں بتوں کی بنیاد یہی ہوئی اور سود ان بھی یہی کرتے ہیں، پہلے تعظیم کی گئی، پھر امتداد زمانہ سے نوبت اس کی آئی کہ ان تصاویر کی عبادت کرنے لگے،

صابیوں کا مذہب روئے زمین میں قدیم ترین، اور تمام دنیا پر غالب تھا، یہاں تک کہ اُس میں نئی نئی باتیں ایجاد کریں اور اس کے طریقے بدل دیے، اللہ عزوجل نے اپنے خلیل ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس دین اسلام کے ساتھ جس پر آج ہم لوگ ہیں اور اس مبارک ملت حنیفہ کی تصحیح کے لیے مبعوث کیا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی ہے، حسبِ تصریح قرآن ان لوگوں نے کہ

Marfat.com

تعظیم کواکب و عبادت اصنام ایجاد کر لی تھی اُس کے بطلان کو حضرت ابراہیمؑ نے صاف صاف بیان کیا، اس تبلیغ حق کے سلسلے میں اُن لوگوں کی جانب سے وہ مصائب پیش آئے جن کی تصریح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمائی ہے، وہ لوگ اُس زمانے میں اور اُس کے بعد حنفا کہلاتے تھے اب بھی اُن میں سے کچھ لوگ حرّان میں باقی ہیں، اگرچہ بہت کم ہیں، بایں ہمہ یہ بھی ایک فرقہ ہے۔

نصاریٰ بھی ایک وجہ سے اس فرقے میں داخل ہیں اور دوسری وجہ سے اس سے خارج ہیں، جس وجہ سے وہ لوگ داخل ہیں وہ اُن کا تثلیث کا قائل ہونا اور یہ کہنا ہے کہ مخلوق کے خالق تین ہیں،

اور جس وجہ سے وہ اُس فرقے سے خارج ہیں وہ یہ ہے کہ صابی اپنی شریعت کو ہرمس کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہی ادریس تھے، اور ایک اور جماعت کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں جن کو وہ انبیا بتاتے ہیں، جیسے ایلون (اور کہتے ہیں کہ یہ نوح علیہ السلام تھے) اور جیسے اسقلانیوس صاحب الہیکل الموصوف اور عاظیمون اور بوذاسف وغیرہم اور نصاریٰ ان لوگوں کو نہیں پہچانتے، وہ اُس نبی کی نبوت کو مانتے ہیں جو بنی اسرائیل میں سے ہو، ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا بھی اقرار کرتے ہیں، اسماعیل و صالح و ہود و شعیب کی نبوت کو نہیں مانتے، اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے ہیں، صابئین ان میں سے کسی کی بھی نبوت کو قطعاً نہیں مانتے، اسی طرح مجوس بھی سوائے زردشت کے کسی کو نبی نہیں جانتے،

فرقۂ ثانیہ کا مذہب یہ ہے کہ عالم کے مدبرین تو ہیں اور ان کے سوا کوئی (خالق) نہیں ہے، یہ دیصانیہ، مرقونیہ اور مانیہ ہیں، جو اس کے قائل ہیں کہ طبائع اربعہ (عناصر اربعہ) جب کہ وہ بسیط یعنی غیر مرکب تھے ازلی ہیں، پھر امتزاج پیدا ہوا، پھر ان (طبائع) کے امتزاج سے عالم نکلا۔

Marfat.com

مانی کا فلسفہ

مانیہ کہتے ہیں کہ اصلین (دو اصل) ازلی ہیں، اور یہ دونوں نور اور ظلمت (تاریکی و روشنی) ہیں، اور نور و ظلمت زندہ ہیں، یہ دونوں ہر سمت سے غیر متناہی ہیں سوائے اُس سمت کے جس میں دونوں باہم ملتے ہیں، اپنی پانچ سمتوں میں غیر متناہی ہیں، نور و ظلمت دو جسم ہیں،

ان لوگوں نے امتزاج و ترکیب کے جو طریقے بیان کیے ہیں وہ بھی مثل خرافات کے ہیں، اس فلسفے کے قائل پیروان مانی ہیں،

ویصان کا بیان

متکلمین کہتے ہیں کہ ویصان مانی کا شاگرد تھا، یہ غلط ہے بلکہ ویصان مانی سے پہلے گزرا ہے، اس لیے کہ مانی نے اپنی کتابوں میں دیصان کا ذکر کرکے اُس کو رد کیا ہے، یہ دونوں امور مذکورہ بالا میں متفق ہیں، سوائے اس کے کہ مانی کے نزدیک ظلمت زندہ ہے اور دیصان کہتا ہے کہ وہ مردہ ہے۔

مانی کے واقعات

مانی حرّان کا راہب تھا، اُسی نے یہ دین ایجاد کیا، جس شخص نے اُسے قتل کیا وہ بادشاہ بہرام بن بہرام تھا، واقعہ یہ ہوا کہ بادشاہ کے سامنے قطع نسل اور تعجیلِ فراغ عالم کے مسئلے میں آذر باذ بن مارکسفند موبذ موبذان نے مانی سے مناظرہ کیا کہ "تمھیں تو کہتے ہو کہ نکاح حرام ہے تاکہ عالم جلد فنا ہو جائے، اور ہر شکل اپنی شکل کی طرف لوٹ جائے، اور یہ حق و واجب ہے"

مانی نے اُسے جواب دیا کہ "نسل کو جس میں (نور و ظلمت کا) امتزاج ہے قطع کر کے نور کی اُس کی رہائی میں مدد کرنا واجب ہے"

آذر باذ نے جواب دیا کہ "تب تو یہ حق و واجب ہے کہ سب سے پہلے تمھیں کو وہ رہائی دی جائے جس کی تم دعوت دیتے ہو، اور اس امتزاج مذموم کے باطل کرنے میں تمھاری مدد کی جائے"

مانی لاجواب ہو گیا۔

Marfat.com

بہرام نے مانی کے قتل کا حکم دے دیا، وہ اور اس کے ساتھ کی ایک جماعت قتل کر دی گئی،

یہ لوگ قربانی اور ایذائے حیوان کو نامناسب سمجھتے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام میں سے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کسی کو نہیں جانتے، زردشت کی نبوت کا بھی اقرار کرتے ہیں اور مانی کی نبوت کے بھی قائل ہیں،

فرقہ مزقونیہ

مزقونیہ بھی یہی کہتے ہیں، اس پر مستزادیہ قرار دیتے ہیں کہ نور و ظلمت بھی ازلی ہیں، اور ان کے درمیان ایک تیسری چیز بھی ازلی ہے، مگر یہ سب لوگ اس پر متفق ہیں کہ ان اصول (یعنی نور و ظلمت) نے کوئی چیز پیدا نہیں کی جو ان کے علاوہ ہو، البتہ ان کے امتزاج اور ان کے اجزا سے بذریعہ تغیر و تبدل عالم کی تمام صورتیں پیدا ہو گئیں،

یہ تمام فرقے اس پر متفق ہیں کہ فاعل و خالق ایک سے زائد ہیں، اگرچہ عدد و صفت و کیفیت عقل و احکام شرائع میں ان میں اختلافات ہیں،

ہمارا یہ کلام مختصر ہے جس میں قواعد استدلال و براہین ضروریہ اور ان نتائج کے استیعاب و احاطہ کا قصد ہے جو مقدمات ادلۂ صحیحہ سے پیدا ہوتے ہیں، فضول و لایعنی امور اور ایسی تطویل سے بچنے کا قصد ہے جس کے بغیر بھی کفایت ہو سکتی ہے، اللہ کی مدد سے ہماری کوشش یہی ہوگی کہ براہین ضروریہ سے یہ ثابت کر دیں کہ فاعل قطعاً ایک ہے، نہ کہ ایک سے زائد، ایک سے زائد ہونے کے بطلان کو اچھی طرح واضح کر دیں گے، جیسا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے کر چکے ہیں اور دلائل بدیہیہ سے واضح کر چکے ہیں کہ عالم حادث ہے جو پہلے نہ تھا پھر ہوا، اس کا ایجاد کرنے والا مدبر ازلی ہے،

ان لوگوں کی وہ خرافات جو انھوں نے فاعلین کے وصف اور ان کے افعال کی کیفیت کے بارے میں بیان کی ہیں جو مقدمات فاسدہ کی طرف

Marfat.com

منسوب ہیں وہ سب ساقط ہوگئیں، کیونکہ صفت تو موصوف ہی کے لیے ہوتی ہے، جب موصوف باطل ہوگیا تو وہ صفت بھی باطل ہوگئی جس سے انھوں نے اس کو موصوف کیا تھا،

رہا ان کے احکام شرعیہ کے جواب میں مشغول ہونا تو ہم اس کے درپے نہ ہوں گے، اس لیے کہ شرائع علیہ میں کوئی شے ایسی نہیں جس کو عقل ضروری بتائے اور نہ کوئی شے ایسی ہے جس کا عقل انکار کرے، بلکہ یہ سب "باب ممکن" سے ہیں، جب ان شرائع کے حکم دینے والے کے قول پر اور اُس کی اطاعت کے وجوب پر دلائل ضروریہ قائم ہو جائیں تو حکم دینے والے کے ہر ایک حکم کا قبول کرنا واجب ہے خواہ وہ کیسے ہی اعمال ہوں، ہم کو، ہماری اولاد کو، آباء و اُمہات کو، چاہے قتل ہی کیوں نہ کرے پھر بھی ہمیں مجال اعتراض نہیں۔

جب ان شرائع کے حکم دینے والے کے قول کی صحت ہی ثابت نہ ہو اور نہ اُس کی اطاعت کا وجوب ثابت ہو تو اس کے احکام کی کوئی پروانہ کی جائے گی، خواہ وہ کیسے ہی اعمال ہوں، جو شریعت اُس قاعدے کے خلاف ہو وہ باطل ہے، لہذا ہمارا کلام باوجود اس فرق کے جو ہم نے بیان کردیا اس امر کے ثابت کرنے میں کہ فاعل اول واحد ہے نہ کہ زائد، اور ایک سے زائد کے باطل کرنے میں ہوگا، اور ہر فریب کو جسے اس کے بعد لائیں گے پارہ پارہ کردے گا، اور اس شخص کو جس کو تھوڑا سا بیان کافی ہو تکلیف سے بچا دے گا، اور ہماری توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے،

اللہ تعالیٰ کی مدد و قوت سے سب سے پہلے ہم ان کے ان محمد دلائل کو لاتے ہیں جن سے انھوں نے فاعل کے ایک سے زائد ثابت کرنے میں فریب کاری کی ہے پھر ہم اللہ کی مدد و قوت سے دلائل واضحہ سے اس کو توڑیں گے، اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا انشاء اللہ ایسے دلائل سے ثابت کرنا شروع کریں گے جن کا رد کرنا ممکن نہ ہوگا، اور نہ

Marfat.com

اُن میں کوئی اعتراض ہو سکے گا' جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب کے گزشتہ مضامین میں کیا ہے' والحمد للہ رب العالمین۔

بُرہان فاسد

ہم بتوفیق الٰہی کہتے ہیں کہ سب سے معتبر بات جس پر فاعل کے ایک سے زائد ماننے والوں نے اعتماد کیا ہے دو استدلال فاسد ہیں' ایک تو وہ ہے جو

۳۹ مانیہ' دیصانیہ' مجوس' صابیہ' مزدقیہ اور ان کے مذہب پر چلنے والوں کا استدلال ہے' یہ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم سمجھتے ہیں کہ حکیم شر نہیں کرتا اور نہ وہ مخلوق کو پیدا کر کے کسی غیر کو اس پر مسلط کرتا ہے' یہ عیب ہے کہ اپنی چیز پر دوسرے کو مسلط کر دے' ہم تمام عالم کو دو قسموں پر تقسیم پاتے ہیں کہ ان میں سے ہر قسم دوسرے کی ضد ہے' مثلاً خیر و شر' فضیلت و رذیلت' حیات و موت' صدق و کذب' لہٰذا ہمیں معلوم ہوا کہ حکیم تو خیر ہی کرے گا اور وہی کرے گا جس کا کرنا اُس کے لائق ہو گا اور یہیں معلوم ہوا کہ شرور کا فاعل کوئی دوسرا ہے اور وہ بھی شرور ہی کی طرح شر ہے۔"

استدلال ثانی

یہ اُن لوگوں کا استدلال ہے جو سیارات سبعہ اور بارہ برج کے قائل ہیں' قائلین طبایع اربعہ بھی اسی کے معتقد ہیں' وہ استدلال یہ ہے کہ "ایک فاعل مختلف افعال جب ہی کرے گا جب ان چار میں سے کوئی ایک وجہ ہو'

یا تو وہ مختلف قویٰ رکھتا ہو'

یا مختلف آلات سے کام لیتا ہو'

یا وہ مستحیل ہو کر (یعنی اپنی ایک حالت کو دوسری حالت سے بدل کر) کرے'

یا وہ مختلف اشیا کے ساتھ شامل ہو کر کرے'

جب یہ تمام وجوہ باطل ہیں' کیونکہ اگر ہم اس کے قائل ہوں گے کہ وہ قوائے مختلفہ سے کام لیتا ہے تو ہم اس پر یہ حکم کریں گے کہ وہ مرکب ہے۔

Marfat.com

مرکب ہونے کی صورت میں وہ بھی معقولات کا ایک فرد بن جائے گا،

اگر یہ کہیں کہ وہ متخیل ہو کے کرتا ہے تو لازم آئے گا کہ وہ اُس شے سے منفعل اور اثر پذیر ہو جس نے اُسے متخیل کیا، اس سے بھی وہ معقولات میں داخل ہو جائے گا،

اگر یہ کہیں کہ وہ اشیائے مختلفہ کے ساتھ کرتا ہے تو لازم آئے گا کہ وہ اشیا بھی اس کے ساتھ ہوں، حالانکہ وہ ازلی ہے، پھر یہ اشیا بھی ازلی ہوں گی، اس طرح نہ وہ عالم کا موجد ہو سکے گا اور نہ اُس کا فاعل، یہ لوگ کہتے ہیں کہ "اسی سے ہم نے یہ جانا کہ بہت سے فاعل ہیں، اگرچہ ایک وہ کرتا ہے جو اس کے موافق ہو"

بنیادِ فساد

سب سے معتبر بات یہی ہے جس پر منکرین توحید نے اعتماد کیا ہے، حالانکہ یہ دونوں استدلال محض غلط ہیں، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کرتے ہیں،

یہ استدلال فرقۂ ثانیہ کا ہے کہ حکیم سے شر اور عبث (لغو) سرزد نہیں ہوتا، ایسے استدلال کا جواب یہ ہے کہ تمہارا یہ علم کہ "یہ شے شر یا عبث ہے" دو وجہ کے سوا اس کی کوئی تیسری وجہ نہیں ہو سکتی یا تو تم نے اس بات کو بذریعہ خبر سن کر جانا ہوگا، یا عقل سے پہچانا ہوگا،

اگر تم کہو کہ اسے بطور سماعت جانا، تو کہا جائے گا کہ "تم" یا سننے کے معنی سوائے اس کے کچھ اور ہیں کہ مخلوق کے پیدا کرنے والے اور اس کے مرتب کرنے والے نے اس شے کا نام شر رکھا اور اس سے بچنے کا حکم دیا، اور اُس شے کا نام خیر رکھا اور اس کے کرنے کا حکم دیا، اس کے جواب میں "ہاں" ہی کہنا پڑے گا، جب ایسا ہے تو ثابت ہو گیا کہ وہ ذات جس کا کوئی موجد نہ ہو، نہ اس کا کوئی مدبر ہو، نہ اُس پر کوئی حاکم ہو، اس کا کوئی فعل شر نہیں ہوتا، کیونکہ شر کے شر ہونے کا سبب تو یہی خبر دینا ہے کہ وہ شر ہے، اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ایسا مخبر نہیں ہے جس کی طاعت واجب ہو،

Marfat.com

اگر کوئی کہے کہ وہ ایسا کام کیوں کرے گا جس کے شر ہونے کی اس نے خود خبر دی، تو اس سے کہا جائے گا کہ جیسا کہ مشاہدے میں ہے جسم سوائے حرکت و سکون کے کچھ نہیں کرتا — اس بارے میں کہ حرکت انتقال مکانی ہوتی ہے سب حرکت ایک ہی جنس کی ہے، اسی طرح تمام سکون بھی جنس واحد ہے، اللہ تعالیٰ نے صرف یہی کیا کہ اس نے ہمیں بعض اشیا کے کرنے کا حکم دیا اور بعض کے کرنے سے منع کیا، اس نے خود کوئی حرکت اس طور پر کبھی نہیں کی کہ وہ اس کے ساتھ متحرک ہوتا، اور نہ کوئی سکون اس طور پر کیا کہ وہ اس کے ساتھ ساکن ہوتا، اس نے تو حرکت و سکون کو بطور ایجاد کے کیا،

ہم ایسی حرکت کے ساتھ متحرک ہوئے جس سے ہمیں منع کیا گیا تھا، یا ایسے سکون کے ساتھ سکون کیا جس سے ہمیں منع کیا گیا تھا، یہی شر ہے، (یعنی ایجادِ حرکت و سکون شر نہیں، بلکہ ارتکابِ حرکت و سکون ممنوع شر ہے)، اسی طرح نفس کا وہ اعتقاد بھی شر ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام وہ امور ہیں جن کا موصوف باری تعالیٰ نہیں ہے۔

اگر کہیں کہ ہمیں خیر و شر کا علم سننے سے نہیں بلکہ عقل کے ادراک سے ہوا، تو بتوفیق الٰہی ان سے کہا جائے گا کہ کیا عقل قوائے نفس میں سے ایک قوت نہیں ہے جو درحقیقت یا تو کیفیت کے تحت داخل ہے یا ایسے شخص کے قول کی بنا جس کو عقل نہیں ہے، جوہر کے تحت ہے، بہرحال "ہاں" کے سوا چارہ نہیں، پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ عقل تو محض اپنی ہی جیسی چیز کی کیفیات میں موثر ہوتی ہے، وہ ان (کیفیات) کے خطا و صواب میں تمیز کرتی ہے، ان کے احوال و مراتب کو پہچانتی ہے لیکن اس چیز میں جو عقل سے بالاتر ہے، یا اس چیز میں جس میں عقل برابر معدوم رہی، یا عقل کے بنانے والے یا اس کے ترتیب دینے والے میں جیسا کہ وہ ہے، ان سب میں تو عقل کی کوئی تاثیر نہیں، کیونکہ اگر عقل اس میں بھی موثر ہوگی تو وہ حادث ہو جائے گا، جیسا کہ ہم پہلے

Marfat.com

بیان کر چکے ہیں، اثر باب اضافت سے ہے جو موثر کو چاہتا ہے، اب یہ ہوگا کہ باری تعالیٰ عقل کا منفعل ہو جائے گا، اور عقل اس میں فاعل اور اس پر حاکم ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و برتر ہے۔

اسی کتاب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مخلوق میں سے کوئی شے کسی وجہ سے بھی باری تعالیٰ کے مشابہ نہیں ہے، اور نہ وہی کسی معنی یا حکم میں اپنی مخلوق کا قائم مقام ہے، ہم نے اس شخص کے قول کا ابطال بھی ذکر کیا ہے جو بطور استدلال کے باری تعالیٰ کے نام پر حی، یا حکیم، یا قادر، یا اس کی صفات میں سے اور کسی صفت پر نام رکھنے کی کوشش کرتا ہے، (کہ یہ صفات خالق کے حق میں حقیقی ہیں اور مخلوق کے حق میں مجازی، یعنی جب مخلوق کو مثلاً حی کہا جائے تو اس کے اور معنی ہیں، اور خالق کو حی کہا جائے تو اس کے اور معنی ہیں، یہاں محض اشتراک لفظی ہے، نہ کہ معنوی، اس لیے خالق کی مخلوق کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آئی)

البتہ چار اسماء مخصوص ہیں، یعنی اول، واحد، حق، اور خالق، فقط یہی ایسے نام ہیں کہ عالم میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی ان کا مستحق نہیں، کیونکہ علی الاطلاق سوائے اس کے ہرگز کوئی اول نہیں، نہ سوائے اس کے ہرگز کوئی واحد ہے، نہ سوائے اس کے ہرگز کوئی خالق ہے، اور نہ سوائے اس کے علی الاطلاق ہرگز کوئی حق ہے،

ہر وہ شے جو اللہ کے سوا ہے وہ باری تعالیٰ کی وجہ سے حق ہے، کیونکہ اگر باری تعالیٰ نہ ہوتا تو کوئی شے عالم میں حق نہ ہوتی، اور ہر وہ شے جو باری تعالیٰ کے ماسوا ہے وہ محض اضافی طور پر حق ہے، اگر یہی خبر کے طور پر اللہ کے نام کانوں میں نہ پڑے ہوتے تو ان میں سے کوئی نام رکھنا جائز نہ ہوتا، لیکن ہم نے اسی کتاب میں اسی کے مقام پر بیان کیا ہے کہ کس چیز پر اس کا نام خبر و سماع کے مطابق ہے، ان اسمائے حسنیٰ سے سوائے اللہ کے کوئی اور مراد نہیں ہو سکتا، اور نہ

Marfat.com

اُن سے بجز اُس کے کسی اور کی طرف ذہن رجوع ہوتا ہے،

وہ دلیل جس میں انھوں نے باری تعالیٰ کا نام رکھا اور اس دلیل کو اس پر جاری کیا یہ اقناعی ہے (یعنی نفس کو قناعت ہوجاتی ہے اور دوسری جانب کا احتمال منقطع نہیں ہوتا) اور شنیعی و فریبی ہے، اس میں خالق کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ ہے، ان لوگوں کا اُسے مخلوق سے تشبیہ دینا، اس پر حدوث کا حکم لگانا، اور فاعل کو مفعول بنانا ہے، حالانکہ ہم اس کے قبل اس کا ابطال بیان کر چکے ہیں،

ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ اگر تم نے یہ مان لیا ہے کہ فاعل جو ہمارے نزدیک ہے وہ عابث (بے فائدہ کام کرنے والا) ہوگا اس سے تم نے یہ ثابت کردیا کہ فاعل عالم واحد ہے کہ ہمیں معلوم ہے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، کہ کسی شے کا تارک (جو اس میں تغیر نہ کرے، حالانکہ وہ اُس شے کے تغیر کرنے پر قادر ہے) وہ عابث ظالم ہے، تمھارے نزدیک جو فاعل خیرات ہے اس سے خالی نہیں کہ وہ اس (شر) کی تغییر پر اور اس سے روکنے پر قادر ہے، اس نے تغیر نہیں کیا تو وہ لامحالہ تمھارے نزدیک عابث ہوگیا، تم اسی میں جا پڑے جس سے بھاگتے تھے،

اگر تم کہو کہ نہ وہ اس (شر) کی تغییر پر قادر ہے اور نہ اس سے روکنے پر، تو بلاشک وہ عاجز وضعیف ہے، اور یہ تمھارے نزدیک بری صفت ہے، اس استدلال کی وجہ سے تم نے یہ قول کیوں نہ ترک کردیا کہ وہ ایک سے زائد ہے کیونکہ تمھارے اصول و مقدمات کی بنا پر یہ زیادہ صحیح ہے، اور ہمارے نزدیک تو تمھارا مقدمہ اسی دلیل سے فاسد ہے، جو ہم نے بیان کی،

نور و ظلمت	مانیہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نور علو میں غیر متناہی مقام تک ہے، اور ظلمت سفل میں غیر متناہی مقام تک ہے، ان میں سے ہر ایک اس جہت سے متناہی المساحة (محدود) ہے

Marfat.com

جس جہت سے ایک دوسرے سے ملتا ہے، بقیہ پانچ جہات میں غیر متناہی ہے، لذت نور کے لیے مخصوص ہے ظلمت کے لیے نہیں ہے، اذیت ظلمت کے لیے مخصوص ہے نور کے لیے نہیں ہے،

بلندی و پستی

پانچ جہات میں غیر متناہی ہونے کا قول تو انھیں دلائل سے فاسد ہے جن سے ہم نے جسم عالم کا متناہی ہونا ثابت کیا ہے، علو و سفل کے متعلق جو قول ہے اس کا فساد بھی ظاہر ہے، اس لیے کہ سفل بھی اضافت و نسبت سے ہوتا ہے اور علو بھی،

ہر علو اپنے سے بلند کے اعتبار سے سفل ہے، یہاں تک کہ وہ اس سطح بالا تک پہنچ جائے، جس کے اوپر کوئی سطح نہیں حالانکہ وہ اس کا اقرار نہیں کرتے،

ہر سفل اپنے سے پست کے اعتبار سے علو ہے، یہاں تک کہ وہ مرکز تک پہنچ جائے، حالانکہ وہ اس کا اقرار نہیں کرتے، لہذا اُن کے قول کی بنا پر یہ ثابت ہو گیا کہ ظلمت میں علو ہے اور نور میں سفل،

لذت و اذیت

اُن کا قول لذت و اذیت کے بارے میں بھی بالکل فاسد ہے، کیونکہ لذت بھی اضافی ہے اور اذیت بھی، انسان کو اس چیز میں لذت نہیں آتی جس میں گدھے کو لذت آتی ہے، اسی طرح اس کے برعکس بھی ہے، انسان کو اس چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے سانپ کو نہیں ہوتی، لہذا یقیناً ان لوگوں کی ہوس باطل ہو گئی، والحمد للہ رب العالمین،

مانیوں کا مانیا

مانیہ پر ایک سوال ہے جو ان کے قول کو بفضلہ تعالیٰ مٹا دینے والا ہے، اور وہ یہ کہ اُن سے کہا جائے کہ آیا ان اجساد کے نفس (روحیں) ہیں یا نہیں، اگر کہیں کہ نہیں ہیں تو اُن سے کہا جائے کہ تمھارے اصول کی بنا پر یہ اجساد (اجسام) اس سے خالی نہیں کہ (۱) یا تو ان میں سے ہر جسد میں نور بھی ہے اور

Marfat.com

ظلمت بھی ہے، یا یہ کہ (۲) بعض اجساد میں محض نور ہے، اور (۳) بعض میں محض ظلمت، اگر وہ کہیں کہ ہر جسد میں نور بھی ہے اور ظلمت بھی ہے، تو ان سے کہا جائے کہ جو جسد ظلمت سے ہے آیا اُس سے فعل خیر ممکن ہے؟، لامحالہ اس کا جواب نفی میں ہوگا، کیونکہ اگر جسد ظلمانی فعل خیر کرے گا تو وہ نور کی طرف منتقل ہو جائے گا، اور اسی طرح جو نور سے ہے اس سے فعل شر ناممکن ہے، اس لیے کہ وہ ظلمت ہو جائے گا، اس حالت میں تمھاری دعوت خیر اور نکاح وقتل سے منع کرنے کا کیا فائدہ۔

ذرا ہمیں بتاؤ تو کہ تم ان سب کی طرف کس کو دعوت دیتے ہو، اگر تم نور کو دعوت دیتے ہو تو وہ (خیر) تو اُس کی طبیعت ہی ہے، اور وہ تمھاری دعوت کے پہلے ہی سے اپنی طبیعت سے فاعل خیر ہے، اس کو اس سے بدلنا ممکن نہیں، اُسے ایسی چیز کی طرف بلانا جس کو وہ خود کرتا ہے، اور ایسی چیز کو منع کرنا جس کو وہ خود نہیں کرتا، نور کے لیے عبث ہے، اور امر محال کی دعوت دینا ہے، اور یہ تمھارے اصول کے خلاف ہے،

اگر تم ظلمت کو دعوت دیتے ہو تو یہ بھی عبث ہے کیونکہ اُسے اپنی طبیعت کا ترک کرنا ممکن نہیں،

اگر وہ کہیں کہ بعض اجساد نور محض ہیں اور بعض ظلمت محض، تو اسی طرح اُن کے قول کو فاسد کیا جائے، اور اگر وہ ارواح کا اقرار کریں تو ان سے اسی طرح ارواح کے بارے میں بھی سوال کیا جائے،

اُن لوگوں کے متعلق سوال کیا جائے جن کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نکاح کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، پھر ان سب باتوں سے توبہ کر لیتے ہیں، کہ یہ قاتل وظالم کون ہیں، آیا نور ہیں یا ظلمت ہیں، اور توبہ کرنے والے کون ہیں، آیا نور یا ظلمت، وہ جو بھی کہیں، ان کا مذہب منہدم ہو جائے گا، وہ استحالہ بھی جائز کر رہے ہیں،

Marfat.com

(یعنی ایک حالت کا دوسری حالت سے بدل جانا)۔

اگر وہ کہیں کہ ہم ان میں سے جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں ہماری دعوت کے محض یہ معنی ہیں کہ نور کو اس پر برانگیختہ کریں کہ وہ ظلمت کو ان امور سے منع کرے۔

ان سے کہا جائے کہ آیا تمھاری دعوت سے پہلے بھی نور ظلمت کے روکنے پر قادر تھا یا نہیں،

اگر وہ کہیں کہ قادر تھا، تو نور نے ظلمت کو منع کرنا ترک کر کے بڑا ظلم کیا، حالانکہ وہ تمھاری دعوت سے پہلے بھی اس کے روکنے پر قادر تھا،

اگر تم کہو کہ نور کو یاد ہی نہیں آیا جب تک اسے تنبیہ نہیں کیا گیا، تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ تو نور کا نقص اور جہل ہوا، اور تمھارے قول کے مطابق صفات شر نور کے لائق نہیں،

یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے،

نیز ان سے کہا جائے کہ تم میں جو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے وہ جس کو دعوت دیتا ہے اس سے یہ نہیں کہتا کہ تم دوسرے کو بھی ظلم سے روکو، صرف یہ کہتا ہے کہ تم اپنے ظلم سے باز رہو اور اپنی گمراہی سے واپس آجاؤ، تم نے بہت اچھا کیا کہ باطل سے حق کی طرف رجوع کر لیا، اگر تم یہ حکم دیتے ہو کہ وہ اس ظلمت کو خطاب کرے تو اس کا حکم دینے والا کاذب اور کذب کا حکم دینے والا ہے، اگر تم حکم دیتے ہو کہ وہ اس نور کو خطاب کرے تو بھی اس کا حکم دینے والا کاذب اور کذب کا حکم دینے والا ہے۔

دعوت خیر

اگر وہ لوگ ہم سے سوال کریں کہ پھر تم لوگوں کی دعوت خیر کے کیا معنی ہیں، حالانکہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، وہ بھی جو اللہ کو جانتا ہے اور وہ بھی جو اللہ کو نہیں جانتا۔

Marfat.com

ان سے کہا جائے گا کہ ہمارے بعض متکلمین کا جواب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو خیر کی دعوت دی جاتی ہے اس سے خیر کا واقع ہونا بھی ممکن ہے، اور فعل شر بھی اس سے ممکن ہے، ان میں سے ہر چیز کا اس سے گمان کیا جا سکتا ہے، لہذا ہمارا اسے خیر کی دعوت دینا معروف و مناسب ہے، اللہ تعالیٰ کا علم اجبار نہیں ہے (یعنی وہ کسی کو شر پر مجبور نہیں کرتا) صرف وہ یہ جانتا ہے کہ بندہ کیا اختیار کرے گا۔

بعض متکلمین کا جواب یہ ہے، عالم میں مخلوق کا جو فعل یا ایجاد ظاہر ہوتی ہے اس کا فاعل اللہ عزوجل ہے، جس کی کوئی گرفت نہیں ہو سکتی، ہم جس کو دعوت دیتے ہیں ہماری دعوت کا خالق وہی ہوتا ہے، جب یہ ایسا ہے تو خالق سے اس کی مشیت کے متعلق سوال جائز نہیں کہ "آپ نے یہ کیوں کیا؟" ہم اسی جواب کو اختیار کرتے ہیں،

ان لوگوں سے یہ بھی کہا جائے کہ ہمیں بتاؤ کہ مانی، مسیح، زردشت، اور جن کی تم لوگ تعظیم کرتے ہو، آیا ان میں ظلمت بھی تھی، یا یہ لوگ محض نور ہی نور تھے؟ اگر وہ کہیں کہ لامحالہ ان میں ظلمت بھی تھی، کیونکہ وہ لوگ قضائے حاجت کرتے تھے، پریشان ہوتے تھے، اور رنجیدہ ہو جاتے تھے، تو ان سے کہا جائے گا کہ پھر وہ نور جو تمہارے اندر ہے وہ اس قسم کے کاموں سے کیوں عاجز رہا (جیسے کام یہ لوگ کرتے تھے) اگر وہ کہیں کہ اس نور کی قلت کی وجہ سے، تو ان سے کہا جائے گا کہ اس پر واجب تھا کہ وہ بھی اپنی مقدار کے مطابق معجزات لائے اگرچہ وہ قلیل ہی ہوتے، یہ وہ اعتراض ہے جس سے انہیں قطعاً کوئی مفر نہیں،

یہ بھی کہا جائے گا کہ تمہارا ترک نکاح کو لازم کرنا کہ نسل منقطع ہو جائے عجائب میں سے ہے، شاید تم خود اس پر قادر بھی ہو جاؤ، تو وحش و طیر اور بقیہ بری جانور اور حشرات اور آبی اور دریائی جانوروں کو کیا کرو گے جو ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، اور ان کا قتل انسان کے

Marfat.com

قتل سے زیادہ شدید اور بہت زیادہ ہے، ان کے تناسل کے منقطع کرنے کی، اور ان کے امتزاج سے فارغ کرنے کی کیا صورت ہے، یہ وہ صورت ہے جس کی تہمیں قطعی کوئی گنجایش نہیں،

اگر نور ظلمت کو منقطع کرنے سے عاجز ہے تو اس کے اجزا کو ابد تک کبھی رہائی نہیں ہو سکتی،

اگر وہ اس پر قادر ہے تو پھر اپنے اجزا کی رہائی میں عجلت یوں نہیں کرتا، اور وہ انھیں ظلمات میں کیوں بھٹکنے دیتا ہے،

قتل سے منع کرنا بھی عجیب تر شے ہے، یہ اُن کی طرف سے بقائے مزاج اور منع خلاص (یعنی نور کی ظلمت سے رہائی کو روکنے) پر اور نور کو رہائی دلانے اور قطع مزاج پر مدد ہے، یہ ان لوگوں کا کھلا ہوا تناقض ہے جس میں کوئی پردہ نہیں، اور اللہ ہی ہمارا مددگار ہے،

تمام دلایل جو ہم نے حدوث عالم اور اشخاص و اجسام عالم اور اس کے زمانوں کے متناہی ہونے کے وجوب پر پہلے بیان کیے ہیں وہ مانیہ کے اصول کی بنا پر ہر دو اصل یعنی نور و ظلمت پر بھی لازم ہیں، اور ہر اس شخص پر بھی لازم ہیں جو یہ کہے کہ فاعل ایک سے زاید ہیں اور وہ اپنے دوسرے شریک کار کے ساتھ ازلی ہے، و باللہ تعالی التوفیق،

استدلال ثانی جس میں انھوں نے فاعل کے افعال مختلفہ کے اقسام پر اعتبار کیا ہے، وہ بھی استدلال فاسد ہے، اس لیے کہ انھوں نے اس میں محض انھیں اقسام پر اعتماد کیا ہے جو عالم میں موجود ہیں، حدوث عالم پر عالم کا پیدا کرنے والا کسی شے کے بھی مشابہ نہیں، ضروری دلایل کا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، یہ ممکن نہیں کہ اسے اقسام عالم میں سے کسی کے تحت داخل کیا جائے، اشیائے مختلفہ و متفقہ کو وہی اپنے اختیار سے جب چاہتا ہے بناتا ہے، ان میں سے کسی کی کوئی علت نہیں ہوتی، کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جو طبیعت میں

Marfat.com

محصور ہو وہ متناہی ہے اور متناہی حادث ہے، جیسا کہ ہم اس کے صاحب قوی، یا فاعل بذریعۂ آلات، یا فاعل بذریعۂ استحالہ، یا فاعل مع اشیا ہونے میں پہلے بیان کر چکے ہیں، ان سب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حادث ہو، اللہ اس سے برتر ہے، ازلی ہے، اور قدیم ہے، لہٰذا یہ ضروری ٹھیرا کہ باری تعالیٰ مختار ہے کہ وہ بغیر کسی علت کے کہ جو اس پر کوئی فعل واجب کرے، اور اپنے سوا بغیر کسی اور قوت کے مختلف و متفق اشیا میں سے جو چاہے پیدا کرے، وباللہ التوفیق،

وہ تمام دلایل ضروریہ جو ہم نے عالم کے ازلی کہنے والوں پر لازم کیے ہیں، وہی دلایل مانیہ، دیصانیہ، مرقونیہ اور جو لوگ طبائع وہیولیٰ کی ازلیت کے قایل ہیں، سب پر لازم ہیں، اس لیے کہ ان سب کے نزدیک عالم سوائے ان اصول کے کوئی چیز نہیں جو ان کے نزدیک ازلی ہیں، ان کے نزدیک صرف صورت حادث ہے، جو انھیں اصول میں پیدا ہو گئی ہے۔

ان پر ہر دو اصل (یعنی نور و ظلمت) کے متناہی ہونے کا قول بھی لازم ہے، اس لیے کہ ان کے نزدیک یہ دونوں جسم ہیں اور جسم ان دو دلایل کی وجہ سے بدیہی طور پر حادث ہے، جو ہم بیان کرتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہر جرم (جسم) اس سے خالی نہیں کہ یا تو وہ متحرک ہوگا یا ساکن، اگر متحرک ہوگا تو ہم جانتے ہیں کہ وہ مسافت جو غیر متناہی ہے وہ اسے ہرگز قطع نہ کر سکے گا، نہ زمانہ متناہی ہے، نہ زمانہ غیر متناہی ہیں،

اس سے خالی نہیں کہ اس کی حرکت یا تو گولائی میں ہوگی یا شش جہات میں سے کسی ایک جہت کی طرف، ان دو کے علاوہ کوئی تیسری صورت نہیں، اگر وہ گولائی میں متحرک ہے اور غیر متناہی ہے، تو یہ محال ہے، اس لیے کہ اس وقت وہ دونوں خط جو وسط سے نکل کر مشرق اور علو کی طرف جاتے ہیں غیر متناہی ہوں گے، واجب ہوگا کہ

Marfat.com

اُس خط کا وہ جزو جو سمت مشرق میں ہے اُس خط کے اس جزو تک
جو علو کی طرف ہے اور جو سمت الراس ہے کبھی نہ پہنچے،

اس بنا پر حرکت باطل ہو گئی، اور یہ متحرک غیر متحرک ہوا مشاہدے
سے یہ محال بھی ہے، اس وجہ سے کہ فلک کلی کا ہر جزو چوبیس گھنٹے
میں اپنی تمام مسافت قطع کر لیتا ہے، اور جہاں سے حرکت شروع کرتا ہے
وہیں واپس آ جاتا ہے،

اگر وہ (جسم بجائے گولائی کے) کسی جہت کی طرف متحرک ہے تو
یہ بھی محال ہے، اس لیے کہ حرکت تو ایک مکان سے دوسرے مکان کی ۴۴
طرف منتقل ہونے کو کہتے ہیں، جب یہ جسم ایسا مکان پا لے گا جس میں
منتقل ہو جائے، اور اس سے پہلے اس مکان میں نہ تھا، تو بالبداہت
اس جسم کا متناہی ہونا ثابت ہو گیا، اس لیے کہ اس کے وجود کا
اس مکان میں نہ ہونا جس کی طرف وہ منتقل ہوا قبل انتقال اس
(وجود) کے وہاں سے منقطع ہونے کا موجب ہے، اگر وہ برابر اسی
مکان میں رہا جس کی طرف منتقل ہوا اور اسی طرح اس کے بعد والے
مکانات میں بھی برابر رہا تو وہ برابر غیر منتقل رہا، حالانکہ تم نے کہا تھا کہ
وہ برابر منتقل رہا، اس وقت وہ متحرک غیر متحرک ہو گیا، اور یہ محال ہے۔

اگر تم کہو کہ وہ جسم ساکن ہے، تو ہم کہیں گے کہ وہمی طور پر اس
جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹو، جب انھوں نے اس کا وہم کر لیا تو ہم پوچھتے ہیں کہ
یہ جسم کب بڑا تھا، آیا یہ ٹکڑا کاٹنے سے قبل یا کاٹنے کے بعد، وہ جو بھی
کہیں، خواہ یہی کہیں کہ وہ قبل اس کے کہ اس کا کوئی ٹکڑا کاٹا جائے
اپنی ذات کے مساوی تھا، تو انھوں نے نہایت ثابت کر دی کیونکہ
کثرت وقلت ومساوات کا اطلاق متناہی پر ہوتا ہے۔

مکان وجسم اُن اشیا میں سے ہیں جو عدد کے تحت واقع
ہوتے ہیں، جیسا کہ زمان بھی عدد کے تحت واقع ہوتا ہے، وہ
تمام دلایل جو از روئے عدد زمان کے متناہی ہونے کے متعلق ہم نے

Marfat.com

پہلے بیان کیے ہیں وہ مکان وجسم کے متناہی ہونے کے لیے بھی ازروئے عدد بطور مساحت کے لازم ہیں، وباللہ التوفیق،

وہ الزام جو ہم نے اُن لوگوں کو دیا ہے جو اجسام کو ازلی کہتے ہیں بعینہ وہی الزام اُن لوگوں کے لیے بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کواکب سبعہ اور دوازدہ بروج ازلی ہیں، اس لیے کہ وہ بھی اجسام ہیں، جو اقسام فلک و حرکت فلک کے تحت جاری ہیں،

وہیں غور کرو جہاں ہم نے حدوث اجسام و ازمان کو لازم ثابت کیا ہے وہی ان سب کو بھی لازم ہے،

ہم نے ان لوگوں کے اقوال کے فروع میں مثلاً مزاج وخلاص و صفات نور و ظلمت کے بارے میں ان الزامات کو ترک کر دیا ہے جو حدوث اجسام کے متعلق ہیں، کیونکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ فاعل کے ایک سے زائد ہونے کے بارے میں مذاہب فاسدہ کے اصول کا قلع وقمع کر دیں، (اس لیے ہم فروع کی طرف توجہ نہیں کرتے)

ہم نے اپنے بیان کی بنیاد اثبات واحد پر رکھی ہے، کیونکہ جب براہین ضروریہ سے یہ ثابت ہو جائے گا تو ان کے فاسد اصول خود بخود باطل ہو جائیں گے، باوجود ان ضروری امور کے استیعاب (اور پورے پورے بیان کرنے) کے جن کی ضرورت پڑتی ہے، ہم نے اللہ کی مدد و قوت سے اختصار ہی کو ملحوظ رکھا ہے،

وہ لوگ جنھوں نے ایک سے زائد کو فاعل (خالق) بنایا ہے سوائے اس کے کہ انھوں نے ان فاعلین کو عالم کے سوا بتایا ہے جیسے مجوس، صابئین، مرقونیہ اور قائلین تثلیث نصاریٰ، ان سب پر وہ دلائل ضروریہ (بحول اللہ و قوتہ) قائم ہوتے ہیں، جو انشاء اللہ ہم لانے والے ہیں،

جو ایک سے زائد ہے وہ جنس عدد کے تحت واقع ہے، اور جو شے جنس عدد کے تحت واقع ہے وہ انواع عدد کی ایک

Marfat.com

نوع ہے، نوع مرکب ہے اپنی جنس سے جو اس کو بھی شامل ہے اور اس کے غیر کو بھی، اور فصل سے جو اس کے لیے خالص ہے اور اس کے غیر میں نہیں ہے، اس کے لیے ایک موضوع ہے اور وہ جنس ہے جو اس نوع کی اور ان دوسرے انواع کی صورت قبول کرنے والی ہے، جو انواع اسی جنس کے ہیں، ایک محمول بھی ہے اور وہ وہ صورت ہے جس نے اسے اس کے غیر سے ممتاز و مخصوص کر دیا ہے، بس وہ صاحب موضوع و صاحب محمول ہوا، اور اپنی جنس اور اپنی فصل سے مرکب ہوا مُرَکَّب یعنی ترکیب دیا ہوا مُرَکِّب یعنی ترکیب دینے والے کے ساتھ ہے کیونکہ یہ امور اضافی میں ہے، اس لیے ان میں سے ہر ایک دوسرے کا محتاج ہے، مرکب (بالفتح) اپنے مرکب ہونے کے وقت مرکِّب (بالکسر) کے وجود کو چاہتا ہے، اور اسی وقت اس کا نام مرکب ہوتا ہے نہ اس کے قبل، اور واحد عدد ہی نہیں جیسا کہ ہم عنقریب اس کو بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالی۔

بتوفیق جناب باری، اس باب میں جو باتیں کہنے کی تھیں سب ختم ہو گئیں۔

توحید جناب باری

فاعل عالم کے واحد نہ ہونے کے خلاف دلیل یہ ہے کہ عالم اگر دو یا زیادہ کا بنایا ہوا ہے تو وہ دونوں خالق یا تو مشابہ ہیں یا مختلف وہ جو بھی ہیں انھوں نے دونوں میں یا ایک میں ایسے معنی ثابت کر دیے جن کی وجہ سے وہ دونوں مشابہ ہوئے یا مختلف۔ اگر وہ اس کی نفی کریں۔ تو ایک ہی ساتھ اختلاف و اشتباہ کی نفی کریں گے۔ حالانکہ

Marfat.com

(اختلاف و اشتباہ) دونوں کا بالکل مرتفع ہونا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ یہ محال و موجب عدم ہے ایسی دو چیزوں کا وجود محال ہے جو نہ تو کسی شے میں مشابہ ہوں اور نہ کسی وجہ سے مختلف ہوں۔ کیونکہ اس میں دونوں کا عدم لازم آئے گا۔ اس لیے کہ یہ صفت معدوم ہے تو جو اس کا حامل ہوگا وہ بھی معدوم ہوگا۔ حالانکہ انھوں نے اس کا وجود ثابت کیا تھا۔ اس کا قائل ہونا پڑے گا کہ وقت واحد میں وجہ واحد سے موجود معدوم ہو اور یہ محال ہے۔ انھوں نے جب دونوں خالقوں کو موجود ازلی مان لیا تو ان دونوں کے لیے ایسے معانی بھی مان لیے جن میں یہ دونوں مشابہ ہوں۔ وہ معانی ان دونوں کا وجود میں مشابہ ہونا۔ فعل میں مشابہ ہونا۔ اور ازلی ہونے میں مشابہ ہونا ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ اشیا ان کی غیر ہوں۔ کیونکہ یہ تو وہ صفات ہیں جو ان دونوں کو شامل ہیں۔ یعنی ان دونوں کا اشتباہ معانی مذکورہ میں ہے۔ اگر ان دونوں کا اشتباہ وہ خود ہی ہوں تو وہ شے واحد ہوئے۔

اسی طرح دونوں کے مختلف ہونے میں بھی لازم آئے گا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی کا غیر ہے۔ ان میں جو اختلاف ہے یہ اختلاف اگر خود ان کے علاوہ ہے تو یہ ایک تیسری چیز ہوئی۔ اور یہی طرح ہوتی جائے گی (یعنی چوتھی، پانچویں، وغیرہا) اس پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے عنقریب ہم انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

اگر تغایر ہی وہ دونوں ہوں۔ اور اشتباہ ہی وہ دونوں ہوں تو تغایر ہی اشتباہ ہو جائے گا، اور یہ بالکل محال ہے۔ کیونکہ تغایر میں ایسے معنی موجود ہونا ضروری ہیں جو اشتباہ میں نہ ہوں۔ اس لیے کہ تغایر کے ساتھ دو چیزوں کا مشابہ ہونا ممکن نہیں۔ جیسا کہ ہمارے مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور اختلاف یا اشتباہ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ جو ایسے معنی ہیں کہ ان دونوں خالقوں کے غیر ہیں

Marfat.com

لہذا تیسرا ثابت ہوگیا۔ اور جب تیسرا ثابت ہوگیا تو تینوں میں وہی سوال لازم آئے گا جو دو میں لازم آیا۔ اسی طرح (چوتھے یا پانچویں وغیرہ میں) ہمیشہ یہی سوال جاری رہے گا۔ یہ بالبداہت اس امر کو واجب کرتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک یا صرف ایک اپنی ذات کے اعتبار سے اور ان معانی کے اعتبار سے جن کی وجہ سے وہ دوسرے سے جدا ہوگیا یا جن معانی کی وجہ سے وہ دوسرے کے مشابہ ہوگیا، مرکب ہے۔

اگر وہ لوگ دونوں کے لیے یہی ثابت کریں، تو وہ دونوں مرکب ہوں گے۔ مرکب حادث ہوتا ہے۔ لہذا یہ دونوں بھی کسی غیر کے حادث کردہ اور مخلوق ہوں گے اور اس سے چارہ نہیں۔

اگر وہ اس کو دو میں سے صرف ایک شے کے لیے ثابت کریں تو تو وہ ایک مرکب ہوگا اور دوسرا اس کا فاعل ہوگا، اور معاملہ واحد غیر مرکب ہی کی طرف رجوع ہو جائے گا۔ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔

اگر وہ اس پر قائم رہے جو ہم نے انھیں الزام دیا ہے کہ ایسے معانی کا وجود ہے جن کی وجہ سے ایک خالق دوسرے سے جدا ہوگیا۔ تو یہ اتنے وجود قدمائے ازلی اور اتنے وجود فاعلین آلہہ کو واجب کردے گا جن کی تعداد خدائی سے بھی زائد ہوگی، اور یہ محال ہے، ایسے اعداد کا وجود جو قائم و ظاہر ہوں، وقت واحد میں ہوں، اور غیر متناہی ہوں، ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اگر ان کے لیے کوئی عدد ہوگا تو وہ عدد ان کا حصر کرے گا۔ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا۔ اور جو چیز محصور ہو وہ متناہی ہوتی ہے۔ حالانکہ ہم نے ان پر یہ قول واجب کیا تھا کہ وہ (آلہہ) غیر متناہی ہیں۔ انھیں اعداد کی وجہ سے یہ کہنا بھی لازم ہوگا کہ وہ متناہیہ غیر متناہیہ ہیں۔ اور یہ محال ہے۔

اگر ان (آلہہ) کے لیے کوئی عدد نہیں ہے تو وہ موجود ہی نہیں۔

Marfat.com

کیونکہ ہر موجود کے لیے عدد ہوتا ہے، اور ہر ذی عدد متناہی ہوتا ہے۔ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا۔

۴۶ اگر کوئی کہے کہ کس شے سے خالق مخلوق سے جدا ہو گیا۔ اور کس شے سے بعض خلق بعض خلق سے جدا ہو گئی۔ اس سے وہ ہیں اسی طرح الزام دینا چاہیے جس طرح ہم نے اسے گزشتہ دلایل میں الزام دیا ہے۔ تو بتوفیق الہٰی اس سے کہا جائے گا کہ تمام مخلوق حامل و محمول ہے۔ ہر حامل اپنے خالق اور دوسرے حاملین سے اپنے فصول و انواع و اجناس و خواص اور اپنے ان اعراض کی وجہ سے جو اس کے مکان میں ہیں اور اپنی بقیہ کیفیات کی وجہ سے، منفصل و جدا ہے۔ ہر محمول بھی اپنے خالق اور دوسرے محمولات سے بہ سبب اپنے حامل کے اور ان اسباب کے جن کی وجہ سے وہ اپنی نوع و جنس و فصل میں دوسرے محمولات سے ممتاز ہو گیا، منفصل و جدا ہے۔ باری تعالیٰ ان تمام امور میں سے کسی کا بھی موصوف نہیں ہے۔ و باللہ التوفیق۔

اس باب میں جس میں غیر متناہی زمانے تک جنت و دوزخ کے بقا اور ان اجسام کے بقا پر جو ان دونوں میں ہوں گے کلام ہے، نیز ہماری کتاب الانفصال کے گزشتہ ابواب میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے اس مقام پر ہمیں (جنت و دوزخ و اجسام جنت و دوزخ کے غیر متناہی بقا پر) وہی الزام دینا چاہا ہے جو ہم نے انھیں اسی مقام پر غیر متناہی اعداد کی وجہ سے دیا ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ یہاں بھی ہم اس کا کچھ حصہ بیان کریں گے جو کافی ہو گا۔ اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ دونوں مسائل مذکورہ میں فرق یہ ہے کہ ہم نے جنت و دوزخ میں غیر متناہی اعداد کے وجود کو واجب نہیں کیا ہے، بلکہ ہمارا قول یہ ہے کہ اعداد تو متناہی ہوں گے مگر ان میں کمی و بیشی نہ ہو گی۔ ان لوگوں کی ہر حرکت اور ہر مدت جو اس میں ظاہر ہو گی وہ

Marfat.com

محصور و متناہی ہو گی۔ جنت و دوزخ کی مساحت (پیمائش) بھی اس طور پر محدود و متناہی ہو گی جس میں کمی و بیشی نہ ہو سکے گی۔ ہم نے ان سے تناہی بالقوہ کی نفی کی تھی جس کے معنی یہ ہیں کہ باری تعالیٰ ہر دو مقام جنت و دوزخ میں بقا و مدّت اور نعمت و عذاب ہمیشہ پیدا کرتا رہے گا جس کی کوئی حد نہ ہو گی۔ اس (بقار نعمت وغیرہ) میں سے جو ظاہر ہو گا وہ اس کا جزو نہ ہو گا جو ظاہر نہیں ہوا (بلکہ ہر عذاب و نعمت مستقل وجداگانہ حیثیت میں ہو گی اور دونوں قدموں کی حرکت کی طرح ایک نعمت کے اختتام کے فوراً ہی بعد دوسری نعمت کا آغاز ہو جائے گا۔ جس سے ظاہری طور پر عذاب و نعمت کا استمرار محسوس ہو گا۔)

یہ لازم آتا ہے کہ اسم "کل" جو موجود پر واقع ہے وہ معدوم کا "بعض" نہیں ہے اور وہ اپنے ہی جیسے موجود کا "بعض" ہے۔ یہ حس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسما اپنے معانی پر واقع ہوتے ہیں۔ وجود کے معنی یہی ہیں کہ شئے کسی وقت میں قائم ہو ماضی میں یا حال میں۔ جو شئے اس شان کی نہ ہو گی وہ "موجود" ہی نہ ہو گی۔ موجودات کے تمام ابعاض (اجزا و افراد) موجود ہوتے ہیں۔ کل ابعاض موجود ہیں اور موجود تھے۔ لہٰذا "موجود" معدوم کا بعض نہ ہوا۔ اور نفی و ابطال وجود کا نام عدم ہے۔ اس کی کوئی گنجایش نہیں کہ ایسا ہو کہ وہ افراد و ابعاضِ شئے جن کو اس شئے کا وہی نام لازم ہو کہ ان کے لیے اس کے سوا کوئی نام نہ ہو ان میں سے بعض کو بعض باطل کر دیں۔

ممکن ہے کہ کوئی فریب دینے والا اس مقام میں فریب دے اور یہ کہے کہ ہم تو ایسے ابعاض و اجزا بھی پاتے ہیں جن پر "کل" کا نام نہیں واقع ہوتا۔ (مثلاً ہاتھ، پاؤں، سر اور بقیہ اعضا کہ ان میں سے کسی کا نام بھی انسان نہیں۔ لیکن جب یہ سب اعضا مجتمع ہوتے ہیں تو ان پر انسان کا نام واقع ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ فریب ہے اس لیے کہ ہم نے ان ابعاض کے متعلق کلام کیا ہے جو باہم مساوی ہوں، اور جن میں سے ہر بعض پر کل کا نام واقع ہوتا ہو، مثلاً پانی کہ اس کا بعض بھی پانی ہے اور کل بھی پانی ہے چیز اس باب میں سے نہیں ہے۔ ہر بعض موجود کے ابعاض میں سے ہے اس لیے اس پر بھی موجود کا نام واقع ہوتا ہے۔

۴۷ ممکن ہے کہ کوئی اور فریبی ہمارے اس قول میں فریب دے کہ ابعاض آپس میں منافی نہیں ہوتے، اور کہے کہ سبزی تو سفیدی کے منافی ہے۔ حالانکہ دونوں ایک کلی کے جو لون (رنگ) ہے بعض (فرد) ہیں۔

یہ بھی ہماری مراد سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اس لیے کہ ہمارا قول "موجود" جنس نہیں ہے۔ وہ انواع متضادہ پر واقع ہوتا ہے۔ اور محض اس امر کی خبر دیتا ہے کہ ایسی اشیا موجود ہیں جو ہمارے نزدیک موجود ہونے میں مساوی ہیں۔ یہ کہنا جس طرح بعض کو شامل ہے اسی طرح کل کو شامل ہے۔ نیز سبزی رنگ ہونے میں سفیدی کے متضاد نہیں۔ بلکہ یہ دونوں ان معنی میں تو ایک ہی حیثیت سے مجتمع ہیں، اس میں مختلف نہیں ہیں ایک دوسرے معنی میں باہم مختلف ہیں۔ اسی طرح کوئی "موجود" موجود ہونے میں" دوسرے موجود کے خلاف نہیں۔ اس معنی میں موجود، معدوم کے مخالف ہے اور معدوم کا بعض نہیں ہے۔ معدوم کوئی شے نہیں ہے اور نہ اس کے لیے کوئی معنی ہیں کہ وہ پایا جائے۔ جب وہ پایا جائے گا تو وہ "شے موجود" ہوگا (معدوم نہ رہے گا) ہم نے باب التجزیہ میں بھی ان اعتراضات کو دفع کیا ہے۔

نصاریٰ سے کلام

نصاریٰ اگرچہ اہل کتاب ہیں۔ اور بعض انبیا علیہم السلام کی

Marfat.com

نبوت کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ مگر جمہور نصاریٰ اور ان کے تمام فرقے توحید خالص کا اقرار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تثلیث کے قائل ہیں۔ لہذا مکان کلام کو ان پر منہدم کردیا گیا۔ (اور انھیں یا ان کے عقیدے کو اس میں دفن کردیا گیا)۔

مجوس بھی اگرچہ اہل کتاب ہیں اور بعض انبیا کا اقرار نہیں کرتے۔ لیکن ہم نے انھیں اس مکان میں اس لیے داخل کیا کہ وہ دو ازلی فاعلین کے قائل ہیں۔ (یعنی نور۔ ظلمت)۔ نصاریٰ تو ان سے زیادہ اس مکان میں داخل کرنے کے مستحق ہیں کیونکہ وہ تین ازلی و قدیم کے قائل ہیں۔

نصاریٰ کے مختلف فرقے ہیں۔

اریوسیہ ایک فرقہ وہ ہے جو اریوس کے اصحاب ہیں۔ یہ اسکندریہ میں قسیس (کاہن) تھا۔ اور یہ توحید مجرد کا قائل تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ و مخلوق کہتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک کلمہ ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ یہ بانی قسطنطنیہ قسطنطین اول کے زمانے میں تھا جو شاہان روم میں سب سے پہلا نصرانی تھا۔ وہ اسی اریوس کے مذہب پر تھا۔

بولسیہ بعض ان میں سے بولس الشمشاطی کے پیرو ہیں جو ظہور نصرانیت سے پہلے انطاکیہ میں بطریق تھا۔ اور توحید مجرد و صحیح کا قائل تھا۔ حضرت عیسیٰ کو اور انبیاء علیہ السلام کی طرح اللہ کا بندہ اور رسول سمجھتا تھا اور اس کا قائل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت مریم کے شکم سے بغیر مرد کے پیدا کیا۔ اس کا بھی قائل تھا کہ وہ انسان ہیں، ان میں الہیت نہیں ہے۔ کہا کرتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ کلمہ اور روح القدس کون ہیں۔

مقدونیوسیہ انھیں میں سے مقدونیوس کے متبع ہیں۔ یہ قسطنطین بن قسطنطین

Marfat.com

بانی قسطنطنیہ کے عہد میں ظہور نصرانیت کے بعد بطریق تھا۔ اس بادشاہ کا کاتب (سکریٹری) اریوسی تھا۔
مقدونیوس اسی توحید مجرد کا قائل تھا کہ عیسیٰ بندے ہیں۔ مخلوق ہیں، انسان ہیں، اللہ کے نبی و رسول ہیں جیسا کہ اور انبیا علیہم السلام تھے۔ عیسیٰ ہی روح القدس اور کلمۃ اللہ ہیں۔ روح القدس و کلمہ دونوں مخلوق ہیں۔ ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔

بربرانیہ انھیں میں سے بربرانیہ ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ اور ان کی والدہ اللہ عز و جل کے علاوہ دو خدا ہیں۔ یہی فرقہ (گمراہی میں) ہلاک ہوا۔

۴۸ اس زمانے میں ان کے تین فرقے قابل شمار ہیں۔ ان میں سب سے بڑا فرقہ ملکانیہ ہے جہاں کہیں نصرانی بادشاہ ہیں ان کا یہی مذہب ہے۔ اور جہاں کہیں عیسائی سلطنتیں ہیں وہاں کے اکثر باشندوں کا بھی یہی مذہب ہے سوائے حبشہ و نوبہ کے۔ افریقیہ و صقلیہ و اندلس کے تمام نصاریٰ اور شام کے اکثر لوگوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کا قول ہے (نقل کفر کفر نباشد) کہ اللہ تعالیٰ تین اسباب ہیں "باپ۔ بیٹا۔ اور روح القدس۔ یہ سب ازلی ہیں عیسیٰ علیہ السلام خدائے کامل اور انسان کامل ہیں ان میں سے ایک دوسرے کے مغایر نہیں ہے۔ (یعنی خدا و انسان ایک ہی ہے) انسان کو مصلوب اور قتل کیا گیا۔ خدا کو اس (قتل و صلب) میں سے کوئی چیز نہیں پہنچی۔ مریم نے خدا و انسان کو جنا۔ یہ دونوں ساتھ مل کر شئے واحد اور ابن اللہ ہیں" (اللہ تعالیٰ ان کے کفر سے برتر ہے)۔

نسطوریہ یہی عقیدہ فرقہ نسطوریہ کا بھی ہے۔ البتہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مریم نے خدا کو نہیں جنا۔ انسان ہی کو جنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہیں جنا۔ خدا ہی کو جنا تھا۔ (اللہ تعالیٰ ان کے کفر سے برتر ہے)۔ موصل و عراق و فارس و خراسان میں اس فرقے کا غلبہ ہے یہ سب نسطور کی طرف منسوب ہیں جو

Marfat.com

قسطنطنیہ میں بطریق تھا۔

یعقوبیہ

ان کے علاوہ یعقوبیہ ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح خود ہی خدا ہیں۔ لوگوں کے کفر عظیم سے خدا مر گیا اور مصلوب ہوا اور قتل کیا گیا۔ عالم و ملک تین روز تک بغیر مدبر کے رہے۔ مرنے کے بعد وہی خدا کھڑا ہو گیا اور ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ تھا۔ خدا حادث ہو گیا تھا۔ اور حادث قدیم ہو گیا تھا۔ وہی شکم مریم میں بشکل حمل تھا۔ یہ لوگ مصر کی عملداری میں اور تمام نوبہ اور تمام حبشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ان کے یہ اقوال نہ بیان کرتا کہ "لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم" (یعنی وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح بن مریم ہی اللہ ہیں)۔ ان اللہ ثالث ثلثۃ" (یعنی اللہ تین میں کا تیسرا ہے) اور "أ انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ" (یعنی اے مسیح بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا خدا بنا لینا) تو ہرگز کسی مومن کی زبان اس قول شنیع و تبیع کو نقل نہ کر سکتی۔ بخدا اگر ہم نے خود نصاریٰ کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا تو ہرگز نہ مانتے کہ دنیا میں کوئی عقل ایسی بھی ہے جس میں یہ جنون سما سکے۔ ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہیں ترک اعانت سے۔

یعقوبیہ۔ یعقوب برذعانی کی طرف منسوب ہیں جو قسطنطنیہ میں راہب تھا۔ یہ وہ فرقہ ہے جنھوں نے عقل سے پوری پوری منافرت و وحشت اختیار کی ہے۔ کیونکہ استحالہ (تغیر حالت) انتقال ہے۔ اور انتقال واستحالہ کا موصوف وہ نہیں ہو سکتا جو ازلی اور اول ہے۔ (وہ اس سے بہت بلند و برتر ہے) اگر وہ ایسا ہوتا تو بلاشک مخلوق ہوتا۔ مخلوق اپنے پیدا کرنے والے خالق کا محتاج ہے۔ اس قول کے بطلان کے لیے اس کا باب محال و ممتنع میں داخل ہونا کافی ہے جس کے بطلان کو

Marfat.com

عقل وحس نے واجب کر دیا ہے۔ باب محال وممتنع میں اس سے
۴۹ زیادہ محال کوئی بات نہیں کہ ازلی وقدیم پھر حادث ہو جائے، جو نہ تھا
پھر ہو گیا۔ اس قوم کو لازم ہے کہ وہ ہمیں بتائے کہ جن تین دن میں
اُن کا خدا (معاذ اللہ) مردہ رہا اُن دنوں میں زمین و آسمان کی تدبیر کس نے کی
اور کس نے فلک کو دورہ کرایا۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے بے انتہا
بلند و برتر ہے۔

ان قائلین سے کہا جائے جو باری تعالیٰ کو تین اشیا بتاتے ہیں۔
باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ کہ ہمیں بتاؤ تو کہ جب یہ اشیا سب کی سب
ازلی ہیں اور یہ سب شئے واحد کے ساتھ ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ
تم کہتے ہو۔ تو پھر وہ کون سے معنی ہیں جن کی وجہ سے ان میں سے
ہر ایک کو باپ کہا جائے اور دوسرے کو بیٹا۔ تم کہتے ہو کہ
تینوں ایک ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بعینہ دوسرا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ
باپ بیٹا ہے اور بیٹا باپ ہے اور یہ محض بدحواسی ہے۔

ان کی انجیل بھی اس کو باطل کرتی ہے۔ یہ اپنی انجیل میں کہتے ہیں کہ
"میں اپنے باپ کے داہنی طرف بیٹھوں گا" نیز اسی انجیل میں کہتے ہیں کہ
"قیامت کو صرف باپ ہی جانتا ہے اور بیٹا اس کو نہیں جانتا"
اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیٹا "باپ" نہیں ہے (بلکہ یہ دونوں
علیحدہ علیحدہ ہیں)۔

اگر یہ تینوں (یعنے باپ۔ بیٹا اور روح القدس) آپس میں
متغایر ہیں (ایک نہیں ہیں) حالانکہ وہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں۔
تو ان پر یہ الزام آئے گا کہ بیٹے میں ضعف یا حدوث یا نقص میں سے
کچھ ہے جس کی وجہ سے وہ باپ کے درجے سے گر گیا۔ نقص ایسی
صفت نہیں ہے جو ازلی ہو۔ اس کے علاوہ جو شخص اس کا قائل ہے
اُسے اُن تینوں کو حادث بھی ماننا پڑے گا کیونکہ یہ عدد میں محدود ہیں
اور ان میں طبیعت نقص و زیادت بھی جاری ہے۔ جیسا کہ ہم نے

Marfat.com

حدوث عالم کی بحث میں پہلے بیان کیا ہے۔

بعض نے چند پیوند لگائے ہیں اور وہ باتیں کہی ہیں جن کے کوئی معنی نہیں۔ ہم اس سے آگاہ کریں گے تاکہ اللہ کی مدد و قوت سے ان کے قول کی بیہودگی اور ضعف واضح ہو جائے۔

وہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ جب یہ واجب ہے کہ باری تعالیٰ حی اور عالم ہو تو یہ بھی واجب ہے کہ اس کے لیے حیات اور علم ہو بس اس کی حیات ہی کا نام روح القدس ہے اور اس کا علم وہی ہے جس کا نام بیٹا ہے۔

یہ ذلیل ترین احتجاج ہے۔ اس لیے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ استدلالی طور پر باری تعالیٰ کو ان میں سے کسی وصف سے بھی موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ سماعی طور پر موصوف کیا جا سکتا ہے (کہ حیات کا نام روح القدس اور علم کا نام بیٹا ہے) ان کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے، نہ ان کی انجیل کی اور نہ کسی کتاب کی کہ علم کا نام ابن ہے۔ نہ ان کی کتابوں میں ہے کہ اللہ کا علم اس کا بیٹا ہے۔

ان میں سے بعض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کا فیصلہ لاطینی زبان سے ہوتا ہے کیونکہ اس میں کہا جاتا ہے کہ عالم کا علم ہی اس کا فرزند ہے۔

یہ باطل اور کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ وہ انجیل جس میں باپ بیٹے اور روح القدس کا ذکر ہے کسی شخص کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اس انجیل کو عبرانی زبان سے سریانی وغیرہ میں نقل کیا گیا ہے۔ انھیں عبرانی الفاظ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس زبان میں باپ بیٹے اور روح القدس کا ذکر تھا۔ اور عبرانی زبان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کا انھوں نے ذکر کیا۔

۵۰ اگر وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو جناب باری عزوجل کو استدلالی طور پر (باپ بیٹے سے) نامزد کرتے ہوں۔ تو انھوں نے

Marfat.com

صفت قدرت کو ساقط کر دیا کیونکہ جو استدلال اس کے عالم ہونے پر ہے وہ اس کے قادر ہونے کے استدلال سے زیادہ صحیح و اولیٰ نہیں ہے۔ خاصکر بولس کے قول کی بنا پر جس کا مرتبہ ان لوگوں کے نزدیک انبیاء سے بھی زائد ہے۔ وہ قول یہ ہے کہ مسیح اللہ کی قدرت اور اس کا علم ہیں۔ بولس نے کہا کہ یہ مسیح کی اپنے اہل قریہ میں سب سے پہلے رسول ہونے پر نص اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔

بس ان تین صفات میں ایک چوتھی صفت بھی بڑھا لیں، اور وہ قدرت ہے۔ ایک اور بڑھا دیں جو سمع ہے۔ ایک اور جو بصر ہے۔ ایک اور جو کلام ہے۔ ایک اور جو عقل ہے۔ ایک اور جو حکمت ہے۔ ایک اور جو وجود ہے۔ اگر کہیں کہ قدرت ہی حیات ہے تو کہیے کہ علم ہی حیات ہے۔ اگر کہیں کہ علم حیات نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی حیات ہوتی ہے اور علم نہیں ہوتا (مثلاً مجنون کہ ذی حیات ہے مگر عالم نہیں) تو کہیے کہ کبھی ذی حیات بھی قادر نہیں ہوتا مثلاً جس پر غشی طاری ہو۔ لہذا قدرت حیات نہ ہوئی۔

علم وحیات الٰہی

اگر "ابن" ہی علم ہو اور روح القدس ہی حیات ہو تو پھر ان لوگوں کے نزدیک مسیح علیہ السلام کو ابن و روح القدس بنانے کی کیا صورت ہوگی۔ کیا تم مناسب سمجھو گے کہ مسیح ہی اللہ کا علم اور حیات ہوں۔

پھر ان میں سے بعض کے اس قول کی کیا صورت ہوگی کہ مریم نے اللہ کے بیٹے کو جنا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ مریم نے اللہ کا علم جنا۔ کیا اس سے زیادہ لغویت بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے علم وحیات میں مسیح علیہ السلام کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا غیر مسیح کا۔ اور کوئی فرق نہیں۔ یہ وہ اعتراض ہے جس سے ان لوگوں کو چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ و باللہ التوفیق

زندہ اور ناطق

بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ جب ہم اشیاء کی دو قسمیں پاتے ہیں۔

Marfat.com

حی اور غیر حی۔ تو واجب ہے کہ باری تعالیٰ حی ہے اور جب حی کی بھی یہ دو قسمیں پائی جاتی ہیں ناطق و غیر ناطق تو ضرور ہے کہ باری تعالےٰ ناطق ہو۔

یہ کلام بے انتہا پھیپھسا ہے۔ دو وجہ سے۔

ایک تو اس لیے کہ یہ تقسیم تو تقسیم طبیعی ہے جو ایک جنس کے تحت واقع ہو۔ اس لیے کہ جب باری تعالیٰ کا حی نام رکھنا اسی وجہ سے ہوگا تو اس وقت تمام احیاء کی طرح جنس حی کے تحت میں واقع ہو گا۔ اور اس کی تعریف حی و ناطق سے کی جائے گی اس صورت میں وہ اپنی جنس و فصل سے مرکب ہو گا، اور جو چیز (جنس و فصل میں) محدود ہو گی وہ متناہی ہو گی، اور جو چیز مرکب ہو گی وہ حادث ہو گی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تقسیم جو ان لوگوں نے کی ہے وہ ایک طرح کی ملمع کاری ہے۔ اس لیے کہ ان کو لازم ہے کہ سب سے پہلے اس چیز کی تقسیم کریں جو طبیعت کے سب سے زیادہ قریب ہو۔ اور کہیں کہ ہم نے اشیاء کو جوہر و غیر جوہر پایا پھر باری تعالیٰ کو جس قسم میں چاہیں داخل کریں۔ وہ تو جوہر ہی کے تحت میں داخل کریں گے۔ جب اسے جوہر کے تحت میں داخل کرنے سے لازم ہو گا کہ وہ اس کی وہی تعریف کریں جو جوہر کی تعریف ہے۔ جب ایسا ہو گا تو اس کا حادث ہونا لازم آئے گا۔ اس لیے کہ ہر محدود (جس کی جنس و فصل سے تعریف کی جائے) حادث ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

خالق کو مخلوق بنا دیا

قبل اس کے کہ وہ (تقسیم کرتے کرتے) حی ناطق تک پہنچیں ہم ان کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہیں اگر باری تعالیٰ بعض (فرد) ہو گا یا ان صفات کا اس پر بھی اسی طرح صادق آنا ضروری ہو گا جس طرح ہم پر ہے تو وہ (ہماری ہی طرح) مخلوق ہو گا۔ (اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے)۔

طاق و جفت

بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ جب تین طاق اور جفت کا

Marfat.com

مجموعہ ہے اور یہ (یعنی تین) مکمل ترین عدد ہے (کہ اس میں طاق وجفت دونوں جمع ہیں یعنی ایک اور دو) تو ضرور ہے کہ باری تعالیٰ ایسا ہی ہو کیونکہ یہ منتہائے کمال ہے۔

یہ بھی نہایت رکیک وپست کلام ہے۔ چند ضروری وجوہ سے۔ ۵۱

تمام وکمال کی حقیقت

وجہ اول یہ کہ باری تعالیٰ کو "تمام وکمال" سے موصوف نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ تمام وکمال امور اضافیہ میں سے ہیں ان کا اطلاق محض اسی پر ہوتا ہے جس میں نقص ہو ان لفظوں کے معنی یہی ہیں کہ ایک شے کا دوسری شے میں اضافہ ہوا جس کی وجہ سے وہ کامل ہوگئی۔ اگر یہ اضافہ نہ ہوتا تو وہ ناقص رہ جاتی بس تمام وکمال کے صرف یہی معنی ہوتے ہیں۔

مافوق تثلیث

وجہ ثانی یہ ہے کہ ہر وہ عدد جو "تین" کے بعد ہے وہ "تین" سے زیادہ تام واکمل ہے۔ اس لیے کہ وہ یا تو جفت اور جفت کا مجموعہ ہے یا جفت اور جفت اور طاق کا مجموعہ ہے۔ یا اس سے بھی زائد کا مجموعہ ہے۔ یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ جو ایک جفت سے زائد کا مجموعہ ہے وہ اس سے زیادہ اتم واکمل ہے جو صرف ایک جفت اور ایک طاق کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا اُسے لازم آئے گا کہ وہ یہ کہے کہ اس کا رب غیر متناہی الاعداد ہے۔ یا یہ کہ وہ سب سے زائد عدد والا ہے۔ حالانکہ وہ اگر اس کو کہے تو یہ بھی ممتنع ومحال ہے۔ اس قول کے فاسد ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ محال تک پہنچادے۔

تین ایک اور ایک تین

وجہ ثالث یہ ہے کہ اُن کا یہ استدلال ضد ہے اُن کے اس قول کی کہ "تین" ایک ہے۔ اور ایک "تین" ہے" اس لیے کہ وہ "تین" جو مجموعہ ہے جفت و طاق کا بلاشک وہ مغایر ہے اُس "تین" کے جو تمھارے نزدیک ایک ہے۔ وہ "تین" جو مجموعہ ہے جفت و طاق کا یہ وہ طاق نہیں ہے

Marfat.com

جو اس "تین" میں ہے۔ وہ "تین" جامع ہے اُس طاق کا اور اُس کے غیر کا۔ بلکہ وہ "تین" بعض (یعنی جزء بھی) نہیں ہے۔ لہٰذا کل "جزء" نہ ہوا۔ اور "جزء" کل نہ ہوا۔ حالانکہ طاق "جزء" ہے "تین" کا اور "تین" کل ہے طاق کا اور اس کے ساتھ ہی جفت کا۔ لہٰذا طاق "تین" کا مغایر ہوا اور "تین" طاق کا مغایر ہوا۔ اور عدد مرکب ہے واحد سے جس سے مراد طاق ہے۔ اسی طرح واحد سے اور اسی طرح واحد سے اُس عدد کے آخر تک جس کو بولا جائے۔ لہٰذا عدد واحد نہیں اور واحد عدد نہیں۔ لیکن عدد اُن آحاد (اکائیوں) سے مرکب ہوتا ہے جو طاق ہیں۔ اسی طرح ہر وہ شے جو اجزاء سے مرکب ہے۔ تو وہ مرکب اپنے اجزاء میں سے ایک جزء نہیں ہوتا۔ مثلاً وہ کلام جو مرکب ہے حرف و حرف سے یہاں تک کہ اُس سے وہ معنی پورے ہو جائیں جن کو تعبیر کرتا ہے تو نہ وہ کلام حرف ہے اور نہ حرف کلام۔

تثلیث پر تثنیہ مُرجح ہے

وجہ رابع۔ یہ ہے کہ یہ رکیک معنی جن کا اس جاہل نے قصد کیا ہے (بجائے "تین" کے) ہم ان کو "دو" میں پاتے ہیں۔ اس لیے کہ "دو" وہ عدد ہے جو مجموعہ ہے طاق اور طاق (یعنی ایک اور ایک) کا اور اسی کے ساتھ وہ جفت (یعنی دو) بھی ہے۔ تو ہم "دو" میں طاق و جفت دونوں پاتے ہیں لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ "دو" کو اپنا رب بنائے۔

حدوث اعداد

وجہ خامس۔ یہ ہے کہ ہر عدد حادث ہے اور اسی طرح ہر معدود بھی جس کو عدد سے شمار کیا جائے وہ بھی حادث ہے جیسا کہ ہم اپنی اسی کتاب کے گذشتہ حصے میں بیان کر چکے ہیں۔ معدود کا بغیر کوئی عدد ہوئے۔ ہرگز وجود نہیں ہو سکتا۔ اور عدد کا وجود بھی سوائے معدود کے کہیں نہیں ہو سکتا۔ اور "واحد" عدد نہیں ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد بیان کریں گے اور اسی سے مضمون توحید اللہ کی مدد و نوت سے مکمل ہو جائے گا۔

اتحاد و حلول

نصاریٰ کہتے ہیں کہ الٰہ انسان کے ساتھ اس طرح

Marfat.com

متحد ہو گیا کہ دونوں شے واحد بن گئے۔

یعقوبیہ کہتے ہیں کہ اس طرح مل گئے جس طرح پانی شراب میں ڈالنے کے بعد شراب میں مل جاتا ہے۔ اور دونوں شے واحد ہو جاتے ہیں۔

نسطوریہ کہتے ہیں کہ یہ اتحاد اس طرح کا ہوتا ہے جس طرح اس پانی کا جو تیل میں ڈال دیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی حیثیت میں باقی رہتا ہے۔

ملکیہ کہتے ہیں کہ جس طرح آگ کا اتحاد تپائے ہوئے خنجر سے ۵۱
ہوتا ہے۔

فساد حلول و اتحاد

یہ سب بالکل فاسد ہے۔ اول اس لیے کہ یہ اس قسم کے دعاوی سے احمق بھی عاجز نہیں۔ اور نہ ان کی انجیل میں اس قسم کی کوئی چیز ہے۔

دوم اس لیے کہ یہ سب محال ہے اس لیے کہ ملکیہ نے اپنی تمثیل میں جس چیز کی تمثیل دی ہے وہ ایک عرض ہے جو جوہر میں ہے اس کے سوا اور کوئی بات (اس تمثیل میں) وہم وخیال میں نہیں آ سکتی۔ لہذا ان کے قول کی بنا پر الٰہ عرض ہوا اور انسان جوہر اور یہ انتہائی فساد ہے۔

مسیح کیا ٹھہرے؟

یعقوبیہ کا قول اس سے بھی زیادہ فاسد ہے۔ اس لیے کہ ہم ان سے کہتے ہیں کہ اگر الٰہ مستحیل ہو کر انسان ہو گیا تو مسیح انسان ہوئے نہ کہ الٰہ۔

اور اگر انسان مستحیل ہو کر الٰہ ہو گیا تو مسیح الٰہ ہوئے نہ کہ انسان۔

اور اگر ان دونوں میں سے ایک بھی دوسرے کی طرف مستحیل نہیں ہوا تو یہ قول نسطوریہ کا ہے یعقوبیہ کا نہیں ہے۔

اور اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف مستحیل ہو گیا تو الٰہ ایسا انسان ہو گیا جو الٰہ نہیں اور انسان ایسا الٰہ ہو گیا جو انسان نہیں۔

Marfat.com

انھوں نے اس حماقت کے بعد نسطوریہ کے قول کی بنا پر یہ نتیجہ حاصل کیا۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اور اگر یہ دونوں غیر آلہ اور غیر انسان کی طرف منتقل ہو گئے تو مسیح نہ آلہ ہوئے اور نہ انسان۔ حالانکہ یہ سب ان کے قول کے خلاف ہے۔

دوسروں کے برابر؟

نسطوریہ نے اس سے زائد نہیں کہا کہ انسان انسان ہے اور آلہ۔ آلہ ہے۔ اور اسی طرح عالم میں ہر فاضل و فاسق انسان ہے اور آلہ آلہ ہے۔ بس مسیح اور دوسرے انسان برابر ہیں۔

محالات

جس حد تک وہ پہنچے ہیں وہ بھی محال ہے۔ اس لیے کہ جو ازلی ہے وہ طبیعت انسان کی طرف جو حادث ہے منتقل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ انسان منتقل ہو کر آلہ ازلی ہو سکتا ہے۔ اور یہ محال بالذات و ممتنع ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح انسان ہمراہی مکانی کے طور پر آلہ کے ہمراہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ بھی محال ہے۔

اسی طرح نہ خیال میں آسکتا ہے اور نہ ممکن ہے کہ آلہ عرض ہو اور اس کا حامل جوہر ہو جو انسان ہے۔ نہ یہی ممکن ہے کہ انسان عرض ہو اور اس کو آلہ اپنی ذات میں اٹھائے ہو۔ جیسا کہ ملکیہ اپنی تشبیہ میں دعویٰ کرتے ہیں اور اس اتحاد کو گھر کے اندر سورج کی روشنی سے یا اس آگ سے جو گرم لوہے میں ہوتی ہے تشبیہ دیتے ہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ محال، باطل و رکیک ہے جس کو سوائے گمراہ کے کوئی نہ مانے گا۔ اور ان لوگوں کے لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ایسی چیزوں کے کتب انبیاء ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔

کلمہ

یہ لوگ باپ بیٹے اور روح القدس کے ذکر میں ایک چوتھی چیز کلمے کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک کلمہ وہ ہے جو انسان کے ساتھ متحد ہے اور

Marfat.com

رحم مریم علیہا السلام میں انسان کے ساتھ پیوست ہو گیا ہے۔ اور ان کی وہ امانت جس پر وہ سب متفق ہیں یہ ہے جو ہم تصریح کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ انجیل میں ہے۔

ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر جو باپ ہے۔ مالک ہے ہر شے کا۔ خالق ہے ہر شے کا جو دکھائی دیتی ہے اور جو نہیں دکھائی دیتی۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں رب واحد یسوع مسیح پر جو تمام خلائق میں سب سے پہلا بیٹا ہے۔ اور وہ مخلوق آلہ نہیں ہے۔ وہ آلہ سے ثابت وحق ہے اور وہ اپنے اس باپ کے جوہر سے حق وثابت ہے جس کے ہاتھ سے تمام عالموں کا استحکام ہوا اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا جو ہم انسانوں اور ہماری نجات کے لیے آسمان سے اترا اور روح القدس سے مجسم ہو کر انسان ہو گیا۔ اور مریم بتول سے پیدا ہوا اور لاطش میں قبطوش کے عہد میں اسے ایذا دی گئی اور مصلوب کیا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ اور جیسا کہ لکھا ہوا ہے وہ تیسرے روز اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کی داہنی جانب بیٹھ گیا۔ اور وہ مردوں اور ۵۴ زندوں کے درمیان میں فیصلہ کرنے کے واسطے دوبارہ آنے کے لیے تیار ہے۔

اور ہم ایمان لاتے ہیں روح القدس پر جو واحد ہے۔ جو اس حق کی روح ہے جو اپنے باپ سے مشتق ہے جو روح محبت ہے۔ (اور ہم ایمان لاتے ہیں) معمودیت واحدہ پر گناہوں کی مغفرت کے لیے اور جماعت واحدۂ قدسیہ رسولیۂ روحانیہ پر اور اپنے اجسام کی قیامت پر اور حیات دائمہ پر جو ابد تک رہے گی۔"

یوحنا شاگرد نے شروع انجیل میں کہا ہے کہ "ابتدا میں کلمہ تھا۔ اور کلمہ اللہ کے پاس تھا۔ اور اللہ ہی کلمہ تھا۔"

وسواس کے کرشمے	یہ وہ اقوال ہیں کہ جب کوئی صاحب عقل ان میں غور کرے گا تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ وہ وساوس یا

Marfat.com

جنون ہے جو شیطان کی طرف سے القا کیا گیا ہے۔ اور جس میں سوائے اس بدنصیب کے جس سے اللہ بری الذمہ ہو چکا ہو کسی کا امتحان نہیں لیا جاتا۔

کوئی پوچھے کہیں بندہ بھی خدا ہوتا ہے

ان لوگوں سے کہا جائے کہ کلمہ تو باپ یا بیٹا یا روح القدس ہے یا اور کوئی چوتھی چیز ہے۔ اگر کہیں کہ چوتھی چیز ہے تو وہ تثلیث سے نکل کر تربیع میں آ گئے۔

اور اگر وہ کہیں کہ کلمہ انہیں تین میں سے کوئی ہے تو ان سے اس کی دلیل پوچھی جائے گی۔ کیونکہ دعویٰ کرنے سے تو کوئی بھی عاجز نہیں۔

پھر ان سے کہا جائے کہ بیٹا وہی باپ ہے یا کوئی اور ہے۔ اگر وہ کہیں کہ کوئی اور ہے تو ان سے یہ پوچھا جائے کہ وہ جو رحم مریمؑ میں طبیعت مسیحؑ میں پیوست اور اس سے متحد ہو گیا ہے وہ کون ہے۔ باپ یا بیٹا۔ اگر وہ کہیں کہ بیٹا ہے تو اس کا باپ ہونا باطل ہو گیا۔ اور انھوں نے یوحنا کی مخالفت بھی کی کیونکہ وہ شروع انجیل میں کہتا ہے کہ کلمہ ہی اللہ ہے۔ پھر جب کلمہ ہی اللہ ہوا اور وہی رحم مریمؑ میں متحد و پیوست ہوا تو (معاذ اللہ) اللہ ہی رحم مریمؑ میں پیوست ہوا۔ حالانکہ ان کی امانت میں یہ ہے کہ وہ بیٹا ہی ہے جو رحم مریمؑ میں پیوست ہوا۔ اور یہ وہ وساوس (خیالاتِ شیطانی) ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں۔

نیز ان سے کہا جائے کہ کیا ملتحم (پیوست) ہونے کے معنی گوشت بن جانے کے سوا کچھ اور ہیں۔ اور یہ نسطوریہ و ملکیہ کے قول کے خلاف ہے۔ اگر وہ کہیں کہ وہ باپ ہے (جو رحم مریمؑ میں گوشت بنا) تو

Marfat.com

اس کا بیٹا ہونا باطل ہو گیا۔ اور یوحنا اور امانت کی بھی انھوں نے مخالفت کی۔

اگر وہ کہیں کہ وہی باپ ہے اور وہی بیٹا ہے تو انھوں نے اپنا یہ قول ترک کر دیا کہ "بیٹا اپنے باپ کی داہنی طرف بیٹھتا ہے" اور "باپ کو وقت قیامت کا علم ہے اور بیٹا اسے نہیں جانتا" اور ان کا قول انجیل یوحنا میں ہے کہ "باپ نے کام بیٹے کے سپرد کر دیا" اور "باپ بڑا ہے بیٹے سے" اور یہ تصریحات ہیں اس پر کہ بیٹا اور ہے اور باپ اور۔ کیونکہ کوئی شخص خود اپنے داہنی طرف نہیں بیٹھ سکتا۔ اور نہ کام اپنے سپرد کر سکتا ہے۔ اور نہ جس کو جانتا ہے اس سے ناواقف ہو سکتا ہے۔ اور یہ سب ان کے اس قول کو بھی باطل کرتا ہے کہ بیٹا ہی علم وقدرت وغیرہ ہے۔ اس لیے کہ یہ صفات ہیں جو نہ تو موصوف کے داہنی طرف بیٹھ سکتی ہیں اور نہ کوئی چیز ان کے سپرد کی جا سکتی ہے۔

اگر وہ کہیں کہ نہ وہ باپ ہے اور نہ وہ غیر۔ تو ان پر اسی جنون کا الزام آئے گا جو اس شخص پر آئے گا جو یہ دعویٰ کرے کہ صفات نہ تو موصوف ہیں نہ غیر موصوف۔

اگر وہ کہیں کہ باپ ہی بیٹا ہے اور غیر ابن ہے۔ تو یہ ان کے خرافات اور عقل سے باہر ہونے میں کوئی نئی بات نہیں اس سے لازم آئے گا کہ بیٹا اپنا ہی بیٹا ہے اور اپنا ہی باپ اور باپ اپنا ہی باپ ہے اور اپنا ہی بیٹا اور اس سے بڑھ کر حماقت اور کیا ہو گی۔

انھیں اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں جو زبور میں ہے یا کتاب اشعیار وغیرہ میں ہے۔ اس لیے کہ ان میں سے کسی کتاب میں بھی یہ نہیں ہے کہ اس مقام پر جو کچھ بیان کیا گیا اس سے مراد عیسیٰ بن ۵۴
مریم علیہما السلام ہیں۔ لوقا نے اپنی انجیل کے آخر میں کہا ہے کہ وہ (عیسیٰ) نبی منتذر اور اللہ کے بندے تھے۔ اور یہ سب بالکل کھلا ہوا اُن لوگوں کا باہمی اختلاف و تناقض ہے۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

Marfat.com

اگر وہ اس کا سہارا لیں کہ انجیل میں مسیح کا ذکر اس طرح ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ انجیل میں یہ بھی تو ہے کہ "میرا اور تمہارا باپ اللہ ہے جو میرا اور تمہارا الٰہ ہے" اور یہ بھی انجیل ہی میں ہے کہ "ان کی حالت یہ ہونا چاہیے کہ جب انھیں بلایا جائے تو وہ کہیں کہ اے ہمارے آسمانی باپ" بس اس سے مسیح کو جو حق ہے وہی ان لوگوں کو ہے۔ اور کوئی فرق نہیں۔ (یعنی اگر وہ (معاذاللہ) مسیح کا باپ ہوا تو اور لوگوں کا بھی باپ ہوا۔)

اگر وہ کہیں کہ مسیح تو عجائب و معجزات لائے (اس لیے اور لوگوں سے ان کا حق زیادہ ہے) تو ان سے کہا جائے کہ تمہارے نزدیک حوارین بھی تو ایسے ہی تھے۔ اور مسیح کے قبل موسیٰؑ و الیاسؑ و بقیہ انبیاء بھی تو مسیحؑ کے احیائے موتے وغیرہ کی طرح کے معجزات لائے پھر مسیح اور ان لوگوں میں کونسا فرق ہے (کہ مسیح تو بیٹے ہو جائیں۔ اور یہ سب غیر ہی رہیں)۔ علاوہ اس کے باپ بیٹا روح القدس اور بقیہ امور کی جو تصریح امانت میں ہے اور بغیر امانت کے ان کے نزدیک ایمان صحیح نہیں ہوتا اس میں سے ایک چیز بھی انجیل میں نہیں ہے۔ یہ محض اپنے گزشتہ پیشواؤں کی تقلید ہے۔ ایسی گمراہی سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

جو آسمان سے اترا

ان کی امانت جس پر وہ سب کا متفق ہونا بتاتے ہیں یہ بات ضروری ٹھیراتی ہے کہ بیٹا وہی ہے جو آسمان سے اترا، روح القدس سے مجسم ہو گیا اور انسان بن کر مقتول و مصلوب ہوا۔

ان سے کہا جائے کہ یہ بیٹا جس کے متعلق تمہاری امانت میں ہے کہ وہ آسمان سے اترا اور روح القدس سے مجسم ہو گیا اور انسان بن کر مقتول و مصلوب ہوا۔ ہمیں بتاؤ تو کہ وہ آسمان سے نازل ہونے سے پہلے مخلوق تھا یا غیر مخلوق بلکہ ازلی تھا۔ اگر کہیں کہ مخلوق تھا تو

Marfat.com

انھوں نے اپنا قول ترک کر دیا۔ اور خاصکر یہ جو انھوں نے کہا ہے کہ وہ غیر اب (باپ کے مغایر) نہیں ہے (کیونکہ باپ تو مخلوق نہیں) بلکہ باپ اور روح القدس بھی مخلوق ہو جائیں گے۔ (کیونکہ یہ تینوں مل کر ایک ہیں)۔

اگر کہیں کہ نازل ہونے سے پہلے وہ غیر مخلوق تھا تو اُن سے کہا جائے کہ پھر وہ مخلوق و انسان ہو گیا۔ اور یہ محال و تناقض ہے۔ اسی سے یہ بھی لازم آگیا کہ بیٹا بھی مخلوق ہے اور روح القدس بھی مخلوق ہے۔ کیونکہ وہ انسان ہو گیا۔

پھر اُن سے کہا جائے کہ ہمیں اس بیٹے کے متعلق بتاؤ جس کے متعلق تم نے وہ باتیں بتائی ہیں جو باپ کے متعلق نہیں بتائی ہیں اور جو باپ کی داہنی جانب بیٹھتا ہے پھر معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے اُترے گا۔ کہ آیا اس کے لیے علم و حیات ہے یا اس کے لیے علم و حیات نہیں ہے۔ اگر کہیں کہ نہ اس کے لیے علم ہے اور نہ حیات تو اپنے اجماع سے علٰحدہ ہو گئے۔ نیز اس الزام کے ساتھ انھیں یہ بھی کہنا پڑے گا کہ وہ اس باپ کے مغایر ہے جس کے لیے حیات و علم ہے۔ کیونکہ جس کو علم نہ ہو بلاشک وہ اس کے مغایر ہے جس کو علم ہے۔ اور جس کے لیے حیات نہ ہو بلاشک وہ اس کے مغایر ہے جس کے لیے حیات ہے۔ اور یہ ان کا ترک نصرانیت ہے۔

اگر وہ کہیں کہ اس کے لیے علم و حیات ہے تو انھیں لازم آئے گا کہ ازلی و قدیم (تین کے بجائے) پانچ ہیں۔ باپ اور اس کا علم اور اس کی حیات۔ اور وہ بیٹا جو باپ کا علم ہے اور اس کا علم اور اس کی حیات۔ اور اسی طرح اُن سے روح القدس کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا اور کوئی فرق نہ ہو گا۔

اللہ سے پیدا	یوحنا نے اپنی انجیل کے شروع میں کہا ہے کہ جو لوگ اس (مسیحؑ) کو قبول کرلیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے

Marfat.com

وہ انہیں ایسی قدرت دے گا کہ وہ اللہ کی اولاد ہو جائیں گے۔ یہی لوگ اس کے نام پر ایمان لانے والے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو خون اور گوشت کی شہوت یا مرد کی باہ سے نہیں پیدا ہوئے لیکن یہ اللہ سے پیدا ہوئے"۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہر نصرانی کو اللہ کا بیٹا ہونے اور ازلی ہونے اور باپ کے جوہر ہونے میں وہی حق ہے جو مسیح کے لیے ہے۔ بالکل برابر سرابر۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ورنہ پھر یوحنا جھوٹا ہے جو اس کفر کا قائل ہوا اور وہی اہل کذب ہے۔ اور اس اعتراض سے نجات نہیں ہو سکتی۔ ۵۵

یہی اعتراض ان اشعر پر بھی ہے جو اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت یہ دونوں اللہ کے مغایر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و برتر ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں۔

اسلام پر اعتراض

یہود و نصاریٰ اور جو لوگ ملحدین کے ہم مذہب ہیں وہ ہم پر یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ تو یہ نقل کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام مقتول و مصلوب ہو گئے۔ اور قرآن یہ خبر لایا ہے کہ مسیح علیہ السلام نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب ہوئے۔ لہذا تم لوگ بتاؤ کہ کیا ہوا۔ پھر اگر ان تمام بڑی جماعتوں کے لیے جن کی آرائیں۔ دین۔ زمانے۔ شہر۔ اور اجناس مختلف تھیں تم خبر باطل کا نقل کرنا تجویز کرتے ہو تو اس میں وہ تمہاری جماعت سے بڑھ کر نہیں ہیں جس نے تمہارے نبی کے معجزات اور آپ کی کتاب و شریعت نقل کی ہے۔ پھر اگر تم کہو کہ ان لوگوں کو شبہ ہو گیا اس لیے انھوں نے عمداً خبر باطل کو نقل نہیں کیا۔ تو تم نے تمام جماعتوں پر تلبیس (یعنی فریب میں آجانا) تجویز کر دیا۔ تو شاید تمہاری جماعت بھی فریب میں آ گئی ہو۔ کیونکہ تمام فرقے تمہارے فرقے سے اس معاملے (فریب) میں بڑھ کر نہیں ہیں۔ (یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ فرقے تمہارے فرقے کے

Marfat.com

بہ نسبت فریب کے زیادہ قریب ہیں) ہمیں بتاؤ کہ قبل اس کے کہ تمہارے پاس مسیح کے مقتول ومصلوب ہونے کی تردید آئے تو کیا تم پر مسیح کے مصلوب ہونے کو ماننا فرض تھا۔ اگر تم کہو کہ لوگوں پر صلب مسیح کا ماننا فرض تھا تو تمہارے قول سے اس کا اقرار واجب ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر باطل کا اقرار فرض کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے باطل کی تصدیق اور باطل کو دین بنانا فرض کر دیا۔ اور اس میں جو خرابی ہے وہ ہے۔

اگر تم کہو کہ تم پر اُن کے صلب کا انکار فرض تھا۔ تو تم نے یہ واجب کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر تمام گروہوں کی تکذیب فرض کر دی۔ اس میں تمہارے فرقے کے قول کا ابطال بھی ہے بلکہ تمام شرائع کا بلکہ ابطال ہر اُس خبر کا جو عالم میں ہر شہر اور ہر بادشاہ اور ہر نبی اور ہر فیلسوف اور ہر عالم کے متعلق ہو۔ اور تم گر پڑے۔ اور اس میں بھی جو خرابی ہے وہ ہے۔

اسلام اعتراض سے بالاتر ہے

بحمد اللہ تعالیٰ یہ تمام الزامات نہایت کمزور اور ضعیف ہیں۔ اور ہم براہین ضروریہ سے ایسا بیان کرنے والے ہیں کہ اللہ کی قدرت وقوت سے جسے کچھ بھی فہم ہے اس پر بھی پوشیدہ نہ رہے گا۔

بتوفیق الٰہی ہم کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کا مصلوب ہونا نہ تو کبھی کوئی گروہ اس کا قائل ہوا اور نہ یہ خبر کے طور پر کبھی ثابت ہوا۔ اس لیے کہ وہ گروہ جس کی خبر کو قبول کرنا لازم ہے وہ یا تو وہ جماعت ہے جس کے متعلق یہ یقین کیا جا سکے کہ یہ متفق نہیں ہو گئی ہے۔ اُن کی سندوں کے اختلاف کی وجہ سے۔ اور اُن کے آپس میں نہ ملنے کی وجہ سے جس خبر کو انھوں نے مشاہدے یا کسی ایسے ذریعے سے جو مشاہدے کی طرف رجوع کرتا ہے نقل کیا ہے اُس پر اُن سب کے دلوں کے متفق ہونے کے محال ہونے کی وجہ سے۔ اگرچہ وہ دو یا زیادہ ہوں۔ یا اتنی کثیر تعداد ہو کہ قدرةً ان کا اس پر متفق ہونا ناممکن ہو کہ جس خبر پر

Marfat.com

لوگ متفق ہو گئے ہیں اُن کے طریقوں پر باقی رہیں۔ پھر یہ لوگ ایسی خبر بیان کریں جس کا انھوں نے خود مشاہدہ کیا اور اس میں اختلاف نہیں کیا۔ ان دو صفت والوں میں سے کوئی بھی انھیں صفت والے شخص سے خبر کو نقل کرے اور اسی طرح یہاں تک کہ وہ مشاہدے تک پہنچ جائے۔ بس یہی صفت اُس جماعت کی ہے جس کی خبر کو قبول کرنا لازم ہے اور جس کی خبر سامع کو اپنی تصدیق پر مجبور کر دیتی ہے خواہ وہ عادل و معتبر ہوں یا فاسق یا کافر۔ اور بغیر دلیل کے اس کی صحت پر یقین نہ کیا جائے گا۔

قتل وصلب کی نقل

جب یہ ثابت ہو گیا تو ہم نے اُن لوگوں میں غور کیا جنھوں نے مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کی خبر نقل کی تو بلاشک ہمیں یہ ایسی جماعتیں ملیں جو اس خبر کے نقل کرنے میں سچی تھیں اور جس کو ایک
۵۶
جماعت نے دوسری جماعت سے نقل کیا تھا یہاں تک کہ وہ لوگ جنھوں نے حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے کے مشاہدے کا دعویٰ کیا تھا۔ بس اس مقام پر صفت بدل گئی اور ایسے رذیل لوگوں کی طرف پلٹ گئی جو (غلط خبر دینے پر) مامور و متفق تھے اور وہ جھوٹ بولنے اور قول باطل پر رشوت قبول کرنے کے ذمہ دار بنائے گئے تھے۔

نصاریٰ اقرار کرتے ہیں کہ مسیحؑ کی گرفتاری کے لیے یہ لوگ عوام کے خوف سے دن کو نہیں آئے۔ اور انھوں نے رات کو لوگوں کے فصح سے چلے جانے کے بعد مسیحؑ کو گرفتار کیا۔

یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ وہ دن کو صرف چھ گھنٹے تک سولی پر رہے اور پھر فوراً اتار لیے گئے۔ انھیں ایسے مقام پر سولی دی گئی جو شہر سے دور فخار کے باغ میں تھا اور فخار کی ملک میں تھا۔ جو سولی کا مشہور مقام نہ تھا نہ وہاں لوگوں کو سولی دی جاتی تھی اور نہ وہ اس کے لئے وقف تھا۔ اور اس سب کے بعد بدمعاشوں کو رشوت دی گئی کہ وہ یہ کہیں کہ

Marfat.com

اصحاب مسیح انھیں چرا لے گئے۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔ مریم مجدلانیہ جو عوام میں سے ایک عورت تھی حضور مہ میں جو سولی کا مقام تھا آمدورفت کرتی رہی بلکہ وہ دور کھڑی دیکھتی رہی۔

یہ سب ان لوگوں کے نزدیک انجیل کی نص و نص صریح میں ہے۔ لہذا یہ تو غلط ہو گیا کہ ان کی سولی کی خبر ایک بڑی جماعت نے نقل کی ہو۔ بلکہ یہ خبر اس طریقے کی ہے کہ اس کا ظاہر اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ پوشیدہ رکھی گئی ہے اور اس پر اتفاق کر لیا گیا ہے۔

نص انجیل کے مطابق اس شب کو حوارین کی یہ حالت تھی کہ انھیں خود اپنی جانوں کا اندیشہ تھا۔ وہ اس مقام سے غیر حاضر تھے۔ اپنی جان بچا کے بھاگ رہے تھے۔ اور پوشیدہ تھے۔ دغاباز شمعون کو لالچ دیا گیا تھا وہ دن کی روشنی میں قیقان کاہن کے گھر میں گھس گیا اور اس سے کہا گیا تو بھی مسیح کے اصحاب میں ہے۔ تو اس نے انکار کیا اور گھر سے بھاگ گیا۔ لہذا یہ غلط ہے کہ مسیح کی سولی کی خبر کسی ایسے شخص نے نقل کی ہے جس کی سچائی کو دل خوشی سے مان لے۔ پھر کیا فائدہ اگر اس کو ایک بڑی جماعت نقل کرتی ہے۔

کلام اللہ کی تصدیق

کلام الٰہی کے یہی معنی ہیں "ولٰکن شُبِّہَ لھم" (لیکن انھیں دھوکا ہو گیا مسیح کو نہ قتل کیا گیا نہ سولی دی گئی) اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ ان فاسقوں نے جنھوں نے اس باطل کی تدبیر کی اور اس پر اتفاق کر لیا۔ انھوں نے اپنی پیروی کرنے والوں کو دھوکے میں ڈالا۔ اور انھیں یہ خبر دی کہ انھوں نے مسیح کو سولی دیدی اور قتل کر دیا۔ حالانکہ وہ اس خبر میں مکاری کر رہے تھے اور جانتے تھے کہ یہ جھوٹ ہے۔ اگر یہ ممکن ہوتا کہ یہ واقعہ کسی صحیح حواس والے پر مشتبہ ہو جاتا تو تمام نبوتیں باطل ہو جاتیں۔ کیونکہ (معجزات کے متعلق احتمال ہوتا کہ) شاید صحیح حواس کو دھوکا ہو گیا۔ اگر

Marfat.com

یہ ممکن ہوتا تو تمام حقایق ہی باطل ہو جاتے۔ اور یہ احتمال ہوتا کہ ہم میں سے ہر شخص کھانے میں۔ لباس پہننے میں اور کسی شخص کی ہمنشینی میں اور اس جگہ میں کہ جہاں وہ ہے دھوکے میں ہے۔ (یعنی جو کچھ اس کی سمجھ میں آرہا ہے درحقیقت واقعہ اس کے خلاف ہے اور نظر کا قصور ہے) اور شاید وہ سو رہا ہے یا اس کے حواس کو دھوکا ہو رہا ہے۔

آیت کا مطلب

قرآن کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ لوگوں نے جو مسیح کو سولی دیتے دیکھا۔ ان دیکھنے والوں کو دھوکا ہوا۔ درحقیقت وہ سولی نہ تھی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ چند آدمیوں نے مسیح کے دشمنوں سے رشوت ٹھیرالی اور انہیں آبادی سے دور کسی طرح لے گئے اور وہاں پہنچنے کے بعد جب مسیح غائب ہو گئے اور آسمان پر اٹھا لیے گئے تو ان لوگوں نے وہاں سے آکر مسیح کے دشمنوں سے یہ واقعہ چھپایا اور اُن سے یہی کہا کہ ہم نے قتل کر دیا۔ اور یہ کہہ کر اپنی رشوت وصول کر لی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو قتل کے لیے جو معاوضہ طے ہوا تھا وہ انہیں کیسے ملتا۔ اور چونکہ مسیح آسمان پر اٹھا لیے گئے اس لیے ان جھوٹوں کو اپنے جھوٹ کے کھلنے کا بھی اندیشہ نہ تھا اور مسیح کے گم ہو جانے سے لوگوں کو اُن کے بیان پر یقین بھی آگیا۔ بس واقعہ یہ ہے کہ یہ چند بدمعاش ہی قتل کے پہلے راوی ہیں اور بقیہ اشخاص ان پر اعتماد کر کے اس خبر کے دنیا بھر میں شہرت دینے والے ہیں اور خود ان میں سے کوئی شخص اس واقعے کا دیکھنے والا نہیں ہے اس لیے قرآن سچا ہے اور یہ لوگ جھوٹے تو نہیں مگر مغالطے میں ہیں۔

اشتباہ نظر

اس قول میں کہ دیکھنے والوں کو واقعہ قتل میں شبہ ہو گیا سوفسطائیہ کے قول اور حماقت و بیہودگی کی طرف جاتا ہے اور ہم نے خود اپنے زمانے میں اسی طرح کے ایک واقعے کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

ایک مشاہدہ

ہم لوگ المؤید ہشام بن الحکم المستنصر کے دفن کے وقت موجود تھے۔

Marfat.com

میں نے اور دوسرے لوگوں نے ایک جنازہ دیکھا جس میں ایک شخص کفنایا ہوا تھا۔ اس کے غسل کے وقت دو جلیل القدر شیخ جو حکمائے مسلین میں سے تھے موجود تھے۔ چند عادل قاضی گھر کے اندر تھے۔ گھر کے باہر میرے والد رحمۃ اللہ علیہ اور معززین شہر کی ایک جماعت تھی ہم نے ہزارہا آدمی کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ تقریباً سات مہینے سے زیادہ نہ گزرے ہوں گے کہ وہ زندہ ہو کے ظاہر ہو گیا۔ اس کے بعد اس سے بیعت خلافت کی گئی۔ میں اور دوسرے لوگ بھی اس کے پاس گئے اس کے سامنے بیٹھے اور اسے دیکھا۔ اور وہ تقریباً دو مہینے کم تین سال تک زندہ رہا۔ (مطلب یہ ہے کہ درحقیقت موید نہیں مرا تھا بلکہ یہ لوگوں کا فریب تھا۔)

جماعت نہ تھی

معترض کا یہ کہنا کہ تم نے جماعت پر فریب دہی کے الزام کو جائز رکھا (تو یہ غلط ہے) کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ ہرگز جماعت نہ تھی (بلکہ چند رشوت خوار ۵۰
بدمعاش تھے جنھوں نے دیدہ و دانستہ جھوٹی خبر مشہور کر دی تھی) یہاں تک کہ اگر یہ صحیح ہو کہ وہ ایک بڑی جماعت تھی تو پھر ہر معجزے میں یہ کیونکر ناممکن ہو گا کہ وہ طبائع اور حواس کو بدل دیتا ہے۔ یہ بدیہی طور پر ممکنات پر محمول نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو کہ وہ بہت بڑی جماعت تھی تو اللہ تعالیٰ کی یہ خبر "شُبِّهَ لَهُمْ" (انھیں فریب دیا گیا) ان کے حواس پر حاکم اور اور ان کی بدل دینے والی ہو گی جیسا کہ شب ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے سو آدمیوں کے سامنے سے نکل جانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب سے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ لوگ آپ کو نہ دیکھ سکے۔

جب تک اللہ عزوجل کی جانب سے یہ خبر نہ آئے کہ بڑی جماعت پر مشتبہ ہو گیا اور انھیں دھوکا ہو گیا اس وقت تک یہ کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ محال کا یقین کرنا اور طبیعت کا بدلنا ہے۔ اور طبائع کا بدلنا ممکن میں داخل نہیں اس کے سوا کہ اس کے متعلق اللہ عزوجل کی جانب سے

Marfat.com

یقین دلایا جائے تو پھر اس کا قبول کرنا واجب ہے۔

نقل کلام نصاریٰ

دھوکا ہو جانا ایک دو یا اسی کے قریب لوگوں کو تو ممکن ہے۔ اور اسی طرح عقل نہ ہونا اور موقوف ہونا ایک دو یا اسی کے قریب لوگوں کے لیے ممکن ہے لیکن پوری جماعت کے لیے ممکن نہیں۔

کلام الٰہی وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (یعنی نہ انھوں نے مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی۔ لیکن لوگوں کو دھوکا دیا گیا) یہ محض اُن یہود و نصاریٰ کی خبر دیتا ہے جو اپنے اسلاف کی تقلید میں کہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام قتل کر دیے گئے اور انھیں سولی دیدی گئی۔ ان لوگوں کو شبہے میں ڈالا گیا یعنی مسیح کے متعلق یہ لوگ شبہے میں ڈالے گئے اس وقت انھیں دھوکا دینے والے چند بدکار لوٹے تھے اور کچھ بدمعاش لوگ تھے جن کے متعلق یہ یقین کر لیا گیا کہ انھوں نے مسیح کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا حالانکہ یہ بدمعاش جانتے تھے کہ ایسا نہیں ہوا اور انھوں نے جس کو پایا پکڑ لیا اور خفیہ طور پر لوگوں کی آڑ میں اُسے قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا۔ پھر اُسے اتار کر اُن عام لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے جن پر اس واقعے کی خبر مشتبہ تھی دفن کر دیا۔

اسے کیا کہتے ہیں؟

جب ہم اللہ کی قوت و قدرت سے اس مسئلے میں ایسا بیان دے چکے جس میں لوگوں نے کوئی حرف گیری نہیں کی تو اس کے بعد ہم یہود و نصاریٰ سے کہتے ہیں کہ تمھارے بڑے بڑے گروہوں نے اپنے بعض انبیاء کی بدکاری اور کنیزوں کے ساتھ مجامعت نقل کی ہے، حالانکہ وہ تمھارے نزدیک حرام ہے۔ اور ہارون علیہ السلام کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ انھیں بنی اسرائیل کے لیے گوسالہ بنایا اور انھیں اس کی عبادت کا اور اس کے آگے ناچنے کا حکم دیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو غیر اللہ کی عبادت سے اور اس کے حکم دینے سے اور ہر معصیت اور

Marfat.com

رذیل کام سے پاک وبری بتایا ہے۔ پھر جب ان سب نے اس کو انبیاء پر جائز رکھا جن میں موسیٰ علیہ السلام اور آن کے بقیہ انبیاء ہیں۔ تو یہ ہوگا کہ جو کچھ ان انبیاء نے انھیں حکم دیا وہ گؤسالہ رقص گؤسالہ کی عبادت کی قسم سے اور کنیزوں سے مجامعت اور آن تمام باتوں کی قسم سے ہوگا جو انھوں نے حضرت داؤدؑ وحضرت سلیمانؑ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کی ہیں۔ اور یہ لوگ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ گؤسالہ اپنی طبیعت سے بولتا تھا (حالانکہ یہ خلاف عقل ہے)

ہمارا جواب ان تمام امور میں یہ ہے کہ ان میں سے ایک بات بھی کسی بڑی جماعت نے (خود دیکھ کر) نقل نہیں کی۔ چند افراد نے نقل کی جو اس میں جھوٹ بولے۔ گؤسالے کی آواز جیسا کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں یہ تھی کہ وہ ہوا کی آواز تھی جو اس کے منہ سے داخل ہو کر اس کی دم سے نکلتی تھی۔ نہ یہ کہ وہ کبھی اپنی طبیعت سے بولتا تھا۔ اگر یہ صحیح ہو کہ وہ اپنی طبیعت سے بولتا تھا تو یہ بھی اس قوت کی وجہ سے ہوگا جو اس مشت خاک میں تھی جس کو سامری نے جبریل علیہ السلام کے نقش قدم میں سے اٹھالیا تھا۔ جو معتبر بات ہے وہ وہی ہے جو ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

مفروضات کی بحث

معترض کا یہ کہنا کہ سولی کے غلط ہونے کی آیت نازل ہونے سے پہلے کیا فرض تھا آیا سولی کا اقرار یا انکار۔ یہ بھی تقسیم فاسدہ وفریب ہے اور متقدمین متکلمین نے اس سے ڈرایا ہے۔ اور اہل معرفت نے حدود کلام میں اس پر تنبیہ کی ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ ان لوگوں نے پہلے ایک فرض کو ضروری ٹھہرایا پھر اس کی دو قسمیں کر دیں۔ انکار کا فرض ہونا یا اقرار کا فرض ہونا۔ اور ایک صحیح قسم سے منہ پھیر لیا اور اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اس بات کو سوائے جاہل یا بیہودہ یا فریبی یا خود اپنے آپ کو

Marfat.com

نقصان میں ڈالنے والے یا کسی کو دھوکا دینے والے کے کوئی اپنے لیے پسند نہ کرے گا۔

اس مقام پر سچائی یہ تھی کہ وہ یوں کہتا کہ قبل نزول قرآن لوگوں پر مسیح کی سولی کا اقرار فرض تھا یا انکار فرض تھا یا ان میں سے کچھ بھی فرض نہ تھا بس یہی تقسیم صحیح و سوال صحیح ہے۔

حق جواب یہ ہے کہ قبل نزول قرآن لوگوں پر اس کے متعلق کچھ بھی فرض نہ تھا نہ سولی کا اقرار نہ انکار۔ یہ محض ایک خبر تھی جو نہ عذر کو قطع کرتی ہے اور نہ علم کو ضروری ٹھہراتی ہے۔ جس کے قائل کا سچا ہونا بھی ممکن تھا۔ کیونکہ بہت سے اخبار نقل کیے گئے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن تھا کہ اس کا ناقل اس میں جھوٹا ہو۔

58 اس کی مثال ایسی ہی تھی جیسے کسی گھر کے اندر کی پوشیدہ چیز۔ اس سوال فاسد کے پیش کرنے والے سے کہا جائے کہ اس گھر کے اندر جو چیز پوشیدہ ہے اس کے متعلق لوگوں پر کیا فرض ہے آیا اس کا اقرار کہ اس میں مرد ہے یا اس کا انکار۔ ان سب باتوں سے کچھ بھی لازم نہیں آتا۔ قرآن سے پہلے بھی اللہ تعالےٰ نے کوئی کتاب نازل نہیں کی جس میں مسیح علیہ السلام کی سولی کا اقرار یا انکار فرض ہو۔ یہ تو قرآن کے نازل ہونے کے بعد فرض ہوا کہ مسیح کی سولی کی خبر کی تکذیب کی جائے۔

اگر وہ کہیں کہ خود حوارین نے سولی کی خبر نقل کی ہے اور وہ نبی و عادل تھے۔ تو بتوفیق الٰہی ان سے کہا جائے کہ جو لوگ حوارین کی نبوت و معجزات کے اور اس کے کہ وہ مسیح علیہ السلام کی سولی کے قائل تھے" ناقل ہیں وہ وہی لوگ تو ہیں جنھوں نے حضرت مسیح کے نسب میں جھوٹی باتیں بیان کی ہیں۔ اور اس عقیدۂ تثلیث کو بیان کیا ہے کہ جو اس کا قائل ہوگا وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا اور اللہ پر افترا کرنے والا اور اس کا کافر ہے۔

Marfat.com

اگر حواریین سے ان امور کا نقل کرنے والا سچا ہے یا وہ ایک بہت بڑی جماعت ہے تو پھر یوحنا۔ متی۔ بولس محض جھوٹے اور کافر تھے۔ اور یہ کبھی حواریین صالحین میں سے نہیں ہو سکتے۔

اگر ان باتوں کا ناقل جو ہم نے ان کے متعلق بیان کیں کاذب ہے تو کاذب کی خبر و نقل پر حجت قائم نہیں ہوتی۔ لہذا پہلی فریب کاری بھی باطل ہو گئی۔ والحمد للہ رب العلمین۔

عجیب فلسفہ

نصاریٰ کے متکلمین کہتے ہیں کہ "اتحاد مذکور (یعنی اب و ابن و روح القدس کا اتحاد) تو محض انجیل کی تقلید ہے۔ کہ نہ کوئی نقل و حرکت تھی اور نہ باری تعالیٰ اور نہ علم اس سے جدا ہوئے جس پر کہ وہ تھے۔ اور نہ وہ دونوں منتقل ہوئے"

ان سے کہا جائے کہ یہ تو اتحاد کا ابطال ہے اور تمہارا اس کا قائل ہونا ہے کہ اس میں باری تعالیٰ کا اور اس کے مغایر کا حصہ برابر ہے۔ اور تمہاری امانت کے خلاف ہے جس میں یہ ہے کہ بیٹا آسمان سے اترا اور مجسم ہو گیا اور جنا گیا اور قتل کر دیا گیا اور دفن کر دیا گیا۔

حجاب الٰہی

بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ "مسیح اللہ کا حجاب ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گفتگو کرتا ہے۔" ان لوگوں سے کہا جائے کہ تم تو کہتے ہو کہ مسیح رب معبود و الٰہ خالق ہیں۔ اور حجاب تو تمہارے نزدیک بھی مخلوق ہے۔ اور مسیح تمہارے یہاں بعض کے نزدیک طبیعت واحد ہیں اور بعض کے نزدیک دو طبیعتیں ہیں ناسوتیہ۔ لاہوتیہ۔ لہذا ہمیں بتاؤ تو کہ تم ناسوتیہ و لاہوتیہ دونوں طبیعتوں کی ملا کر عبادت کرتے ہو یا ان میں سے صرف ایک کی کرتے ہو اور دوسری کی نہیں کرتے۔ اگر کہیں کہ ہم تو دونوں کی عبادت کرتے ہیں۔ تو انھوں نے اس کا اقرار کر لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

Marfat.com

انسان اور حجاب مخلوق کی عبادت کرتے ہیں۔ اور یہ بدترین شرک ہے۔
اگر کہیں کہ ہم تو صرف لاہوت کی عبادت کرتے ہیں تو ان سے کہا جائے کہ تب تو تم نصف مسیح کی عبادت کرتے ہو نہ کہ کل مسیح کی۔ اس لیے کہ وہ تو دو طبیعتیں ہیں جن میں سے تم ایک کی عبادت کرتے ہو نہ کہ دوسری کی۔

اسی طرح ان سے مسیح کی موت اور سولی کو بھی پوچھا جائے اور ملکیہ اور نسطوریہ تو اس کے قائل ہیں کہ موت اور سولی صرف ناسوت پر واقع ہوئی۔ ان سے کہا جائے کہ تمھارا یہ قول جھوٹا ہے کہ مسیح مر گئے اور سولی پا گئے۔ اس لیے کہ نصف مسیح مرے اور نصف مسیح نے سولی پائی کیونکہ تمھارے نزدیک اسم مسیح لاہوت و ناسوت کے مجموعے پر واقع ہے نہ کہ ان میں سے کسی ایک پر اور دوسرے پر نہیں۔

یعقوبیہ میں سے جو لوگ کہتے ہیں کہ "انسان و آلہ شے واحد تھے" تو انھیں لازم ہے کہ وہ انسان کی پرستش کیا کریں۔ کیونکہ جب آلہ کی پرستش کی جائے گی اور وہ آلہ انسان ہے تو پھر انسان ہی کی پرستش کی گئی اور ان کا رب انسان مخلوق ہوا۔

جو یہ کہتا ہے کہ آلہ غیر انسان ہے تو اس نے اتحاد کو باطل کر دیا۔ اسی طرح ان سے اللہ کے ساتھ والے حجاب کے بارے میں بھی بالکل اسی طور پر کہا جائے۔ ان سب فرقوں پر یہ الزام بھی ہے کیونکہ یہ سب عبادت مسیح کو اسی طرح مانتے ہیں کہ وہ رب خالق تھے۔ حالانکہ انجیل میں ہے کہ "وہ بھوکے تھے تو انھوں نے روٹی اور مچھلی کھائی اور پسینہ آیا اور انھیں پیٹا گیا" تو گویا ان کے رب نے کھایا اور بھوکا ہوا اور آلہ کو پیٹا گیا اور طمانچہ مارا گیا اور سولی دی گئی اور اس کی رذالت بدگوئی اور غلط بیانی کا نشانہ بنا۔

ملکیہ و یعقوبیہ سے کہا جائے جو اس کے قائل ہیں کہ "مسیح اللہ کے بیٹے ہیں اور مریم کے بیٹے ہیں۔" کہ تم نے اقرار کر لیا کہ مسیح انسان و آلہ ہیں۔ تو انسان تو

Marfat.com

ابن اللہ و ابن مریم ہوا۔ اور الٰہ ابن مریم ہوا۔ اور یہ انتہائی خرافات ہے۔

تحقیق من وراء حجاب

اگر کہیں کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارے قرآن میں ہے "وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب" (یعنی بشر کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بغیر وحی یا بغیر حجاب کے کلام کرے)۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وادی کے کنارے طور کے کنارے درخت سے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ تو ہم کہیں گے کہ تکلیم (کلام کرنا) اللہ کا فعل ہے جو مخلوق ہے۔ اور حجاب محض تکلیم کے لیے ہے (نہ کہ اللہ کے لیے) تکلیم وہی ہے جو درخت میں اور وادی کے کنارے اور
۵۹ طور کے ایک طرف پیدا ہوئی۔ اور یہ سب مخلوق و حادث ہے۔

اسی طرح جبریل علیہ السلام کا دحیہ کی صورت میں آنا محض اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور جن کو وہ قوت دی ہے جس سے وہ جس صورت میں چاہتے ہیں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب مخلوق ہیں۔ ان پر اعراض کا گذر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سب میں ان کے مغایر ہے۔

اُن امور میں سے جن سے نصاریٰ پر اعتراض کیا جا سکتا ہے اگرچہ وہ اُن سب کے لیے برہان ضروری نہیں ہے۔ لیکن اُن لوگوں پر برہان ضروری ہے جو اسی شریعت کے پیرو ہیں جس پر ملکیہ۔ نسطوریہ۔ یعقوبیہ اور مارقیہ عمل کرتے ہیں جو اُن کے لیے قطعی ہے۔
یہ وہ مسئلہ ہے جو ہمارے اور بعض نصاریٰ کے درمیان میں آچکا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہیں ہیں۔

یا تو بعد عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے بطلان کے قائل ہوں گے۔

یا بعد آپ کے اس کے امکان کے قائل ہوں گے۔

اگر وہ آپ کے بعد امکان نبوت کے قائل ہوں تو انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار بھی لازم ہے اس لیے کہ آپ کے

Marfat.com

معجزات و علامات کا نقل کرنا اتنے بڑے بڑے گروہوں سے ثابت ہے کہ جن کے مثل عیسٰی وغیرہ علیہم الصلوٰۃ و السلام کے علامات نقل کرنے والے ہیں۔

اگر وہ بعد عیسٰی علیہ السلام بطلان نبوت کے قائل ہوں تو انھیں اپنی تمام شریعت ترک کرنا پڑے گی۔ نماز تعظیم یکشنبہ۔ اور روزہ۔ ترک گوشت خوری و ترک نکاح و عید۔ وحلت خنزیر و مردار وخون و ترک ختنہ۔ اور اہل مراکب کو اپنے دین کے مطابق ترک نکاح کیونکہ یہ تمام مذکورۂ بالا امور ان کی چاروں انجیلوں میں سے کسی میں بھی نہیں بلکہ ان ہی انجیلیں تو ان تمام امور کو باطل کرتی ہیں جن پر آج ان کا عمل ہے۔

انجیلوں میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس لیے نہیں آیا کہ توریت کی شریعت کو بدل دوں۔ اور حضرت اور آپ کے بعد آپ کے اصحاب یوم سبت (ہفتہ) و یہود کی عید فصح وغیرہ کو مانتے تھے۔ بخلاف ان تمام امور کے کہ جن پر وہ لوگ آج ہیں۔

اگر وہ مسیح کے بعد وجود نبوت سے انکار کریں اور شریعت سوائے انبیاء کے اور کسی کی نہیں لی جاتی۔ ورنہ پھر اس کا شارع غیر انبیا علیہم السلام میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ پر حاکم ہوگا۔ اور یہ سب سے بڑا شرک و کذب اور لغو ہے۔ ان کی شرائع جو ان کا دین ہیں قطعاً کسی نبی سے ماخوذ نہ ہوئیں۔ اور وہ معاصی ہوئیں جن کا یقیناً بلاشک اللہ پر افترا کیا گیا ہے۔

واحد عدد نہیں

اب وقت آگیا ہے کہ ہم اللہ کی مدد و توفیق و تائید سے انشاء اللہ (لا الہ الا ھو) یہ بیان شروع کریں کہ واحد عدد نہیں ہوتا۔

Marfat.com

عدد کا خاصہ

بتوفیق الٰہی ہم کہتے ہیں کہ عدد کا خاصہ یہ ہے کہ ایک دوسرا عدد اسکے مساوی پایا جائے اور ایک اور عدد پایا جائے جو اس کے مساوی نہ ہو۔ اور یہ وہ چیز ہے جس سے کوئی عدد ہرگز خالی نہیں ہوسکتا۔ مساوات یہ ہے کہ جب اُس کے ابعاض (افراد) کا تجزیہ کیا جائے تو وہ سب اُس کے مساوی ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ فرد و فرد (طاق و طاق) مساوی ہیں "اثنین" (دو) کے۔ اور زوج (جفت) و فرد (طاق) مساوی نہیں ہیں زوج (جفت) کے جو "دو" ہیں۔ اور ۵ مساوی ہیں ۲ + ۳ کے اور غیر مساوی ہیں ۴ کے اور اسی طرح عالم میں تمام عدد ہیں۔

بس یہی معنی ہیں ہمارے قول کے۔ کہ مساوی و غیر مساوی ہونا خاصہ عدد کا ہے اور ہم نے یہی مساوات مراد لی ہے نہ کچھ اور۔

اگر واحد کے ابعاض اُس کے مساوی ہوں گے تو وہ بلاشک کثیر ہوگا۔ اس لیے کہ درحقیقت واحد مطلق تو وہی ہے جو کثیر نہ ہو۔ اور یہ وہ بات ہے جس میں کسی صحیح حس والے کو شک نہیں ہوسکتا۔ ہر وہ شئے کہ جس کے ابعاض ہوں بلاشک وہ کثیر ہے۔ اور اس وقت بدیہی طور پر وہ واحد نہیں ہے۔ لہٰذا بدیہی طور پر واحد وہی ہے جس کے ابعاض نہ ہوں۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ واحد کہ جس کے ابعاض اُس کے مساوی نہ ہوں وہ عدد نہیں ہے۔ اور ہم یہی بیان کرنا چاہتے تھے۔

بداہت کی شہادت

حس و بداہت و عقل اور وجود واحد پر شہادت دیتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر واحد موجود نہ ہوتا تو ہرگز کسی عدد پر قدرت نہ ہوتی۔ کیونکہ واحد ہی عدد و معدود کا وہ مبدا ہے (جہاں سے عدد ۶۰ شروع ہوتا ہے) کہ بغیر اُس کے وجود کے عدد و معدود تک رسائی نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

اگر واحد نہ پایا جاتا تو دنیا میں نہ کوئی عدد کبھی پایا جاتا نہ معدود۔ حالانکہ تمام عالم ہی اعداد و معدودات موجودہ ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ واحد بھی موجود ہے۔

جب ہم تمام عالم میں نظر طبیعی و ضروری ڈالتے ہیں تو ہم اس میں کسی وجہ سے بھی کوئی حقیقی واحد نہیں پاتے اس لیے کہ عالم میں ہر جسم منقسم ہے اور تجزیے کا احتمال ہے۔ اور ہمیشہ انقسام کی وجہ سے بعد متکثر ہے۔ اور ہر حرکت بھی اپنے متحرک کے ساتھ اس کے انقسام کی وجہ سے منقسم ہے۔

زمان حرکت فلک ہے اور وہ بھی انقسام فلک کی وجہ سے منقسم ہے۔ اور ہر مدت بھی اپنے متحرک کے ساتھ اس کے منقسم ہونے کی وجہ سے منقسم ہے۔

اسی طرح مقولات میں سے ہر مقولہ خواہ جنس یا نوع یا فصل سب منقسم ہیں۔

اسی طرح ہر عرض جو کسی جسم میں محمول ہے وہ بھی اپنے حامل کے انقسام کی وجہ سے منقسم ہے!

یہ وہ امر ہے جو بداہت عقل و مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور عالم سوائے مذکورۂ بالا اشیاء کے کوئی چیز نہیں لہذا ثابت ہو گیا کہ عالم میں قطعاً کوئی واحد نہیں ہے۔ اور ہم ابھی ایک بدیہی دلیل سے ثابت کر چکے ہیں کہ واحد کا وجود ضروری ہے اور جب واحد کا وجود ضروری ہے۔ اور قطعاً عالم کی کوئی چیز واحد نہیں ہے۔ تو وہ لامحالہ کوئی شئے ہے جو عالم کے مغایر ہے۔ پھر جب یہ اس طرح ہے تو پھر اس ضرورت سے کہ بغیر اس کے مفر نہیں بس وہ وہی واحد اول ہے جو خالق عالم ہے۔ اس لیے کہ عقل کے نزدیک سوائے خالق عالم کے عالم کے مغایر اور کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

وہی واحد اول اللہ ہے کہ سوائے اس کے کوئی الٰہ نہیں، جو

Marfat.com

ہرگز منکثر نہیں، نہ ذریعۂ عدد، نہ بطور صفت، اور نہ کسی اور وجہ سے۔
اس کے سوا ہرگز کوئی واحد نہیں۔ اور نہ اس کے سوا ہرگز کوئی اول ہے اور نہ کوئی
اسکے سوا موجد، فاعل خالق ہے وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

بطور مجاز

ہم نے محض عالم کے ہر فرد کے متعلق کہا جس کا نام
لغت میں شمار کے وقت واحد ہے بطور مجاز کے ہے۔
وہ معنی کے اعتبار سے کثیر ہے کیونکہ اس میں تقسیم کا
احتمال ہے۔ اور اس کی مساحت ہے جس کے کثیر اجزاء ہیں جب وہ
تقسیم کیا جاتا ہے تو اس میں کثرت ظاہر ہو جاتی ہے۔ لیکن جو تقسیم
نہیں ہو سکتا وہ فرد (واحد) حقیقی ہے۔ اور ہم نے اپنی اس کتاب کے
آخر میں ایسی برہان بیان کی ہے جس سے عالم کے ہر جزء کے انقسام
کا احتمال واجب ہو جاتا ہے۔ جو ایسی براہین ہیں جن سے مفر نہیں۔
وباللہ التوفیق۔

اگر کوئی معترض کہے کہ تم بارو تار اور تمام حروف ہجا کے بارے
میں کیا کہتے ہو، کیا ان میں سے ہر حرف ایسا واحد نہیں جو منقسم نہ ہو سکے؟
بتوفیق الٰہی اس سے کہا جائے کہ یہ ایک فریب ہے اور اس قسم کے
فریبوں کو یاد رکھنا مناسب ہے۔ اس لیے کہ حرف محض ایک ہوا ہے جو
اس حرف کے مخرج سے بعض آلات صوت کے اس ہوا کے نکالنے
سے پھیپھڑے اور اوپر کی جھلیوں اور حلق اور تالو اور زبان
اور دانتوں اور ہونٹوں سے نکلتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک
نہیں۔ کہ یہ نکلنے والی ہوا جسم طویل عریض عمیق ہے اور اس
میں بدیہی طور پر منقسم ہونے کا احتمال ہے۔ اور یہی ہوا حرف ہے۔
ہٰذا حرف جسم ہوا جو انقسام کو قبول کر سکتا ہے وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

Marfat.com

جناب باری نے کیا پورے عالم کو، جیسا کہ ہے مع تمام احوال بغیر کسی زمانے کے پیدا کر دیا؟

ہم نے اُن لوگوں کو دیکھا ہے جو خالق کو تو مانتے ہیں مگر نبوت کو نہیں مانتے اور اُن لوگوں کو بھی جو اُس طریقے پر چلتے ہیں۔ ہم نے ایک شخص سے اس پر مناظرہ کیا۔ میں نے کہا کہ تم جو کچھ کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی قوت میں ممکن ہے۔ اور جو ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی سے (پہلے) ایک مرد پیدا کیا اور (پھر) ایک عورت پیدا کی۔ لوگوں کی نسل انھیں دونوں سے چلی۔ ممکن تو یہ بھی ہے۔ پھر تم اس حیثیت سے (کہ سب سے پہلے انسان اور باپ تمھیں بنتے) اس حیثیت کی طرف کیوں مائل ہو گئے؟

وہ کچھ دیر سوچتا رہا جب اُسے کوئی دلیل نہ ملی تو کہنے لگا کہ تم لوگ بھی اس حیثیت سے اس حیثیت کی طرف کیوں مائل ہو گئے؟ میں نے کہا کہ اُن دلائل ضروریہ کی وجہ سے جو ہمارے قول کو ثابت کرتی ہیں اور تمھارے قول کی نفی کرتی ہیں۔

منجملہ اُن دلائل کے ایک یہ ہے کہ اگر یہ ہوتا جو تم کہتے ہو تو یہ ضرور ہوتا کہ اس وقت جس شخص کو اللہ تعالیٰ عدم سے وجود کی طرف لاتا جوان یا بوڑھے۔ وہ اسے جانتے اور خود سے اُسے محسوس کرتے اور یقین کرتے کہ وہ اس وقت اسی کی وجہ سے پیدا ہوئے اور اس کے قبل نہ تھے۔ اور

اب وہ ایسے حال میں پیدا ہوئے ہیں کہ وہ اپنی صنعتوں تجارتوں اور اپنے دوسرے کاموں میں کھیتی کاشتکاری پارچہ بافی سلائی روٹی اور
۶۱ کھانا پکاتے اور دوسرے کاموں میں مشغول ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اسے ضرور اپنی اولاد سے اس طرح نقل کرتے کہ انھیں اس کے متعلق علم یقینی حاصل ہو جاتا۔ جیسا کہ ہر وہ نقل جو اس (عدم سے وجود میں) آنے سے کمتر لاتی ہے اس سے علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے کہ ہم سے پہلے بادشاہ تھے سلطنتیں تھیں۔ جنگیں ہوئیں اور اس طرح زمانہ ہم تک پہنچا۔ اور اس کو سب لوگ یقینی طور پر جانتے کیونکہ جس بات کو تمام روئے زمین کے لوگ اپنے مشاہدے سے بیان کریں اس میں کبھی شک کرنا ممکن نہیں جیسا کہ طلوع وغروب آفتاب اور موت وولادت وغیرہ کو بیان کیا جائے۔ حالانکہ ہم بات اس کے خلاف پاتے ہیں اس لیے کہ ہم تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ قطعاً اس کو نہیں جانتے بلکہ ان میں سے ایک بھی اس کو نہیں جانتا۔ اور تم نے جو اس کو بیان کیا اور تم نے جس کی موافقت کی اور میں نے جس کی موافقت کی یہ محض رائے اور ظن سے ہے نہ کہ خبر و نقل سے۔

یہ محال و ممتنع ہے کہ جس خبر کو تمام اہل عالم اول سے آخر تک اپنے مشاہدے سے ان لوگوں سے بیان کریں جو ان کے بعد پیدا ہوئے اور وہ خبر اس طرح پوشیدہ رہے کہ اسے روئے زمین کا کوئی باشندہ بھی نہ جانے۔ یہ وہ امر ہے جس کا کذب ابتدائی عقل اور بداہت ہی سے معلوم ہو جاتا ہے۔

اس نے کہا کہ وہ بات جو تم بیان کرتے ہو اس کے متعلق بھی ہم نے ایسی جماعتیں پائی ہیں جو اس کی منکر ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ وہ امر بھی باطل ہو جائے جس سے تم ہم سے معارضہ کرتے ہو۔

میں نے کہا کہ دونوں نقلوں اور خبروں میں جو فرق ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ اس لیے کہ ہماری نقل صرف ایک مرد اور ایک

Marfat.com

عورت کے بیان کی طرف رجوع کرتی ہے۔ وہ دونوں وہی ہیں جن کو اللہ نے نوع انسانی میں سب سے پہلے پیدا کیا۔ جو خبر اس طرح کی ہو اس سے علم ضروری نہیں حاصل ہوتا۔ اس لیے کہ اس میں متفق ہوجانا ممکن ہے۔ اگر وہ انبیاء جو معجزات لائے اس خبر کی تصحیح نہ کرتے تو محض نقل کے طور پر ہمارا قول ثابت نہ ہوتا۔ بلکہ ممکن ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے شروع میں ایک جماعت پیدا کی جس سے مخلوق کی نسل چلی۔ لیکن جب ایسے شخص نے خبر دی جس کے قول کی تصحیح معجزے نے کردی کہ اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی میں شروع میں صرف ایک مرد اور ایک عورت کو پیدا کیا تو اس کے قول کی تصدیق واجب ہوگئی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ تم نے ہمارے اس قول کی صحت تو ثابت کردی اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو اس طرح شروع کیا کہ اس نے ایک مرد اور ایک عورت کو پیدا کیا پھر تم نے ایک زیادت کا دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو کے سوا جماعتیں پیدا کیں اور اس پر نہ تو کوئی برہان لائے اور نہ کوئی دلیل اقناعی لائے چہ جائیکہ برہانی۔ اُن براہین سے جو ہم پہلے لائے ہیں یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ایک مبدار کا ہونا ضروری ہے لہٰذا ایک عورت اور ایک مرد کا پیدا ہونا ضروری ہوا جو اس سے زیادہ کے پیدا ہونے کا مدعی ہے۔ وہ ایسی بات کا مدعی ہے جس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اور جو ایسا ہو بلاشک وہ باطل ہے۔

جو بات میں نے بیان کی وہ ایسی خبر ہے جو ہنود، مجوس، صابئین، یہود، و نصاریٰ، اور مسلمین سب ہی سے ہے ان لوگوں نے اس میں اختلاف نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو صرف ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ جو ایسی خبر آئی ہو اس پر دعوے سے اعتراض جائز نہیں۔ ان لوگوں نے صرف ناموں میں اختلاف کیا ہے (کہ اس مرد و عورت کا نام کیا تھا) اور اس میں کوئی معترض نہیں۔ اس لیے کہ

Marfat.com

کبھی ایک شخص سے بہت کے نام ہوتے ہیں۔ اور کوئی رو کنے والا اس سے نہیں روکتا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔
ہم نے اس کے بارے میں کوئی معارضہ نہیں پایا۔ اور نہ ہمیں کسی ایسے متکلم کا علم ہوا جس نے اس فرقے کا ذکر کیا ہو۔ میں نے دوران گفتگو میں اس سے یہ بھی کہا تھا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جب عالم دفعۃً (عدم سے وجود کی طرف) نکل آیا تو کیا اس میں حاملہ عورتیں بھی نکال کے چھوڑ دی گئیں اور خوانچے والے بھی اپنے خوانچوں پر بیٹھے ہوئے انجیر بیچ رہے تھے۔ وہ ہنسا اور سمجھ گیا کہ میں نے اس کے قول کا فساد ثابت کرنے کے لیے تمسخر کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس نے مجھے جواب دیا کہ "ہاں"۔ میں نے اس سے کہا کہ مناسب ہے کہ یہ سب کے سب انبیاء
۶۲ ہوتے جن میں سب کو اول سے آخر تک ان علوم و صناعات کے متعلق جو انھیں حاصل ہیں وحی بھیجی جاتی یا انھیں اس کا الہام کیا جاتا۔ اور اس میں دعوے کا جیسا بطلان ہے وہ مخفی نہیں۔
جو اعتراض ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ وہ جزائر جو خشکی سے علحدہ سمندروں میں ہیں اور ان میں چیونٹیاں کیڑے مکوڑے اور بہت سی چڑیاں پائی جاتی ہیں۔ (اگر ابتدا میں ایک ہی جوڑا پیدا ہوا تھا تو پھر جزائر میں وہ جانور کیسے پائے جاتے ہیں جو بڑی خشکی میں پائے جاتے ہیں)۔
میں کہوں گا کہ کوئی ذی حس اس کا انکار نہیں کرسکتا کہ یہ چیزیں ان مسافروں کے اسباب میں گھس جاتی ہیں جو ان شہروں میں جاتے ہیں۔ جو ہیوں کو کجاوے میں گھستے ہوئے ہم نے خود دیکھا ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں ... ان کی ہوئی بات کو لازم کردے۔ باوجود اس کے کہ بیوان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بدن و زمین کی عفونت سے پیدا کرتا ہے۔ (مثلاً جوں۔ کیچوے) اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ ہر

Marfat.com

زمانے میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایک دوسری قسم جو پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے عالم ہی میں اس طرح ترتیب دیا تھا کہ وہ ان کو مذکر و مؤنث کی منی ہی سے پیدا کرے گا۔ چنانچہ یہ قسم بلاشک وہی ہے کہ اُن جزائر میں جانے سے پیدا ہوئی۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

ہم سوائے انسان کے کسی نوع میں اس کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ نے اُس میں دو سے زیادہ پیدا کیے ہوں۔ اور یہ اللہ کی قدرت میں ہے۔ اور اس کے خلاف کوئی خبر صادق بھی نہیں آئی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان کے وقت نوح علیہ السلام اور اُن کی کشتی کے بارے میں فرمایا ہے "واحمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیه القول" (اے نوحؑ اس کشتی میں ہر ایک کا جوڑا یعنی دو دو لادلو۔ اور اپنے متعلقین کو بھی سوار کرلو سوائے اس کے کہ جس کے لیے پہلے ہی حکم ہو چکا ہے)۔ اس کے ساتھ ہی یہ ممکن ہے کہ نوح علیہ السلام کو ہر چیز کا جوڑا جوڑا ہی لادنے کا حکم ہو۔ یہ حکم اس کو نہیں روکتا کہ ممکن ہے کہ کچھ پانی کے نباتات اور آبی حیوانات کشتی سے باہر رہ گئے ہوں۔ واللہ اعلم۔ اور ہم تو اُسے بھی مانتے ہیں کہ عقل اُسے واجب یا ممتنع نہ کہتی ہو اور خصوصی نبوت ہی اُسے لائی ہو۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ عالم میں ہے عالم و معلوم۔ صانع و مصنوع سب کو دفعتہً پیدا کردیا ہوتا تو یہ از روئے عقل دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہ ہوتا اور کوئی تیسری وجہ نہیں ہوسکتی۔ یا تو وحی سے اور اللہ تعالیٰ کے واقف کرنے سے ایسا ہوا۔ اور یا ایسی طبیعت سے جو ان میں مرکب تھی اور وہ اس کی مقتضی تھی کہ یہ جو کچھ جان رہے ہیں جان لیں اور جو بنایا ہے بنالیں۔ اگر یہ وحی و اعلام (بتانے) اور توقیف (واقف بنانے) سے ہوا تب تو پھر تمام سب کے لیے نبوت ثابت ہوگئی۔ کیونکہ نبوت کے معنی اس کے سوا

Marfat.com

کچھ نہیں۔ اور یہ ایسے شخص کا دعویٰ ہے جو بلا دلیل اس کا قائل ہے اور جس پر دلیل نہ ہو وہ باطل ہے۔ اس کا قائل ہونا جائز نہیں. خاصکر وہ لوگ جو نبوت کے تو منکر ہیں اور اس کے قائل ہیں۔ ان کے قول کا تناقض کھل گیا۔ (یعنی بعض کے لیے تو وحی کے قائل نہ ہوئے اور کل کے لیے قائل ہو گئے)۔

اگر یہ سب طبیعت ہی سے ہے جو اس امر کی متقاضی ہے کہ وہ بغیر تعلیم و توقیف عالم علوم ہوں اور مختلف زبانوں میں متکلم ہوں اور مصنوعات میں متصرف ہوں تو یہ محال ہے اور عقل و طبیعت میں ممتنع ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ لوگ ہمیشہ اسی طرح پائے جاتے (کہ بغیر تعلیم و تعلم عالم و صانع وغیرہ ہوتے)۔ کیونکہ طبیعت تو ایک ہی ہے جو بدلتی نہیں۔ اور ظاہری طور پر ہم جانتے ہیں کہ کبھی کوئی شخص کسی زمان یا کسی مکان میں ہرگز نہیں پایا جا سکتا جو ایسے علوم ظاہر کرے جو اسے کسی نے نہ سکھائے ہوں۔ یا کوئی ایسی زبان بولے جس کی اسے کسی نے تعلیم نہ دی ہو۔ یا کوئی ایسی صنعت دکھائے جو اسے کسی نے نہ بتائی ہو۔ اور اس کی دلیل وہ ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ شہر جس میں علوم اور اکثر صنایع نہیں ہیں جیسے صقالبہ و سودان کا ملک اور وہ دیہات جو شہروں کے درمیان ہیں ان میں کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاتا کہ وہ علم و صنعت میں سے کچھ جانتا ہو۔ تاوقتیکہ کوئی معلم اسے نہ سکھائے۔ اور کوئی بول نہیں سکتا تاوقتیکہ اسے کوئی نہ سکھائے۔ لہٰذا اس قول کا فساد برہان سے ظاہر ہو گیا۔ اور قبل برہان بھی خود قائل کے برہان سے عاری رہنے کی وجہ سے بھی اس کا فساد ظاہر تھا۔

نبوت و ملائکہ کے منکر ۶۳

برہمن مت	یہ براہمہ (برہمنوں) کا مذہب ہے۔ یہ ایک قبیلہ ہے

Marfat.com

ہند میں جن میں اشراف اہل ہند شامل ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ برہمی (برہما) کی اولاد میں ہیں جو ان کے بادشاہوں میں سے ایک قدیم بادشاہ تھے۔ ان کی ایک علامت ہے جس کی وجہ سے یہ ممتاز رہتے ہیں۔ اور وہ سرخ و زرد ڈورے تلواروں کی طرح گردنوں میں ڈالے رہتے ہیں (یعنی زنار یا جنیو پہنتے ہیں) وہ بھی ہماری طرح توحید کے قائل ہیں سوائے اس کے کہ نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے انکار میں اُن کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ اللہ عزوجل حکیم ہے۔ اور وہ جس کو کسی ایسے شخص کی طرف رسول بنا کے بھیجے گا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ یہ شخص اُس (رسول) کی تصدیق نہیں کرے گا۔ تو پھر بلاشک وہ فعل عبث کا مرتکب ہوگا اور ایک نہ ہوسکنے والے کام کی مشقت برداشت کرے گا۔ لہٰذا اللہ کے رسول بھیجنے کی نفی کرنا ضروری ہوا تاکہ وہ عبث و دشواری کے الزام سے بری رہے۔

برہمن یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے رسولوں کو لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ ان کے ذریعے سے لوگوں کو گمراہی سے ایمان کی طرف نکالے۔ تو اس کی حکمت کے زیادہ مناسب اور اس کے مقصود کو زیادہ پورا کرنے والا تھا کہ وہ عقول کو مجبور کردیتا کہ وہ اس پر ایمان لائیں۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی رسولوں کا بھیجنا باطل ہوگیا۔ اور برہمنوں کے نزدیک رسولوں کی بعثت باب محال و ممتنع میں سے ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ رسول مبعوث کرے رسول کا آنا باب امکان میں واقع ہے۔ (محال نہیں)۔ بعد اس کے کہ اللہ عزوجل نے رسولوں کو مبعوث کردیا حد وجوب میں ہے۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے منجانب اللہ خبر دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو اب امتناع پیدا ہوگیا۔

Marfat.com

ہم اس تکلیف کے محتاج نہیں کہ اس قول کو بیان کریں جو بعض مسلمان کہتے ہیں کہ رسولوں کا آنا باب واجب میں سے ہے۔ اس بارے میں ان مسلمانوں کا استدلال یہ ہے کہ حکمت میں انذار یعنی ڈرانا واجب ہے۔

یہ قول صحیح نہیں ہے۔ اور ہمارا قول یہی ہے جو ہم نے دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی کام کسی علت کی وجہ سے نہیں کرتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہ جو کچھ کرے وہی عدل و حکمت ہے خواہ کچھ بھی ہو۔ و باللہ التوفیق۔

پیغمبر کیوں بھیجے گئے

جو پہلی حجت سے استدلال کرتا ہے کہ بعثت اس حکمت کے خلاف ہے۔ اور حکیم ایسے شخص کی طرف رسول نہیں بھیجے گا جس کو وہ جانتا ہو کہ یہ رسول کی نافرمانی کرے گا۔

اس سے کہا جائے کہ یہ فساد کی جڑ کہ تمھیں اس بات کا حکم دیتی ہے مجبور کرے گی کہ تم مانیہ کے اصول کی موافقت کرو جو کہتے ہیں کہ حکیم ایسے شخص کو نہیں پیدا کرے گا جو اس کی نافرمانی کرے اور نہ اس کو جو اس کے ساتھ کفر کرے اور اس کے اولیا کو قتل کرے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ انھیں ان کے ذریعے سے اپنی راہ دکھائے۔

ان لوگوں سے کہا جائے کہ ہم بھی جانتے ہیں اور تم بھی جانتے ہو کہ لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں جو ربوبیت و وحدانیت کے منکر ہیں۔ تو پھر یہ کہو کہ وہ حکیم نہیں ہے جس نے اس شخص کے لیے دلائل پیدا کیے جس کو وہ جانتا تھا کہ وہ ان دلائل سے استدلال نہ کرے گا۔

اگر وہ کہیں کہ ان دلائل توحید سے بہتوں نے استدلال کیا ہے۔

تو ان سے کہا جائے کہ بہتوں نے رسولوں کی بھی تصدیق کی ہے اگر وہ کہیں کہ اس نے مخلوق کو تو جیسا چاہا پیدا کر دیا۔ تو ان سے

Marfat.com

کہا جائے کہ اس نے رسولوں کو بھی جیسا چاہا مبعوث کر دیا۔ پھر اس کا رسولوں کو بھیجنا بھی ان دلائل میں سے ہے جن کو اس نے اس لیے پیدا کیا تا کہ ان سے اس کی معرفت و توحید کی راہ ملے۔

ایمان بالجبر

جو حجت ثانیہ سے استدلال کرتا ہے کہ اسے مناسب تھا کہ وہ عقول کو اپنے اوپر ایمان لانے کے لیے مجبور کر دیتا۔ اس سے کہا جائے کہ تمھارے اس بیہودہ قول اور اس سلسلے کو رد کیا جا چکا ہے کہ اللہ نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ انھیں اپنی ذات و وحدانیت کا راستہ بتائے۔

اس اصل فاسد کی بنا پر یہ الزام بھی آتا ہے کہ یہ زیادہ مناسب تھا کہ جب اس نے انھیں پیدا کیا تو انھیں استدلال کے لیے نہ چھوڑتا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو استدلال نہ کریں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جن پر استدلال مخفی رہے گا۔ لہذا حکمت میں مناسب یہی تھا کہ ان کی عقول کو اپنے اوپر ایمان لانے کے لیے مجبور کر دیتا، انھیں استدلال کی مشقت کی تکلیف نہ دیتا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ایسے الطاف و عنایات کرتا کہ اس کے ساتھ سب کے سب ایمان اختیار کر لیتے۔ جیسا کہ اس نے ملائکہ کے ساتھ کیا۔

ان سب کا حاصل وہی ہے جو ہم نے ایک سے زیادہ مقامات پر بیان کیا ہے کہ مخلوقات جب کہ اس طرح ہیں کہ ان سے کوئی فعل بغیر علت کے نہیں سرزد ہوتا۔ اور براہین ضروریہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ باری تعالیٰ تمام وجوہ سے اپنی تمام مخلوق کے خلاف ہے تو واجب ہے کہ برخلاف تمام مخلوق کے اس کا ہر فعل بغیر علت کے ہو۔ اس لیے اس کے کسی فعل کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے اس کو فلاں علت سے کیا۔

نہ اس پر کچھ کہا جا سکتا ہے جب کہ انسان کو نطق دیا گیا۔ اور

Marfat.com

بقیہ حیوانات اس سے محروم رہے۔ بعض حیوانات کو اس نے صائد (شکاری ودرندہ) پیدا کیا اور بعض کو مصید (شکار)۔ اُس نے اپنی تمام مفعولات کے درمیان میں جیسا چاہا فرق کیا۔ لہذا کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اُس نے انسان کو ناطق کیوں بنایا اور گدھے کو نطق سے ۶۴
محروم کیوں کیا۔ اور پتھر کو جمادات میں پیدا کیا جس میں نہ نطق نہ حیات۔
یہ وہ اصل (وقاعدہ) ہے جس میں برہمن ہمارے موافق ہیں۔ بقیہ لوگ جو توحید کے قائل ہیں وہ اس معنی کی تفریع میں ہمارے خلاف ہیں۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو مبعوث کیا تو کسی کو کہنے کا حق نہیں کہ اس نے کیوں مبعوث کیا یا اس نے اسی شخص کو کیوں مبعوث کیا دوسرے کو کیوں نہ کیا۔ یا اس زمانے میں انھیں کیوں مبعوث کیا دوسرے زمانے میں کیوں نہ کیا۔ یا اس مقام پر انھیں کیوں مبعوث کیا کسی اور مقام پر کیوں نہ کیا جیسا کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے دنیا میں فلاں کو سعادت کیوں دی اور دوسرے کو کیوں نہ دی۔ اسی طرح جو کچھ عالم میں ہے جب اس پر نظر ڈالی جائے گی تو وہ ذات برتر نظر آئے گی جس کی یہ شان ہے "لا یُسئل عما یفعل وھم یُسئلون" وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے باز پرس نہیں کی جاسکتی اور یہ لوگ (جو کچھ کرتے ہیں) ان سے باز پرس کی جائے گی۔

جب ہم نے اللہ کی قدرت وتائید سے اُن کے فریب کو توڑ دیا تو اب ہمیں اللہ کی مدد وتائید سے اثبات نبوت میں کلام کرنا چاہیے تاکہ وہ قول بین معلوم ہو۔ وباللہ التوفیق۔

اثبات نبوت

ہم گزشتہ حصہ کتاب میں حدوث اشیاء بیان کرچکے ہیں کہ ایک

Marfat.com

محدث ہے جو ازلی وواحد ہے جس کا کوئی مبدا نہیں اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور ہے اور نہ اس کے سوا کوئی مدبر ہے اور نہ اس کے سوا کوئی خالق ہے۔ جب یہ سب ثابت ہو گیا اور صحیح ہو گیا کہ اس نے تمام عالم کو بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قیاس اور بغیر کسی طبیعت اور بغیر کسی استعانت اور بغیر کسی مثال سابق اور بغیر کسی علت موجبہ اور بغیر کسی ایسے حکم کے کہ جو پیدا کرنے سے پہلے کسی اور نے اُسے دیا ہو عدم سے وجود کی طرف نکالا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ اس نے جب تک نہیں چاہا نہیں پیدا کیا اور جب اور جیسا چاہا کر دیا۔ اور جو چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور جو چاہتا ہے کم کرتا ہے۔ یہ جو کچھ کہا گیا خواہ اس میں کسی کو دل میں شک گزرے یا نہ گزرے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے باب امکان میں داخل ہے جیسا کہ ہم نے کسی دوسرے مقام پر بیان کیا ہے۔ مگر انشاء اللہ ہم یہاں بھی تھوڑا سا بیان کریں گے۔

ہم کہتے ہیں اور اللہ ہمارا مددگار ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اٹھارہ سے بیس سال کے درمیان مردوں کی ڈاڑھی نکلنا ممکن ہے اور وہی بارہ سال سے دو سال تک کی عمر میں ممتنع ہے۔ دشوار اشکالات کا دور کرنا' معانی غامضہ کا نکالنا' شعر بدیع کا کہنا' خالص فن بلاغت کا جاننا' ذہن ذکی لطیف اور رسا کے لیے ممکن ہے' سخت کند ذہن اور نہایت غبی کے لیے ناممکن۔ اس اصول پر ہمارے درمیان وہ ممتنع نہیں۔ اس لیے کہ وہ ہماری فطرت وطبیعت وعادت میں نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اس شخص کے لیے غیر ممتنع ہے جس کی نہ کوئی فطرت ہو نہ طبیعت ہو' نہ اس کے نزدیک کوئی عادت ہو اور نہ کوئی ایسا مرتبہ ہو جو اس کے فعل کے لیے لازم ہو۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خدا کو جو قوت حاصل ہے اس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبوت امکان میں ہے۔ اور وہ بغیر کسی علت کے محض اپنی مشیت سے ایک ایسی جماعت کا مبعوث کرنا ہے

Marfat.com

جن کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت کے لیے مخصوص کر لیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انھیں بغیر تعلم و بغیر طلب کے علوم سکھاتا ہے۔ اور اسی باب سے ہے جو ہم میں سے کوئی شخص خواب میں دیکھتا ہے اور وہ صحیح نکلتا ہے۔ اور جو باب تقدم معرفت سے ہے۔

جب ہم ثابت کر چکے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے آنے کے قبل نبوت حد امکان میں تھی اور اب کہ وہ آگئی تو ہمیں اللہ کی مدد و قوت سے اس کے وجوب کو بیان کرنا چاہیے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا حالانکہ وہ موجود نہ تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسے پیدا کر دیا چنانچہ ہم بالیقین جانتے ہیں کہ علوم و صناعات ناممکن ہے کہ بغیر سکھے ہم میں سے کسی کی ان تک رسائی ہو سکے۔

مثلاً طب۔ معرفت طبایع۔ امراض۔ ان کے کثرت اختلاف اور ان کے اسباب اور ان کا ان ادویہ سے علاج کہ جن کا سب کا تجربہ کرنا ناممکن ہے۔ اور ہر دوا کا ہر مرض میں تجربہ کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ کیسے مہیا ہو سکتا ہے حالانکہ دس ہزار برس میں بھی یہ ممکن نہیں عالم میں ہر مریض کا مشاہدہ کیونکر ممکن ہے۔ اس سے پہلے موت اور امور معاش کے ضروری مشاغل اور سلطنتوں کا چلا جانا اور بہت سے مشاغل ایسے ہوں گے جو اس کا موقع نہ دیں گے۔

مثلاً علم نجوم اور ان کے دورے کی شناخت اور ان کا افلاک کو قطع کرنا اور پلٹنا جو دس ہزار برس سے کم میں پورا نہ ہو گا۔ اور یہ ضروری ہے کہ جن مشاغل کو ہم نے بیان کیا انھیں بغیر روکے اسے طے کیا جائے۔

مثلاً وہ لغت (علم زبان) کہ بغیر اس کے نہ تربیت ہو سکتی ہے اور نہ زندگی اور نہ تصرف و معاملات۔ اور اس پر متفق ہونا بغیر دوسری لغت (زبان) کے ناممکن ہے۔ ثابت ہو گیا کہ ہر لغت کے لیے

Marfat.com

مبدا ار ضروری ہے۔
مثلاً کھیتی کاشتکاری۔ پڑھنا بڑھانا۔ چکی اور اس کے آلات۔ گوندھنا اور پکانا اور دودھنا۔ مویشی کی حفاظت کرنا اور ان سے نسل لینا درخت لگانا اور تیل نکالنا، السی بھنگ کوٹنا۔ روئی کاتنا اور بننا، قطع کرنا سینا پہننا، ان سب کے آلات اور کاشتکاری کے آلات اور چکیاں اور کشتیاں اور ان کا انتظام، سمندروں میں ان کے ذریعے سے سفر۔ کنوؤں کی گراریاں، کنوؤں کا کھودنا، شہد کی مکھیوں کی اور ریشم کے کیڑوں کی پرورش۔ کانیں نکالنا۔ لکڑی اور گارے سے عمارتیں بنانا۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں کہ بغیر تعلیم کے ان کی راہ نہیں مل سکتی۔ لہذا ضروری و واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک یا زائد انسانوں کو شروع میں ہر چیز بغیر معلم کے سکھائے یعنی بذریعۂ وحی۔ نبوت کی یہی صفت ہے۔ لہذا ایک یا چند نبیوں کا ہونا ضروری ہوا۔ نبوت و نبی کا عالم میں وجود صحیح ثابت ہوگیا جس میں کوئی شک نہیں۔
ہم نے جو کچھ بیان کیا اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس نے ان چیزوں کا مشاہدہ نہیں کیا اُسے ان چیزوں کا بنانا قطعاً ناممکن ہے۔ جیسے وہ شخص جو بہرا پیدا ہوا ہو اُسے کلام و گفتگو اور مخارج حروف تک پہنچنا قطعاً ناممکن ہے۔ مثلاً وہ شہر جن میں بعض صنعتیں اور یہ علوم مذکورہ نہیں ہیں جیسے سودان وصقالیہ اور اکثر گروہ اور شہر اور دیہات کے رہنے والے ان میں سے کسی کو بھی ابتدائے عالم سے اب تک اور اختتام عالم تک ایسے علم تک اور کسی صنعت تک پہنچنا کہ جسے وہ نہیں جانتا ناممکن ہے۔ تاوقتیکہ وہ انھیں نہ سیکھیں راہ پانے کی کوئی سبیل نہیں۔ اگر طبیعت میں ہوتا کہ وہ بغیر تعلیم کے ان چیزوں کو سیکھ لے تو عالم میں اس کی وسعت کے مطابق اور زمانے گزرنے پر ضرور وہ لوگ پائے جاتے جو اس کو جانتے ہوتے اگرچہ ایک ہی شخص ہوتا یہ وہ امر ہے کہ اس پر یقین کیا جاسکتا ہے کہ ایسا شخص نہ پایا گیا اور نہ پایا جائے گا۔ اسی طرح کا

Marfat.com

کلام علوم میں بھی ہے اور کوئی فرق نہیں ہے۔

ہماری یہ مراد نہیں کہ یہ سب امور شروع میں کتابوں میں جمع ہوں۔ اس لیے کہ یہ وہ امر ہے جس میں کوئی مشقت نہیں۔ وہ تو ایک کتاب ہے جس کو کاتب نے نہیں سنا۔ اور اس کا یاد رکھنا ہے فقط۔ مثلاً وہ کتابیں جو منطق۔ طب۔ ہندسہ۔ نجوم۔ ہیئت۔ نحو۔ لغت۔ شعر اور عروض میں تالیف کی گئی ہیں۔

ہماری مراد صرف یہ ہے کہ ابتداء میں مشقت لغت اور اس میں کلام کرنا اور ابتداء میں ہیئت کا سمجھنا اور اس کا سیکھنا۔ اور ابتداء میں امراض اور انواع کی تشخیص۔ اور دواؤں کی قوتیں اور ان سے فائدہ اٹھانا۔ اور ابتداء میں صنعتوں کا جاننا اس سے ثابت ہوگیا کہ ان سب میں وحیٔ الٰہی ضروری ہے۔

حدوث عالم پر یہ بھی ایک بدیہی برہان ہے کہ اس کا کوئی با اختیار پیدا کرنے والا ہے۔ کیونکہ عالم کی بقاء بغیر پیداوار اور معاش کے نہیں ہوسکتی۔ پیداوار اور معاش بغیر ان آلات و اعمال و صناعات کے نہیں ہوسکتے ان میں سے کسی شے کا وجود بغیر تعلیم باری تعالیٰ کے نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ عالم موجود نہ تھا کیونکہ اس کے بقاء کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں جو ہم نے بیان کی۔ پھر ایک ایسا معلم و مدبر پایا گیا جس نے اپنی تعلیم مذکورۂ بالا طریقے پر شروع کی۔ و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

جب ہم یہ بیان کر چکے کہ نبوت کے بغیر چارہ نہیں اور یہ بدیہی دلائل سے ثابت ہوچکا تو اب ہمیں ان براہین پر کلام کرنا چاہیے کہ جب نبوت واقع ہو تو ان براہین کے ذریعے سے مدعی نبوت کے صدق کا علم صحیح حاصل ہوسکے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ تو ثابت ہوچکا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوچکا ہے ان سب کا خالق باری تعالیٰ ہے اور وہ ہر ایسی چیز کے اظہار پر بھی

Marfat.com

قادر ہے جو وہم میں آسکتی ہے اور اب تک ظاہر نہیں ہوئی ہے اُن
دلائل سے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جانتے ہیں کہ عالم میں ان
مراتب کا ترتیب دینے والا اور ان کو اُن طبایع پر جاری کرنے والا
جن کو ہم جانتے ہیں اور جو ہمارے پاس موجود ہیں وہی اللہ تعالیٰ ہے
اور درحقیقت اُس کے سوا کوئی فاعل نہیں۔

ہم نے دیکھا کہ ان مراتب و طبایع کے خلاف بھی ظہور
ہوا ہے طبایع بدل گئیں۔ وہ اشیاء جو حد ممتنع میں تھیں واجب ہو گئیں
اور پائی گئیں۔ مثلاً پتھر پھٹ کر اُس سے اونٹنی نکل آئی۔ عصا سانپ
بن گیا۔ مردے کو ایک انسان نے زندہ کر دیا سیکڑوں آدمیوں نے
وضو کر لیا اور سیراب ہو گئے اُس تھوڑے سے پانی سے جو ایک
چھوٹے سے پیالے میں تھا' اتنا چھوٹا کہ اُس میں ہاتھ کھولنے سے
تنگی ہوتی تھی' اور اُس پانی کے لیے کوئی مادہ نہ تھا۔ تو ہمیں معلوم ہوا کہ 66
ان طبایع کا بدلنے والا اور ان معجزات کا فاعل وہی اول ہے جس نے
ہر شے کو پیدا کیا۔

ہم نے اُن قوتوں کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اُن لوگوں
کے ہمراہ کر دیا ہے جو اُس کی طرف دعوت دیتے ہیں اور بیان
کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ اور اس پر
اللہ سے شہادت طلب کرتے ہیں تو وہ ان معجزات کے ذریعے
سے اُن کے لیے شہادت دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم
کی خواہش پر اور اُن انبیاء کی عاجزانہ درخواست پر تاکہ اُن معجزات
کے ذریعے سے اُن کی تصدیق ہو' پیدا کر دیے جاتے ہیں۔

بالکل بدیہی طور پر جس میں شک کی مجال نہیں جان جاتے ہیں کہ
یہ لوگ اللہ عزوجل کی جانب سے مبعوث ہیں۔ یہ جو چیز اللہ کی طرف
سے بیان کرتے ہیں اس میں یہ سچے ہیں کیونکہ عالم میں کسی مخلوق
کی طبیعت کو باری پر اور طبایع مخلوق پر اسی قسم کا تصرف کرنا ناممکن ہے۔

Marfat.com

نبوت واجب ہے کیونکہ مدعی نبوت پر ایک ایسے معجزے کا ظہور ہوا جس میں طبایع کا اس طرح بدلنا ہے کہ جو اس کے بالکل خلاف ہے جس پر عالم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

ہم نے کسی دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ یہ وہ اشیاء ہیں جن کی ایسی اسناد ہیں کہ یہ اپنے مشاہدہ نہ کرنے والے کو بھی اپنے وجود کے یقین تک اسی طرح پہنچا دیتی ہیں جس طرح اپنے دیکھنے والے کو اور کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ ایسی بڑی جماعت کا نقل کرنا ہے کہ ان کے شروع ہی سے عقول اور اول تعارف سے قلوب سمجھ لیتے ہیں کہ اس خبر کے متعلق جھوٹ یا غلط فہمی کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اور یہ اس میں ممتنع ہے۔

جو اس سے تجاہل اختیار کرے اور اس پر کذب و وہم کو جائز رکھے تو وہ ہر معقول سے باہر ہے۔ اور اسے لازم ہے کہ وہ ایسے انسانوں کی بھی تصدیق نہ کرے جو اس کی نظر سے غائب ہیں کہ وہ بھی زندہ ہیں ناطق ہیں اور انھیں کے ہمشکل ہیں جو نظر کے سامنے ہیں۔

یہ بھی لازم ہے کہ اس کے نزدیک جو لوگ نظر سے اوجھل ہیں ممکن ہے کہ وہ متقررہ صورت شکل کے خلاف ہوں۔ کیونکہ جو حس سے اوجھل ہے اس کے نزدیک کوئی بھی نہیں جانتا کہ یہ بھی اسی کیفیت کا ہے جیسا کہ اس کا ہمجنس موجود و حاضر سوائے اس کے کہ وہ اسے بڑی بڑی جماعتوں کے نقل کرنے سے جانتا ہے جیسا کہ وہ نقل کریں کہ بعض لوگ بعض کیفیات میں اس کے خلاف ہیں تو ضرور اس کی تصدیق واجب ہو گی۔ مثلاً بلاد سودان اور جو اس کے مشابہ ہوں۔

اس شخص کو جو جماعت کی خبر کی تصدیق نہ کرے اور اس میں کذب و وہم کو جائز سمجھے لازم ہے کہ وہ اس کی بھی تصدیق نہ کرے کہ اس سے پہلے بھی کوئی شخص دنیا میں تھا۔ یا اب دنیا میں کوئی موجود ہے

Marfat.com

سوائے اس کے کہ وہ خود اپنی حس سے اس کا مشاہدہ کرے جو شخص اس کو جائز رکھے تو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے دل سے کاذب ہے اور اُن لوگوں کی حدود سے باہر ہے جن سے کلام کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ شئے بغیر طریق خبر کے معلوم ہی نہیں ہو سکتی۔

جو شخص اس لیے بھاگے اور اس کا اقرار کرے کہ اس سے پہلے بادشاہ تھے اور علماء تھے اور جنگیں ہوئیں اور قومیں تھیں۔ اور اس کو یقین کرے اور اس میں سے اکثر میں اُسے شک بھی نہ ہو بلکہ اس کے نزدیک اتنی ہی صحت کے مرتبے میں ہو گویا اس نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ اور کوئی فرق نہ ہو۔ تو اس سے پوچھا جائے گا کہ یہ تم کو کیسے معلوم ہوا اور تمہارے نزدیک کیسے ثابت ہوا۔ اُسے سوائے اس کے کوئی گنجائش نہیں کہ یہ کہے کہ اس کے نزدیک خبر سے ثابت ہوا جسے جماعت کثیرہ نے نقل کیا۔ و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

اُس وقت ہم اس سے کہیں گے کہ کیا تمہارے نزدیک اس میں جو بادشاہوں علماء اور جنگوں اور قوموں کے متعلق نقل کیا گیا اور جو علامات و معجزات انبیاء کے متعلق نقل کیا گیا کوئی فرق ہے۔ ناممکن ہے کہ ان میں سے کسی میں کوئی فرق بیان کر سکے۔

اگر وہ کہے کہ اس میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ ان امور کا تو کوئی انکار نہیں کرتا۔ اور معجزات انبیاء کا بہت لوگ انکار کرتے ہیں۔ تو بتوفیق الٰہی اس سے کہا جائے کہ بہت سے لوگ وہ بہت سی باتیں نہیں جانتے جو تمہارے نزدیک ثابت ہیں اور جو ان لوگوں کو پیش آئیں جو ان لوگوں سے قبل تمہارے شہر میں تھے۔ اگر اس کو لوگ بیان کریں تو ان لوگوں کا اس سے انکار بانا واقفی اس کو صحت سے نہیں نکالتی۔ اسی طرح معجزات انبیاء کے منکر کا انکار بھی ان کو وجوب صحت سے نہیں نکالتا۔

اگر وہ کہیں کہ ان اخبار میں جو ہمارے قبل کی ہیں ان میں تم لوگوں کو

Marfat.com

اتنا جھوٹ پر نہیں پاتے جتنا کہ ہم علامات نبوت میں لوگوں کو جھوٹ پر پاتے ہیں۔ تو بتوفیق الٰہی اُس سے کہا جائے کہ یہ غلط ہے۔ دونوں باتیں برابر ہیں اور کوئی فرق نہیں۔ بعض ایسے بادشاہ ہوئے جنھیں اپنے اسلاف کے ظلم و جور و قبائح کا بیان ناگوار تھا وہ اس باب میں تلوار وغیرہ سے (اپنے اسلاف کی) حمایت کرتے تھے۔ مگر وہ اس کے باوجود حق کے چھپانے میں کامیاب نہ ہو سکے یہ تمام واقعات اسی طرح منقول و معروف ہیں جس طرح اُن لوگوں کی مدح کہ جن کے فضائل سے بادشاہ وقت ناراض ہوتے تھے۔

مثلاً علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کہ آل مروان اُن کے چھپانے پر کبھی قادر نہ ہوئے۔ مامون و معتصم و واثق نے اپنی شاہانہ طاقت سے روئے زمین سے اس عقیدے کو قطع کرنا چاہا کہ قرآن غیر مخلوق ہے مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔ ہر نبی کے دشمن ہوتے ہیں۔ بادشاہوں میں سے بھی اور قوموں اور امتوں میں سے بھی جو اُن کی تکذیب کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ کبھی ان کے معجزات چھپانے پر قادر نہ ہوئے۔ نہ اس کے ثابت رکھنے پر جو انھوں نے اس پر اضافہ کیا جو بیدین اس سے ناراض تھا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ دونوں امر (یعنی خبر جنگ و اقوام و خبر معجزات) برابر ہیں اور حق تو حق ہی ہے۔ 67

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ جو معجزات اُن سے ظاہر ہوئے شاید وہ ان معجزات کے ساتھ کوئی طبیعت و خاصیت ہو جس کی وجہ سے وہ ان معجزات کے اظہار پر قادر ہو گئے۔ تو اس سے کہا جائے وباللہ التوفیق کہ خواص بھی معلوم ہیں اور حیلے کے وجوہ بھی ثابت ہیں اور وہ عمل (جو نبی سے صادر ہوتا ہے) ان حیلوں میں سے نہیں ہے۔ مثلاً ایسے جسم کا پیدا کرنا جو نہ تھا۔ یا جیسے پانی کا پیدا کرنا جو نہ تھا۔ اور نہ ایک نوع یا جنس کا دوسری نوع یا جنس سے دفعۃً اور حقیقۃً بدل جانا ان حیلوں میں سے ہے۔ یہ سب وہ امور ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے

Marfat.com

ہاتھوں سے ظاہر ہوئے ہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور ان میں انسان کے علم (و عمل) کا کوئی دخل نہیں ہے۔

معجزہ وسحر وشعبدہ میں فرق

انشاء اللہ تعالیٰ ہم معجزات انبیاء علیہم السلام اور اُن امور میں جن پر بذریعۂ سحر قابو پایا جاتا ہے اور شعبدہ بازوں کے عجائب میں واضح فرق بیان کریں گے۔ ہم کہتے ہیں و باللہ التوفیق۔ عالم کل کا کل جوہر و عرض ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے ان دو کے سوا کوئی تیسری شے عالم میں نہیں ہے۔ لیکن جوہر کی ایجاد انسان سے تعلق نہیں رکھتی جو عدم سے وجود میں لاتا ہے اور یہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جو عالم کا شروع کرنے والا اور اس کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کے لیے قطعاً ممتنع وغیر ممکن ہے۔ لہذا جس پر کسی جسم کے اختراع و ایجاد کا ظہور ہو مثلاً آب رواں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے لشکر کے سامنے بہنے لگا تو یہی معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کی صحت پر شاہد ہے اور اس کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اُن اعراض کا بدل دینا کہ جو ہر بات وذاتیات ہیں جو ایسی فصول ہیں کہ اجناس سے اخذ کی جاتی ہیں۔ جیسے عصا کا بدل کر سانپ ہو جانا۔ کھجور کے تنے کا گنگنانا۔ اُن مردوں کا زندہ کرنا جو سڑ گئے اور اور ان کی ہڈیاں رہ گئیں۔ چند ساعت آگ میں اس طرح رہنا کہ وہ انھیں ایذا نہ دے سکے۔ اور اسی قسم کے واقعات۔ اسی طرح وہ اعراض جو اپنے حامل و موصوف کے فساد (و ہلاک) کے بغیر زائل نہیں ہوتیں۔ مثلاً رزق اور اسی کے مثل۔ تو ان پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور کسی وجہ سے بھی

Marfat.com

قادر نہیں ہو سکتا۔

لیکن وہ اعراض جو اپنے حامل (موصوف) کے فساد کے بغیر زائد ہو جاتی ہیں تو وہ کبھی سحر کی وجہ سے بھی ہوتی ہیں۔ اس میں طلسمات بھی ہیں۔ مثلاً بعض حیوانات کا کسی مکان سے بھگا دینا کہ پھر وہ اس کے قریب کبھی نہیں آتا۔ جس طرح بعض صنعتوں سے اولوں (یا سردی) کا دور رکھنا۔ اور اسی کے مشابہ۔ کبھی بات بڑھ جاتی ہے اور اس نوع کے بعض امور سے علم پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ اسے اکثر آدمی سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً جھاڑ پھونک۔ اور رنگنا اور اسی کے مثل۔

مگر تخییل (یعنی نظر بندی جو ہمارے یہاں کے شعبدہ باز کیا کرتے ہیں) تو یہ ایک قسم کا فریب ہے۔ مثلاً چھری کہ اس کے دستے میں سوراخ ہوتا ہے اور چھری اس کے اندر چلی جاتی ہے۔ اور دیکھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ یہ مضروب کے بدن میں گھس گئی۔ جو حیلوں میں ہے۔ اس کے سوا شعبدہ بازوں کے حسین بن منصور الحلاج کے اور بھی حیلے ہیں۔ یہ وہ امر ہے کہ سیکھنے سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے اور جو چاہے اس کے لیے سیکھنا ممکن ہے۔

انبیاء علیہم السلام جو کچھ لاتے ہیں وہ ذاتیات کا بدلنا ہے۔ منجملہ اس کے جو اس کے طبائع میں تصرف کرنا ہے۔ مثلاً جو تمھیں ایسی چیز دکھائے جسے دوسرا نہ دیکھ سکے۔ یا اپنا ہاتھ مریض پر پھیرے اور وہ اچھا ہو جائے۔ یا اسے ایسی چیز پلادے جو اس کے مرض کے لیے مضر ہو اور وہ اچھا ہو جائے یا غیب کی جزئی باتوں کی بغیر بتائے اور سوچے خبر دے۔ تو یہ سب امور ذاتیات کا بدلنا ہے جو کسی کے لیے ثابت نہیں۔ کیونکہ اس کا ثبات سوائے نبی کے کسی کے لیے نہیں ہوتا۔

جب کہ ہم نے نبوت کے آنے سے پہلے اس کے امکان پر اور آنے کے بعد اس کے وجوب پر کلام کیا ہے تو اب ہمیں اللہ کی قدرت و قوت سے اس (امکان و وجوب) کے بعد اس کے امتناع پر

Marfat.com

بھی کلام کرنا چاہیے۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

جب یہ ثابت ہو چکا کہ جو معجزات انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے لیے شہادت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اُن کے اقوال کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ وہ لائیں اس کا ماننا ہم پر واجب ہو جاتا ہے اور اُن کی ہر بات کا ۶۸
یقین کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اور اُن جماعات کثیرہ کے نقل سے جنھوں نے آپ کی نبوت ومعجزات وکتاب نقل کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ جو صحیح حدیثیں عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق آئی ہیں کہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے انھیں قتل کرنے اور سولی دینے کا دعویٰ کیا تھا لہٰذا ان سب کا اقرار واجب ہے۔

یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے جو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے اس کا قول بھی باطل ہو جاتا ہے جو ہمیشہ رسولوں کے آنے اور اس کے وجوب کا قائل ہے۔ یہ قول اُن دلائل سے بھی باطل ہو جاتا ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جن سے ہم نے اس کے قول کو باطل کیا ہے جو امتناع نبوت کا قائل ہے۔

اُن لوگوں کی سب سے عمدہ حجت یہ ہے کہ اللہ حکیم ہے اور حکیم کی حکمت میں یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر انذار (بغیر ڈرائے) خالی چھوڑ دے۔

ہم نے اللہ کی قدرت وقوت سے اس کے قبل ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی علت موجبہ کہ وہ کوئی شے کرے یا نہ کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو مہمل چھوڑ دیتا تب بھی حق و بہتر ہوتا۔ اگر وہ انھیں اسی طرح پیدا کرتا جس طرح اس نے بقیہ حیوانات کو پیدا کیا کہ انھیں کوئی شریعت لازم نہیں کی۔ اور نہ ان پر کوئی شے

Marfat.com

(احکام و کتاب) گزری۔ اگر اللہ تعالیٰ رسالت و انذار کو ہمیشہ جاری رکھتا تب بھی حق و حسن ہوتا۔ جیسا کہ اس نے ان ملائکہ کے ساتھ جو وحی لانے والے اور اس کے قاصد ہیں ہمیشہ کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو کافر بناتا جب بھی یہ حق و حسن ہوتا۔ یا انھیں سب کو مومن پیدا کرتا جب بھی حق و حسن ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں (کافر و مومن) کو پیدا اور حق و حسن ہوا۔

کوئی شے قبیح محض اسی کے لیے ہوتی ہے جو مامور و ممنوع ہو اور منع کے احکام اس کے وجود سے پہلے گزر چکے ہوں اور وہ حدود جو اشیاء کو ترتیب دینے والی ہیں وہ اس کے ہونے سے پہلے ہو چکی ہوں لیکن جو خود ان سب امور سے پہلے ہو تو اسے حق ہے کہ وہ جو چاہے کرے اور جو چاہے ترک کرے۔ اس کے حکم کو کوئی ترک نہیں کر سکتا۔

ہر وہ شخص جس کو عالم کی بنیاد۔ افلاک و عناصر کا علم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ زمین اور اس کا عمق (گہرائی) بہ نسبت بقیہ عناصر و بقیہ اجرام علویہ کے فساد کے زیادہ قریب ہے اور وہ کل کی کل غیر ذی روح ہے۔ حیات محض ان ارواح و نفوس میں ہے جو حیوان کے جسم خاکی کے ساتھ رہنے کے لیے زبردستی اتاری گئی ہیں۔ لہذا یہ بدیہی طور پر مشاہدے سے ثابت ہو گیا کہ محل حیات۔ عنصر و معدن حیات و موضع حیات اسی مقام پر ہے جہاں سے وہ زندہ ارواح و نفوس آئی ہیں جو ناقص ہیں کیونکہ ان کی طبیعت میں اجساد کی معیت کا خاصہ ہے اور اس کی وجہ سے اس کمال سے محروم رہنا ہے جو حیات دائمی کے لیے مخصوص ہے۔ اور (اس سے محل حیات میں) نہ عیب آیا اور نہ ایسے اجساد کی معیت سے جو آلودہ اور آفات اور میل کچیل اور عیوب سے بھرے ہوئے ہیں اس (محل حیات) کی فضیلت میں کوئی کمی آئی۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ علو (بلند) جو صاف ستھرا ہے وہ ایسے زندہ اشخاص کا محل ہے جو صاحب فضیلت ہیں اور ہر رذیل خصلت اور ہر عیب

Marfat.com

اور ہر مزاج فاسد سے پاک ہیں اور مخلوق میں ہر فضیلت کے قریب ہیں۔ ملائکہ علیہم السلام کی یہی صفت ہے۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اُس مکان کی وسعت کے مطابق ہی اُس کے رہنے والوں اور آباد ہونے والوں کی کثرت ہو گی۔ اور انھیں اس تنگ محل اور آلودہ نقطہ والوں سے کوئی نسبت نہیں۔ جیسا کہ اُس مکان کو تعداد میں بھی اس مکان سے کوئی نسبت نہیں۔ اس کے متعلق صحیح روایت آئی ہے اسی طرح احادیث صحیحہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت ملائکہ کی خبر دی ہے۔ اسی سے واجب ہو گیا کہ اول (تعالیٰ) اور ان حضرات کے درمیان جن کو اُس نے نبوت و رسالت اور تعلیم علوم کے لیے مخصوص کر لیا اور ارواح کو ہلاکت سے بچانے کے درمیان ایسی ہی لوگ قاصد اور واسطہ ہوں۔

کیا بہائم میں بھی رسول ہیں؟

احمد بن حابط کا یہ مذہب ہے۔ وہ اہل بصرہ میں سے تھا ابراہیم نظام کا شاگرد تھا اور اعتزال ظاہر کرتا تھا ہم اُسے محض کافر سمجھتے ہیں مومن نہیں سمجھتے۔ ہم نے اس کا اسلام سے اخراج محض اس لیے بہتر سمجھا کہ اس کے اصحاب نے اُس سے وجوہ کفر نقل کیے ہیں جن میں سے ایک تناسخ (آواگون) ہے اور نکاح کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن ہے۔

۶۹ اُس کا قول یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انواع حیوان کی ہر نوع میں نبی بنائے ہیں۔ یہاں تک کہ کھٹمل مچھر اور جوں میں بھی۔ دلیل اس کی یہ آیت ہے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم

Marfat.com

ما فرطنا فی الکتاب من شیئٍ" (نہ کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہے ایسا نہیں ہے جو تمہاری ہی طرح امتیں نہ ہوں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی شئے کی کمی نہیں کی۔) پھر یہ آیت بیان کرتے ہیں "وان من امة الا خلا فیھا نذیر" (یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو)۔

اس آیت میں اُن کے لیے کوئی حجت نہیں اس لیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے "لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل" (تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے حجت کا موقع نہ ملے)۔ اور اللہ کو حجت کا مخاطب وہی بنا سکتا ہے جسے حجت کی عقل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یا اولی الالباب" (یعنی اے عقلمندو)

ہم بہ ضرورت حس جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نطق کے لیے محض انسان کو مخصوص کیا ہے جو علوم میں تصرف کرنا۔ اشیاء کی ماہیت کا سمجھنا۔ اور مختلف صنعتوں میں تصرف کرنا ہے۔ ہم نے خبر صادق کی وجہ سے صرف جن کو (نطق میں) انسانوں میں ملا لیا ہے۔ خبر صادق و براہین ضروریہ سے ملائکہ کو بھی (نطق میں) انسانوں میں شامل کر لیا ہے۔ اشخاص مذکورہ بالا صرف حیات میں بقیہ حیوانات کے شریک ہیں۔ اور وہ (حیات) حس و حرکت ارادیہ ہے۔ لہذا ہمیں عقل ہی سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ شریعت کا مخاطب صرف اسی کو بنائے گا جو اس کو سمجھتا ہو۔ اور اس کی مراد کو سمجھتا ہو۔

ہمیں اس آیت سے بھی معلوم ہوا "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا" (اللہ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا)۔ ہم نے انسان کے سوا تمام حیوانات کو اُن کے تصرف طرز زندگی اور توالد و تناسل میں ایک ہی طریقے پر پایا۔ کوئی چیز ایسی نہیں کہ ان میں سے ایک اس سے بچتا ہو اور دوسرا کرتا ہو۔ یہ چیز اُن حیوانات گھوڑے خچر گدھے اور پرندے وغیرہ میں معلوم ہوتی ہے جو انسانوں کے گھروں میں رہتے ہیں۔

Marfat.com

انسان اپنے احوال میں اس طرح نہیں ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ بہائم شریعت کے مخاطب نہیں ہیں۔ ابن حابط کا قول باطل ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ کلام الٰہی "امم امثالکم" کے معنیٰ "انواع امثالکم" ہیں۔ یعنی تمہاری ہی طرح وہ بھی مختلف نوعیں ہیں۔ کیونکہ ہر نوع امت کہلاتی ہے۔

"وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر" کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت سے مراد انسان لیا ہے۔ اور وہ قبائل ہیں اور جنوں کے گروہ ہیں کیونکہ ان پر بھی عبادت کا وجوب ثابت ہے۔

اگر کوئی معترض کہے کہ تمہیں کیا معلوم ممکن ہے کہ دوسرے حیوانات میں بھی نطق و تمیز ہو۔ تو بتوفیق الٰہی اس سے کہا جائے کہ ہم نے عقل کے فیصلے اور بداہت سے اشیاء کی ماہیت کو پہچان لیا ہے۔ اور اسی (عقل) سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو اور صحت نبوت کو پہچانا ہے۔ عقل وہ ہے کہ کوئی شئے بغیر اس کے مانے ہوئے صحیح نہیں ہو سکتی۔ جو چیز عقل سے معلوم ہو وہ واجب ہے ہمارے درمیان میں ہم جانتے ہیں موجود ہے عالم میں ہے۔ جو چیز عقل سے محال ثابت ہو وہ عالم میں محال ہے۔ جو چیز عقل سے ممکن ثابت ہو۔ تو اس کا موجود ہونا بھی جائز ہے اور نہ موجود ہونا بھی جائز ہے۔ ہم نے عقل و حس سے جانا کہ جو دو چیزیں ایک جنس کے تحت میں واقع ہیں۔ وہ جنس ان دونوں کو برابر سے اپنا نام دیتی ہے۔ جب جنس حی ہمیں اور بقیہ حیوانات کو (اپنے تحت میں) جمع کرتی ہے تو ہم ان سب کے ساتھ اس طور پر مساوی ہیں کہ مقتضائے اسم حیات یعنی حس و حرکت ارادیہ میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔ یہی دونوں چیزیں (یعنی حس و حرکت ارادیہ) ہی حیات ہے اور اس کے سوا حیات کوئی اور چیز نہیں۔ یہ ہم نے مشاہدے سے معلوم کیا۔

ہم نے حیوانوں کو دیکھا کہ مارنے اور لکڑی چھونے سے اُسے

Marfat.com

تکلیف ہوتی ہے۔ اور ان دونوں چیزوں سے اس کی آواز و پریشانی ظاہر ہوتی ہے جو اس کی تکلیف کو ثابت کرتی ہے۔ جیسا کہ (تکلیف پہنچنے سے) ہم خود کرتے ہیں۔ اور کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح جب ہم اور دوسرے حیوانات تمام درختوں اور نباتات کے نمو میں شریک ہیں تو اسم نمو کا جو تقاضا ہے اس میں سب حیوان مساوی ہیں۔ اور وہ غذا کا طلب کرنا اور اس غذا کا کھانے والے کی نوع میں بدلجانا ہے۔ وہ طلب بقائے نوع میں تمام درخت اور نباتات کے مساوی ہے۔ اس میں بھی کمی بیشی نہیں ہے جب ہم لوگ اور تمام حیوانات اشجار و نباتات اور جمادات اس امر میں شریک ہیں کہ سب اجسام طویلہ عریضہ و عمیقہ ہیں تو یہ تمام اجرام (اجسام) اس چیز میں بالکل مساوی ہیں۔ اسم جسمیۃ جس چیز کو چاہتا ہے اور اس میں بھی کمی بیشی نہیں۔ اس صفت میں مذکورہ بالا اجسام کی مشارکت نہیں ہے جو کسی ایک کے ساتھ خاص ہے۔ اس کو ہر صاحب حس سلیم جو ان سب اشیاء سے واقف ہے بدیہی طور پر جانتا ہے۔ ۷۰

جب نطق کہ علوم و صناعات میں تصرف کا نام ہے اس میں تمام حیوانات کے مقابلے میں ہم لوگ مخصوص کیے گئے تو یہ ضروری ہے کہ اس میں کوئی حیوان ہمارا شریک نہ ہو۔ اس لیے کہ اگر اس کا کچھ حصہ اس میں بھی ہوگا تو پھر ہم بقیہ حیوانوں میں نطق کے مستحق نہ رہے۔ جیسا کہ ہم حیات و نمو و حرکت جسمیۃ میں حیوانات سے زیادہ مستحق نہیں ہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ ان کے لیے قطعاً نطق نہیں ہے۔

اگر کوئی معترض کہے کہ شاید ان کا نطق ہمارے نطق کے خلاف ہو۔ تو بتوفیق الٰہی اس سے کہا جائے کہ عقل میں کسی ایسی حیات کی شکل نہیں آتی جو اس صفت حیات کے خلاف ہو جو ہمارے نزدیک ہے۔ نہ نمو کی جو اس صفت نمو کے خلاف ہو جو ہمارے نزدیک ہے۔

Marfat.com

نہ سرخی کی جو اس سرخی کے خلاف ہو جو ہمارے نزدیک ہے۔ نہ کسی جسم کی جو ان اجسام کے خلاف ہو جو ہمارے نزدیک ہیں۔ اور اسی طرح ہر شئے میں اگر کوئی شئے اس کے خلاف ہو جو ہمارے نزدیک (حقیقت) ہے تو اس پر ہرگز اس نام کا اطلاق نہ ہوگا۔ اور وہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی شخص پانی کا نام آگ رکھ لے۔ یا شہد کا نام پتھر رکھ لے اور یہ محض حماقت و بدحواسی ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ جو نطق ہمارے نطق کے خلاف ہو وہ نطق ہی نہیں۔

نطق ہمارے نزدیک یہی ہے کہ علوم وصناعات میں تصرف کرنا اور اشیاء کی ماہیت کو پہچاننا۔ اگر نطق اس کے خلاف ہو تو نہ تو وہ ماہیت اشیاء کی معرفت اس کے معنی ہوں گے اور نہ علوم وصناعات میں تصرف۔ تو وہ نطق ہی نہ ہوگا۔ لہذا یہ پُر فریب بھی باطل ہو گیا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

اگر کوئی معترض شہد کی مکھی کے کام سے اور مکڑی کے جالا تاننے سے اعتراض کرے، تو بتوفیق الٰہی اس سے کہا جائے کہ یہ تو بدیہی طور پر اس کا یہ فعل طبیعی و فطری ہے۔ کیونکہ مکڑی جو بناوٹ جالے کی بناوٹ کے سوا ہے اس میں کوئی تصرف نہیں کر سکتی اور سوائے جالے کے مکھی کے اور بناوٹ میں وہ نہیں پائی جاتی۔ لیکن انسان دیبا اور ریشمی کپڑوں میں تصرف کرتا ہے اور رنگائی میں اور دباغت میں اور درخت کی چھال نکالنے اور نقش کرنے میں بقیہ صناعات کھیتی۔ غلہ کاٹنے اور پیسنے اور پکانے اور عمارت بنانے اور تجارات میں۔ مختلف اقسام کے علوم میں۔ نجوم۔ شعر خوانی۔ طب اور درایہ کے کام میں اور جبر و مقابلہ اور تعبیر خواب میں اور عبادت میں اور اس کے سوا بہت سی چیزوں میں تصرف کرتا ہے جس میں حیوان کو ذرا بھی دسترس نہیں سوائے اس کے کہ جو اس کی فطرت کے تقاضا سے ہو۔ نہ وہ حیوان اپنی طبیعی کیفیت وصفت کو چھوڑ سکتا ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ کلام الہٰی میں ہے "علمنا منطق الطیر" (ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی) اور اللہ تعالیٰ نے چیونٹی کا جو قول بیان کیا ہے "یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم" (اے چیونٹیو اپنے ٹھکانوں میں چلی جاؤ) اور ہدہد کا قصہ۔ تو اس سے بتوفیق الہٰی کہا جائے گا کہ ہم نے اس کی نفی نہیں کی کہ حیوان کی ان چیزوں کی مدد مانگنے میں آوازیں نہیں ہوتیں جن کو حیات چاہتی ہے۔ جیسے طلب غذا۔ اور تکلیف کے وقت اور مارنے کے وقت اور طلب جماع کے وقت اور اپنے بچوں کے بلانے کے وقت۔ اور جو اس کے مشابہ ہیں۔ اور یہی وہ چیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سلیمان علیہ السلام کو سکھائی تھی۔ یہی وہ چیز ہے جو اکثر حیوانوں میں پائی جاتی ہے یہ نہ تو دقائق علوم کی تمیز ہے اور نہ علوم میں کلام ہے اور نہ یہ کسی قسم کی صنعت کا کوئی عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مراد کلام الہٰی میں "منطق الطیر" سے وہی بولیاں اور آوازیں ہیں جو ہم نے بیان کیں۔ نہ کہ علوم کی تمیز اور نہ صناعات میں تصرف جس کا اگر کوئی دعویٰ بھی کرے تو مشاہدہ اس کی تکذیب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو حق ہی کہتا ہے۔ ہدہد اور چیونٹی کا
۷۱ قصہ تو یہ دونوں معجزات تھے جو اسی ہدہد اور اسی چیونٹی کے لیے مخصوص تھے۔ یہ دونوں سلیمان علیہ السلام کی علامات نبوت تھیں۔ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (بھنے ہوئے زہر آلود بکری کے) دست کا کلام اور کھجور کے تنے کی آواز اور کھانے کی تسبیح کہ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات تھیں۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی زندگی آپ کی رسالت کی علامت تھی۔ اس لیے کہ یہ نطق تو ان اشیاء کی انواع میں شامل ہے۔

اسی بیہودگی کمزوری اور جہل کی اس شخص نے بھی پیروی کی ہے جو اپنے دل میں اپنے کو عالم سمجھتا ہے اور وہ خویز منداد مالکی کے نام سے مشہور ہے یہاں تک کہ اس نے جماد کے لیے بھی تمیز تجویز کر دی۔

Marfat.com

شاید کوئی معترض اس کلام الٰہی سے اعتراض کرے کہ "وان من شیئ الا یسبح بحمدہ" (یعنی کوئی شئے ایسی نہیں جو اس کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو) اور اس سے "الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموٰت ومن فی الارض" (کیا تو دیکھتا نہیں کہ جو زمین میں ہے اور جو آسمانوں میں ہے اللہ کو سجدہ کرتا ہے)۔ اور اس سے کہ "انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان" (یعنی ہم نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈرے اور انسان نے اسے اٹھالیا)۔ اور اس سے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین سے ایجاد کے وقت فرمایا تھا "ائتیا طوعا وکرھا قالتا اتینا طائعین" (آؤ خوشی سے یا ناگواری سے۔ تو ان دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کہ "قیامت کا دن وہ ہوگا جس دن سینگ والی بکری سے بے سینگ کی بکری کا بدلہ لیا جائے گا" تو یہ سب حق ہے اور ان لوگوں کے لیے اس میں کوئی حجت ودلیل نہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

قرآن کو اس کے ظاہر پر محمول کرنا واجب ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو۔ جو اس کی مخالفت کرے گا وہ اللہ عزوجل کا گنہگار اور اس کے کلمات کا بدلنے والا ہوگا۔ تاوقتیکہ ان میں سے کسی ایک میں کوئی نص نہ وارد ہو یا اجماع یقینی نہ ہو یا حس وبداہت اس (آیت یا حدیث) کے ظاہری معنی کے خلاف نہ ہو۔ تو اس وقت توقف کیا جائے گا۔ اور اس وقت جو شخص اسے اس کے ظاہر پر محمول کرے گا وہ اللہ عزوجل کی طرف کذب کی نسبت کرنے والا ہوگا یا خود اس پر اور اس کے نبی پر افترا کرنے والا ہوگا دونوں صورتوں سے خدا کی پناہ۔

Marfat.com

جب کہ ہم پہلے ہی براہین ضروریہ سے واضح کر چکے ہیں کہ سوائے انسان جن اور ملائکہ کے حیوان کے نطق نہیں ہے یعنی اسے علوم وصناعات میں تصرف ناممکن ہے اور یہ بات حس کے مشاہدے میں ہے اور بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے سوائے بیحیا اور اپنے حواس کے مخالف کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ جو تمیز ہمارے نزدیک جو تمیز ہے اس کے خلاف ہو وہ تمیز ہی نہیں۔ اور نیز یہ بدیہی طور پر نظر اور مشاہدے سے بھی معلوم ہوتا ہے تو واجب ہے کہ یہ نطق وقول تسبیح وسجود اس کے خلاف ہو جس کا نام لغت و شریعت میں نطق وقول و تسبیح وسجود ہے۔ واجب ہو گیا کہ یہ اسمائے مشترکہ ہیں جن کے الفاظ متفق ہیں مگر ان کے معانی مختلف ہیں کسی کو جائز نہیں کہ اس کے سوا پر محمول کرے۔ اس لیے کہ وہ اگر ایسا کرے گا تو وہ اس کا مخبر ہو گا کہ (معاذ اللہ) اللہ نے وہ بات کہی ہے جس کو مشاہدہ اور وہ عقل باطل ٹھیراتی ہے جس کے ذریعے سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے۔ اگر وہ (عقل) نہ ہوتی تو ہم اسے نہ پہچانتے۔ جو اسے جائز رکھے گا وہ کافر ومشرک ہو گا۔ جو عقل کو باطل کرے گا تو وہ توحید کو باطل کرے گا کیونکہ اس نے شاہد توحید کو جھٹلا دیا (یعنی عقل کو) اگر عقل نہ ہوتی تو اللہ عزوجل کو کوئی نہ پہچانتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مجنونوں اور بچوں کو عقل نہ ہونے ہی سے شریعت لازم نہیں۔ جو اس کو جائز رکھے وہ نہ تو نصاریٰ کی خلاف عقل باتوں کا انکار کر سکتا ہے نہ دہریوں کا اور نہ سوفسطائیوں کی نامعقول باتوں کا۔

ہم کہتے ہیں کہ لفظ مشترک ہے۔ اور معنی وہ ہیں جن پر دلیل قائم ہو۔ جیسا کہ ہم نے (اللہ تعالیٰ کے) نزول۔ وجہ۔ ید۔ اور عین (کے معنی) بیں کیا ہم نے ان سب الفاظ کو اس پر محمول کیا کہ حق ہے مگر اس کے خلاف ہے جب پر ینزل" (اترتا ہے) کا لفظ ہمارے نزدیک واقع ہوتا ہے ید (ہاتھ) عین (آنکھ) کا لفظ بھی اس کے خلاف ہے

Marfat.com

جس پر ہمارے یہاں واقع ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہ ہمارے نزدیک اعضائے جسمانی ونقل وحرکت پر واقع ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے منفی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ لہٰذا اب ہمیں مذکورہ بالا آیات کے معانی بیان کرنا چاہییے جن پر گہری نظر نہ ڈالنے والے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

تسبیح کی حقیقت

تسبیح کے معنی ہمارے نزدیک سبحان اللہ وبحمدہٖ کہنا ہیں اور ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ پتھر لکڑی اور کیڑے مکوڑے اور رنگ "سبحان اللہ" سین۔ با۔ حاو۔ الف۔ نون۔ لام۔ اور ہا، سے نہیں کہتے۔ اور جس کو عقل سے ذرا سا بھی تعلق ہوگا وہ اس میں شک نہ کرے گا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جس تسبیح کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے وہ بھی حق ہے۔ بلاشک ازروئے معنی وہ اس تسبیح کے مغایر ہے جو ہماری ہے۔ کیونکہ اس میں بھی شک نہیں کہ اصل لغت میں تسبیح کے معنی "برائی سے اللہ کی پاکی بیان کرنا" ہیں۔ اور یہ صحیح بھی ہے۔ کیونکہ عالم میں ہر شئے بلاشک اللہ تعالیٰ کی برائی سے یعنی صفت حدوث سے پاکی بیان کرنے والی ہے۔ عالم کی ہر شئے اپنے دلائل صنعت و اقتضائے صانع سے اور ایسے صانع سے جو کسی وجہ سے بھی مخلوق کے مشابہ نہ ہو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر برائی اور نقص سے پاک ومنزہ ہے۔ یہ وہ معنی ہیں جن کو بہت لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ جیسا کہ خود کلام الٰہی میں ہے "ولکن لا تفقھون تسبیحھم" (لیکن تم لوگ ان کی تسبیح نہیں سمجھتے)۔ ہر شئے کی تسبیح بحمداللہ تعالیٰ بلاشک یہی ہے۔ اور یہی معنی حق ہیں جن کا کوئی موحد انکار نہیں کر سکتا۔ اگر ہمارے اس قول کی صحت پر اتفاق کر لیا جائے اور ضرورت و بداہت اس کو واجب کرے کہ یہ تسبیح وہ تسبیح نہیں جو ہم لوگوں کے نزدیک معروف ومعہود ہے۔ تو ہمارا قول ثابت ہو گیا اور اس کے قول کی نفی ہو گئی جو اپنے غلط گمان کی بنا پر ہماری مخالفت کرتا ہے۔

Marfat.com

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم" (اور کوئی شئے ایسی نہیں جو اس کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے)۔ کافر دہری بھی شئے ہے اور اس کے شئے ہونے میں بھی شک نہیں۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قطعاً تسبیح نہیں کرتا۔ لہذا یہ بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ کافر بھی تسبیح کرتا ہے کیونکہ وہ بھی ان اشیاء میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔ لیکن کافر کی تسبیح بلاشک اس کا "سبحان اللہ وبحمدہ" کہنا نہیں ہے۔ اس کی تسبیح یہ ہے کہ اس کی خلقت وترکیب اس پر دلالت کر رہی ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ہر نقص وعیب سے بری ہے اور وہ اپنی مخلوق سے ذرا بھی مشابہ نہیں ہے۔ اور یہ یقینی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ لہذا یہ ثابت ہوگیا کہ لفظ تسبیح بھی اسمائے مشترکہ میں سے ہے۔ اور وہ دو اور دو سے زیادہ قسموں پر واقع ہوتا ہے۔

سجدہ

لیکن وہ سجود جس کا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ذکر کیا ہے "وللّٰہ یسجد من فی السمٰوات والارض طوعاً وکرھا" (زمین وآسمان میں جو لوگ ہیں وہ سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں خواہ خوشی سے یا مجبوری سے)۔ ہمیں معلوم ہے کہ سجود معروف ومعہود ہمارے نزدیک شریعت ولغت میں بہ نیت تقرب وعبادت پیشانی ناک ہاتھ پاؤں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا ہے۔ اور اس میں کسی مسلمان کو شک نہیں۔ یہ بھی ہم جانتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ گدھے کیڑے مکوڑے لکڑی اور گھاس اور کفار ایسا نہیں کرتے۔ خاصکر وہ اشیاء کہ جن کے یہ اعضاء ہی نہیں۔ ہمارے قول کی صحت پر خود اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے۔ اور اس نے خبر دی ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسے وہ سجدہ نہیں کرتے جسے ہم لوگ سجدہ سمجھتے ہیں ارشاد ہے "واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون فان

Marfat.com

استکبروا فالذین عند ربك یسبحون له باللیل والنهار وهم لا یسأمون"۔ (اسی اللہ کو سجدہ کرو جس نے اُن (زمین و آسمان) کو پیدا کیا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو، اگر یہ لوگ عار کریں (تو اُسے پروا نہیں کیونکہ) جو لوگ پروردگار کے پاس ہیں وہ رات دن اُس کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں اور بیزار نہیں ہوتے)۔

اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ بعض لوگ اُسے سجدہ کرنے میں عار کرتے ہیں اور سجدہ نہیں کرتے۔ فرمایا کہ "وللّٰه یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرها" (جو لوگ زمین و آسمان میں ہیں وہ بخوشی و ناگواری اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں) بیان فرمایا کہ سجود ناخوشی سے اور ہے اور سجود خوشی سے وہی ہے جسے ہم سجدہ سمجھتے ہیں۔

وہ سجدہ اور ہے، یہ سجدہ اور ہے

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی خبر دیدی نیز مشاہدے سے بھی یہی ثابت ہے تو ہمیں بدیہی طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ سجود جس کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ لوگ جو زمین و آسمان میں ہیں وہ اُسے سجدہ کرتے ہیں، وہ اس سجود کے علاوہ ہے جو مومنین طوعاً اور بخوشی کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ اُس سے عار کرتے ہیں اور اکثر مخلوق اس سے باز رہتی ہے۔ اس میں بھی کسی مسلمان کو شک نہیں۔

سجدہ کیا ہے

جب یہی بات ہے اور بے شبہ یہی بات ہے تو ہم پر واجب ہو گیا کہ اس سجود کے معنی تلاش کریں کہ کیا ہیں۔ تلاش کیا تو ہمیں کتاب اللہ کی دو آیتوں میں بالکل واضح اور بلا اشکال ملے اور وہ آیتیں یہ ہیں "وظلالهم بالغدو والاصال"۔

"اولم یروا الی ما خلق اللّٰه من شیء یتفیؤ ظلاله عن الیمین والشمائل سجدا للّٰه وهم داخرون" (کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی ہے اللہ کو سجدہ کرنے کے لیے اُس کا سایہ داہنے بائیں سے بدلتا رہتا ہے اور وہ سب انکساری کرنے والے ہیں)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں ایسے واضح طور پر بیان کیا جس میں کوئی اشکال نہیں کہ آیت مذکورہ میں سجود کے معنی یہ ہیں کہ صبح وشام سایہ دار کا سایہ بدلنا۔ نہ وہ سجود جسے ہم لوگ سجود سمجھتے ہیں۔

۴۲ اس سے ثابت ہو گیا کہ لفظ سجود ان اسمائے مشترکہ میں سے ہے جو دو اور زیادہ قسموں پر واقع ہوتا ہے۔

قول کے معنے

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "قالتا اتینا طائعین" (یعنی زمین و آسمان نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں)۔ بداہت و مشاہدے سے معلوم ہے کہ قول کے معنی اس لغت میں جس میں قرآن نازل ہوا صرف یہی ہیں کہ آلات کلام یعنی بالائی دانتوں حلق۔ تالو۔ زبان۔ ہونٹوں۔ اور ڈاڑھوں سے ہوا کو نکلنا جو سننے والے کے کان تک پہنچے کہ وہ اس کے ذریعے سے کہنے والے کے مقاصد کو سمجھے۔ جب اس میں کوئی شک نہیں ہے تو وہ جس کے نہ زبان ہے نہ ہونٹھ۔ نہ ڈاڑ ہیں۔ اور نہ تالو نہ حلق۔ تو اس سے وہ قول (کہنا اور بولنا) ممکن نہیں جس کو ہم لوگ قول سمجھتے ہیں۔ اس امر میں بھی کسی صاحب عقل کو شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کھلم کھلا ایسا ہی ہے جیسا ہم کہتے ہیں۔ لہذا ہر وہ قول جس کے متعلق نص وارد ہوئی اور مخبر نے اسے بیان کیا اور اس کی یہ صفت نہیں ہے (کہ وہ حلق تالو دانت زبان وغیرہ کی مدد سے ادا ہوتا ہو) تو وہ وہی قول نہیں ہے جسے ہم لوگ قول سمجھتے ہیں۔ اس کے کوئی اور معنی ہیں۔

جب ایسا ہے جیسا ہم نے بیان کیا تو لا محالہ ثابت ہو گیا کہ کلام الٰہی "قالتا اتینا طائعین" کے معنی یہ ہیں کہ وہ دونوں (آسمان و زمین) اللہ عز وجل کے حکم کے مطابق جاری ہیں اور اس کے تصرف کے ماتحت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کرنا اور ان کا اس سے انکار کرنا، تو ہم نہ تو اس کی کیفیت جانتے ہیں اور

Marfat.com

نہ کوئی اور شخص۔ اس پر بھی کلام الٰہی کی نص موجود ہے "ما اشھدتھم خلق السموات والارض ولا خلق انفسھم" (میں نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے پر ان لوگوں کو گواہ نہیں بنایا اور نہ خود ان کی پیدائش پر) جس نے تکلف کیا یا دوسرے کو ابتدائے خلق اور اس کی معرفت اور سمجھنے کی تکلیف دی کہ اس کا پیدا کرنے والا ایسا ہے کہ ہرگز کوئی اس کے مشابہ نہیں، پھر اس نے یہ سمجھنا چاہا کہ یہ کیونکر ہوا ہوگا تو وہ اس آیت کا مصداق ہے "وتقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم" (تم اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ اور اس کو سہل سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے)۔

ہم اتنا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین اور پہاڑ کے سامنے اس وقت تک امانت پیش نہیں کی جب تک ان میں اس پیش کردہ امانت کی تمیز اور اس کے سمجھنے کی قوت نہیں پیدا کی۔ پھر جب انھوں نے اس سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے تو وہ تمیز و قوت اس نے سلب کر لی اور انھیں تکلیف امانت کے دینے سے ہٹا دیا۔ اللہ عزوجل کا کلام اسی کا مقتضی ہے اور ہمیں اس سے زائد علم نہیں۔

ابتدائے خلق کے بعد جو کچھ ہوا اس کی کیفیات معروف و مشہور ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے "وتمت کلمۃ ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ" (اللہ تعالیٰ کا کلمہ صدق و عدل کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ اس کے کلمات کا بدلنے والا کوئی نہیں) لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلایق کو جس ترتیب پر پیدا کیا ہے اس کا بدلنے والا کوئی نہیں سوائے اس کے کہ انبیاء علیہم السلام کے لیے (بطور معجزات) خود اس نے مراتب و طبایع کو بدل دیا۔

جماد (پتھر) میں عقل کیسی؟ اگر لوگ اعتراض کریں کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

پتھر کی اس طرح تعریف کی کہ "ان من الحجارۃ لما یتفجر منہا الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منہا لما یھبط من خشیۃ اللہ" (بعض پتھر وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن میں درز پڑ کر ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض وہ ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں)۔ ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ پتھر کو نہ کسی شریعت کا حکم دیا گیا نہ عقل دی گئی اور نہ اس کی طرف کوئی نبی بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" (ہم عذاب نہ دیتے تھے تاوقتیکہ رسول نہ بھیج دیں)۔ جب اس میں شک نہیں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد تین وجہوں میں سے کسی ایک پر محمول ہوگا۔

پہلی وجہ یہ کہ اس کے کلام "وان منہا لما یھبط" میں ضمیر ان قلوب کی طرف راجع ہے جن کا ذکر اول آیت میں ہے "ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ" (اس کے بعد تمہارے قلوب سخت ہو گئے اور وہ مثل پتھر کے ہو گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت)۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں سخت قلوب کے متعلق بیان کیا کہ جو کسی روز ایمان قبول کر لیتے ہیں اور وہ سختی و قساوت سے اس نرمی کی طرف اتر آتے ہیں جو اللہ کے خوف سے ہوتی ہے۔ یہ امر تو آنکھوں سے نظر آتا ہے کہ سخت سے سخت قلوب اللہ کی مہربانی سے نرم ہو جاتے ہیں اور گنہگار ڈرنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بعض اہل کتاب اللہ پر اور جو ہم پر نازل ہوا ہے اور جو ان پر نازل ہوا ہے سب پر ایمان لاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ خبر دی کہ "الاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ" (اعراب یعنی بدوی۔ دیہاتی۔ نہایت سخت کفر و نفاق والے ہیں اور اس قابل ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو کچھ نازل کیا ہے اس کے حدود کو نہ جانیں)۔ اس کے بعد

Marfat.com

یہ خبر دی کہ بعض اعراب وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ لہٰذا یہ وجہ ظاہر ہے اور اس کی صحت یقینی ہے۔

وجہ ثانی یہ ہے کہ خشیت مذکورہ یعنی وہ خوف الٰہی جس کا ذکر آیت میں ہے محض اللہ کے حکم کا تصرف اور اس کے احکام کا جاری ہونا ہے۔ جیسا کہ ہم نے "قالتا اتینا طائعین" کی تفسیر میں کہا ہے۔ اللہ عزوجل نے اسی کے متصل یہ فرمایا ہے کہ "فقضاهن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرها" (پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں دو دن میں سات آسمان ہو جانے کا حکم دیا اور ہر آسمان میں اس کے احکام کی وحی بھیجدی) اللہ تعالیٰ نے ایسے واضح طور پر بیان فرما دیا کہ ہر اشکال رفع کر دیا کہ آسمان و زمین کی یہ طاعت محض ان میں اس کا تصرف ۴،
تھا۔ اور اس کا انھیں سات آسمان ہونے کا حکم دینا اور ہر آسمان میں اس کے احکام کی وحی کرنا (یہ سب محض اس کا تصرف تھا)۔ لہٰذا ہمارا قول اللہ تعالیٰ کے اس بیان سے نص جلی کے طور پر ثابت ہو گیا والحمد للہ رب العلمین۔

اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آسمان و زمین اور پہاڑ کا قبول امانت سے انکار بھی محض اسی وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جمادیت و عدم تمیز سے مرکب کیا ہے۔ اور یہ ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ جس کی یہ صفت ہو اسے شرائع و اوامر و نواہی کا قبول کرنا غیر ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کی ہے جو اس شخص کو پکارے جو سوائے دعاء و ندا کے نہ سنے (یعنی پکارنے کی آواز تو سنے مگر مطلب و معنی نہ سمجھے یا سمجھے مگر عمل نہ کرے) کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا فعل منسوب کرے جس کی اس نے مذمت کی ہے۔

وجہ ثالث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں "وان منها لما یهبط من خشیة اللہ" (یعنی بعض پتھر وہ ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں) وہ یہ پہاڑ مراد لیا ہو جو اس روز پارہ پارہ ہو گیا تھا

Marfat.com

جس روز اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی درخواست دیدار پر اپنی تجلی ظاہر فرمائی تھی۔ یہ پہاڑ بھی بلاشک پتھروں میں ہے۔ اور وہ خوف الٰہی سے اپنے مکان سے گر پڑا۔ یہ ایک معجزہ و نشان ہے اور خاص اس پہاڑ کی طبیعت کا بدلنا ہے۔ یہبط (گر پڑتا ہے) بمعنی "ہبط" (گر پڑا) ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "واذ یمکر بك الذین کفروا" بلاشک اس کے معنی "واذ مکر" ہیں (یعنی جب کہ کفار نے آپ کے ساتھ مکر کیا)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق میں فرمایا ہے جو انھوں نے اپنے والد کی سنگ پرستی پر اعتراض کیا تھا لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر" (اے باپ تم اس کو کیوں پوجتے ہو جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام "واتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون" (ان لوگوں نے اللہ کے سوا سفارش کرنے والے بنا لیے۔ آپ کہیے کہ کیا یہ کسی چیز کے بھی مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں (جب بھی تم ان کی پرستش کرو گے)۔ بوجہ اس کے کہ ان کی ترکیب جماویت و عدم تمیز سے ہوئی ہے (اس لیے نہ انھیں عقل ہے اور نہ یہ کسی چیز کے مالک ہیں)۔ (یعنی ان تمام آیات میں مستقبل کا صیغہ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اسی طرح "یہبط" کو جو صیغہ مستقبل ہے "ہبط" یعنی ماضی کے معنی میں سمجھنا چاہیے۔ اور علمائے بلاغت نے مستقبل کے بجائے صیغۂ ماضی لانے کی ضرورت کو ثابت کیا ہے۔)

یہ ایسی صحت کے ساتھ ثابت ہو گیا جس میں کسی شک کی مجال نہیں کہ پتھر صاحب عقل نہیں ہے۔ اس لیے کہ غیر صاحب عقل جن کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے یہی تھا۔ وہ بقیہ اشخاص جن کی یہ لوگ عبادت کرتے تھے ملائکہ مسیح اور ان کی والدہ علیہما السلام اور جن تو یہ سب عاقل و صاحب تمیز تھے۔ لہٰذا (غیر صاحب عقل میں) پتھر ہی باقی رہ گیا۔ اور یہ نص سے ثابت ہو گیا کہ وہ صاحب عقل نہیں۔ جب یہ نص مشاہدہ

Marfat.com

اور بدا ہت سے یقینی ہو گیا تو اس سے وہ نطق و تمیز و خشیت جس کو ہم لوگ نطق و تمیز و خشیت سمجھتے ہیں منتفی ہو گیا۔ اور یہ ہمارے قول کی نص و تصریح ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

وہ احادیث جن میں منقول ہے کہ حجر کے ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے اور کعبے کے بھی اسی طرح ہوگا۔ اور پہاڑ بہت بلند تھے پھر ایک پہاڑ خوف سے جھک گیا۔ یہ سب خرافات اور بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کو کذاب اور ضعیف راویوں نے نقل کیا ہے جن میں بطور اسناد کے کوئی شے بھی صحیح نہیں ہے۔ اور اس میں یہ نسبت طول دینے کے یہ کہدینا کافی ہے کہ ان ائمہ نے جنھوں نے حدیث صحیح کے جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے انھوں نے اس میں سے کوئی روایت بھی اپنی تصنیف میں داخل نہیں کی۔ یا ان لوگوں کی روایت میں بھی شمار نہیں کیا جن کی روایت کو صحیح روایت کے قریب قریب جائز رکھا جاتا ہے۔

جو لوگ اس میں ہمارے مخالف ہیں جب انھوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ آیات بالا میں۔ قول۔ سجود۔ تسبیح۔ خشیت کی وہ صفت و کیفیت نہیں ہے جو ہمارے درمیان میں معروف و معہود ہے۔ تو وہ ہمارے موافق ہو گئے۔ خواہ خوشی سے یا ناگواری سے۔ اور وہ سب اسی سے وابستہ ہیں۔ اور یہ اشعار عرب میں بھی آیا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ ع

شکی الی جملی طول السری (یعنی میرے اونٹ نے شب روی کی درازی کی مجھ سے شکایت کی)

دوسرا شاعر کہتا ہے۔ ع

تقالت لہ العینان سمعاً وطاعۃً" (آنکھوں نے اس سے کہا کہ ہم سنتے ہیں اور مانتے ہیں)

راعی کہتا ہے۔ ع

تلق الفؤس اذا اسردن نصولا (کلہاڑیاں گھبرا گئیں جب کہ

اُن عورتوں نے برچھیوں کا ارادہ کیا)

یہ آیت بھی اسی باب سے ہے "جدارا یرید ان ینقض" (ایک دیوار تھی جو گرنے کا ارادہ کر رہی تھی)۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دیوار کا ارادہ وہ ارادہ نہیں ہے جو ذی روح کا ارادہ ہوتا ہے۔ لہذا ہمارا قول نص قرآن و بداہت سے ثابت ہو گیا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "جس روز سینگ والی بکری سے بے سینگ کی بکری کا بدلہ لیا جائے گا"، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم" (کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہے ایسا نہیں ہے جو تمہاری ہی طرح امتیں نہ ہوں) ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ثم الی ربھم یحشرون" (ہم نے قرآن میں کوئی کمی نہیں کی۔ اس کے بعد ان کے رب کے سامنے ان کا حشر ہوگا) اور کلام الٰہی "واذا الوحوش حشرت" (اور جب کہ وحوش اٹھائے جائیں گے)۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ بلاشک ان کا بھی حشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جس کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے۔ پھر جب اس نے دنیا میں سینگ والی بکری کو بے سینگ والی پر غالب کر دیا تو اسے حق ہے کہ وہ آخرت میں بے سینگ والی کو سینگ والی پر غالب کر دے۔ اس پر نہ کوئی نص ہے نہ اجماع ہے نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے کہ مواشی بھی کسی شریعت کے پابند ہیں۔ اور ہم اسی کا اقرار کرتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جتنا علم ہمیں دیا گیا اس کے علاوہ ہمیں کوئی علم نہیں۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

Marfat.com

کیا انبیاء ورسل علیہم السلام آج انبیاء ورسل نہیں ہیں؟

ایک نیا فرقہ پیدا ہوا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔ لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور اسی قول پر اشعریہ کا بھی مذہب ہے۔ مجھے سلیمان بن خلف الباجی نے جو آج ان لوگوں کے مقدمین میں سے ہیں خبر دی کہ محمد بن الحسن بن فورک الاصبہانی بھی اسی مسئلے پر تھے جن کو محمود بن سبکتگین شاہ خراسان رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ زہر قتل کر دیا۔

ایسا کیوں کہتے ہیں! یہ مقالہ خبیثہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس اجماع کے کہ جو ابتدائے اسلام سے قیامت تک تمام اہل اسلام کا رہا اور رہے گا مخالف ہے انہیں ان کے اس قول فاسد نے اس پر برانگیختہ کیا کہ روح عرض ہے اور عرض کو ہمیشہ فنا ہے۔ ایک وقت پیدا ہوتی ہے اور دو وقت باقی نہیں رہتی۔ ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح بھی فنا و باطل ہوگئی اور اب ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس بھی نہیں ہے۔ اور آپ کا جسد آپ کی قبر میں مردہ ہے۔ لہذا اس وجہ سے آپ کی نبوت و رسالت باطل ہوگئی۔

یہ کیا حماقت ہے؟ ہم اس قول سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ کفر صریح ہے جس میں کوئی تردد نہیں۔ اس بیہودہ اور حد سے زائد مکروہ قول کے بطلان کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ قول اللہ عزوجل کے اس حکم کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ارشاد کے اور ہر فرقہ و طبقہ کے تمام اہل اسلام کے اجماع کے مخالف ہے جو روزانہ پانچ مرتبہ مشرق سے مغرب تک ہر ہر گاؤں میں تمام مساجد میں بلند آواز سے اذاں کہنے کا حکم دیا گیا ہے جس میں اللہ نے اپنے ذکر کے ساتھ یہ ملایا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ مگر اپنے نفس پر بھروسہ کرنے والوں کے قول کے مطابق اذان کذب ہوگی۔ اور اس کا حکم دینے والا بھی کاذب ہوگا۔

ان کے قول کی بناء پر اذان کو اس طرح ہونا چاہیے اشہد ان محمداً کان رسول اللہ" (یعنی محمد اللہ کے رسول تھے اور اب نہیں۔ ۷۶
معاذ اللہ) ورنہ جو شخص بھی کسی ایسی چیز کے متعلق جو تھی اور باطل ہوگئی یہ خبر دے گا کہ وہ اب موجود ہے تو وہ کاذب ہوگا۔ اور اذان بھی ان کے قول کے مطابق کذب ہوگی۔ یہ کفر خالص ہے۔

اسی طرح جس پر تمام اہل اسلام بغیر کسی کے اختلاف کے متفق ہیں یہ اپنے مردوں کو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی تلقین ہے تو یہ بھی ان لوگوں کے قول کے مطابق باطل ہوگا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت سے اپنے جہاد کے زمانے میں جس پر عمل کیا اور جس کے متعلق اللہ عزوجل کی جانب سے حکم دیا کہ آپ کے بعد بھی ہمیشہ وہی عمل کیا جائے۔ اس کے قائل ہونے اور عمل کرنے پر تمام اہل اسلام خواہ انس خواہ جن سب کا اتفاق رہا۔ اول اسلام سے آخر تک مشرق سے مغرب تک بالکل قطعی یقین کے ساتھ جس پر عمل کرنے سے خون حلال سے حرام ہو جاتا ہے یا بذریعۂ جزیہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اہل کفر کے سامنے پہلے یہ امر پیش کیا جائے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ کہیں مگر ان بدنصیبوں کے قول کے مطابق یہ لازم آتا ہے کہ یہ باطل و کذب ہو۔ صرف یہ لازم آتا ہے کہ انھیں کہنے کا پابند بنایا جائے کہ محمد کان رسول اللہ" (آنحضرت رسول اللہ تھے)

Marfat.com

اسی طرح کلام الٰہی "ورسلا قد قصصنا هم علیك من قبل ورسلا لم نقصصهم علیك" (پہلے وہ رسول بھی ہیں جن کا ہم نے آپ سے ذکر کیا ہے اور وہ رسول بھی ہیں جن کا ہم نے آپ سے ذکر نہیں کیا)

اسی طرح یہ کلام الٰہی "یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم" (جس روز (قیامت میں) اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ تمھیں (تمھاری دعوت کا دنیا میں) کیا جواب دیا گیا۔

اسی طرح کلام الٰہی "وجیٔ بالنبیین والشهداء" (اور (قیامت میں) انبیاء و شہداء کو لایا جائے گا)۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں رسول سے نامزد فرمایا حالانکہ وہ سب مرچکے ہیں۔ انھیں رسول و نبی فرمایا حالانکہ وہ قیامت میں ہوں گے۔

اسی طرح ہر نمازی کا ہر نماز فرض یا نفل میں کہنا جس پر اجماع بھی ہے اور نص حدیث بھی ہے "السلام علیك ایها النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" (اے نبی آپ پر سلام و رحمت اور اللہ کی برکتیں نازل ہوں) اگر آپ کی روح موجود و قائم نہ ہوتی تو معدوم پر سلام رائگاں ہوتا۔

اگر وہ کہیں کہ مردہ اللہ کا رسول کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ رسول تو وہی ہوتا ہے جس کو اللہ کی طرف سے رسول کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ ہاں جس کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک مرتبہ رسول بنا دیا ہو وہ ہمیشہ کے لیے اللہ کا رسول ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک ایسے مرتبۂ جلالت کا حاصل کرنے والا ہے جس سے کبھی کوئی شے اسے گرا نہیں سکتی۔ اور نہ کبھی یہ نام (رسول) اس سے ساقط ہوسکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا جو تم کہتے ہو تو لازم آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں مثلاً اہل یمن کے رسول نہ تھے اس لیے کہ آپ نے کبھی بالمشافہ ان سے کوئی گفتگو نہیں فرمائی۔

یہ بھی لازم آتا ہے کہ آپ سوائے اس وقت کے کہ جب آپ

Marfat.com

لوگوں سے کلام کرتے ہوں اللہ کے رسول نہ ہوں۔ پھر جب آپ خاموش ہو جائیں یا سو جائیں یا جماع میں مشغول ہوں تو رسول اللہ نہ رہیں۔ اور یہ کفر آمیز حماقت اجماع یقینی کے خلاف ہے۔ اور ہم نامرادی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

نیز واقعۂ اسراء جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کیا ہے اور تواتر کے ساتھ منقول ہے اور علامات نبوت میں سے ہے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ آپ نے ہر آسمان میں انبیاء علیہم السلام کو دیکھا۔ آپ نے اُن کی انھیں ارواح کو دیکھا جو انبیاء ہی تھیں۔ جس نے اس کی یا اس کے بعض حصے کی بھی تکذیب کی وہ بلا شک اسلام سے خارج ہو گیا۔ ہم بدنصیبی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

یہ وہ دلائل ہیں جن سے مفر نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ اللہ کے ملائکہ ہیں جو آپ سے میری جانب سے سلام پہنچاتے ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اُس نے حقیقۃً آپ کو دیکھا۔

مجھے ان میں سے بعض لوگوں کی طرف سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ امہات المومنین رضوان اللہ علیہن اجمعین۔ اب امہات المومنین نہیں ہیں۔ مگر وہ امہات المومنین تھیں۔ یہ خالص گمراہی اور محض حماقت ہے۔ اگر ایسا ہو تو لازم آئے گا کہ انسان کی وہ ماں جس نے اُسے جنا اور وہ باپ جس سے وہ پیدا ہوا نہ تو وہ اس کا باپ رہے اور نہ وہ اس کی ماں رہے سوائے اس وقت کے جس وقت اس نے اسے جنا یا حمل میں رہا اور جس وقت باپ کو انزال ہوا، اور اس کے بعد نہیں۔ یہ وہ بیہودہ بات ہے جس پر کوئی صاحب عقل اپنے لیے راضی نہ ہوگا۔

اگر وہ کہیں کہ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ عمرؓ و عثمانؓ آج بھی امیر المومنین ہیں۔

Marfat.com

ہم کہیں گے کہ نہیں۔ اور اس پر اجماع بھی ہے۔ کیونکہ امیر تو جب ہی تک ہے جب تک اس کا امر ماننا واجب ہو۔ اور یہ موت کے بعد کسی کے لیے بھی ممکن نہیں، سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ امیر تو محض خلیفہ ہے جو خلیفہ کے بعد اپنی زندگی بھر کے لیے ہے۔ لہذا اس میں بھی ان کا اعتراض باطل ہو گیا۔

تناسخ ارواح

جو لوگ تناسخ ارواح (یعنی آواگون۔ یا ایک روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونے) کے قائل ہیں ان کے ۷۷
دو فرقے ہیں۔

ایک فرقے کا مذہب یہ ہے کہ ارواح اجسام سے جدا ہونے کے بعد دوسرے اجسام میں منتقل ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ دوسرا جسم اس نوع کا نہ ہو جس سے وہ ارواح جدا ہوئی ہیں۔ یہ احمد بن حابط اور اس کے شاگرد احمد بن نانوس اور ابو مسلم الخراسانی اور محمد بن ذکریا رازی طبیب کا قول ہے۔ محمد بن ذکریا نے اپنی کتاب "العلم الٰہی" میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور قرامطہ کا بھی یہی قول ہے۔

محمد بن ذکریا رازی نے اپنی ایک کتاب میں بیان کیا ہے کہ اگر سوائے قتل و ذبح کے ان ارواح کے جو حیوانی شکل کے اجسام میں ہیں اُن اجسام میں جو انسانی شکل میں ہیں منتقل ہونے کی کوئی صورت نہ ہوتی تو کسی حیوان کا ذبح کرنا ہرگز جائز نہ ہوتا۔

تم دیکھتے ہو یہ محض دعاوی و خرافات ہیں جو بلا دلیل ہیں ان لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ تناسخ محض بطور عذاب و ثواب ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ کہتے ہیں کہ بداعمال فاسق کی روح خبیث چوپایوں کے اجسام میں منتقل ہو جاتی ہے جو نجاستوں میں گھستے پھرتے ہیں اور جو مقید اور مظلوم ہیں اور ذبح کر کے جن کی ناقدری کی جاتی ہے۔

ایسے شخص کے بارے میں ان میں اختلاف ہے جس کے تمام افعال محض شر ہوں اور ان میں کوئی بھی خیر نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی طبقے کی ارواح شیاطین ہوتی ہیں۔ احمد بن حابط کہتا ہے کہ یہ جہنم میں منتقل کر دی جاتی ہیں۔ اور ان کو ہمیشہ کے لیے آگ کا عذاب دیا جاتا ہے۔

اس شخص کے بارے میں بھی ان میں اختلاف ہے جس کے تمام افعال خیر ہوں اور ان میں کوئی بھی شر نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی طبقے کی ارواح ملائکہ ہوتی ہیں۔ احمد بن حابط کہتا ہے کہ بلاشک یہ جنت میں منتقل کر دی جاتی ہیں اور وہاں ہمیشہ کے لیے راحت اٹھاتی ہیں۔

وہ گروہ جو حلقہ بگوش اسلام ہے یعنی احمد بن حابط و احمد بن نانوس انھوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے "یا ایہا الانسان ماغرك بربك الكريم الذي خلقك فسواك فعدلك في اي صورة ماشاء ركبك" (اے انسان تجھے اپنے کریم پروردگار کے متعلق کس نے دھوکے میں ڈالا جس نے تجھے پیدا کیا (یعنی شکم مادر میں) پھر تجھے ٹھیک کیا (یعنی اعضاء کی تکمیل کی) پھر تجھے برابر کیا (یعنی تیرے اخلاق میں اعتدال پیدا کیا) جس صورت میں تجھے چاہا مرکب کر دیا (یعنی رنگ و قد و جسامت میں عناصر کی ترکیب کا دخل ہے انھیں کی کمی بیشی و مساوات سے طرح طرح کے رنگ اور مختلف قد و ضخامت و جسامت ہوتے ہیں)۔

یہ دونوں اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں "جعل لكم من انفسكم ازواجا ومن الانعام ازواجا يذرؤكم فيه" (تمھارے لیے

Marfat.com

تم میں سے جوڑا بنایا اور چوپایوں میں سے جوڑا بنایا اور تمھیں جوڑوں میں پیدا کرتا ہے)۔

اس گروہ میں جو لوگ اسلام کے قائل نہیں وہ استدلال کرتے ہیں کہ نفس بھی غیر متناہی ہے اور عالم بھی غیر متناہی ہے، اس کی بھی کوئی مدت نہیں ہے۔ لہذا نفس ہمیشہ منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کا اپنی نوع کی طرف منتقل ہونا غیر نوع کی طرف منتقل ہونے سے بہتر نہیں ہے۔

فرقۂ ثانیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ ارواح کو وہ جس نوع کے اجسام سے جدا ہوئی ہیں اُس کے علاوہ دوسری نوع کے اجسام میں منتقل ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اس فرقے کا ایک شخص بھی شرائع کا قائل نہیں ہے، یہ سب دہریہ ہیں۔ ان کی دلیل بھی وہی ہے جو ہم نے اس کے قبل اس فرقے کی بیان کی جو عالم کے غیر متناہی ہونے کے قائل ہیں۔ لہذا ضروری ہوا کہ نفس ہمیشہ اجسام میں آمد و رفت کرتا رہے کہتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ کسی ایسی دوسری نوع کی طرف منتقل ہو جس میں ظاہر ہونے کو اس کی طبیعت و فطرت نے ضروری ٹھہرایا ہے اور جس سے اس کا تعلق کر دیا ہے۔ (یعنی روح انسان جسم انسان ہی میں ہمیشہ منتقل ہو گی کسی دوسرے حیوان کے جسم میں منتقل نہ ہو گی)۔

وہ فرقہ جو اسلام کے نام کا حلقہ بگوش ہے اس کے رد میں تمام اہل اسلام کا ان کی تکفیر میں اجماع کافی ہے علاوہ ان کے جو انھیں کے قول کے قائل ہیں کیونکہ وہ اسلام پر نہیں ہیں اس لیے ان پر اہل اسلام کا اجماع حجت نہیں)

اسلام کے ماننے والوں کے رد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن احکام کا لانا ہے جو اس (تناسخ) کے خلاف ہیں اور جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قیامت سے پہلے جزاء خواہ نیکی خواہ بدی صرف اس وقت واقع ہوتی ہے جب روح بدن سے جدا ہو جائے۔

Marfat.com

(قیامت کے بعد) مقام حشر میں جب ارواح کو انھیں اجسام کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا جن میں وہ تھیں تو جزا و سزا بذریعہ جنت و دوزخ ہوگی۔ ان لوگوں نے دو آیتوں سے جو استدلال کیا ہے اس کے بطلان میں بھی مذکورہ بالا اجماع کافی ہے۔ نیز تمام امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ ان آیات کی مراد اس مطلب کے خلاف ہے جو یہ ملحدین بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مراد "فی ای صورۃ ما شاء رکبک" میں یہ ہے کہ وہ صورت جس پر انسان کو ترتیب دیا یعنی طول یا قصر خوبصورتی یا بدصورتی۔ سفیدی یا سیاہی اور جو اس کے مشابہ ہو۔

دوسری آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اس کا احسان جتایا ہے کہ اس نے ہمارے لیے ہمیں میں سے جوڑے ۷۸
پیدا کیے جن سے ہم پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اس نے ہم پر اس امر کا احسان جتایا کہ اس نے ہمارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ ہمیں انھیں جوڑوں میں پیدا کرتا ہے جو ہمیں میں سے ہیں۔ یہ بالکل واضح ہو گیا اور اس میں کوئی خفا نہ رہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ وہ جوڑے جو ہمارے لیے پیدا کیے گئے ہیں وہ ہمیں میں سے ہیں پھر اس نے ہمارے اور چوپایوں کے درمیان میں فرق بیان کیا ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی گنجایش نہ رہی کہ ہمارے وہ جوڑے جن میں ہم پیدا ہوتے ہیں وہ ہمارے مغایر ہوں۔

یہ کہہ دینا بھی کافی ہے کہ ان لوگوں کا دعویٰ بلا دلیل ہے اور اس کو انھوں نے محض اپنے اصول عدل کے مطابق ترتیب دیا ہے جب کہ انھوں نے ایذائے حیوان کو دیکھا۔ اور جو قول کسی دلیل کے سبب سے نہ ہو وہ باطل ہے۔ اور یہ قول ہرگز کبھی کسی نبی سے نہیں آیا۔ حالانکہ ان قوموں کا تعلق انبیاء علیہم السلام سے ہے۔

Marfat.com

لہذا ان کے قول کا فساد خوب روشن ہو گیا۔

فرقہ ثانیہ دہر کے قائل ہیں، ہم بتوفیق الٰہی کہتے ہیں کہ ان کے قول کے فساد کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ دعویٰ بلا دلیل ہے جس پر نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ حسی۔ اور جو دعویٰ ایسا ہو وہ یقیناً باطل ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن ہم محض اسی پر قناعت نہ کریں گے بلکہ ہم اللہ کی قوت و مدد سے اُن کے سامنے روشن و واضح بیان پیش کریں گے۔

ہم کہتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اجناس و انواع کو بنایا اور انواع کو اجناس کے تحت میں مرتب کیا۔ اور ہر نوع کو دوسری نوع سے اُس کی خاص فصل سے جس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے جدا کر دیا۔ اور یہ فصول مذکورہ جو انواع حیوان کے لیے ہیں اُن کے نفوس ہی کے لیے ہیں جو اُن کی ارواح ہیں نفس انسان حی ناطق ہے اور نفس حیوان حی غیر ناطق۔ یہ ہر نفس کی طبیعت و فطرت اور اس کا وہ جوہر ہے جس سے اس کا بدل جانا ناممکن ہے کہ ناطق غیر ناطق ہو جائے اور غیر ناطق ناطق ہو جائے۔ اگر یہ ممکن ہو تو پھر مشاہدات بھی باطل ہو جائیں اور وہ چیزیں بھی باطل ہو جائیں جن کو حس و عقل و ضرورت واجب ٹھیراتی ہیں۔ اس وجہ سے کہ اشیاء اپنی حدود ہی پر منقسم ہوتی ہیں۔

جو یہ کہتا ہے کہ ارواح اپنی ہی نوع کے اجسام میں منتقل ہوتی ہیں، اللہ کی قوت و قدرت سے ان کے قول کو بدیہی طور پر وہی دلائل باطل کرتے ہیں جو ہم نے حدوث عالم کے اثبات میں لکھے ہیں اور اس کی ابتداء کو اور ابتداء کی حد کو ضروری ثابت کیا ہے اور اُن دلائل سے جو ہم نے اثبات نبوت میں لکھے ہیں اور اس سے کہ تمام نبوتیں ان لوگوں کے قول (تناسخ) کے خلاف وارد ہوئی ہیں۔

Marfat.com

ایک بدیہی برہان یہ ہے کہ تمام عالم میں ایسی دو چیزیں نہیں ہیں جو اپنے تمام اعراض و اوصاف میں ہر وجہ سے پورے طور پر باہم مشابہ ہوں۔ یہ امر اختلاف صورت۔ اختلاف ہیئت اور اختلاف اخلاق سے معلوم ہوتا ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ شے اس کے مشابہ ہے تو اس کا مطلب محض یہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں اپنے اکثر احوال میں مشابہ ہیں نہ کہ کل احوال میں اور اگر ایسا نہ ہوتا جو ہم نے کہا تو پھر ہرگز کوئی شخص بھی ان دونوں میں فرق نہ کر سکتا۔ حالانکہ ہم بذریعہ مشاہدہ جانتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس پر ان دو مشابہ چیزوں کا مکرر اور بکثرت گذر ہوا اور متصل ہو تو ضروری ہے کہ ان میں دونوں میں فرق کیا جائے اور ایک کو دوسرے سے تمیز دی جائے۔ ہر ایک میں ایسی اشیاء موجود ہوں جن کی وجہ سے وہ دوسرے سے جدا ہو جائے اور ان میں ایک دوسرے کے مشابہ نہ ہو۔

لہٰذا اس سے ثابت ہو گیا کہ ایسے دو شخصوں کا وجود ناممکن ہے جو دونوں اپنے تمام اخلاق میں اس طرح متفق ہوں کہ ان میں کسی چیز میں بھی کوئی فرق نہ ہو۔ ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ اخلاق نفس میں محمول (یعنی نفس کے اندر داخل) ہوتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ ہر صاحب نفس کا نفس خواہ وہ کسی نوع کے جسم میں بھی ہو مغایر ہے اس نفس کے جو کسی دوسری نوع کے جسم میں ہے۔

جو لوگ تناسخ کو جزاء پر محمول کرتے ہیں ان میں بعض کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل حکیم رحیم کریم ہے۔ جب وہ ایسا ہے تو یہ محال ہے کہ وہ کسی بے گناہ پر عذاب کرے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بچوں کے بدن میں جن کا کوئی بھی گناہ نہیں ہے چیچک اور زخم پیدا کر دیتا ہے۔ جانور جس نے کوئی گناہ نہیں کیا اس کے ذبح کرنے پکانے اور کھانے کا حکم دیتا ہے۔ ایک جانور کو دوسرے

Marfat.com

جانور پر قابو دیتا ہے اور وہ اسے کاٹتا ہے اور کھا جاتا ہے حالانکہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بجز اس کے ایسا نہیں کیا ہے کہ یہ ارواح گنہگار نہیں اور عذاب کے لیے اس کی مستحق نہیں کہ یہ اجسام حاصل کریں تاکہ ان اجسام میں ان پر عذاب کیا جائے۔

۷۹ ہم نے اس اصل فاسد کے ابطال پر کسی دوسرے مقام پر اپنی اسی کتاب میں برہمنوں پر کلام کے سلسلے میں جو بیان کیا ہے وہ کافی ہے نیز اس کے بطلان میں اپنی کتاب کے کسی دوسری بحث کے مقام پر بھی ہم نے کلام کو دہرایا ہے۔ معتزلہ میں سے جو قدر کو باطل ٹھیراتے ہیں ان پر کلام کے سلسلے میں بھی ہم نے اس کے بطلان کو بیان کیا ہے والحمد للہ رب العالمین۔

اس اصل فاسد کے بطلان میں ان سے یہی کہنا کافی ہے کہ اگر تم نے اپنی اس اصل کو وسیع کیا تو تم اسی قسم کی بات میں پڑو گے جس سے تم نے انکار کیا ہے۔ اور کوئی فرق نہ ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ اللہ حکیم عادل رحیم ہے۔ تمھارے قاعدے کے مطابق وہ ایسے شخص کو پیدا نہیں کر سکتا جس کو وہ معصیت کے لیے پیش کرے۔ یہاں تک کہ اسے اس کے بنانے کے بعد بذریعہ عذاب اس کے بگاڑنے کی ضرورت پڑے۔ وہ اس پر قادر ہے کہ ہر نفس کو گناہوں سے پاک پیدا کرے اور اسے فتنوں کے لیے پیش نہ کرے۔ اور اس کے ساتھ مہربانیاں کرے اور ان سے اس کی درستی کرے، یہاں تک کہ تمام نفوس اس کے احسان اور دائمی جنت کے مستحق ہو جائیں۔ ایسا کرنے سے اس کی ملک و قدرت میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اگر وہ اس سے عاجز ہے تو یہ صفت نقص ہے جو صفت نقص کا حامل ہو وہ نقص کی وجہ سے حادث و مخلوق ہے۔

اگر انھوں نے اس اصل کو وسیع کر دیا تو وہ مانویہ کے قول میں آگئے

Marfat.com

جو کہتے ہیں کہ اشیاء کے متعدد خالق ہیں، اور ان کے قول کا ابطال ہم پہلے ہی کر چکے ہیں وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ ذات جس کے اوپر کوئی آمر و حاکم نہ ہو اور نہ کوئی ترتیب دینے والا اس کے اوپر ہو تو وہ جو کچھ کرے وہی حق ہے اور وہی حکمت ہے۔ اس قوم کا تعلق شریعت سے ہے اور شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو قول اس شریعت کے نبی کی طرف سے نہ آیا ہو کذب و افترا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے تناسخ ارواح کے متعلق کسی کا بھی قول نہیں لہذا ان کا اس کا قائل ہونا محض خرافات کذب اور باطل ہوا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

شریعت کے منکر مدعیان فلسفہ جو اس علم سے بھی دور ہیں

اس فصل میں ہم اللہ کی قوت و مدد سے صحت شرائع کے ضروری ہونے کو ایسے اصول سے بیان کریں گے۔ جن کو اول سے آخر تک حقیقی فلاسفہ کے اصول ضروری ٹھیراتے ہیں اگرچہ ان میں دوسرے مسائل فلسفہ میں باہم اختلاف ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ

فلسفہ کیا ہے؟

درحقیقت فلسفہ کے معنی۔ نتیجہ غرض اور مقصود اس کے سیکھنے سے سوائے اصلاح نفس کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس طور پر کہ دنیا میں نیک اخلاق اور حسن سیرت پر عامل رہے جو آخرت کی سلامت تک پہنچا دے۔ اور حسن سیاست اپنی منزل اور رعیت کے لیے اور صرف یہی نہ کہ اور کچھ "شریعت کی غرض و غایت ہے۔

یہ وہ امر ہے جس میں نہ علمائے فلسفہ میں سے کسی کا اختلاف ہے

Marfat.com

اور نہ علمائے شریعت میں سے۔

جو شخص بزعم خود اپنے کو فلسفی کہتا ہے اور وہ شریعت سے انکار کرتا ہے۔ درحقیقت وہ معانی فلسفہ کے جہل کی وجہ سے اور غرض و معانی شریعت کے جاننے سے بُعد کی وجہ سے کرتا ہے۔ کیا باجماع فلاسفہ فلسفہ فضائل کو رذائل سے واضح نہیں کرتا۔ کیا وہ اُن دلائل سے واقف نہیں جو حق و باطل میں فرق کرنے والی ہیں۔ لامحالہ اس کا جواب اثبات میں ہوگا۔

کیا تمام فلاسفہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ اصلاح عالم دو چیزوں سے ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک باطن ہے اور دوسری ظاہر۔ اور باطن یہی ہے کہ نفس کو اُن شرائع کا عامل بنانا ہے جو لوگوں کو باہمی ظلم اور بدکاریوں سے روکنے والی ہیں۔ اور ظاہر یہی ہے کہ شہر پناہ کی دیواروں کی حفاظت کرنا اور اس دشمن کی مدافعت کے لیے ہتھیار اٹھانا جو لوگوں پر ظلم کا اور فساد برپا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

پھر مذکورۂ بالا اصلاح نفوس کے ساتھ انھوں نے بذریعۂ طب اصلاح اجسام کا بھی اضافہ کیا ہے۔ تو اس کا جواب بھی لامحالہ اثبات میں ہے۔

پھر اُن سے کہا جائے کہ کیا عالم کی درستی اور لوگوں کا ایسے قتل سے باز رہنا جس میں مخلوق کی فنا ہے اور اس زنا سے باز رہنا جس میں نسل کی خرابی اور میراث تباہی ہے۔ اور اس ۸۰ ظلم سے باز رہنا جس میں جان و مال کا ضرر اور ملک کی ویرانی ہے اور ان رذائل سے باز رہنا جو سرکشی حسد۔ کذب۔ بزدلی۔ بخل۔ چغلی۔ فریب۔ خیانت وغیرہ ہیں بغیر ان شرائع کے ممکن ہے جو لوگوں کو ان سب امور سے روکنے والی ہیں۔؟ اس کا جواب بھی اثبات ہی میں ضروری ہے۔ ورنہ ایک ایسی آزادی و بیکاری لازم آئے گی جس میں اُن تمام امور کا فساد ہے جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ اس وقت ان امور کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو تمام عالم فاسد ہو جائے اور تمام علوم فاسد ہو جائیں۔ انسان میں جو

Marfat.com

فہم ونطق وعقل کی فضیلت ہے یہ بھی باطل ہو جائے اور وہ بھی چوپایوں کی طرح ہو جائے۔

یہ شرائع دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہیں۔ یا تو وہ اس اللہ عزوجل کی جانب سے ثابت ہیں جو خالق و مدبر عالم ہے جیسا کہ اصحاب شرائع کہتے ہیں۔ اور یا یہ کہ یہ افاضل حکماء کے اتفاق سے بنائی گئی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے لوگوں کی سیاست کی جائے اور انھیں باہمی ظلم ورذائل سے روکا جائے۔

اگر یہ بنائی ہوئی ہوں جیسا کہ یہ بدنصیب لوگ کہتے ہیں تو ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ ان میں سے جن چیزوں کا لوگوں کو پابند بنایا گیا ہے۔ یہ کذب ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ اور دروغ ہے جو پیدا کیا ہوا ہے۔ اور ایسی چیز کا ضروری ٹھیرانا ہے جو ضروری نہیں۔ اور ایسا باطل ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ وعدہ و وعید دونوں جھوٹ ہیں۔ اگر یہ ایسا ہے تو وہ کذب جو رذائل میں سب سے بدتر اور شر میں سب سے بڑھ کر ہے تو وہ صلاح و درستی عالم جو فضائل حاصل کرنے کی غرض ہے بغیر اس کذب کے مکمل نہیں ہوسکتی۔

چونکہ یہ ایسا ہے تو پھر حق باطل ہوگیا۔ صدق کذب ہوگیا اور باطل حق وصدق ہوگیا۔ اور کذب فضیلت ہوگیا۔ اور یہ ہوگیا کہ عالم کا نظام سوائے باطل کے ہرگز نہ ہو اور کذب حق کا نتیجہ ہوگیا۔ اور باطل صدق کا ثمرہ بن گیا۔ اور دھوکا فریب اور مکر فضائل و خیرخواہی بن گئے۔ جو چیزیں محال و ممتنع ہوسکتی ہیں ان میں یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ ایسا خلاف فرض ہوگا جس کو عقل میں دخل نہ ہوگا۔

اگر وہ کہیں کہ اس میں جو راز ہے اگر اسے عوام کے سامنے ظاہر کردیا جائے تو انھیں فضائل سے دلچسپی نہ رہے گی۔ لہذا اسی سبب سے ضروری ہوا کہ ایسی بات لائی جائے جس سے عوام ڈریں اور خوف کریں۔ لہذا اس معاملے میں کذب کی طرف مجبوراً

Marfat.com

جانا پڑا۔ (یعنی جھوٹ موٹ شریعت کو خدا کی طرف منسوب کر دیا۔ معاذ اللہ)۔ جیسا کہ بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خود تم نے اپنی شرائع میں زوجہ کے لیے شوہر کا کذب جائز کر دیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے سے زوجہ سے صلح رکھ سکے۔ اور اسی طرح بطور تقیہ ظالم کی مدافعت میں اور اسی طرح جنگ میں کذب کو تم نے جائز کر دیا ہے۔ اس معاملے میں تم پر بھی وہی الزام ہے جو تم نے ہمیں دیا ہے کہ کذب حق و فضیلت بن گیا۔

بتوفیق الہیٰ ان سے کہا جاتا ہے کہ ہمارا قول تو جیسا کہ تم نے بیان کیا قبیح نہیں ہے۔ کیونکہ اسی اللہ عزوجل نے اسے مباح کیا ہے کہ بغیر اس کے اچھا بتائے اور حکم دیئے کوئی چیز اچھی نہیں۔ اور بغیر اس کے برا بتائے اور منع کیے کوئی چیز بری نہیں اور اس سے بالاتر کوئی حکم دینے والا نہیں۔ لہذا ہم پر وہ الزام نہیں آتا جو تم نے دینا چاہا۔ پھر تمہارے اصول کے مطابق بھی ہم پر الزام نہیں آتا کیونکہ جو تم نے بیان کیا وہ مخالف و معارض نہیں۔ اور نہ جس کے ساتھ تم نے تشبیہ دی اس کے ساتھ تشبیہ ہی ہے۔ اس لیے کہ ہم نے تو وجوہ مذکورہ میں محض ایسی ضرورت سے جس نے ہمیں مجبور کیا اور نص کی وجہ سے جو اس کے متعلق ہم پر وارد ہوئی کذب کو مباح کیا جیسا کہ نص کی وجہ سے کسی جان سے قتل کی مدافعت کے لیے اس کے قتل کا ارادہ کرنے والے کا قتل جائز ہے۔ اور اگر ہمیں بغیر کذب کے بچے اور عورت کے روکنے پر قدرت ہو تو کذب ہرگز جائز نہیں کیونکہ جب کذب کی ضرورت جاتی رہی تو ہر حال میں صدق پر عمل کرنے کا وجوب واپس آ گیا۔ اور اگر نص نہ ہوتی تو ہم نہ تو کذب کا کوئی حصہ حلال بتاتے نہ حرام بتاتے۔ تم لوگ تو لوگوں کی جس فریب دہی کا دعویٰ کرتے ہو (کہ انھیں جھوٹ موٹ اخلاقی احکام کو منجانب اللہ باور کراتے ہو) خود ہی کذب کے شروع کرنے والے ہو بغیر اس کے کہ

تمھیں اس کا کوئی ایسا حاکم حکم دے جس کی اطاعت کی وجہ سے تم سے ملامت ساقط ہو جائے۔ لہذا تمھارے لیے تو کوئی عذر نہیں۔ بخلاف ہمارے حکم کذب کے۔

تم دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہیں۔ اور کوئی تیسری وجہ نہیں ہو سکتی کہ یا تو تم اس راز کو ہر شخص سے چھپاؤ گے تو تمھیں اسی الزام کی طرف رجوع ہونا پڑے گا جو ہم نے تمھیں دیا ہے کہ صدق کا ترک کرنا بھی فضیلت ہو گیا۔ اور کذب کسی حد تک حق و واجب ہو گیا۔ اور یہی الزام ہم نے تمھیں دیا تھا۔

اور اگر تم اسے اس شخص کے لیے جائز رکھو جس پر تمھیں بھروسا ہو تو اگر اس کے قائل ہو گے تو لامحالہ یہ تمھارے راز کے فاش ہونے کا موجب ہو گا۔ اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اصل باوجود اس کے بہت سے جاننے والوں کے بھی پوشیدہ رہے یہ امر بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی شے کے بکثرت جاننے والے ہوتے ہیں تو اس کا پھیل جانا ضروری ہے۔

اگر تم کہو کہ اس شخص سے اس کا چھپانا واجب نہیں جس پر
۱۸ بھروسا کیا جائے۔ اور اس کے ایسے شخص پر ظاہر کرنے میں حرج نہیں۔ جس پر یہ بھروسا کیا جائے کہ اس پر ظاہر کرنا غیر معتمد شخص پر ظاہر ہونے کا سبب نہ ہو گا تو تم نے اس کے ظاہر کرنے کے وجوب کی طرف رجوع کر لیا۔ اس لیے کہ اس کا ظاہر کرنا یقیناً نتیجہ ہے اس کے خاص پر ظاہر کرنے کا نہ کہ عام پر۔ اور اس کے ظاہر کرنے میں جو صلاح اور بہتری تم نے سوچی ہے اس کا بطلان ہے۔ لہذا بدیہی طور پر تمھارا الحکم باطل ہو گیا۔ خاصکر وہ لوگ جو اس قول کے قائل ہیں وہ خاص و عام کے سامنے اپنا راز فاش کرنے میں کوشاں ہیں انھوں نے اپنی علت کذب کو بالکل باطل کر دیا اور بری طرح توڑ دیا۔ اور اس کے باوجود باطل و کذب کسی طور پر بھی خیر و فضائل کو پورا نہیں کر سکتے

Marfat.com

سوائے خیر و فضائل کے (کہ یہی ان کو پورا کر سکتے ہیں)۔ اور یہ فلسفے کے خلاف ہے۔

اگر یہ شرائع موضوع (یعنی بنائی ہوئی) ہوں تو وہ شریعت جس کو کسی واضع نے وضع کیا ہے وہ اس شریعت سے جسے دوسرے واضع نے وضع کیا ہے پیروی کی زیادہ مستحق نہ ہوگی۔ یہ وہ امر ہے جو بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ ہمیں عقل کے واجب کرنے سے اور بداہت سے معلوم ہے کہ اقوال مختلفہ متناقضہ میں حق صرف ایک قول میں ہوتا ہے اور بقیہ سب باطل ہوتے ہیں۔ پھر چونکہ اس میں کوئی شک نہیں اس لیے (یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ) ان موضوعات میں سے کونسی شریعت حق ہے اور کونسی باطل۔

اس کی کوئی گنجایش نہیں کہ وہ کوئی ایسی دلیل لائیں جس سے ان میں سے کوئی ایک بقیہ دوسری شریعتوں کے مقابلے میں حق ثابت ہو کیونکہ کسی خاص شریعت کے حق ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اس لیے سب کی سب باطل ہوں گی۔ کیونکہ جس کی صحت پر کوئی دلیل نہ ہو وہ باطل ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ بلا دلیل ایک قول کو لے لے اور ایک کو چھوڑ دے اسی سے کھلم کھلا وہ سب باطل ہوگیا جس کا ان لوگوں نے سہارا لیا تھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اس بدیہی برہان سے وہ سب باطل ہوگیا جس کا ان جاہل مجنونوں نے توہم کیا تھا۔ اور یقیناً ثابت ہوگیا کہ شرائع صحیح ہیں۔ عالم کے پیدا کرنے والے اور اس کے اس مدبر کی جانب سے ہیں جو عالم کی بقا اس وقت تک کے لیے چاہتا ہے جو وقت کہ اس کے علم میں پہلے سے ہے کہ وہ اسے اس وقت تک جیسا کہ وہ ہے اسے باقی رکھے گا۔

چونکہ یہ بدیہی طور پر ایسا ہے تو اس میں حکم لگانا دو وجہ سے خالی نہیں جن کے لیے کوئی تیسری وجہ نہیں۔

Marfat.com

یا تو یہ ہوگا کہ تمام شرایع حق ہوں گی۔ ابو محمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا ہے جو اسی طرف گئے ہیں۔

یا یہ ہوگا کہ ان میں سے بعض حق ہوں گی۔ اور بعض باطل۔

لامحالہ ان دو وجہوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ اگر سب حق ہوں تو یہ محال ہے جس کی کوئی گنجایش نہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے کوئی شریعت ایسی نہیں جو بقیہ شرایع کی تکذیب نہ کرتی ہو۔ اور یہ خبر نہ دیتی ہو کہ وہ باطل و کفر و گمراہی و الحاد ہیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ اس بدنصیب کو جو اپنے گمان کے مطابق تمام شرایع کی موافقت چاہتا تھا اول سے آخر تک تمام شرایع کے خلاف لازم آیا۔ اور بلا خلاف اُسے تمام شرایع کی تکذیب لازم آگئی۔ اور تمام شرایع کو اس کی تکذیب لازم آگئی۔ اور جو اس طرح ہو اور یہ کہتا ہو کہ وہ سب حق ہیں حالانکہ وہ سب اس کی تکذیب کر رہی ہیں اور وہ ان سب کی تصدیق کر رہا ہے تو یہ خود اپنے کذب اور اپنے قول کے باطل ہونے پر شہادت دے رہا ہے۔ اور یہ یقیناً صحیح ہے کہ وہ اس میں کاذب ہے۔

نیز ہر شریعت اپنے احکام میں دوسری شریعت کی ضد ہے۔ جس چیز کو یہ حرام کرتی ہے اسی چیز کو وہ حلال کرتی ہے۔ اور جس چیز کو یہ واجب کرتی ہے اسی چیز کو وہ ساقط کرتی ہے۔ یہ محال فاسد ہے کہ ایک شے اور اس کی ضد ساتھ ہی ساتھ اور وقت واحد میں حق ہوں اور ایک ہی وقت میں اور ایک ہی وجہ سے اور ایک ہی انسان کے لیے حلال بھی ہو اور حرام بھی۔ واجب بھی ہو اور غیر واجب بھی۔ اور یہ وہ امر ہے جسے ہر صاحب حس سلیم باطل جانتا ہے۔

جس وجہ سے کسی شے کی تحریم آئی ہے وہ تحریم بھی عقل میں نہیں اور جس وجہ سے کسی شے کا ایجاب آیا ہے وہ ایجاب بھی عقل میں نہیں۔

Marfat.com

لہذا یہ بھی باطل ہو گیا کہ کسی کو عقل کے معیار سے ترجیح دی جا سکے۔ کیونکہ ان میں سے ہر شے عقل کے نزدیک حد ممکن میں ہے۔

چونکہ یہ وجہ بدیہی طور پر باطل ہو گئی اس لیے لامحالہ دوسری وجہ کی صحت ثابت ہو گئی۔ اور وہ یہی ہے کہ تمام شرائع میں صرف ایک ہی شریعت اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور صحیح ہے۔ اور بقیہ شرائع سب کی سب باطل ہیں۔ پھر چونکہ یہ ایسا ہے لہذا ہر ذی حس پر اس شریعت کی تلاش اور اس کے سوا ہر شریعت کا ترک کر دینا فرض ہے۔ اگرچہ وہ دقیق و باریک ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں تک کہ اس سے بذریعہ دلائل صحیحہ واقفیت حاصل کرنا پڑے۔ کیونکہ ابد (قیامت کے بعد والے وقت) میں اسی سے نفس کی بہتری ہے اور اس کے نہ جاننے سے ابد میں نفس کی ہلاکت ہے۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس شریعت کی توفیق دی۔ ہمیں اس سے آگاہ کیا' اس کا ۸۲
راستہ بتایا اور اس کی شناخت عطا فرمائی۔ اللہ کی تعریف بھی ایسی کثیر و پاکیزہ جس کا وہ اہل ہے۔ ہم اسی بزرگ و برتر سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس پر قائم رکھے یہاں تک کہ ہم اس سے اس کیفیت و حالت سے ملیں کہ ہم اسی شریعت کے اہل اور اسی کے حامل ہوں۔ آمین یارب العالمین۔ وصلی اللہ علی محمد خاتم النبیین۔ وسلم تسلیما کثیرا۔

جو شخص اس قول میں ہم سے جھگڑا کرے تو ہم میدان مناظرہ میں ہیں اور اقوال کو بہ دلائل سیر پر محمول کرنے کو تیار ہیں۔ پھر ہم باطل اور بے دلیل دعاوی کو کمزور ثابت کر دیں گے وہ جہاں کہیں بھی ہوں اور جس کسی کے ہاتھ میں بھی ہوں۔ اور حق ثابت ہو کر چلے گا۔ جہاں کہیں بھی ہو اور جس کسی کے بھی ہاتھ میں ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

Marfat.com

یہودی اور وہ نصرانی جن کو تثلیث سے انکار ہے

صابی اور مجوسی جو زردشت کی نبوت مانتے ہیں اور تمام انبیاء کے منکر ہیں

اس مذہب والے یعنی یہود اور اس ملت والے یعنی وہ نصاریٰ جو تثلیث کے منکر ہیں توحید کے اقرار میں ہمارے موافق ہیں۔ نبوت و معجزات انبیاء علیہم السلام میں بھی اور اللہ عزوجل کی جانب سے کتابیں نازل ہونے میں بھی ہمارے موافق ہیں سوائے اس کے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے ماننے اور بعض کے نہ ماننے میں وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ اور اسی طرح صابی و مجوس بھی بعض انبیاء کے ماننے میں ہمارے موافق ہیں۔

یہود پانچ فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

سامریہ۔ یہ کہتے ہیں شہر قدس بیت المقدس سے اٹھارہ میل پر ہے۔ یہ اس سے باہر نکلنے کو حلال نہیں سمجھتے اور یہ لوگ ملک شام میں ہیں۔ یہ بیت المقدس کی حرمت کو نہیں مانتے اور نہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کی توریت بھی اس توریت سے جدا ہے جو بقیہ یہود کے

Marfat.com

ہاتھوں میں ہے۔ یہ لوگ موسیٰ و یوشع علیہما السلام کے بعد جتنی نبوتیں بنی اسرائیل میں ہوئیں ان سب کے منکر ہیں۔ شمعون۔ داؤد۔ سلیمان۔ اشعیا۔ الیسع۔ الیاس۔ عاموص۔ حبقوق۔ زکریا و ارمیا وغیرہم علیہم السلام کی نبوت کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور ان کی بعثت کا قطعاً اقرار نہیں کرتے۔

صدوقیہ۔ یہ اس شخص کی طرف منسوب ہیں جس کا نام صدوق تھا۔ تمام یہود میں سے یہی لوگ کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے تھے اللہ اس سے برتر ہے۔ یہ لوگ یمن کے اطراف میں ہیں۔

عنانیہ۔ یہ لوگ عانان داؤدی یہودی کے اصحاب ہیں۔ اور انھیں کو یہود عراس ومس بھی کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ شرائع توریت اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام لائے اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ احبار (علمائے یہود) کے اقوال سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ یہ فرقہ عراق و مصر و شام میں ہے۔ اور یہ اندلس میں طلیطلہ اور طلبیرہ میں بھی ہیں۔

ربانیہ۔ یہی اشعنیہ ہیں۔ اور یہ اقوال احبار اور ان کے مذہب کے قائل ہیں اور اکثر یہودی ہیں۔

عیسویہ۔ اور یہ لوگ ابو عیسیٰ اصبہانی یہودی کے اصحاب ہیں۔ جو اصبہان میں رہتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا نام محمد بن عیسیٰ تھا۔ یہ لوگ نبوت عیسیٰ بن مریم و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی قائل ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے عیسیٰ کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا تھا جیسا کہ انجیل میں آیا ہے (بلکہ قرآن میں بھی آیا ہے "ورسولاً الی بنی اسرائیل") اور یہ انبیائے بنی اسرائیل میں تھے۔ اور کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں شرائع قرآن کے ساتھ بنی اسماعیل اور تمام عرب کی طرف مبعوث کیا جیسا کہ تمام یہود کے اقرار کے مطابق ایوب بنی عیص میں نبی تھے۔ اور

Marfat.com

بلعام بنی مواب میں نبی تھے۔

میں یہودیوں کے ان بہت سے خواص سے ملا ہوں جو اس مذہب کی طرف مائل تھے میں نے ان کی ایک تاریخ میں پڑھا ہے جسے ایک ہارونی شخص نے جمع کیا ہے کہ ان میں قدیم اور ان کے بزرگوں اور آئمہ میں سے ان لوگوں میں سے تعاجن سے جنگ طیطوس وویرانی بیت المقدس کے زمانے میں ان کے تین شہروں تین جنگوں اور تین لشکروں کی مضبوطی ہوئی۔ ان جنگوں میں اس کے بڑے بڑے آثار تھے۔ اس نے امر مسیح علیہ السلام کو پایا تھا
اور اس کا نام یوسف بن ہارون تھا۔ یہود کے بادشاہوں اور ۸۳
ان کی جنگوں کا اس نے تذکرہ کیا ہے یہاں تک کہ وہ قتل یحیی بن زکریا علیہ السلام تک پہنچا اور اس نے ان کا بہت اچھا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی شان کی عظمت ظاہر کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ محض حق کہنے پر ظلماً انھیں قتل کر دیا گیا۔ معمودیہ کا بھی ذکر کیا ہے اور اچھا ذکر کیا ہے کہ نہ تو اس نے اس کا انکار کیا ہے اور نہ اسے باطل کیا ہے۔ اسی تذکرے میں بادشاہ ہیرودس بن ہیرودس کا اور اس بادشاہ کے قبل جو حکمائے بنی اسرائیل اور ان کے منتخب و بہترین لوگوں اور ان کے علماء کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس نے مسیح علیہ السلام کی شان میں اس سے زیادہ نہیں کہا ہے۔

میں نے اس کلام کو محض اس لیے نقل کیا ہے کہ میں یہ دیکھوں کہ یہ مذہب ان لوگوں میں ظاہر تھا۔ ان کے آئمہ میں اس وقت سے اب تک پھیلا ہوا تھا۔ پھر یہود دو قسموں پر تقسیم ہو گئے۔

ایک نے نسخ کو باطل قرار دیا اور اس کو ممکن بھی نہیں مانا۔ دوسرے نے اس کو جائز تو سمجھا مگر یہ کہا کہ نسخ واقع نہیں ہوا۔

Marfat.com

ان کی قابل اعتماد حجت جس سے انھوں نے نسخ کو باطل کیا ان کا یہ کہنا ہے کہ اللہ عزوجل سے یہ محال ہے کہ وہ پہلے کسی شے کا حکم دے پھر اسی کو منع کرے۔ اور اگر ایسا ہو تو حق باطل بن جائے گا اور طاعت معصیت۔ اور باطل حق ہو جائے گا اور معصیت طاعت۔ ہمیں اس کے سوا ان کی کسی اور حجت کا علم نہیں۔ یہ دلیل اس ملمع کاری و فریب سے بھی کمزور تر ہے جو اپنی پنڈلی پر بھی قائم نہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کے تمام افعال کے تدبر اور اس کے تمام احکام و آثار سے جو اس عالم میں ہیں ان لوگوں کے اس قول کا بطلان یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے پھر مارتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے۔ ایک عزت والی قوم سے دولت منتقل کر کے اسے ذلیل کر دیتا ہے اور ذلت والی قوم کو اس دولت سے عزت دے دیتا ہے۔ جس شخص کو جسقدر چاہتا ہے اخلاق حسنہ و اخلاق قبیحہ میں سے عطا کرتا ہے اُس سے اس کے فعل کی بازپرس نہیں ہو سکتی اور سب لوگوں سے بازپرس کی جا سکتی ہے۔

ہم ان سے بتوفیق الٰہی کہتے ہیں کہ تم لوگ ان امتوں کے بارے میں کیا کہتے ہو جن کا تمھیں دین میں داخل ہونا مسلم ہے جب انھوں نے تم سے جنگ کی؟ کیا اُن کے خون تمھارے لیے حلال نہ تھے اور کیا اُن کا قتل کرنا حق و فرض و طاعت نہ تھا؟ اس کا جواب اثبات ہی میں ہو گا۔

ہم ان سے کہتے ہیں کہ پھر اگر وہ تمھاری شریعت میں داخل ہو گئے تو کیا اُن کا خون حرام نہیں ہو گیا اور تمھارے نزدیک ان کا قتل حرام و باطل و معصیت نہیں ہو گیا۔ حالانکہ اس کے پہلے وہ فرض و حق و طاعت تھا۔ اس کا جواب بھی "ہاں" کے سوا نہیں ہو سکتا۔

جب انھوں نے سبت (ہفتے کے دن مچھلی کے شکار) میں

Marfat.com

سرکشی و نافرمانی کی تو اُن کا قتل باوجود پہلے حرام ہونے کے پھر فرض نہیں ہوگیا۔ اس کا جواب بھی "ہاں" ہی ہے۔ خود اپنے قول و عقیدے کے بطلان میں اُن کا یہ اقرار ظاہر ہے۔ اور خود اُن کا اسی چیز کو ثابت کرنا ہے جس کا انھوں نے انکار کیا تھا کہ حق باطل بن جائے گا، امر نہیں بن جائے گا۔ طاعت معصیت بن جائے گی، یہی کلام اُن کی تمام شرائع میں ہوگا۔ اس لیے کہ وہ وقت محدود میں عمل محدود کے لیے احکام تھے پھر جب وہ وقت نکل گیا تو یہی امر نہی بن گیا۔ مثلاً وہ عمل جو اُن کے یہاں جمعہ کو حلال ہے اور ہفتے کو حرام ہے۔ اور پھر اتوار کو حلال ہے۔ اور مثلاً روزے اور قربانیاں اور بقیہ تمام شرائع۔ اور یہ بعینہٖ شرائع کا نسخ ہے جس کا انھوں نے انکار کیا تھا اور اس سے الگ ہونا چاہتے تھے۔

نسخ کے معنی یہی ہیں کہ اللہ عزوجل حکم دے کہ کوئی عمل کسی مدت تک کیا جائے پھر اس مدت کے گذرنے کے بعد اس سے منع کر دے۔

کسی عقل میں بھی ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو حکم دینا چاہتا ہے پہلے سے انھیں آگاہ کر دے اور بتا دے کہ وہ انھیں یہ حکم دے گا اور پھر اس کے بعد انھیں اس سے منع کر دے گا۔

اور اس میں کہ انھیں اس کے متعلق کچھ نہ بتائے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے کہ وہ جو حکم دینا چاہتا ہے قبل اس کے کہ وہ وقت آئے کہ جس میں وہ شریعت کو ان پر لازم کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں کو بتا دے۔

نیز تمام یہود اس کے مقر ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کی شریعت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے خلاف تھی۔ اور یعقوب نے لیا اور راحیل دختران لابان سے نکاح کیا اور دونوں کو ساتھ ساتھ جمع کیا۔

Marfat.com

اور یہ شریعت موسیٰ علیہ السلام میں حرام ہے۔
اسی کے ساتھ ان کا یہ قول بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ان کے والد کی پھوپی اور ان کے دادا کی بیٹی تھیں اور ان کا نام یوحانذ ابنت لاوی تھا۔ اور یہ شریعت موسیٰ میں حرام ہے۔
کسی عقل میں بھی ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کہ ایک شے کو اللہ تعالیٰ پہلے حلال کرے پھر حرام کردے اور ایک شے کو پہلے حرام کرے اور پھر حلال کردے۔ اور جو ان دونوں میں فرق کرے وہ مشاہدے کا مخالف ہے۔
۸۴ ان کی توریت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعۂ وحی حکم دیا تھا اور موسیٰ نے اس کے متعلق ان لوگوں کو حکم دیا تھا جس کی تصریح توریت میں ہے کہ ان ساتوں امتوں میں سے جو فلسطین واردن کے باشندے ہیں ایک کو بھی بغیر قتل کے نہ چھوڑنا پھر ایک امت نے جن کو عباودن کہا جاتا تھا ان لوگوں کو دھوکا دیا حالانکہ وہ انھیں امتوں میں سے ایک تھے جن کا قتل کردینا اور مٹا دینا ان پر فرض کیا گیا تھا۔ ان لوگوں نے ان سے حیلہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ دور دراز شہروں سے آئے ہیں یہاں تک کہ ان لوگوں سے معاہدہ کرلیا۔ جب اس کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس ملک کے انھیں باشندوں میں سے ہیں جن کے قتل کا انھیں حکم دیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے یوشع نبی کی زبان پر ان کا قتل ان لوگوں پر حرام کردیا جس کی تصریح کتاب یوشع میں ان لوگوں کے پاس موجود ہے۔ ان لوگوں نے انھیں مکان مقدس میں پانی اور لکڑی لانے کے لیے رہنے دیا۔ بلاتکلف یہ وہی نسخ ہے جس کا انھوں نے انکار کیا تھا۔
ان کی توریت میں بد آور بھی ہے جو نسخ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ توریت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے

Marfat.com

فرمایا کہ میں عنقریب اس امت کو ہلاک کر دوں گا۔ اور تمہیں ایک دوسری بڑی امت کے متعلق (قتل کا) حکم دوں گا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام برابر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے رہے کہ وہ ایسا نہ کرے۔ یہانتک کہ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان لوگوں کے ہلاک کرنے سے رک گیا۔

یہی بداء اور کذب ہے' اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ سے منفی ہیں۔ کیونکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ ان لوگوں کو ہلاک کرے گا اور دوسروں کے متعلق حکم دے گا۔ پھر اس نے نہیں کیا تو یہی بعینہ کذب ہے جس سے اللہ تعالیٰ ارفع ہے سِفر اشعیا میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر زمانے میں اپنے بیت کے لیے فارسیوں میں سے خدام مقرر کرے گا۔ بعینہ یہی نسخ ہے کیونکہ توریت اس امر کو ضروری ٹھہراتی ہے کہ سوائے بنی لاوی ابن یعقوب کے اپنے مراتب خدمت کے مطابق کوئی اور بیت المقدس کی خدمت نہ کرے۔ پھر وہ لوگ اشعیا کے اس قول کو جس وجہ میں بھی رکھیں بہر حال وہ توریت کے حکم کا نسخ ہے۔ لیکن درحقیقت یہ انذار (خوف دلانا) بذریعۂ ملت اسلامیہ کے ہے جس میں اہل فارس و عرب اور ہر قسم کے لوگ بیت المقدس وغیرہ کی مساجد میں ہوئے جو اللہ کے بیوت (مکانات) ہیں۔

وہ گروہ جس نے نسخ کو جائز رکھا مگر یہ بتایا کہ وہ ہوا نہیں۔ بتوفیق الہٰی ان سے بھی کہا جائے کہ تمہیں موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی صحت اور ان کی طاعت کا وجوب کیونکر معلوم ہوا یہ ناممکن ہے کہ سوائے علامات و براہین اور ان کے معجزات ظاہرہ کے کوئی اور شے پیش کر سکیں۔

بتوفیق الہٰی ان سے کہا جائے گا کہ جب موسیٰ کی تصدیق اور ان کے حکم کی طاعت اس وجہ سے واجب ہوئی جو ان سے طبائع کی

Marfat.com

تبدیلی اور معجزات ظاہر ہوئے جیسا کہ ہم نے اس باب میں بیان کیا ہے جو اثبات نبوت کے کلام میں ہے۔ تو پھر موسیٰ میں اور اس شخص میں کیا فرق ہے جو دوسرے معجزات لایا۔ اور دوسرے طبایع کو بدل دیا۔

ہر ذی حس جانتا ہے کہ جو چیز کسی نوع کے لیے واجب ہوتی ہے وہ اس کے تمام اجزا کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ جب ایسا طبایع کا بدلنا ظاہر ہوا تو اس شخص کی تصدیق واجب کرتا ہے جس پر ظاہر ہوا تو پھر تصدیق موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مساوی طور پر واجب ہے اور یقیناً دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم میں اور ان میں کیا فرق ہے کہ تم بھی ان اشخاص کی جن پر احالۂ طبایع (طبایع کا بدلنا معجزات) کا ظہور ہوا ان میں بعض کی تصدیق کرتے ہو اور بعض کی تکذیب۔ ان میں جو ان کی تصدیق کرتے ہیں جن کی تم نے تکذیب کی اور ان کی تکذیب کرتے ہیں جن کی تم نے تصدیق کی۔

مثلاً مجوس زردشت کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں اور موسیٰ اور تمہارے تمام انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں۔

یا مانویہ کہ یہ نبوت عیسیٰ و زردشت کی تو تصدیق کرتے ہیں اور نبوت موسیٰ کی تکذیب کرتے ہیں۔

یا صابئین کہ یہ نبوت ابراہیم علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور جو ابراہیم سے پیچھے ہیں جیسے ادریس علیہ السلام وغیرہ ان کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہ تمام فرقے اور مذاہب موسیٰ علیہ السلام اور تمہارے تمام انبیاء علیہ السلام کے بارے میں اس سے زیادہ کہتے ہیں جو تم عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے بارے میں کہتے ہو۔ ان سب باتوں کو ان کی تاریخیں اور کتابیں بتاتی ہیں جو موجود و مشہور ہیں۔

Marfat.com

اسی کے قریب قریب سامریہ بھی ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے
۸۵ بعد تمہارے ہر نبی کے منکر ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ تم ان تمام مذکورہ بالا
فرقوں کے سامنے کوئی ایسی دلیل پیش کر سکو کہ وہ ویسی ہی دلیل تمہارے
سامنے نہ پیش کر سکیں۔ یا کوئی ایسا دعویٰ کر سکو کہ وہ لوگ بھی ویسا ہی
دعویٰ تمہارے سامنے نہ کر سکیں۔ اور یا تم ان کی نقل و روایت میں
کوئی ایسا اعتراض کر سکو کہ وہ ویسا ہی تمہاری نقل و روایت میں تمہیں
نہ دکھا سکیں۔ بالکل تم ان کے مساوی ہو اور وہ تمہارے مساوی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس برہان پر اس آیت میں متوجہ فرمایا ہے۔
"ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتي هي احسن الا الذين ظلموا
منهم وقولوا آمنا بالذي انزل الينا وانزل اليكم والهنا والهكم
واحد" (اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر اسی طریقے سے جو بہتر ہو۔
سوائے ان کے کہ جو ان میں ظالم ہیں۔ اور کہو کہ ہم اس پر بھی ایمان
لاتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو تم پر نازل کیا گیا۔ اور
ہمارا تمہارا معبود ایک ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ طریقۂ ایمان جس سے وہ
ایمان لائے یعنی نبوت اور وہ طریقہ ایمان جس سے ہم ایمان لائے
وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایمان
اس خدا پر جو موسیٰ کا بھیجنے والا ہے وہی ایمان ہے اس خدا پر
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے والا ہے۔ ہر ایک کا طریقہ ایک ہی
طریقہ ہے جس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اگر یہود میں سے کوئی یہ فریب دے کہ مسلمان تو موسیٰ پر
ایمان لاتے ہیں مگر یہود محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ تو
یہ فریب ضعیف و بارد ہے۔ اس لیے کہ یا تو موسیٰ کی نبوت
کی تصدیق انھوں نے محض ہماری تصدیق کی وجہ سے کی کہ اگر
ایسا نہ ہوتا تو وہ بھی ان کی تصدیق نہ کرتے۔ یا انھوں نے موسیٰ کی

Marfat.com

فقط اس لیے تصدیق کی کہ انھوں نے برہان (و معجزات) کا اظہار کیا۔

اگر انھوں نے ہماری تصدیق کی وجہ سے موسیٰ کی تصدیق کی تو ان پر واجب ہے کہ ہماری ہی تصدیق کی وجہ سے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق کریں۔ ورنہ انھوں نے اپنی بات کی مخالفت کی۔

اگر محض اس وجہ سے تصدیق کی کہ انھوں نے معجزات ظاہر کیے تھے تو پھر نہ تو ان کی تصدیق کرنے والے کی تصدیق کے کوئی معنی ہیں نہ تکذیب کرنے والے کی تکذیب کے، حق تو حق ہی ہے خواہ لوگ اس کی تصدیق کریں یا تکذیب۔ اور باطل باطل ہی ہے خواہ لوگ اس کی تصدیق کریں یا تکذیب۔ کسی حق پر تمام لوگوں کے اس کی تصدیق پر متفق ہونے سے اس حق میں کسی درجے کا اضافہ نہیں ہوتا۔ اور کسی باطل پر تمام لوگوں کے اس کی تکذیب پر متفق ہونے سے اس باطل میں کسی مرتبے کا اضافہ نہیں ہوتا۔

کوئی گمان کرنے والا یہ گمان نہ کرے کہ ہم اپنے مناظرے میں کسی ایسے شخص سے مناظرہ کرتے ہیں جو ہمارے اُن ہم مذہب لوگوں میں سے ہے جو بعض اجماعی اقوال میں ہمارے مخالف ہیں۔ ہم نے اس مقام پر خود اپنے کلام کے خلاف کیا ہے۔ لہذا جاننا چاہیے کہ ہم نے اس (کلام) کی مخالفت نہیں کی۔ کیونکہ اجماع حجت ہے اور دین اسلام کے فتاویٰ میں اس کی صحت پر برہان قایم ہو چکی ہے۔ اور جس کی صحت پر برہان قایم ہو تو وہ مخالف و موافق دونوں پر قطعی حجت ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے مخالف پر حجت قایم کریں کہ وہ اُن بعض امور میں جس میں ہم اختلاف کرتے ہیں وہ ہمارے موافق ہے تو یہ ہم پر حجت نہیں ہے۔ پھر اگر ہمیں کوئی دن مل گیا تو ہم اس سے کسی جاہل کو خطاب کریں گے کہ ہم اس کے ذریعے سے اس کی غلطی و بدخواہی

Marfat.com

کی گرفت کریں۔ یا اسے دلیل سے مغلوب کریں تاکہ اسے اس کا تناقض دکھا دیں۔

ہم تو محض اس لیے نبوت موسیٰ پر ایمان لائے ہیں کہ انھوں نے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی ہے۔ اور تورات پر اس لیے ایمان لائے ہیں کہ اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے نام و نسب اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے صفات کے ساتھ خبر دی گئی ہے۔ اور ہم موسیٰ و عیسیٰ و توریت و انجیل پر جس میں رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی صفات کی خبر نہ ہو ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ ہم ان سب کا انکار کریں گے اور ان لوگوں سے بیزاری ظاہر کریں گے وہ لوگ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں ہم ہرگز اُن کے موافق نہیں۔ لہذا اُن کا یہ مکر و فریب بھی لوٹ گیا و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

اجمالی کلام یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی روایت اُن وجوہ سے جو ہم بیان کر چکے ہیں فاسد ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے کہ ان کی کتابوں میں کیسا عظیم الشان فساد ہے اور وہ بنائی ہوئی ہیں اور ان کی روایت محض غلط ہے۔ ہم نے جو موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی نبوت کی تصدیق کی ہے وہ محض اس لیے کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی تصدیق کی ہے اور ہمیں ان دونوں کے معجزات کے متعلق خبر دی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم کبھی ان دونوں کی تصدیق نہ کرتے۔ اور نہ وہ دونوں ہمارے نزدیک اس امر میں الیاس و الیسع و یونس و لوط کے مرتبے میں ہوتے۔ جیسا کہ ہم سموال و حقائی کی اور اُن تمام انبیاء کی جو ان لوگوں کے نزدیک مثل موسیٰ کے ہیں اور وہ سب جن کا ہم نے ذکر کیا صحت نبوت کا یقین نہیں رکھتے اور کوئی فرق نہ ہوتا لیکن ہم یہ کہتے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ لہذا اگر مذکورہ بالا اشخاص بھی انبیاء ہیں تو ہم اُن پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور اگر یہ انبیاء نہیں تو اُن یہود و نصاریٰ کی

Marfat.com

جھوٹی خبروں کی وجہ سے جن کی کوئی اصل نہیں اور جو قوم کفار سے ہیں اور جھوٹے ہیں ہم اُن لوگوں کو اللہ کے انبیاء میں داخل نہیں کرتے جو ۸۶
انبیاء میں نہیں۔ اور اللہ ہی ہمارا مددگار ہے۔

اللہ نے فرمایا ہے کہ "وان من امة الا خلا فیها نذیر" (اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں نذیر یعنی ڈرانے والا رسول نہ گزرا ہو) اور رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصصهم علیك" (کہ اُن میں سے بعض کا ہم نے آپ سے ذکر کیا اور ان میں سے بعض کا ہم نے آپ سے ذکر نہیں کیا)۔ لہٰذا ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اور سوائے اُن کے جن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بتا دیا ہے اور کسی کا نام نہیں لیتے

فرقہ سامریہ کے سوا یہود کے بقیہ تمام فرقوں سے کہا جائے کہ تم میں اور ان سامریہ میں کیا فرق ہے جو یوشع کے بعد ہر اس نبی کی تکذیب کرتے ہیں جس کی تم تصدیق کرتے ہو جیسا کہ تم لوگ عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہو۔ یہ وہ اعتراض ہے جس سے کسی طور پر مفر نہیں ہو سکتی۔

اگر وہ یہ دعویٰ کریں کہ عیسیٰ و محمد معجزات نہیں لائے تو یہ اُن کا کھلا ہوا جھوٹ اور علانیہ شرارت ہے کیونکہ بڑی بڑی جماعتوں نے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ایک لشکر کثیر کو جو بیس ہزار تھے ایک چھوٹے سے پیالے سے جس میں آپ کی انگلیوں سے پانی بہ رہا تھا سیراب کر دیا

حدیبیہ میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔

آپ نے ابو طلحہ کے مکان میں اہل خندق کو (جو تقریباً تین ہزار تھے چند روٹیوں اور تھوڑے سے سالن میں) اتنا کھلایا کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے۔

اسی طرح جابر کے مکان میں بھی۔

آپ نے قبیلہ ہوازن کے (بارہ ہزار کے) ایک لشکر پر مٹی پھینکی آپ کی ایک مٹھی خاک سے اُن کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اور اسی واقعے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" (آپ نے خاک نہیں پھینکی جب پھینکی مگر اللہ نے پھینکی) جب آپ سے آپ کی قوم نے معجزے کی درخواست کی تو آپ نے

Marfat.com

چاند کو شق کر دیا۔ اسی واقعے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
"اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر وکذبوا واتبعوا اھوائھم وکل امر مستقر ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر" (قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر یہ لوگ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو نہ ختم ہونے والا جادو ہے۔ اور انھوں نے تکذیب کی اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔ اور ہر کام مقرر ہے (جب اس کا وقت ہوتا ہے وہ کیا جاتا ہے اسی طرح اُن کے عذاب کا بھی ایک وقت مقرر ہے) حالانکہ ان کے پاس وہ خبریں آچکی ہیں جن میں عبرت ہے)
اسی طرح کھجور کے خشک تنے کی گنگناہٹ (آواز) کہ اُسے تمام حاضرین صحابہ نے سنا۔
جسے اس سے تعجب ہو اور جو اسے بہت بڑی بات سمجھے تو اس کے لیے اُن یہودیوں سے جو اس وقت آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے اور جو بلاشک ہزار سے زائد تھے اور کیا عجب ہے کہ ہزاروں ہوں۔ اور وہ بنی قریظہ۔ بنی نضیر۔ بنی ابدل اور بنی قینقاع تھے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ اگر وہ لوگ آنحضرت کی نبوت کی تکذیب میں سچے ہیں تو موت کی تمنا تو کریں۔ اور بطور پیشنگوئی انھیں یہ بھی بتادیا کہ وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے۔ وہ لوگ اس سے یعنی تمنائے موت سے عاجز رہے۔ اور اُن کے اور اس تمنا کے زبان پر لانے کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی (یعنی وہ مارے ڈر کے اس بات کو زبان پر نہ لاسکے) یہ قصہ سورۂ جمعہ میں منصوص ہے جو شرق سے غرب تک مسلمانوں کی تمام مساجد میں ہر جمعے کو پڑھا جاتا ہے۔ حالانکہ اُن لوگوں کو نہایت آسان امر تھا کہ وہ اس کی تکذیب اس طرح کرتے کہ اگر ان سے ہوسکتا تھا تو موت کی تمنا کرتے حالانکہ وہ یہ آیت سنا کرتے تھے

Marfat.com

"فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم" (لہذا (اے یہود) اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ اور یہ کبھی تمنا نہ کریں گے اُن اعمال کی وجہ سے جو اُن کے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں)۔

یہ وہ امر ہے جس کا سوائے جاہل بے شرم اور مشاہدے کے منکر کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ قرنوں اور زمانوں سے یہ آیات گروہ کے گروہ نقل کرتے چلے آتے ہیں جن میں اُن (یہود) کو مخاطب بنایا جا رہا ہے۔ مگر ہر ایک نے یقین کر لیا اور مان لیا اور کسی کو ممکن نہ ہوا کہ اس کا انکار کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت بعثت سے تمام عرب کو باوجودیکہ وہ نہایت فصیح اللسان تھے اور بکثرت انواع بلاغت استعمال کرتے تھے۔ مثلاً اطناب۔ ایجاز۔ فنون بلاغت میں تصرف۔ الفاظ مرکبہ میں بذریعۂ تصرف وجوہ معانی۔ اس امر کی دعوت دی کہ وہ بھی اس قرآن کے مثل کوئی کتاب لائیں۔ اور پھر انھیں صرف ایک ہی سورۃ لانے کے لیے فرمایا۔ مگر باوجود طول وعرض میں اُن کے شہروں کی وسعت کے وہ سب کے سب اس سے عاجز رہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیئیس سال تک انھیں میں مقیم رہے وہ لوگ آپ سے جنگ کرنے کو سہل سمجھتے رہے، ان کی خونریزی سے تعرض ہوتا رہا اُن کی اولاد غلام بنائی جاتی رہی، بایں ہمہ سب کے سب قرآن کے مقابلے سے جس کی آپ نے انھیں دعوت دی تھی باز رہے۔

جس شخص کو قلیل سے قلیل فہم بھی ہے اس پر بھی یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ان لوگوں پر اس عجز پر محض اس امر نے آمادہ کیا کہ انھیں اس سے سخت دشواری تھی اور انھیں اس کی قوت نہ تھی اور انھیں اس سے عاجز کر دیا گیا تھا۔ پھر دنیا چار سو بیس برس سے ایسے بلغاء سے عام ہوگئی جو اس طرح زبان درازی کرتے رہے جیسے ایک نقاد کرتا ہے۔ اور بیہودہ معنی میں طول دیتے رہے تاکہ اُن جماعتوں میں

Marfat.com

جن کو دین اسلام میں بصیرت نہیں ہے ان کی قادر الکلامی کا اظہار ہو۔ مگر ان میں سے جو بھی مقابلۂ قرآن کی مشقت کے لیے تیار ہوتا تھا وہ گرا اور رسوا ہوا۔ اور آپ سے مسخرہ بنا یا گیا اور ذلیل ہوا اور اس کی اور اس کی کلام کی ہنسی اڑائی گئی اور مضحکہ کیا گیا۔ ان لوگوں میں سے ایک مسلمہ بن حبیب الحنفی تھا کہ جب اس نے اس کا قصد کیا تو اس کی زبان ایسی ہی باتوں پر چلی جس سے بچہ مری ہوئی عورت بھی ہنسے۔

ان میں سے ایک اور شخص کہ میرے اور اس کے درمیان مناظرہ ہو رہا تھا، اس کے لیے تیار ہو گیا، میں نے اس سے کہا کہ خدا سے اپنی جان کا خوف کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بیان و بلاغت کی وہ نعمت دی ہے جس سے تو ترقی کر گیا ہے۔ واللہ اگر تو اس باب (مقابلۂ قرآن) میں اشارے سے بھی مقابلہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے اس نعمت کو ضرور ضرور سلب کرے گا۔ اور تجھے رسوا کرے گا اور تیری تشہیر ہوگی، ہنسی ہوگی اور مضحکہ ہوگا جیسا کہ تجھ سے پہلے جس نے اس کا ارادہ کیا اس کے ساتھ کیا گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ واللہ تم سچ کہتے ہو اور اس نے ندامت کا اظہار کیا اور اپنے عیب کا اقرار کیا۔

ہم نے جو کچھ بیان کیا یہ مشاہدہ ہے۔ یہ وہ معجزہ و نشانی ہے جو آج تک باقی ہے اور اختتام دنیا تک باقی رہے گی۔ بقیہ معجزات انبیاء علیہم السلام انہیں انبیاء کے ساتھ فنا ہو گئے اور ان میں سے سوائے ان کی خبر کے اور کچھ نہ رہا۔

ایک قوم کا گمان یہ ہے کہ عرب اور ان کے تابعین بلغا رکا قرآن کے مقابلے سے عاجز رہنا محض اس وجہ سے ہے کہ قرآن طبقات بلاغت میں انتہائی بلندی پر ہے۔ یہ شدید غلطی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو اس وقت یہ ہرگز معجزہ نہ ہوتا۔ اس لیے کہ یہ صفت تو ہر اس شے کی ہے جو اپنے طبقے میں سبقت لے جائے۔ اور

Marfat.com

جو شے ایسی ہو اگرچہ وہ کسی خاص وقت میں سبقت لے گئی ہو وہ اس سے بخوف نہیں ہے کہ کل کوئی ایسی شے آجائے جو اس کے قریب ہو بلکہ اس سے بالاتر ہو۔

قرآن میں اعجاز یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے بندوں کو اس کا مثل لانے سے عاجز کردیا اور ان سے اس کی قوت اٹھالی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہنے والا کہے کہ میں آج اس راستے میں چلوں گا اور میرے بعد کسی کو اس میں چلنا ممکن نہ ہوگا۔ اور وہ شخص سب لوگوں سے طاقتور بھی نہ ہو۔ لیکن اگر چلنے سے عاجزی راستے کی دشواری اور اس چلنے والے کی طاقت سے ہو تو یہ نشانی اور معجزہ نہیں ہے۔

ہم نے کسی دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ قرآن انسانی بلاغت کی قسم میں سے نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس میں اوائل سور میں وہ اقسام اور حروف مقطعات ہیں جن کے معنی بھی کوئی شخص نہیں جانتا۔ اور یہ انسانی بلاغت معہودہ کی قسم میں سے نہیں ہے۔

انیس برادر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کو سنا اور کہا کہ "میں نے قرآن کو بلغاء وشعراء کی زبان کے مقابلے میں رکھا مگر کسی کو اس کے موافق نہ پایا۔ یا کوئی ایسا کلام (بھی نہ پایا) جس کے معنی ہی ایسے ہوتے"۔ اس روایت سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہم نے جو کچھ کہا وہ درست ہے کہ قرآن بلاغت مخلوق کی قسم ہی سے خارج ہے۔ وہ ایک ایسے رتبے پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اس کا مثل لانے سے روک دیا ہے۔ اس موضوع میں ہمارا ایک رسالہ ہے۔ جس میں مکمل بحث ہے' ابوعامر احمد بن عبد الملک ابن شہید کے پاس ہم نے اس کو بھیجا تھا۔ انشاء اللہ ہم اس کا کچھ حصہ یہاں بھی بیان کریں گے' اس کتاب میں جو کلام معتزلہ واشعریہ کے ساتھ خلق قرآن کے بارے میں ہے اس کے لیے بھی کافی ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

Marfat.com

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ "قرآن کا مقابلہ کرنے والوں کو یا تو اس زمانے میں (بجبر) روکا گیا یا انھوں نے مقابلہ تو کیا مگر اس کو چھپا ڈالا گیا" تو بتوفیق الٰہی اُسے جواب دیا جائے گا کہ جو تم کہتے ہو اگر یہ ممکن ہے تو پھر دوسرے کو بھی یہ ممکن ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں بھی ایسا ہی دعویٰ کرے بلکہ یہ تو دغا و فریب کے زیادہ قریب ہے۔ اس لیے کہ تمھاری توریت میں ہے کہ ساحروں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا بجز مچھروں کے کہ وہ لوگ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

جادو سے طبیعت نہیں بدل سکتی ۸۸

حالانکہ یہ باطل اور کھلی ہوئی تبدیلی ہے۔ اس لیے کہ سحر نہ تو آنکھ کو پھیرتا ہے نہ اسے بدلتا ہے اور نہ طبیعت کو بدلتا ہے۔ اور وہ محض حیلے اور بہانے ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ کی مدد سے اسی کتاب میں اس کے مقام پر اور دوسری کتاب میں بیان کر چکے ہیں۔

یہ اعتراض تو اس طریقے کا ہے جس سے بڑے بڑے گروہوں کے مشاہدے کا ابطال لازم آتا ہے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو حضرات صاحب حکومت ہوئے وہ مشہور ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کے دشمن نہ ہوں جو اپنی عداوت سے اُسے انتہائی غیظ و غضب تک نہ پہنچا دیتے ہوں۔

روافض ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے عداوت رکھتے ہیں اور ان کی عداوت و تکفیر میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ کبھی کسی مومن یا کافر نے یا شیخین کے دشمن یا دوست نے یہ نہیں کہا کہ ان میں سے کسی نے کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا اقرار کرنے پر مجبور کیا ہو۔ یا زبردستی کسی ایسی چیز کو چھپایا ہو جس سے آنحضرت ؐ یا قرآن کا مقابلہ کیا گیا ہو۔ اور نہ کسی یہودی یا نصرانی کو یہ کہنے کی قدرت ہے۔

اسی طرح عثمانؓ و نیز علیؓ کہ جن سے خوارج عداوت رکھتے ہیں

Marfat.com

اور ان دونوں کی عداوت و تکفیر میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی معترض نے ان دونوں حضرات کے بارے میں بھی اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ بھی اس کا قصد کرے تو وہ اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ بادشاہ لوگوں کے ہاتھوں اور زبانوں پر قادر نہیں ہیں وہ لوگ اپنے گھروں میں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جس پر اعتماد کرتے ہیں اس سے اس کو ظاہر کرتے ہیں یہانتک کہ وہ عام طور پر مشہور ہو جاتا ہے۔ یہ وہ امر ہے کہ جس کے ضبط پر اور روکنے پر کوئی بھی قادر نہیں ہو سکتا۔ خاصکر دنیا کی درازی اور اس کے اطراف کی وسعت کے باوجود جو سندھ سے اندلس تک پھیلی ہوئی ہے کسی امر کا چھپانا کیونکر ممکن ہے؟ اگر اس کا مقابلہ ممکن ہوتا تو مشرق سے مغرب تک اس سے ایسا شخص بھی باز نہ رہتا جسے استطاعت کا ادنیٰ حصہ بھی خود اسی کے نزدیک اُسے حاصل ہوتا جو ان لوگوں میں سے ہوتا جسے اسلام میں کسی قسم کی بصیرت نہیں ہے۔

اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں یہود کو یہ حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس جو نبی آئے اس سے اس شریعت کے سوا کوئی شریعت قبول نہ کرنا۔ ہم بتوفیق الٰہی اسے یہ جواب دیں گے کہ چند وجوہ سے موسیٰ علیہ السلام کا ایسا کہنا غیر ممکن ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ ایسا کہتے تو خود اپنی نبوت کو بھی باطل کر دیتے۔ یہ وہ بات ہے جس میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ ان لوگوں سے یہ فرماتے کہ اس شخص کی تصدیق نہ کرنا جو تمہیں کسی دوسری شریعت کی دعوت دے اگرچہ وہ معجزات ہی لائے۔ تو انھیں یہ لازم آئے گا کہ جب کہ کوئی اور شخص معجزات لائے اور کسی چیز کی دعوت دے اور وہ معجزات اس کی لائی ہوئی چیز کی تصدیق کے موجب نہ ہوں تو پھر یہی معجزات موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی چیز کی تصدیق کے بھی

Marfat.com

موجب نہ ہوں گے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے شخص کے معجزات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ معجزات ہی سے شریعت ثابت ہوتی ہے اور شریعت سے معجزات ثابت نہیں ہوتے۔ شریعت کی تصدیق تو معجزے کے سبب سے واجب ہوتی ہے اور معجزہ تصدیق شریعت کو واجب کرتا ہے۔ جو شخص نبوت و شریعت کا قائل ہے وہ اگر اس کے خلاف کہے تو وہ باطل کا بہت بڑا شہرت دینے والا ہے۔

۸۹ یہ قول جو موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کذب و موضوع ہے اس میں سے کچھ بھی توریت میں نہیں ہے۔ توریت میں صرف یہ ہے کہ "جو شخص تمہارے پاس آئے اور وہ نبوت کا دعویٰ کرے اور وہ جھوٹا ہو تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔ اگر تم کہو کہ ہم اس کا کذب کیسے معلوم کریں تو دیکھو کہ جب وہ کوئی شے اللہ کی جانب سے بیان کرے اور وہ اس کے کہنے کے مطابق نہ ہو تو وہ کاذب ہے"۔ جو کچھ توریت میں ہے یہ اس کی نص ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ جو کچھ اللہ کی طرف سے بیان کرے اور اس کے کہنے کے مطابق ہو جائے تو وہ صادق ہے کسریٰ پر غلبۂ روم کے بارے میں اور عنسی کذاب کے قتل کی خبریں اور جنگ ذی قار میں اور کسریٰ کی معزولی وغیرہ میں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی ہم نے ویسا ہی پایا۔

اگر وہ کہیں کہ توریت میں یہ ہے کہ یہ شریعت تم پر ہمیشہ کے لیے لازم ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی محال ہے۔ کیونکہ اسی طرح اس میں یہ بھی ہے کہ ان شہروں میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ حالانکہ ہم نے خود علانیہ طور پر دیکھ لیا کہ وہ اُن شہروں سے نکل گئے۔

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو یہ فرما گئے ہیں کہ "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بس اسی طرح موسیٰ بھی فرما گئے ہیں) تو اُن سے کہا جائے گا اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ہمارا مددگار ہے کہ یہ کلام اس قبیل سے نہیں ہے جس کا دعویٰ تم نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے تو ہم نے یہ جان لیا ہے کہ آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے کسی کو یہ ممکن نہ ہو گا کہ وہ کوئی معجزہ دکھا سکے۔ اگر معجزے کا ظہور ممکن ہوتا تو اس کے ظاہر کرنے والے کی تصدیق بھی واجب ہوتی۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وجہ سے بھی کسی پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں کیا جائے گا۔

اگر کوئی معترض کہے کہ "تم لوگ دجال کے بارے میں کیا کہتے ہو، تم تو خود ہی خیال کرتے ہو کہ اس کے لیے عجائب ظاہر کیے جائیں گے"۔ بتوفیق الٰہی اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے بارے میں مسلمانوں کے عقاید چند قسم پر ہیں۔

ضرار بن عمرو اور تمام خوارج بالکل دجال کے ہونے ہی کی نفی کرتے ہیں، تو پھر کیونکر اس کے لیے کوئی نشانی ہوگی۔

مسلمانوں کے بقیہ فرقے دجال کی نفی نہیں کرتے۔ وہ عجائب جو اس کے متعلق بیان کیے گئے ہیں وہ محض بروایت احاد ہیں (اور روایت احاد سے نہ یقین حاصل ہوتا ہے اور نہ انکار کفر ہے)۔

بعض متکلمین نے کہا ہے کہ دجال تو خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اور خدائی کے مدعی کے دعوے ہی میں اس کے کذب کا بیان ہے۔ متکلمین کہتے ہیں دجال پر عجائب کا ظہور کسی صاحب عقل کی گمراہی کا نہیں ہوسکتا۔ لیکن مدعی نبوت پر عجائب کا ظہور ناممکن ہے کیونکہ یہ ہر صاحب عقل کی گمراہی کا سبب ہوگا۔

ہمارا قول اس میں یہ ہے کہ جو عجائب کہ دجال سے ظاہر ہوں گے وہ محض اس قسم کے حیلے ہوں گے جو فرعون کے ساحروں نے کیے تھے۔ یا حسین بن منصور حلاج کے اعمال اور شعبدہ بازوں کے شعبدوں کے قبیل سے ہوں گے۔ اس پر مغیرہ بن شعبہ کی حدیث دلالت کرتی ہے

Marfat.com

جب کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ دجال کے ساتھ پانی کی نہر اور روٹی کی نہر ہوگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ وہ خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ عمران بن حصین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو شخص دجال کو سنے تو اسے چاہیے کہ اس سے دور رہے کیونکہ آدمی اس کے پاس آئے گا اور وہ اپنے کو مومن سمجھتا ہوگا مگر جو شبہات دیکھے گا اُن کی وجہ سے اُس کی پیروی کرلے گا۔ نص سے ثابت ہوگیا کہ دجال صاحب شبہات ہوگا صاحب حقایق نہ ہوگا۔

تمام حدیثیں اس باب میں متفق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں فرمایا کہ دجال جو کچھ ظاہر کرے گا پانی کی نہر۔ آگ انسان کا مار ڈالنا اور اس کا جلانا یہ سب حیلے ہوں گے۔ اور ان سب کے وجوہ ہوں گے کہ جب تلاش کیے جائیں گے پائے جائیں گے۔ بعض معدنی اجسام جب انھیں گلایا جائے گا تو وہ شکل بدل کر پانی معلوم ہونے لگیں گے۔ مٹی کا تیل صورت بدل کر غلط طور پر یہ دکھائے گا کہ وہ آگ ہے۔ ایک انسان قتل کرکے چادر سے ڈھانک دیا جائے گا اور دوسرا تیار اور پوشیدہ ہوگا جو ظاہر ہو جائے گا کہ معلوم ہو کہ یہ قتل کر دیا گیا تھا پھر زندہ کر دیا گیا۔ جیسا کہ حسین بن منصور حلاج نے چتکبرے بکری کے بچے کے بارے میں کیا تھا۔ اور جیسا کہ شریعی وغیری نے خچر کی مادہ کے بارے میں کیا تھا۔ اور جیسا کہ زبرن نے چڑیا کے متعلق کیا تھا۔

میں جانتا ہوں کہ جو شخص مرغی کو ہڑتال کھلائے گا تو وہ بیہوش
ہو جائے گی اور اس کی موت میں کوئی شک نہ کیا جائے گا۔ پھر اُس کے ۹۰
حلق میں تیل ٹپکایا جائے تو وہ صحیح سالم اٹھ کھڑی ہوگی۔ یہ اس وقت
معجزہ ہوتا اگر وہ ہڈیوں کو زندہ کرتا جو گلی سڑی ہوئیں پھر ان پر گوشت
کا پیدا ہونا دکھاتا۔ تو یہ ایک ایسا کھلا ہوا معجزہ ہوتا جس میں کوئی

Marfat.com

شک نہ ہوتا اور نہ اس پر سوائے نبی کے کوئی قادر ہوتا۔ ہم نے چڑیا کو دیکھا ہے کہ پانی میں ڈالدی جاتی ہے، اس کے مرجانے میں کسی کو شک نہیں رہتا، پھر ہم اسے دھوپ میں رکھ دیتے ہیں، بس تھوڑی ہی دیر میں اٹھ کر اڑ جاتی ہے۔ پانی میں ڈوبی ہوئی مکھی کے بارے میں بھی ایسا ہی معلوم ہوا ہے کہ جب اس پر نئی اینٹ کا کا سفوف چھڑک دیا جائے۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات نہ تو کسی دیوار کے پیچھے ہوتے ہیں، نہ کسی معین مکان میں، اور نہ کسی پردے کے نیچے، بلکہ وہ بالکل ظاہر اور کھلم کھلا ہوتے ہیں۔ میں نے خود ابو محمد عرف محرق کے حیلے و شعبدے کا راز فاش کیا ہے۔ جو ایک ایسی بات چیت کے بارے میں تھا کہ اس کے سامنے سنائی دے مگر اس کا متکلم نظر نہ آئے۔ میں نے اس کے بعض اصحاب کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ مجھے یہ آواز کسی دوسرے مکان میں سنائے یا جہاں میدان ہو اور عمارت نہ ہو، مگر وہ اس سے عاجز رہا۔ اور اس کا حیلہ ظاہر ہو گیا۔ حیلہ یہ کیا تھا کہ ایک سوراخدار بانس تھا جو دیوار کے پیچھے کسی پوشیدہ درز پر رکھ دیا جاتا، وہ شخص جو بانس کے کنارے ہوتا وہ بانس کے منہ پر مسجد والوں کی نظر بچا کر چند کلمات جو دو تین سے زیادہ نہ ہوتے بولتا تھا۔ جو لوگ گھر میں محرق ملعون کے ساتھ ہوتے انھیں اس میں کوئی شک نہ ہوتا کہ بات چیت ان کے سامنے ہوئی ہے۔ اور اس میں بات چیت کرنے والا محمد بن عبداللہ کاتب تھا جو محرق کا ساتھی تھا۔

اگر کوئی معترض قرآن کی اس آیت پر اعتراض کرے "وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاولون" (اور ہمیں خاص معجزات کے بھیجنے سے صرف اس امر نے باز رکھا کہ اگلوں نے ان کی تکذیب کی تھی (اسی طرح پچھلے بھی کریں گے) تو

Marfat.com

معترض کو بتوفیق الٰہی یہ جواب دیا جائے گا کہ اس کا مطلب دو طرح نکلتا ہے۔

ایک تو یہ کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ اس شخص کو زجر و توبیخ (گھرکی جھڑکی) ہے جو ان معجزات کی فرمائش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا کلام نقل فرما دیا اور الف استفہام کو حذف کر دیا اور یہ بکثرت کلام عرب میں موجود ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے وہ معجزات مراد لیے ہیں جن کی شرط لگائی گئی تھی آسمان پر چڑھنا اور آپ کے ہمراہ فرشتے کا رہنا۔ اور اسی کے مشابہ۔ اللہ تعالیٰ پر شرط لگانے کا کسی کو حق نہیں۔

قول اول ہی ہمارا جواب ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے ارادے سے کوئی شے نہیں روک سکتی۔

معجزۂ قرآنی

اسی طرح اگر کوئی معترض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اعتراض کرے کہ کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جس کو وہ چیز دی گئی ہے کہ اس کی مثل پر بشر ایمان لایا ہے۔ مجھے جو چیز دی گئی ہے وہ محض وہ وحی ہے جو مجھے بھیجی جاتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے روز میرے متبعین تمام انبیاء کے متبعین سے زاید ہوں گے۔

بتوفیق الٰہی معترضین سے کہا جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے مراد وہ بہت بڑا معجزہ ہے جو ابدالآباد تک رہے گا، جو آپ کی بعثت کا سب سے پہلا معجزہ ہے، اور وہ قرآن ہے۔ اس معجزے کے ابد تک باقی رہنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور انبیاء کے معجزات کے خلاف قرار دیا ہے اس لیے کہ ان معجزات کا اعجاز سمجھنے میں عالم و جاہل سب مساوی ہیں۔ لیکن اعجاز قرآن کو محض علماء عرب ہی سمجھتے ہیں۔ باقی لوگ علماء کے

Marfat.com

بتانے سے سمجھتے ہیں۔

توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کھلی ہوئی پیشینگوئی ہے کہ "عنقریب میں بنی اسرائیل کے لیے اُن کے بھائیوں میں سے ایک نبی قایم کروں گا جس کی زبان پر اپنا کلام جاری کروں گا۔ پھر جو شخص اس کی نافرمانی کرے گا۔ میں اس سے انتقام لوں گا۔"

یہ صفت سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی میں نہ تھی۔ برادران بنی اسرائیل سے مراد بنی اسماعیل ہیں۔

توریت کے سِفر خامس میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ سینا سے آیا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑوں سے ظاہر ہو گیا"، سینا بلاشک وہ مقام ہے جہاں سے موسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ سعیر عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقام ہے، اور فاران بلاشک مکہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقام ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو فاران میں آباد کیا۔ اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ ابراہیم نے اسماعیل کو مکے ہی میں آباد کیا تھا۔ لہٰذا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بعثت کی نص و تصریح ہے۔

نبی اسلام جس نے سب کو ایک بنا دیا

۹۱ وہ خواب جس کی تعبیر دانیال نے کی ہے اس پتھر کے متعلق جس کو بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس پتھر نے اس بت کو ریزہ ریزہ کر دیا جس کا کچھ حصہ سونے کا تھا، کچھ چاندی کا، کچھ تانبے کا کچھ لوہے کا، اور کچھ مٹی کا۔ اس نے ان سب کو ملا کر گوندھ ڈالا اور سب کو ایک ہی شے بنا دیا، اس کے بعد پتھر بڑھا، یہاں تک کہ اس نے تمام زمین کو بھر دیا۔

دانیال نے اس کی تعبیر یہ کی کہ ایک نبی ہوگا جو تمام اجناس

Marfat.com

کو جمع کر دے گا اور اس کے حکم کا قبضہ آفاق بھر پر ہوگا۔ آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسا کوئی نبی کہیں ہوا ہے جس نے تمام اجناس کو باوجود ان کے اختلاف کے اور باوجود ان کی زبان، دین، وطن، اور ملک کے اختلاف کے جمع کر دیا اور اس نے ان سب کو جنس واحد زبان واحد امت واحدہ مملکت واحدہ اور دین واحد بنا دیا۔ کیونکہ عرب و فارس۔ اور نبط (جو عرب و فارس کے درمیان تھے) اور کرد و ترک و دیلم اور الجبل۔ بربر۔ قبط اور روم و ہند و سودان کے تمام مسلمان باوجود اپنی کثرت کے سب کے سب ایک ہی زبان میں بولتے ہیں، اسی میں قرآن پڑھتے ہیں اور تمام مذکورہ بالا اقوام امت واحدہ بن گئی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین نبوت مذکورہ بلا اشکال ثابت ہوگئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

فارقلیط

اس باب میں جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ مساوی طور پر ان نصاریٰ پر بھی حجت ہے جو صرف نبوت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں، اور وہ اریوسیہ۔ مقدونیہ۔ بوتقانیہ ہیں۔ اسی کے ساتھ مسیح علیہ السلام کی وہ دعا بھی ہے جو انجیل میں ہے کہ "اے اللہ فارقلیط کو بھیج کہ وہ لوگوں کو تعلیم دے کہ بشر کا بیٹا انسان ہے"

جس کو عقل ہو اس کے لیے یہ نہایت واضح ہے۔ اس لیے کہ مسیح علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ ان کی قوم ان کے بارے میں حد سے بڑھ جائے گی کہیں گے کہ وہ اللہ ہے اور اللہ کا بیٹا ہے۔ انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اس شخص کو مبعوث کرے جو لوگوں سے بیان کرے کہ وہ نہ آلہ ہے نہ آلہ کا بیٹا ہے۔ وہ محض انسان ہے جو ایک عورت سے پیدا ہوا ہے۔ تو آیا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نبی ایسا آیا جو اس کو بیان کرتا جس سلیم کے لیے اس بیان کے بعد کوئی حیلہ نہیں رہتا۔

Marfat.com

اللہ شکر کی توفیق دے کہ اس نے ہدایت کی توفیق دی۔

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ مجوس زردشت کی نبوت کو مانتے ہیں۔ اور یہود کی ایک جماعت ابو عیسٰی الاصبہانی کی نبوت کو مانتی ہے۔ ایک قوم جو غالی کفار میں سے ہے وہ بزیع الحائک (جولاہہ) اور مغیرہ بن سعید و بنان بن سمعا التیمی وغیرہ کی جو قبیلہ کلاب کے غالی لوگوں میں سے تھے نبوت کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو بتوفیق الٰہی اس کا جواب یہ ہے کہ ابو عیسٰی و بنان و بزیع اور وہ تمام حد سے بڑھنے والے لوگ جن کی نبوت یا خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں جن میں اچھے برے سب ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی کسی طور بھی کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔

معجزات ثابت نہیں ہوتے تا قتیکہ انھیں بڑے بڑے گروہ نقل نہ کریں۔ یہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دے گئے، ایسی خبر جس کے صدق پر دلائل قائم ہو چکے ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ دلیل ان لوگوں کے بطلان کے لیے صحیح ہے جو ان کی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں زردشت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے) بعض مسلمان بھی ان کے قائل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس کا معجزہ ثابت ہو جائے اس کی نبوت سے انکار نہیں کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے "وان من امة الا خلا فيها نذير" (کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں ڈرانے والا (نبی) نہ گذرا ہو)۔ اور فرماتا ہے "ورسلا قد قصصناهم عليك من قبل ورسلا لم نقصصهم عليك" (اور آپ سے پہلے بہت سے رسول ہیں جن کا ہم نے آپ سے ذکر کیا اور بہت سے رسول ایسے ہیں کہ جن کا ہم نے آپ سے ذکر نہیں کیا)۔

Marfat.com

مسلمان کہتے ہیں کہ مجوس جو غلط باتیں زردشت کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ سب باطل اور مجوس کی بنائی ہوئی ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ "مانیہ" ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں اور ان سب کے اقوال ایسے متضاد ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ ان اقوال کا کہنے والا خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا وقت واحد میں ان کو کہہ سکے۔ اسی طرح "ملکانیہ" اپنے قول تثلیث کو مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ "نسطوریہ" بھی اپنا قول انھیں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی طرح "یعقوبیہ" بھی "مانیہ" بھی اپنا قول ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ۹۲
اسی طرح "مرقونیہ" بھی یہ کھلی ہوئی دلیل ہے کہ ان سب گروہوں نے زردشت و مسیح پر جھوٹ باندھا ہے، "غالیہ" نے قرآن میں بھی اسی قسم کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ کتاب و شریعت جو اپنے ہی ماننے والوں تک محدود رہے اور غیروں سے بچائی جائے، اس میں تبدیل و تحریف شامل ہو جاتی ہے۔

مجوسی کی کتاب و شریعت ان کی سلطنت کی درازی کی مدت تک موبد اور ہربذ [23] خدام و متولیان آتش کدہ کے پاس رہی۔ اور ہر متولی آتش کدہ کی ایک کتاب تھی جو بلاشرکت غیرے تنہا اسی کے پاس رہتی تھی، نہ کوئی دوسرا متولی اسے دیکھ سکتا تھا نہ اور کوئی غیر۔ ان لوگوں کے سوا کسی اور کے لیے یہ جائز بھی نہ تھا۔ اس کے بعد ان کی کتاب میں سکندر کے جلا دینے سے رخنے پڑ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب وہ دارا ابن دارا پر غالب آگیا تھا۔ وہ لوگ بغیر آپس کے اختلاف کے اس کے مقر ہیں کہ اس کتاب کا ایک تہائی حصہ جاتا رہا۔ اس واقعے کو بشیر ناسک اور ان کے دوسرے علماء نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح توریت بھی بنی اسرائیل کی سلطنت کی مدت بھر تنہا کوہن اکبر ہارونی کے پاس رہی۔ جس کا سوائے جھوٹے بچپا کے ان میں بھی کوئی منکر نہیں۔

اسی طرح انجیل بھی چار مختلف کتابیں چار مختلف اشخاص کی تالیف سے تھیں۔ ان سب میں تبدیل کا امکان تھا۔

مجوس کے بڑے بڑے گروہوں نے زردشت کے علامات و معجزات نقل کیے ہیں مثلاً پگھلا ہوا پیتل ان کے سینے پر اونڈیل دیا گیا مگر انھیں اس نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ یا گھوڑے کے چاروں قدم اس کے پیٹ میں گھس گئے تھے اور انھوں نے انھیں نکالا۔ اور اس کے علاوہ۔ جو لوگ مجوس کو اہل کتاب کہتے ہیں ان میں علیؓ بن ابی طالب و حذیفہ رضی اللہ عنہما (صحابہ میں) اور سعید بن المسیب و قتادہ و ابو ثور (تابعین میں) اور جمہور اصحاب اہل ظاہر ہیں۔ ہم نے اس قول کی صحت کو ثابت کرنے والے دلائل اپنی کتاب مسمی بہ الایصال کی کتاب الجہاد اور کتاب الذبائح اور کتاب النکاح میں بیان کیے ہیں۔ والحمدللہ رب العالمین۔ اور اس کی صحت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں سے جزیہ لینا کافی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ براۃ میں غیر کتابی سے جزیہ لینے کو حرام کر دیا ہے۔ (قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون) (سورۂ توبہ پارہ ۱۰) (یعنی ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور نہ اسے حرام سمجھتے ہیں جو اللہ و رسول نے حرام کیا۔ اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں۔ جو اہل کتاب ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ذلت کے ساتھ جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔)

یہود کے عیسویہ سے کہا جائے گا کہ جب تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے قرآن کے منقول ہونے میں، آپ کے معجزات کے نقل کرنے میں اور آپ کی نبوت کی صحت میں بڑے گروہ کی تصدیق کر دی تو قرآن میں جو کچھ ہے اُس کا ماننا تم پر لازم ہے، قرآن میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں اور آپ کو حکم ہے کہ آپ لوگوں سے یہ کہیں "یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" (اے لوگو میں تم سب کے لیے اللہ کا رسول ہوں)۔

دوسری آیت ہے "من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین" (جو شخص سوائے اسلام کے کوئی دین اختیار کرے گا تو وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت میں نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگا)۔

اسی باب میں یہ آیت ہے "وقاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر۔ الی حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون" (یہ پوری آیت مع ترجمہ اوپر بیان ہو چکی)۔ اس میں یہود کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ جس دین پر ہیں اُسے ترک کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کریں۔ یہ وہ امر ہے جس سے انھیں مفر نہیں۔

اگر وہ یہ اعتراض کریں کہ "قرآن میں تو یہود کے لیے یوم السبت (شنبہ) کو محترم قرار دیا گیا ہے اور اس کے التزام پر انھیں ابھارا گیا ہے" تو یہ تو انھیں محض زجر و توبیخ ہے کہ وہ اپنے جن اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں اُن سے ایسے افعال سرزد ہوئے تھے اور اس کو نص قرآن جو اس آیت میں بیان کرتی ہے "ورسولا الی بنی اسرائیل لیحل لھم بعض الذی حرم علیھم (یعنی عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول بنا کر بھیجے گئے تا کہ وہ بعض حرام چیزیں ان کے لیے حلال کر دیں)۔ یہ یہود کی شریعت کے نسخ و بطلان پر نص جلی ہے۔

Marfat.com

وہ امر جس سے نہ کوئی مومن انکار کر سکتا ہے نہ کافر، یہ ہے کہ آپ نے یہود بنی اسرائیل سے جنگ کی جو بنی قریظہ نضیر، بذل و بنی قینقاع میں سے تھے۔ انھیں قتل کیا، گرفتار کیا۔ اُن پر جزیہ مقرر کیا۔ اور ان کو کافر بتایا جب وہ اسلام کی طرف رجوع نہ ہوئے۔ اُن میں سے جو اسلام لایا اس کا اسلام قبول فرمایا۔ لہذا اگر اُن کا دین منسوخ نہ ہو گیا ہوتا تو آپ کو انھیں اس کے ترک پر مجبور کرنا جائز نہ ہوتا۔ یا جزیہ لینا اور تحت بنا کے رکھنا روا نہ ہوتا۔ نہ آپ کو جائز ہوتا کہ اُن سے ترک دین بنی اسرائیل کو قبول فرمائیں۔ یہ محال و ممتنع ہے کہ جو شخص عیسویین کے نزدیک ۹۳
رسول صادق و نبی ہو وہ ظلم و ستم کرے اور دین حق کو بدل دے۔ لہذا اس سے اُن کے قول کا فساد و تناقض یقیناً بغیر کسی اشکال کے واضح ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اسی طرح صابئین کے فرقوں میں سے جو لوگ بعض انبیاء کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں مثلاً ادریس، اور دوسرے لوگ جن کے بارے میں ان کے قول کی صحت کا یقین بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً عادمون۔ اسقلا بیوس و ایلون وغیرہ۔ اور مجوس جو صرف زردشت کو مانتے ہیں، ان سب سے کہا جائے گا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم جن کی نبوت کا دعوی کرتے ہو ان کی نبوت کس چیز سے ثابت ہوئی؟ سوائے اس کے کوئی جواب نہیں کہ "اُن لوگوں کے لائے ہوئے معجزات ثابت ہیں۔" ان سے کہا جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں آنحضرت تک نقل و روایت باعتبار زمانے کے بھی زیادہ قریب ہے، باعتبار صحت و ثبوت کے بھی زیادہ ظاہر ہے۔ اور باعتبار عدد ناقلین و رواۃ بھی زیادہ ہے۔ اور نہ زیادہ ظاہر و بدیہی ہے۔ نہ تو کوئی فرق ہے اور نہ اس سے انھیں قطعاً کوئی مفر ہے۔ اس لیے کہ وہ نقل ہی نقل ہے۔ مگر ہماری نقل زیادہ

Marfat.com

شائع و ظاہر ہے اور اشاعت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔ باوجودیکہ صابئین کا دین باقی نہ رہا ان کا اتصال بھی منقطع ہوگیا اور ان کی روایت ونقل کا مرجع بھی ایسے لوگ ہیں جن کی قلت کی وجہ سے ان سے حجت قایم نہیں ہوتی۔ بس اس دین کی بنیاد یہ ہے۔ شاید اس وقت روئے زمین پر ان کی تعداد چالیس تک بھی نہ پہنچے۔

مجوس خود ہی اس کا اعتراف واقرار کرتے ہیں کہ ان کی وہ کتاب جس میں ان کا دین تھا سکندر نے جب دارا بن دارا کو قتل کیا اس کتاب کو بھی جلا دیا۔ اور اس کے دو ثلث یا زیادہ جاتے رہے۔ اس میں سے ایک ثلث سے بھی کم رہ گیا جو حصہ جاتا رہا شریعت اسی میں تھی۔ جب ان کے دین کی یہ صفت ہے تو اس کا بالکل قائل ہونا ہی باطل ہے اس لیے کہ اس کا اکثر حصہ جاچکا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ایسی چیز کی تکلیف نہیں دیتا جس کی اتنی حفاظت کا بھی وہ ذمہ نہ لے کہ وہ چیز اس شخص تک پہنچ جائے۔

ان کی ایک کتاب میں جس کا نام "خدائے بانہ" (خدائی نامہ) ہے جس کی یہ لوگ بے انتہا تعظیم کرتے ہیں یہ ہے کہ بادشاہ نوشیرواں نے ممانعت کردی تھی کہ سوائے ازدشیر حزہ کے کہیں بھی یہ لوگ اپنا دین نہ سیکھیں۔ یہ دین فقط وانجرد (دارابجرد) سے پھیلا۔ اس کے قبل بھی یہ صرف اصطخر میں سیکھا جا سکتا تھا۔ اور وہ سوائے مخصوص لوگوں کے اور کسی کے لیے جائز بھی نہ تھا۔

ان کی اس کتاب سے جو سکندر کے جلانے کے بعد بچ گئی تھی تیئیس جزو تھے ان لوگوں کے تیئیس ہی متولی وخادم آتش کدہ تھے، ہر متولی کے لیے ایک جزو تھا جو دوسرے تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ موبذ موبذان ان تمام اجزائے کتاب سے واقف تھا۔

جس کتاب کی یہ شان ہو تو اس کی تبدیل وتحریف لازم ہے۔ اور جو نقل اس طرح کی ہو وہ فاسد ہے جس کی صحت پر یقین

Marfat.com

نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کھلا ہوا جھوٹ جو اُن کی اُن کتابوں میں ہے جن پر ایمان لائے بغیر اُن کا دین صحیح نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ "شاہ جرم جب چاہتا تھا ابلیس پر سوار ہوا کرتا تھا"۔ اور "انسان کی ابتدا ایک ساگ سے ہوئی جس کا نام ریباس یعنی شہرالیہ ہے۔" اور بیوان کی ولادت کی وجہ سے سیاوش بن کیکاؤس نے آسمان وزمین کے درمیان شہر گنگدژ بنایا اس میں اہل بیتوتات کے اسی ہزار پیادوں کو بسایا اور وہ لوگ اس میں ابتک رہے۔ جب بہرام ہماوند گائے پر ظاہر ہوا کہ اُن کی سلطنت کو واپس لائے تو یہ شہر از زمین پر اتر آیا۔ ان لوگوں نے اس کی مدد کی اور اپنے دین وسلطنت کو واپس کر لیا۔"

ہر کتاب جس میں جھوٹ کو جمع کیا جائے وہ باطل وموضوع ہے۔ اللہ عزوجل کی طرف سے نہیں ہے۔ دین مجوس کا فساد بھی اسی طرح مساوی طور پر ظاہر ہو گیا جس طرح دین یہود ونصاریٰ کا فساد ظاہر تھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مناقضات ظاہرہ وتکذیبات واضحہ

تورات وانجیل کے تناقض ونقائص

انشاء اللہ ہم کتب مذکورہ کا ایسا کذب بیان کریں گے کہ کسی صاحب تمیز کو شک نہ رہے گا کہ یہ اُن احبار کی طرف سے جو اُن کے

Marfat.com

۹۱ مولف ہیں خود انھیں نے اللہ تعالیٰ پر اور ملائکہ علیہم السلام اور انبیا علیہ السلام پر کذب و افترا باندھا ہے۔ ان کتابوں کا کذب کسی پر اسی طرح مخفی نہ رہے گا جس طرح دن کی روشنی بصارت رکھنے والوں سے مخفی نہیں رہتی، ان متناقض و فاسد بیانات پر ان سب کے اتفاق کو دیکھ دیکھ کے ہیں تعجب ہوا کرتا تھا، کیونکہ ان میں ایسی بے سروپا باتیں ہیں جن کی بے حقیقتی کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ لیکن یہودیوں کے بیانات پڑھے تو معلوم ہوا کہ جس طرح انگلیوں کی درزیں یکساں ہیں اسی طرح یہود و نصاریٰ کی "مقدس کتابیں بھی ایک سی ہیں، اس سے انصاف پسند مخالفین کے نزدیک بھی ہمارے قول کی صحت ثابت ہو گئی کہ جو شخص دین اسلام و مذہب سنت و مسلک محدثین کے مخالف بھی ہے وہ بھی اسی دین کی گمراہی کو سمجھتا ہے جس کے معتقد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد ترک کر دی۔ اس لیے یہ اپنی عقول کی مخالفت کر رہے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں سے مغلوب ہیں۔ اور ان کے گمان ان کے یقین پر محض اپنے اسلاف کی تقلید اور تعصب اور دنیوی ریاست کے برقرار رہنے کی وجہ سے غالب ہیں۔ ہم نے تو جہانتک ان کے روسار کو دیکھا ہے ایسا ہی پایا ہے۔ لہذا ہم اللہ کی حمد کثیر کرتے ہیں کہ اس نے ہیں اسلام و مذہب سنت و اتباع آثار صحیحہ کی ہدایت فرمائی۔ اسی پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ہیں اپنی ہی راہ کا داعی بنائے رہے کہ اپنی ملاقات کے وقت ہیں اپنی رحمت و رضامندی کی دعوت دے آمین۔

اس کتاب کے ہر پڑھنے والے کو جاننا چاہیے کہ ہم نے کتب مذکورہ میں سے کسی شے کا استنباط اس طور پر نہیں کیا ہے کہ کسی اور وجہ پر اس کا استنباط ممکن ہو چکا ہے وہ دقیق و باریک ہی ہو۔ اس کے بعد اس قسم کے اعتراض کے کوئی معنی نہیں۔ (یعنی توریت و انجیل

Marfat.com

کی عبارتیں ہم جس مطلب کے لیے لائے ہیں اس کے سوا اُن کا کوئی دوسرا مطلب نہیں ہو سکتا)۔

ہم نے کسی ایسے کلام کا استنباط نہیں کیا جس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے اگرچہ یہ ان میں موجود ہے۔ اس لیے کہ معترض کو یہ کہنے کا حق ہو تا کہ اللہ نے اس سے جو بھی مراد لیا ہو وہ صحیح ہے۔ ہم نے محض انہیں مضامین کا حوالہ دیا ہے اور انہیں کو لیا ہے جن میں نہ کوئی حیلہ ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اور وجہ۔ سوائے ان جھوٹے دعووں کے جن پر قطعاً نہ کوئی دلیل ہے، نہ وہ قابل احتمال ہیں، نہ خفی ہیں۔

تورات سامری

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو توریت سامریہ کے ہاتھ میں ہے وہ اس توریت کے خلاف ہے جو دوسرے یہودیوں کے پاس ہے۔ سامریہ کا دعویٰ یہ ہے کہ یہی توریت نازل کی گئی ہے۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ جو توریت یہود کے پاس ہے وہ محرف و مبدل ہے۔ تمام یہود یہ کہتے ہیں کہ سامریہ کی توریت میں تغیر و تبدل کر دیا گیا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ سامریہ کی توریت ہم تک نہیں پہنچی کیونکہ وہ لوگ فلسطین وارد ن سے اس کا نکلنا قطعاً جائز نہیں سمجھتے۔ مگر ہم ایسی بدیہی دلیل اس امر پر بھی لائے ہیں کہ وہ توریت بھی جو سامریہ کے ہاتھ میں ہے محرف و مبدل ہے۔ ان فصول کے آخر میں جہاں ہم نے ملوک بنی اسرائیل کا ذکر کیا ہے وہیں اس کا بھی ذکر ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

متداول تورات

یہود کی اُس توریت کے پہلے ورق میں جو ان کے ربانی۔ عانانی وعیسوی کے پاس ہے روئے زمین کے مشارق و مغارب میں وہ جہاں کہیں بھی ہوں اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ ایک ہی حال پر ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں ایک لفظ کا اضافہ کرنا چاہے یا دوسرا لفظ کم کرنا چاہے تو

Marfat.com

وہ سب کے نزدیک رسوا ہو جائے۔ اس توریت کی انتہا ان کے
۹۵ ان علما تک ہے جو ان لوگوں کی سلطنت ہارونیہ کے زمانے میں
انقلاب ثانی سے پہلے تھے۔ اس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اس کی
سند عذرا ہارونی وراق تک پہنچتی ہے

آدم شکل پروردگار عالم

اس توریت کے شروع میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ "آدم کو مثل اپنی صورت وشباہت کے
بناؤں گا"

اگر صرف "مثل اپنی صورت کے" فرماتا تو اس کے لیے اچھی وجہ
اور صحیح معنی ہو سکتے کہ صورت کی اضافت اللہ کی طرف بطور اضافت
ملک وخلق کرتے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہوں کہ "یہ محل اللہ کا ہے" اسی
کے لیے کہتے ہو کہ "یہ اللہ کی صورت ہے" "یہ اللہ کی تصویر ہے" یعنی
اللہ کی بنائی ہوئی صورت ہے اور ایسی صفت ہے جو تنہا اللہ ہی کی
ملک وخلق میں ہے۔ لیکن "مثل اپنی شباہت یا شبہ کے" کہنا تو تمام
تاویلات کا سدباب کر دیتا ہے۔ آدم کو اللہ کا مثل وشبہ ثابت کرتا ہے۔
اور اس کا بطلان بداہت عقل سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شبہ ومثل
کے ایک ہی معنی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے بہت دور ہے کہ کوئی
اس کا مثل یا شبہ ہو۔

روئے زمین پر بہشت کی نہریں

تذکرہ تخلیق آدم کے بعد ہی تورات میں ہے کہ
ایک نہر عدن سے نکلے گی جو باغوں کو سیراب
کرے گی اور وہیں سے متفرق ہو جائے گی اس کی
چار شاخیں ہو جائیں گی۔ پہلی کا نام نیل ہو گا اور
وہ تمام بلاد زویلہ کو محیط ہو گی جس میں سونا ہے
اس بستی کا سونا کھرا ہے۔ اس میں موتی اور بلور ہو گا۔ دوسری
شاخ کا نام جیحان ہو گا اور وہ تمام بلاد حبشہ کو محیط ہو گی۔ تیسری
کا نام دجلہ ہو گا اور یہ شرق موصل میں جاری ہے اور چوتھی کا نام

Marfat.com

فرات ہے۔ اور اللہ نے آدم کو لیا اور انھیں جنات عدن میں رکھا

وجوہ کذب

اس کلام میں کذب کے ایسے وجوہ فاحشہ ہیں جو اس کا یقین دلاتے ہیں کہ یہ کسی جھوٹے مسخرے کا بنایا ہوا ہے۔

پہلی وجہ اس امر کی خبر دینا ہے کہ یہ چاروں نہریں اس نہر سے منتشر ہوں گی کہ اسی جنات عدن سے نکلتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو رکھا۔ کیونکہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا پھر اس نے انھیں اس جنت سے نکال دیا جب انھوں نے اس درخت میں سے کھایا جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا تھا۔ جسے علم ہیئت سے ذرا سی بھی واقفیت ہے، جو ربع مسکون کا کچھ بھی حال جانتا ہے یا جو مصر و شام و موصل گیا ہے، وہ جانتا ہے کہ یہ سب کا سب ذلیل جھوٹ ہے۔

دریائے نیل کا مخرج جنوب کے ایک چشمے سے ہے جو آبادی سے باہر جبال قمر میں ہے۔

دریائے دجلہ و فرات کا مخرج شمالی جیحان سے ہے۔

دریائے جیحان بلاد روم سے نکلتا ہے اور مصیصہ اور اس کی بیرونی آبادی مسمی کفربینا کے درمیان سے گذرتا ہے یہاں تک کہ مصیصہ سے جا کر نیل پر بحر شام میں گر جاتا ہے۔

دریائے دجلہ کا مخرج ان چشموں سے ہے جو آرمینیہ کی علمداری اور دیار بکر کے موضع آمد کی سرحدوں میں ہیں۔ اس کا پانی ان پتھریلے میدانوں میں گرتا ہے جو مشہور ہیں اور جو بصرے کے قریب عربی و عراقی سرحدوں میں ہیں۔

دریائے فرات کا مخرج بلاد روم سے ہے جو آرمینیہ کے قریب قالی قلا سے ایک روز کی مسافت پر ہے۔ پھر وہ رقہ کی علمداری سے عراق تک کا راستہ اختیار کر لیتا ہے، اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں

Marfat.com

اور دونوں دجلے میں گر جاتی ہیں۔ یہ بہت بڑا اور برا جھوٹ ہے جس سے مفر نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتا۔

دوسری وجہ۔ اُس کا یہ کہنا ہے کہ نیل بلاد زویلہ کو محیط ہے اور جیحان بلاد حبشہ کو محیط ہے۔ یہ بھی بہت بڑا اور کھلا ہوا جھوٹ ہے کیونکہ تمام ملک سودان میں حبشہ وغیر حبشہ سوائے نیل کے قطعاً کوئی نہر نہیں ہے۔ اس کی سات شاخیں ہیں جن کا مخرج ایک ہی ہے۔ پھر وہ سب شاخیں بلاد نوبہ کے اوپر جمع ہو جاتی ہیں۔

تیسرا جھوٹ اس کا یہ کہنا ہے کہ بلاد زویلہ میں عمدہ قسم کے
۹۶ موتی ہیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے اس لیے کہ اس میں موتی کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ موتی صرف بحر ہند و فارس اور ہند و چین کے سمندروں میں ہوتے ہیں۔ یہ سب رسوا کرنے والی باتیں ہیں جن کو ہرگز اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا ہوگا۔

دفع دخل

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نیل و فرات و سیحان و جیحان جنت کی نہریں ہیں۔ ہم کہیں گے کہ ہاں یہ صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور وہ بغیر کسی تاویل کے تکلف کے اپنے ظاہری معنی پر ہے۔ وہ معنی یہ ہیں کہ یہ جنت کی نہروں کے نام ہیں، جیسے کوثر و سلسبیل۔

اگر کوئی معترض کہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیان جنت کا ایک باغ ہے، اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیاں جنت کا ایک باغ ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی حق ہے اور آپ کے علامات نبوت میں سے ہے۔ کیونکہ اپنے مقام قبر کی خبر دی ہے۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یہ مقام اپنی بزرگی کے باعث اور نماز کی عظمت کے

Marfat.com

سبب سے ایسا ہے کہ یہاں کی عبادت ہم کو جنت تک پہنچادے گی۔ یہی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ۔

یہ زبان کا محاورہ ہے کہ ہر بزرگ و پاکیزہ شئے کو جنت کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے۔ ہم جس کو کوئی خوشخبری سناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ جنت کی خبر ہے۔ اور شاعر کہتا ہے "روائح الجنة فی الشباب" یعنی جنت کی خوشبوئیں تو زمانہ شباب ہی میں آتی ہیں۔

توریت یہود میں جو کچھ ہے وہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے بنانے والے نے اپنے کذب کو کسی تاریکی میں نہیں رکھا ہے بلکہ اس نے صاف صاف بیان کردیا ہے کہ اس کی مراد نیل سے وہی دریا ہے جو زمین زویلہ کو کہ عمدہ سونے کا مقام ہے گھیرے ہوئے ہے اور دجلہ سے وہی مراد ہے جو موصل کی شرقی جانب ہے۔ اور جیحان سے وہی مراد ہے جو اس بلد حبشہ کو محیط ہے جو اب تک پیدا ابھی نہیں ہوا۔ اس نے اپنے کلام کی تاویل ڈھونڈھنے والے کے لیے نہ کوئی حیلہ چھوڑا نہ کوئی مخرج۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

توریت کے جھوٹ کی توجیہ و تاویل ناممکن ہے جیسا کہ ہم نے ابھی ان کی توریت کی نص میں بیان کیا ہے کہ وہ جنت جس سے آدم اس کے ایک درخت سے کچھ کھانے کی وجہ سے نکالے گئے وہ وہی جنت ہے جو عدن کی شرقی جانب اسی زمین پر ہے نہ کہ آسمان پر جیسا کہ ہم لوگ قائل ہیں۔ لہٰذا ایسا جھوٹ ثابت ہوا جس سے ہرگز نجات نہیں۔

اگر ان کی توریت میں سوائے اسی ایک جھوٹ کے اور کوئی جھوٹ نہ ہوتا تو یہی کافی ہوتا کہ توریت موضوع ہے جس کو موسیٰ ہرگز نہیں لائے اور نہ وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ اس کے بہت سے نظائر ہیں اور نظائر پر نظائر ہیں۔

Marfat.com

سدذی القرنین

اگر کہا جائے کہ قرآن میں سد یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے مگر نہ تو سد کا پتا معلوم ہے اور نہ یاجوج و ماجوج کا مقام۔

ہم کہیں گے کہ سد کا مقام معلوم ہے جو شمال کی انتہا پر آبادی کے آخر میں ہے۔ یاجوج ماجوج کا ذکر تو ان کتابوں میں بھی ہے جن پر یہود و نصاریٰ ایمان رکھتے ہیں۔

یاجوج و ماجوج و سد کا ارسطاطالیس نے بھی اپنی کتاب الحیوان میں ذکر کیا ہے جہاں بتوں پر کلام ہے۔

بطلیموس نے بھی اپنی کتاب مسمی جغرافیا میں بھی سد یاجوج و ماجوج کا ذکر کیا ہے۔ اس نے تو ان کی آبادی کا طول و عرض بھی بیان کیا ہے۔

امیر المومنین واثق نے علام ترجمان کو مع ایک جماعت کے سد کی طرف بھیجا اور وہ لوگ اس کے پاس جا کے ٹھیر گئے۔ اس کا ذکر احمد بن طیب سرخسی وغیرہ نے کیا ہے۔ قدامہ بن جعفر اور دوسرے علمائے جغرافیہ و تاریخ بھی اس کی تشریح کر چکے ہیں، لہٰذا اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

اگر یاجوج و ماجوج و سد کا مقام پوشیدہ ہی رہتا اور کسی آبادی میں بھی اس کا ٹھکانا نہ معلوم ہوتا تب بھی یہ ہماری خبر کو کچھ نقصان نہ پہنچاتا۔ اس لیے کہ اس وقت یہ ہوتا کہ اس کا مقام خط استوار کے پیچھے ہوتا جہاں کہ میل شمس اور اس کا رجوع و بعد ہوتا ہے جیسا کہ وہ جہت شمالیہ میں ہے جہاں کے آفاق ہمارے بعض آفاق مسکونہ کے مثل ہوں گے۔ اور ہوا بھی اس ہوا کی طرح ہوگی جو ہماری بعض آبادیوں میں ہے جن میں نباتات اور توالد و تناسل ہوتا ہے۔

ممکن کو ناممکن بنانے والے

جو شے حد امکان میں ہو اُسے بغیر دلیل کے اگر کوئی حد امتناع و محال میں داخل کرے تو وہ کاذب ہے،

Marfat.com

باطل پرست ہے، اور جاہل یا متجاہل ہے (یعنی جاہل بن رہا ہے) خاصکر جس کی خبر ایسے شخص نے دی ہو جس کی سچائی پر دلیل قائم ہو۔ محال و ممتنع کی تو شان یہ ہوتی ہے کہ حواس اور مشاہدہ اور بداہت عقل اس کی تکذیب کرتی ہے۔ جو ایسی چیز کو لائے تو وہ ایسی دلیل کو لایا جو اس امر کا یقین دلانے والی ہے کہ وہ کذاب و مفتری ہے۔ ہم اس بلا سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

خدا کا خوف کہ آدم بھی اسی کی مثل ہو گئے

۹، توریت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ آدم معرفت خیر و شر میں ہم دونوں مثل ایک کے ہو گئے۔ اور اب اس غرض سے کہ وہ ہاتھ نہ بڑھائے اور درخت حیات کو نہ لے اور کہا کہ ہمیشہ نہ زندہ رہے اللہ نے اسے جنات عدن سے نکال دیا۔

یہ حکایت ان کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے کہ اس نے کہا کہ یہ آدم ہے جو ہم سے مثل ایک کے ہو گیا جو مصائب دہر میں سے ایک مصیبت ہے۔ بدیہی طور پر یہ اس کا موجب ہے کہ وہ لوگ ایک سے زاید الٰہ ہیں۔

اس بنائے ہوئے قول خبیث نے بہت سے خواص یہود کو اس اعتقاد تک پہنچا دیا کہ جس نے آدم کو پیدا کیا وہ بھی آدم ہی کی طرح ایک مخلوق تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم سے پہلے پیدا کیا اور اس نے بھی اسی درخت سے کھایا جس سے آدم نے کھایا، پھر اس نے خیر و شر کو پہچانا، پھر اس نے درخت حیات سے کھایا تو وہ انہوں میں سے ایک الٰہ ہو گیا۔

ہم اس احمقانہ کفر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور اس کی حمد کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایک چمکنے والے روشن و واضح دین کی ہدایت کی جس کا ہر اعتراض سے سالم رہنا اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ وہ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

Marfat.com

زندگی کا درخت فرشتوں کے پہرے میں

اس کے بعد ہے کہ کروبیوں (یعنی مقرب فرشتوں) کی جنت عدن کی شرقی جانب ٹھہرائی درخت حیات کی حفاظت کے لیے الٹی تلوار کی سخت گرمی تھی۔

میں نے ایک دوسرے نسخے میں اس طرح دیکھا کہ اور جفنوں میں اس کو مقرر کیا گیا جو اسرائیل مشہور ہے اور اس نے اپنے آگے ایک نیزہ نصب کر لیا تاکہ وہ درخت حیات کے راستے کی حفاظت کرے۔

اگر ان میں سے کوئی ایک بات مترجم کی غلطی نہیں ہے تو میں نہیں جانتا کہ یہ کیونکر ہوا۔ (یعنی کونسی بات سچ ہے)۔

قابیل کا خوں بہا

اس کے بعد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جسے قابیل نے قتل کیا میں سات آدمی کو اس کا فدیہ دلاؤں گا۔

یہودیوں کو اس سے انکار نہیں کہ لامکؑ بن متوشائیل بن محویائیل بن عیرادؑ بن حنوک بن قابینؑ وہی شخص ہے جس نے اپنے باپ کے پردادا قابین کو قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک کذب منسوب کر دیا اس لیے کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ سات کو فدیہ دلائے گا اور نہیں دلایا۔ یہاں پر سات کا ذکر کرنا بھی حماقت ہے اس لیے کہ وہ لامک جس نے اُسے قتل کیا وہ قابین کی اولاد میں پانچواں شخص ہے اور قابین آبا و اجدادِ لامک میں پانچواں شخص ہے لہٰذا سات کو اس جگہ کوئی دخل نہ ہوا۔

پہلا چرواہا

اس کے قبل ہابیل بن آدم کا ذکر ہے کہ وہ بکری کا چرواہا تھا پھر اس سے تقریباً دو ورق پہلے کہا ہے کہ وہ لامک جس کا ابھی ذکر ہوا ہے اس نے دو عورتیں کیں۔

اُن میں سے ایک کا نام عادہ اور دوسری کا صلہ تھا۔ عادہ سے یابال پیدا ہوا اور وہ پہلا شخص ہے جو خیموں میں رہا۔ اور مویشی کا مالک ہوا

Marfat.com

یہ دو جملے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کی بدیہی تکذیب کر رہا ہے۔

خدا کے بیٹے آدم کی بیٹیاں

اس کے بعد کہا ہے کہ جب روئے زمین پر لوگوں کی کثرت شروع ہوگئی اور ان کے یہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ تو (معاذ اللہ) اللہ کے لڑکوں نے دیکھا کہ آدم کی لڑکیاں خوبصورت ہیں، انھوں نے ان میں سے بیویاں بنالیں۔

اس کے بعد کہا ہے کہ اللہ کے لڑکے آدم کی لڑکیوں کے پاس آتے تھے اور ان کے یہاں حرام اولاد پیدا ہوتی تھی اور یہ وہی ظالم لوگ ہیں جن کے نام ہمیشہ رہیں گے۔

یہ وہ حماقت ہے کہ اس سے زیادہ کیا ہوگی۔ اور کذب عظیم ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ کے لڑکے بنائے جو آدمی کی بیٹیوں سے نکاح کرتے ہیں۔ یہ وہ سمدھیانے کی رشتہ داری ہے جس سے اللہ بری و برتر ہے۔ یہانتک کہ ان کے بعض اسلاف نے کہا کہ اس سے اس کی مراد ملائکہ ہیں۔ اور یہ بھی جھوٹ ہے سوائے اس کے کہ ظاہر لفظ میں جھوٹ سے کم معلوم ہوتا ہے۔

مدت عمر

اس کے درمیان کہا ہے کہ میری روح انسان میں ہمیشہ نہ رہے گی کیونکہ یہ لوگ پھیل جائیں گے۔ ان کی عمریں ایک سو بیس برس کی ہوں گی۔"

یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے اور ہمیشہ کی معصیت ہے اس لیے کہ اسی قول کے بعد ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد سام بن نوح چھ سو برس زندہ رہا۔ اور ارفخشاذ بن سام چار سو پینسٹھ برس زندہ رہا۔ اور شالح بن ارفخشاذ چار سو تینتیس [۴۳۳] برس زندہ رہا۔ اور عابر بن شالح چار سو چونسٹھ [۴۶۴] برس زندہ رہا۔ اور فالغ بن عابر دوسو چونتیس [۲۳۴] برس زندہ رہا۔ اور رعو بن فالغ دوسو انتیس [۲۲۹] برس زندہ رہا اور سروغ بن رعو دوسو تیس [۲۳۰] برس ۹۸
زندہ رہا۔ اور ناحور بن سروغ ایک سو اڑتالیس [۱۴۸] برس زندہ رہا۔

Marfat.com

اور تارح بن ناحور دو سو پچاس[۲۵۰] برس زندہ رہا۔ اور ابراہیم بن تارح ایک سو پچھتر[۱۷۵] برس زندہ رہے۔ اور اسحاق بن ابراہیم ایک سو اسی[۱۸۰] برس زندہ رہے۔ اور اسماعیل بن ابراہیم ایک سو سینتیس[۱۳۷] برس زندہ رہے۔ اور یعقوب بن اسحاق ایک سو سینتالیس[۱۴۷] برس زندہ رہے۔ اور لاوی بن یعقوب ایک سو سینتیس[۱۳۷] برس زندہ رہے۔ اور عمران بن قاہت بھی اتنے[۱۳۷] ہی دن زندہ رہے۔ اور قاہت بن لاوی ایک سو تینتیس[۱۳۳] برس زندہ رہا۔ اور سارح بنت اشیر و مریم بنت عمران و ہارون بن عمران ان میں سے ہر ایک ایک سو بیس[۱۲۰] برس سے زاید زندہ رہے۔

ان رسواکن باتوں اور ان عقول پر تعجب کرنا چاہیے جنھوں نے اس قسم کے اتہامات کی پیروی و تصدیق کی ہے جس میں کوئی خفا نہیں ہے۔ اس کے بعد بیان کیا ہے کہ متوشالح بن حنوک بن یارد نو سو انہتر[۹۶۹] برس زندہ رہا جب وہ ایک سو ستاسی[۱۸۷] برس کا تھا تو اس کے یہاں لامک پیدا ہوا۔ اور جب لامک مذکور ایک سو بیاسی[۱۸۲] برس کو پہنچا تو اس (متوشالح) کے یہاں حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

لہذا جب متوشالح کے یہاں نوح پیدا ہوئے تو اس کی عمر بلاشک تین سو انہتر[۳۶۹] برس کی تھی۔ اس سے ضروری طور پر لازم آیا کہ جب متوشالح کی وفات ہوئی تو نوح علیہ السلام چھ[۶] سو برس کے تھے۔ اب اسے یاد رکھیے۔

پھر کہا ہے کہ ۱۷ ماہ ثانی سنہ ۶۰۰ عمر نوح کو طوفان کا پانی بٹ گیا اس کے بعد ہے کہ ۲۷ ماہ ثانی سنہ ۶۰۱ عمر نوح۔ کو نوح اور ان کے ہمراہی کشتی سے نکلے۔

اس سے لامحالہ بغیر کسی مفر کے یہ لازم آیا کہ متوشالح بن حنوک بھی کشتی میں سوار تھا۔ ان لوگوں کے کشتی سے اترنے کے تین دن کم دو مہینے پیشتر کشتی ہی میں اس کی وفات ہو گئی۔ حالانکہ یہ قطعی و یقینی ہے کہ کشتی میں سوائے نوح اور ان کی بیوی اور ان کے تین بیٹوں

Marfat.com

اور ان کی بیویوں کے کوئی شخص بھی سوار نہیں ہوا۔ یہ بھی قطعی و یقینی ہے کہ جو آدمی یا جانور کشتی میں سوار نہ تھا وہ غرق ہونے سے نہیں بچا۔ لہذا یہ جھوٹی باتیں ہیں۔

ایسی باتوں سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس لیے کہ نصوص توریت میں ہے کہ متوشالح غرق نہیں ہوا۔ اگر وہ غرق ہوتا تو وہ تمام سال پورے نہ کرتا جو نوحؑ کے چھ سو سال پورے کرنے والے ہیں اور نص توریت میں ہے کہ اس نے یہ سال پورے کیے۔

متوشالح یہود کے نزدیک قابل مدح و ستائش تھا، وہ ہرگز ہلاکت کا مستحق نہ تھا۔ حالانکہ ان لوگوں نے اس کے کشتی میں سوار ہونے کو باطل کیا ہے۔ کیونکہ انھوں نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ کشتی میں سوائے نوحؑ اور ان کے تین بیٹوں اور ان سب کی عورتوں کے اور کوئی آدمی سوار نہیں ہوا۔

انھوں نے یہ بھی باطل کر دیا ہے کہ کوئی شخص کشتی کے علاوہ نجات پاتا۔ اس لیے کہ انھیں یقین ہے کہ کوئی انسان یا حیوان جو کشتی میں نہ تھا وہ نہیں بچا۔ متوشالح کے لیے بھی ان تین میں سے کسی ایک وجہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا بالبداہت توریت کے نقل کرنے میں ان لوگوں کا کذب خالص روشن و آشکارا ہو گیا۔ اور ہر صاحب عقل نے یقین کر لیا کہ یہ توریت اللہ کی نازل کی ہوئی نہیں ہے اور نہ اسے کوئی نبی لایا ہے۔ اس لیے کہ نہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے اور نہ انبیاء کوئی جھوٹ بات لاتے ہیں۔ لہذا یقیناً ثابت ہو گیا کہ یہ کسی زندیق جاہل ذلیل کرنے والے یہود کے ساتھ کھیلنے والے کا کام ہے۔ ہم ان لوگوں کے سے مقام سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور یہ فصل کافی تھی مگر کیا جائے کہ اس کے ہمراہ اس کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔

نوحؑ کی بد دعا	اس کے بعد ہے کہ نوحؑ کو جب اپنے بیٹے حام

Marfat.com

والد کنعان کا فعل معلوم ہوا تو کہا کہ ملعون والد کنعان اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا جو اپنے دو بھائیوں کا غلام بنایا جائے گا۔ اللہ سام کو برکت دے گا۔ اور کنعان کا باپ ان لوگوں کا غلام ہوگا۔ اللہ کا احسان یافث کے لیے ہے اور وہ سام کے خیموں میں رہے گا۔ اور کنعان کا باپ ان کا غلام ہوگا۔

یہ تبدیل وتحریف کرنے والا اپنے آپ کو بھول گیا یا ان لوگوں کے ذلیل کرنے کے لیے تکبر کیا اور کلام میں طول نہیں دیا لیکن
چھ سطر کے بعد جب اس نے اولاد حام کا ذکر کیا تو کہا کہ حام کے بیٹے 99
کوش ومصرایم وفوطا وکنعان تھے۔ کوش کے بیٹے وصبان وزویلہ و رغاوہ ورعمہ واسفخا تھے۔ رعمہ کے بیٹے سندو ہند تھے۔ کوش کے یہاں وہ نمرود پیدا ہوا جس نے ملک میں ظالم ہونے کی بنیاد ڈالی۔ یہی تھا جو اللہ عزوجل کے سامنے شکار پر جبر کرنے والا تھا۔ اس کی سب سے پہلی سلطنت بابل تھی۔

اس واقعے سے نوحؑ کی پیشینگوئی کی تکذیب ہوگئی حالانکہ وہ ان کے اقرار کے مطابق نہایت معظم نبی تھے انھوں نے خود بیان کیا تھا کہ والد کنعان کے لڑکے اولاد کنعان کے بھائیوں اور بیٹوں پر بادشاہ ہوں گے۔ تعجب ہے کہ ان کی توریت کے بموجب نمرود بن کوش بن کنعان بن حام روئے زمین کا بادشاہ ہوگیا حالانکہ نوحؑ بھی زندہ تھے اور سام بن نوحؑ بھی۔ اس لیے کہ نص توریت میں ہے کہ نوحؑ زندہ رہے یہاں تک کہ ابراہیم بن تارح اٹھاون سال کی عمر کو پہنچ گئے۔ اور سام بن نوحؑ زندہ رہے یہاں تک کہ یعقوبؑ وعیصا فرزندان اسحقؑ بن ابراہیم علیہا السلام پینتالیس برس کی عمر کو پہنچ گئے جیسا کہ اس نے ایک باب کے بعد دوسرے باب کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ اب ہم کیا کہیں کہ ہمیں نوحؑ کی پیشینگوئی برعکس نظر آتی ہے۔

Marfat.com

اگر وہ کہیں کہ آجکل تو سوودان میں سلطنت کر رہے ہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ سوودان تو بہت بڑا ملک ہے اور مختلف ممالک ہیں مثلاً غانہ۔ حبشہ۔ نوبہ۔ ہند و تبت، اور ان میں معاملہ مساوی ہے۔ بنی سام کے گروہوں کے بادشاہ ہوتے ہیں اور بنی سام ان کے گروہوں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ اور معاذ اللہ نبی جھوٹ نہیں بولتا۔

بے حسابی

ان کی توریت کہتی ہے کہ جب نوحؑ کی عمر پانچ سو برس کی ہوئی تو ان کے یہاں یافث و سام و حام پیدا ہوئے۔

پھر بیان کرتی ہے کہ نوحؑ جب چھ سو برس کے ہوئے تو طوفان آیا اور اس وقت سام کی عمر سو برس کی تھی۔ اور اس کے بعد کہتی ہے کہ سام بن نوحؑ جب سو برس کے ہوئے تو طوفان کے دو سال بعد ان کے یہاں ارفخشاذ پیدا ہوئے۔ اور یہ کذب فاحش و تلون قبیح و جہل تاریک ہے۔ اس لئے کہ نوحؑ جب کہ اُن کے یہاں سام پیدا ہوئے پانچ سو برس کے تھے اور سو سال کے بعد طوفان آیا تو سام اس وقت سو برس کے ہوئے۔ اور جب طوفان کے دو سال بعد ان کے یہاں ارفخشاذ پیدا ہوئے تو سام جس وقت ان کے یہاں ارفخشاذ پیدا ہوئے ایک سو دو سال کے ہوئے تھے حالانکہ نص توریت میں ہے کہ وہ سو برس کے تھے۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس میں کوئی خفا نہیں ایسے جھوٹ سے خدا کی پناہ۔

واپس آنے والی نسل

اس کے بعد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ "تمہیں علم کے طور پر جاننا چاہیے کہ تمہاری نسل ایسے شہر میں مسافر ہوگی جو اس کا نہ ہوگا۔ چار سو برس تک یہ لوگ غلام بنائے جائیں گے اور ان پر ظلم کیا جائے گا۔ وہ قوم ان پر جو ظلم کرے گی ان پر حکومت کرے گی" اس کے بعد بڑی شراح کے ساتھ ہے" اور تم اپنے آبا کی وجہ سے سلام میں چلے گئے اور شیبہ صالحہ میں

Marfat.com

دفن ہو گئے۔ اور بیٹوں کا چوتھا گروہ یہیں واپس آجائے گا۔"

کس شمار میں

اس فصل میں باوجود اس کے اختصار کے دو بدترین اور کھلے ہوئے جھوٹ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کذب وخطا سے دور ہے۔

پہلا جھوٹ یہ قول ہے کہ بیٹوں کا چوتھا گروہ یہیں واپس آجائے گا۔ یہ ایسا جھوٹ ہے جس میں کوئی خفا نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا پہلا گروہ اسحاقؑ اور ان کے بھائی علیہم السلام ہیں۔

دوسرا گروہ یعقوبؑ وعیصا (ان کا نام عیسو بھی ہے) اور ان کے چچاؤں کے بیٹے ہیں۔

تیسرا گروہ یعقوبؑ کی صلبی اولاد ہے اور وہ روبان۔ شمعون[۲] یہوذا[۳]۔ لاوی۔ ساخار۔ زابلون۔ یوسفؑ۔ بنیامین۔ دانی۔ نفتالی۔ عاذ[۱۱]۔ اور اشاریں[۱۲]۔ اور عیصا کی اولاد ہے اور وہ لوگ ہیں جو پس ماندگان ابراہیمؑ میں انھیں دونوں کے شمار میں ہیں۔

چوتھا گروہ۔ مذکورہ بالا اشخاص کی اولاد ہے۔

یہ لوگ (یعنی گروہ چہارم) اور گروہ سوم جن کے آبا ہیں اور یعقوبؑ جو ان کے دادا ہیں یہ مصر ہی میں رہے اور اس سے نہ نکلے۔ اس پر ان کی توریت کی نص ہے اور بغیر کسی کے اختلاف کے ان سب کا اجماع ہے۔ البتہ ان سب کے اجماع ونص توریت کے مطابق جو گروہ ملک شام واپس آیا وہ اولاد ابراہیمؑ کا چھٹا گروہ تھا۔ اور یہ گروہ چہارم مذکور کی اولاد تھے۔ چوتھے یا پانچویں گروہ میں سے کوئی ملک شام واپس نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دور ہے کہ وہ اپنی خبر میں جھوٹ بولے۔

اگر کہا جائے کہ گروہوں کا شمار تو اس گروہ سے ہوگا جس پر ۱۰۰

Marfat.com

ظلم و عذاب کیا گیا۔ ہم کہیں گے کہ یہ ان کی توریت کی تصریح کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ توریت کی نص ہے کہ گروہ چہارم بیٹوں میں سے ہوگا۔ نیز اولاد یعقوبؑ میں سے کسی پر بھی عذاب نہیں کیا گیا بلکہ یہ لوگ مقبول تھے۔ نص توریت کے مطابق حرفاً حرفاً وہ گروہ سوم تھا جیسا کہ انشاء اللہ ہم اس کے بعد وارد کریں گے۔ تعذیب وظلم کی ابتدا اولاد یعقوبؑ میں ہوئی وہی لوگ اپنے آبار کے ہمراہ وہاں داخل ہوئے تھے۔ اور ان کے آبا، گروہ چہارم تھے۔ لہٰذا تم جہاں سے چاہو پلٹو مگر رسوا کن جھوٹ کے شرک سے نکل نہیں سکتے۔ اور اتنا ہی کافی ہے۔

دوسرا جھوٹ تو عظیم الشان مصائب میں سے ہے۔ اور وہ خدا کا ابراہیمؑ سے یہ کہنا کہ "تمھاری نسل ایسے شہر میں مسافر ہوگی جو اس کا نہ ہوگا اور چار سو برس تک یہ لوگ غلام بنائے جائیں گے اور ان پر ظلم و عذاب کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد یہ لوگ نکلیں گے"

یہ نہایت قبیح اور زمانے کے لیے باعث شرم ہے۔

جب مصر میں بنی اسرائیل پر عذاب شروع ہونے کے وقت سے چار سو سال تک عذاب کیا گیا تو یہ یوسف علیہ السلام کی موت کے بعد سے موسیٰ علیہ السلام کے ان لوگوں کو نکال لیجانے کے وقت تک ہوا۔ کیونکہ سیاق توریت میں ہے کہ جب یوسف مر گئے اور ان کے بھائی اور یہ تمام گروہ جمع ہو گئے تو بنی اسرائیل کی کثرت ہوگئی۔ یہ لوگ کثیر و قوی ہو گئے تو ملک کے مالک ہو گئے۔ اس وقت مصر میں ایک نیا بادشاہ ہو گیا جو یوسفؑ سے ناواقف تھا۔ اس نے اپنے اہل ملک سے کہا کہ "بنی اسرائیل کی کثرت ہوگئی اور یہ ہم سے زیادہ طاقتور ہو گئے۔ لہٰذا انھیں ذلیل کرو۔ کہ ان کی کثرت اور نہ بڑھے اور یہ اس شخص کے مددگار نہ ہو جائیں جو ہم سے جنگ کرنے کا ارادہ کرے۔ اس نے اپنے اہل صنعت کو ان لوگوں کے قابو میں کرنے کا حکم دیا۔"

Marfat.com

یہ نص توریت ہے جو ہمارے قول کی شاہد ہے۔ اسی میں اُن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو یعقوبؑ کے ساتھ اُن کے بیٹے اور پوتے داخل ہوئے کہ قاہات بن لاوی بن یعقوبؑ والد عمران بن قاہات اور یہ موسیٰ علیہ السلام کے دادا تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو شام میں پیدا ہوئے اور اپنے والد لاوی اور اپنے دادا یعقوبؑ کے ہمراہ مصر آ گئے۔

توریت ہی میں یہ بھی مذکور ہے کہ قاہات بن لاوی مذکور کی تمام عمر ایک سو تینتیس [۱۳۳] سال تھی۔ اور عمران بن قاہات مذکور کی تمام عمر ایک سو سینتیس [۱۳۷] سال تھی۔

اسی میں تصریح کے ساتھ مذکور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی عمر جب وہ مصر سے بنی اسرائیل کو لے گئے اسّی سال تھی۔

یہ سب اُن کی توریت کی نص و تصریح ہے جس کے حرف حرف پر اول سے آخر تک اُن سب کا اجماع ہے۔

لہٰذا قاہات جب مصر میں داخل ہوئے اُن کی عمر ایک مہینے سے کم تھی۔ ان کے سال وفات میں عمران ان کے یہاں پیدا ہوئے۔ موسیٰؑ بھی عمران کے یہاں اُن کے سال وفات میں پیدا ہوئے۔

ان تمام عددوں کا مجموعہ ساڑھے تین سو [۳۵۰] برس ہوئے اس حساب کی بنا پر مصر میں اُن کے داخل ہونے سے نکلنے تک اتنی ہی مدت ہوئی۔ پھر چار سو [۴۰۰] برس کہاں ہوئے؟

اور چار سو سال کیونکر ہوں حالانکہ یہ ضروری ہے کہ قاہات کی عمر کو منہا کر دیا جائے جب کہ وہ مصر میں اپنے والد کے ساتھ داخل ہوئے جو وہی مدت ہے جو عمران کے قاہات کے یہاں پیدا ہونے سے قاہات کی موت تک ہے اور وہ مدت ہے جو موسیٰؑ کی ولادت سے قاہات کے بیٹے عمران کی موت تک ہے۔ اور کتب یہود میں ہے کہ قاہات جب مصر میں آئے ان کی عمر تین سال تھی۔ اور جب اُن کے

Marfat.com

یہاں عمران پیدا ہوئے ان کی عمر ساٹھ برس ہوئی۔ عمران کی عمر جب ان کے یہاں موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اسی سال تھی۔ اس حساب سے مصر میں بنی اسرائیل کا قیام جب سے وہ یعقوبؑ کے ساتھ وہاں آئے اور موسیٰؑ کے ساتھ وہاں سے چلے گئے صرف دو سو سترہ برس ہوا پھر چار سو برس کہاں ہوئے؟ اور کیونکر ہوں حالانکہ یہ ضروری ہے کہ اس عدد اخیر میں سے یوسفؑ کی مدت حیات سے جب سے وہ اور ان کے بھائی اور ان سب کے والد اور ان سب کے لڑکے مصر میں داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کی موت تک کی مدت منہا کر دی جائے۔ اس تمام مدت تک وہ لوگ نہ تو خادم بنائے گئے نہ ان پر عذاب کیا گیا، اور نہ وہ غلام بنائے گئے بلکہ وہ سب معزز و مکرم رہے۔

ان کی توریت کی نص ہے کہ یوسف علیہ السلام جب فرعون کے پاس گئے ان کی عمر تیس برس تھی۔ پھر سات سال مصیبت کے ہوئے اور سات سال بھوک کے شروع ہوئے۔ ان کے پاس قحط سالی کے دو سال بعد یعقوبؑ اور ان کا خاندان مصر میں آیا۔ اس وقت یوسفؑ کی عمر انتالیس برس تھی۔ ان کی توریت کی نص ہے کہ یوسفؑ کی
جب وفات ہوئی ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ لہذا ثابت ۱۰۱
ہوا کہ جب سے وہ لوگ مصر میں آئے یوسف علیہ السلام کی وفات تک صرف اکیاسی سال ہوئے۔ باقی ایک سو چھتیس برس اس میں سے منہا کیے جائیں اور ان کی تورات کی نص کی وجہ سے یہ ضروری ہے یوسفؑ کی وفات کے بعد ان کے بھائیوں کے قیام مصر کی یہ مدت ہوئی۔ اور اس سے ہمیں صرف لاوی کی عمر معلوم ہوئی۔ کیونکہ نص توریت کی بنا پر ان کی عمر یوسفؑ سے تین چار سال زیادہ تھی۔ پھر وہ یوسفؑ کے بعد صرف تینتیس برس زندہ رہے اور یہی عدد ضروری ہے۔ چنانچہ ایک سو تین سال باقی رہے جو ان کے عذاب اور خادم و غلام بنائے جانے کی

Marfat.com

زاید سے زاید مدت ہوتی اور کم بھی ہو سکتی ہے۔ پھر اب چار سو برس کہاں گئے؟

شاید کوئی بیحیا کہے کہ اس مدت کا شمار اسی وقت سے ہوگا جب یوسفؑ مصر میں بحیثیت خادم و غلام و قیدی داخل ہوئے۔ جان لو کہ یہ مدت بھی ان دو سو سترہ[۲۱۷] برس سے زاید نہیں ہوتی جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ سوائے بائیس[۲۲] سال کے نقطہ۔ اور یہ دو سو انتالیس[۲۳۹] سال ہوئے اور چار سو سال کہاں ہوئے۔

وہ ذلیل و رسوا کذب ظاہر ہو گیا جو گروہ کے بعد گروہ پر کیسا مخفی رہا کہ جانا بھی نہ گیا۔

میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے ایک نے ظرافت کی بات کہی ہے یہ قصہ بیان کیا اور کہا کہ مناسب یہی ہے کہ یہ چار سو سال اس وقت سے شمار کیے جائیں جب سے اللہ عز و جل نے ابراہیم کو اس کلام کا مخاطب بنایا۔

اس گرنے والے نے گوبر پھینکنے کی جگہ سے نکلنا چاہا اور پاخانے کی ٹٹی میں گر پڑا۔ اس لیے کہ اس نے باطل کا اعلان کر دیا اور اللہ کی جانب کذب کی نسبت کرنے اور رسوائی میں عجلت کی۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو حکایت کی ہے اس کی تصریح یہ ہے کہ اللہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمھاری نسل چار سو برس تک غلام بنائی جائے گی۔ یہ ہرگز نہیں کہا کہ اب سے اور ان کی غلامی کے ختم ہونے تک چار سو برس ہوں گے۔

نیز ان کی توریت کی نص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کی ولادت سے پہلے ابراہیمؑ سے یہ فرمایا۔ اس وقت ابراہیمؑ چھیاسی[۸۶] برس سے کم کے ہوئے۔ اس کے بعد وہ چودہ برس زندہ رہے اور ان کے یہاں اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ اسحاقؑ ایک سو اسی برس زندہ رہے۔ اسحاق کی وفات کے وقت یعقوبؑ کی عمر ایک سو بیس[۱۲۰] برس تھی۔ جب یعقوبؑ مصر میں داخل ہوئے ان کی عمر ایک سو تیس[۱۳۰] برس تھی یہ سب

Marfat.com

اُن کی توریت کی نصوص ہیں اُن میں آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
اسحاقؑ کی وفات یعقوبؑ کے مصر آنے سے دس سال پہلے ہوئی۔
جس وقت سے ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام ابراہیمؑ سے فرمایا اُس وقت سے یعقوبؑ کے مصر میں داخل ہونے تک دو سو چار سال ہوئے۔ یعقوبؑ کے داخل ہونے سے موسیٰؑ کے وہاں سے نکلنے تک جیسا کہ ہم نے بیان کیا ایک سو سترہ سال ہوئے۔ اور ہمیں چار سو چوبیس سال حاصل ہوئے۔ اور پھر بھی کذب سے نجات نہ ملی، نہ بیشی سے نہ کمی سے۔

اللہ اس سے بری ہے کہ وہ حساب میں ایک منٹ کی بھی غلطی کرے چہ جائیکہ برسوں کی۔ اللہ حساب کا خالق اور اپنے بندوں کو اس کا سکھانے والا ہے۔ معاذ اللہ کہ موسیٰؑ جھوٹ بولیں یا اس وحی میں غلطی کریں جو اللہ نے انھیں بھیجی۔ لہذا یقیناً ہر اس شخص کو جسے ادنیٰ سی فہم بھی ہے واضح ہو گیا کہ جس طرح گذشتہ کل آج سے پہلے ہے، یہ توریت اللہ کی جانب سے نہیں ہے اور نہ کسی نبی کی جانب سے ہے، نہ کسی ایسے عالم کی تالیف ہے کہ جھوٹ سے پرہیز کرتا ہو۔ اور نہ کسی ایسے شخص کا عمل ہے جو حساب جانتا ہے اور اس میں غلطی نہیں کرتا جس میں ایک ایسا بچہ بھی غلطی نہیں کرتا جو جمع و ضرب تفریق تقسیم اچھی طرح جانتا ہے۔ یہ توریت بلاشک ایسے کافر کی بنائی ہوئی ہے جو ذلیل کرنے والا۔ پاگل ہے، جس نے یہود سے تمسخر کیا، ان سے دل لگی کی، اُن کے لیے ایسی کتاب لکھی کہ اللہ تعالیٰ فوراً دنیا میں رسوائی سے اُن کا منھ کالا کرے اور آیندہ آخرت میں دوزخ اور اس کی دوامی زندگی سے۔ یا کسی بزدل کا کام ہے، یا کسی ایسے جاہل نے اس کے لکھانے کی تکلیف کی ہے جو اپنی یاد کو قایم نہ رکھ سکا اس کے ساتھ ہی توریت میں علم ہیئت و علم زمین و حساب کے نہ جاننے کی بھی تاریکی ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسولوں

Marfat.com

(صلی اللہ علیہم) سے بھی ناواقف ہے۔ جو پاک و ناپاک اس کی سمجھ میں آیا اس نے لکھوا دیا۔ بیشک یہ فصل اس کے لیے کافی ہے جو اپنا خیر خواہ ہے، اگرچہ اور مضمون نہ بھی ہو۔ اور کوئی ضرورت بھی نہیں اسی کے ساتھ بہت سے عجائب ہیں۔ ہم نعمت اسلام پر اللہ کی بیحد حمد کرتے ہیں۔

۱۰۲ **وسعت حکومت کا وعدہ جو پورا نہ ہوا**

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ میں تمھاری ہی نسل کو یہ شہر مصر کی نہر کبیر سے نہر فرات تک دوں گا"

یہ کذب ہے اور رسوائیوں میں سے ایک رسوائی۔ اس لیے کہ اگر اس سے اس کی مراد بنی اسرائیل ہوتی، اور یہی ان لوگوں کا گمان ہے تو وہ نہر مصر سے تقریباً دس روز کی مسافت تک جو اس سے زائد ہے ایک بالشت کے بھی مالک نہ ہوتے۔ یہ نیل کے گرنے کے مقام سے بیت المقدس تک ہے۔ اس مسافت میں بڑے بڑے مشہور جنگل اور آبادیاں ہیں۔ اس کے بعد فج و غزہ و عسقلان اور شراۃ کے وہ گروہ ہیں جو ان کی تمام مدت سلطنت میں ان سے جنگ کرتے رہے اور سلطنت کے اختتام تک مزہ چکھاتے رہے۔ یہ لوگ فراتے کے پاس سے دس روز کی مسافت تک کے ہرگز مالک نہیں ہوئے۔ بلکہ جو زبنی اسرائیل سے فرات کے قریب تر مقام کے درمیانی حصے کے مالک ہوئے۔ جو نو فرسخ ہے (ایک فرسخ تقریباً تین میل کا ہوتا ہے) جس میں قنسرین ہے اور وہ حمص ہے جس کے یہ لوگ قریب بھی نہ جاسکے۔ پھر دمشق وصور ہے اور وہ صیدا ہے کہ خود ان کے اقرار اور ان کی کتب کی نصوص کے مطابق وہاں کے باشندے ان سے ان کے زمانۂ سلطنت بھر جنگ کرتے رہے اور ان کو ذلیل کرتے رہے اللہ عزوجل اس سے دور ہے کہ وہ سراب کے ایک باریک ذرے کے برابر بھی وعدہ خلافی کرے چہ جائیکہ تقریباً نو فرسخ

Marfat.com

شمال میں اور تقریباً اتنا ہی جنوب میں۔ پھر اس کا "نہر کبیر کہنا" یہ بھی غلط ہے اُن کے بلاد محروسہ میں سوائے اردن کے ایک بھی نہر نہیں جس کا ذکر کیا جائے، اور وہ بھی نہر کبیر نہیں ہے۔ اس کے بہنے کی مسافت صرف بحیرۂ اردن سے اس کے گرنے کے مقام بحیرۂ منتنہ (بحیرۂ مردار) تک تقریباً ساٹھ میل ہے۔

اگر کوئی معترض کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدے میں بنی اسماعیل علیہ السلام کو مراد لیا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ زمین کی جو مقدار یہاں بیان کی گئی ہے وہ اس کے سو فیصدی سے بھی کم ہے جس کا مالک اللہ عزوجل نے بنی اسماعیل علیہ السلام کو بنایا ہے "دریائے نیل کے رتنیس کے پاس گرنے کے مقام اور فرات کے درمیان میں اور آخر اندلس سے ساحل بحر محیط اور بلاد بربر اسی طرح آخر سندھ و کابل سے سرحد ہند تک اور ساحل یمن سے ارمینیہ و اذربیجان کی سرحدوں تک" کہاں واقع ہوتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اور کیونکر واقع ہو حالانکہ یہ دعوےٰ ہی جھوٹا ہے اس لیے کہ اس کلام میں بعض کا عطف بعض پر ہے۔ جن سے اس ملک کی سلطنت کا وعدہ کیا گیا ہے انھیں کو دوسرے ملک میں غلام بنائے جانے اور عذاب کیے جانے کی دھمکی بھی دی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کو بزرگی دی ہے اور انھیں اسی سے محفوظ رکھا ہے۔ لہٰذا اخبار مذکورہ میں کھلا ہوا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ یہ ہرگز اللہ عزوجل کی جانب سے نہیں ہے اور نہ کسی نبی کا کلام ہے بلکہ یہ کسی ایسے جاہل کی تبدیل وخیانت ہے جو گدھے کی طرح کند ذہن ہے یا دین سے کھیلنے والا اور بدعقیدہ ہے۔ اور بدنصیبی و رسوائی سے خدا کی پناہ۔

کیا نبی کو خدا کے وعدے پر بھروسا نہ تھا

منجملہ اس کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے کہا کہ میں وہی اللہ ہوں جس نے تمیس کروانیوں کے آتشکدے سے

Marfat.com

نکالا کہ میں تمہیں یہی شہر واپس کر کے دیدوں۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اے میرے پروردگار مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں اتنی شہر کا مالک ہوں گا۔

معاذ اللہ ابراہیمؑ اپنے رب سے یہ کیوں کہنے لگے۔ کیونکہ یہ تو اس شخص کا سا کلام ہے جو اللہ عزوجل کی خبر پر اعتماد نہ کرے یہانتک کہ اس سے اس پر دلیل مانگے۔

اگر کوئی جاہل معترض یہ کہے کہ قرآن میں بھی تو یہ کہ ابراہیمؑ نے کہا کہ "رب ارنی کیف تحی الموتی" (اے رب مجھے دکھا دے کہ تو کس طرح مردہ زندہ کرتا ہے) اور زکریاؑ سے جب اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند یحییٰؑ کی ولادت کا وعدہ کیا تو انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ "رب اجعل لی آیۃ" (اے میرے پروردگار میرے لیے کوئی علامت مقرر کردے) (تاکہ مجھے فرزند کی ولادت کا پہلے سے علم ہو جائے)۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں جوابوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا مشرق و مغرب میں۔

۱۰۳ ابراہیم علیہ السلام کا احیائے موتیٰ کے دیکھنے کی درخواست کرنا محض اس لیے تھا کہ ان کا قلب جو ان سے اس کی کیفیت دیکھنے کے لیے جھگڑ رہا تھا مطمئن ہو جائے۔ اس کا ثبوت خود اللہ تعالیٰ کا انھیں یہ جواب دینا ہے کہ "اولم تؤمن؟ قال بلی ولکن لیطمئن قلبی" (کیا تمھیں یقین نہیں آیا؟۔ انھوں نے کہا کہ بیشک۔ مگر تاکہ میرا قلب مطمئن ہو جائے) لہٰذا واضح ہو گیا کہ ابراہیمؑ نے اس کی درخواست بطور ایسی برہان کے نہیں کی جو ان کے دل سے شک دور کردے۔ محض اس لیے کہ مردے کے زندہ ہونے کی کیفیت دیکھیں۔

زکریا علیہ السلام نے علامت کی جو درخواست کی وہ اس لیے تھی کہ وہ لوگوں کے سامنے ان کی سچائی کی علامت ہو کہ لوگ ان کی تکذیب نہ کریں۔ یہ ان کے کلام کی تصریح ہے۔ اور جو

Marfat.com

کلام ان لوگوں نے ابراہیمؑ سے نقل کیا ہے وہ ایسے شک کرنے والے کا کلام ہے جو ایسی دلیل طلب کرتا ہے جس سے اپنے رب کے وعدے کی صحت معلوم کرے۔ اللہ بھی اس سے برتر ہے اور ابراہیمؑ بھی اس سے دور ہیں۔

خدا اور پیغمبرؑ کے درمیان

اس کے بعد کہا ہے کہ اور دوپہر کے وقت جب ابراہیمؑ خیمے کے دروازے کے قریب بیٹھے تھے اللہ نے بلوطات ممرا کے قریب انہیں تجلی دی۔ ابراہیمؑ نے نظر اٹھا کے دیکھا تو انہیں تین شخص اپنے آگے نظر آئے۔ ابراہیمؑ نے دیکھا اور ان کے استقبال کے لیے خیمے کے دروازے تک بڑھے اور زمین پر سجدہ کیا اور کہا کہ اے میرے آقا اگر میں نے تجھ میں کوئی نعمت پائی ہوتی تو وہ تیرے بندے سے آگے نہ بڑھتی۔ پانی لے کے تم لوگ اپنے پاؤں دھولو اور اس درخت کے نیچے تکیہ لگالو۔ اور میں تمہارے لیے ٹکڑا روٹی لاتا ہوں جس سے تمہارے قلوب مضبوط ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تم چلے جانا۔ کیونکہ اسی کے لیے اپنے بندے کے پاس تمہارا گذر ہوا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم نے جیسا کہا ہے کرو۔ ابراہیمؑ جلدی سے خیمے کی طرف سارہؑ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تین صاع (ایک صاع ۴½ سیر) میدہ گوندھو اور روٹی تیار کرو۔ ابراہیمؑ گائے کے پاس آئے ایک نرم اور موٹا بچھڑا لے کے غلام کو دیدیا اور اسے اس کے تیار کرنے کی تاکید کر دی۔ گھی اور دودھ اور وہ بچھڑا لیا جس کو ان لوگوں نے (پکا کے) تیار کر دیا تھا اور ان لوگوں کے آگے رکھ دیا اور خود ان کے پاس درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ کھاؤ۔

اس فصل میں مصیبت کی بہت بری نشانیاں ہیں۔ ہم گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر۔

تثلیث بجائے توحید غیر خدا کو سجدہ

سب سے پہلی مصیبت تو یہ خبر دینا ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ابراہیمؑ کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ اور انھوں نے تین شخص دیکھے تو ان کی طرف دوڑے اور سجدہ کیا اور ان سے عبادت کی سی گفتگو کی۔ اگر یہی تینوں شخص اللہ تھے تو یہی وہ چیز ہے جو بلا کلفت تثلیث ہے۔ بلکہ وہ تثلیث سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اس لیے کہ یہ تو تین شخصوں کی خبر ہے۔ حالانکہ نصاریٰ بھی تشخیص سے بھاگتے ہیں۔

میں نے بعض کتب نصاریٰ میں دیکھا ہے کہ انھوں نے اس واقعے سے اثبات تثلیث میں استدلال کیا ہے۔ اور یہ جیسا کہ تم دیکھتے ہو انتہائی رسوائی میں ہے۔ اگر یہ تینوں ملائکہ ہوں، اور وہ لوگ یہی کہتے بھی ہیں، تو اس میں بھی ان پر بہت سی ذلتیں بھی عاید ہوتی ہیں، اور چند وجوہ سے یہ جھوٹ بھی ہے۔

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ محال و کذب ہے کہ یہ خبر دی جائے کہ اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوا حالانکہ صرف تین ملائکہ جلوہ گر ہوئے تھے۔

دوسری یہ ہے کہ تین ملائکہ سے ایک کا خطاب کیا جائے اور یہ اس فصل میں ان امور میں سے ہے جو نصاریٰ کی گمراہی میں اضافہ کرتا ہے۔ اور نیز یہ خطاب میں بھی محال ہے۔

تیسری وجہ ابراہیمؑ کا ملائکہ کو سجدہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ غلط ہے کہ اللہ کا رسولؑ و خلیلؑ غیر اللہ اور اپنی ہی جیسی مخلوق کو سجدہ کرے۔ لہٰذا یہ جھوٹ ہوا۔

اگر وہ کہیں کہ (ملائکہ کو نہیں) بلکہ ابراہیمؑ نے اللہ کو سجدہ کیا تو یہ جھوٹ ہے اور کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ یا یہ ہو کہ وہی تینوں جلوہ دینے والے ان لوگوں کے نزدیک اللہ ہوں۔ ایک میں سے کوئی وجہ ضروری ہے۔ اور مصیبت جیسی کہ پہلے تھی اس سے بھی سخت ہو کے آ گئی۔

چوتھی وجہ یہ کہ ابراہیمؑ کا ان سے یہ کہنا کہ وہ ان کے بندے ہیں

Marfat.com

اگر اس سے اللہ تعالیٰ ہی کو خطاب کیا گیا ہو تو اللہ وہی ہوا جو جلوہ گر ہوا، پھر وہی مصیبت آ گئی۔ اگر اس کلام کے مخاطب ملائکہ ہوں تو معاذ اللہ ابراہیمؑ کبھی غیر اللہ اور اپنی سی مخلوق سے عبودیت کا خطاب نہ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی محال ہے کہ تین کو ایک کر کے خطاب کیا جائے۔

پانچویں وجہ ان کا یہ کہنا کہ تھوڑا پانی لیا جائے اور اپنے پاؤں دھو ڈالو۔ میں ٹکڑا روٹی لاتا ہوں کہ تمہارے دلوں کو قوت ہو۔ کیا یہ اللہ سے خطاب ہے؟ کیا اللہ کا نبی اپنے معبود کو ایسے خطاب سے مخاطب کر سکتا ہے؟

اگر ابراہیمؑ نے اس سے ملائکہ کو خطاب کیا تو یہ سب سے زیادہ جھوٹ ہے، اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام اس سے ناواقف
۱۰۴ نہیں ہیں کہ روٹی کا ٹکڑا کھانے سے ملائکہ کے دلوں کو طاقت نہیں
پہنچتی۔ یہ بہر حال تاریک وبیہودہ جھوٹ ہے۔

اگر وہ کہیں کہ ابراہیمؑ نے انھیں انسان سمجھا۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ اور بھی جھوٹ ہے کیونکہ خبر کے شروع ہی میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ جلوہ گر ہوا۔ ابراہیمؑ ایک راہ گیر کو کیسے سجدہ کر سکتے ہیں اور کیونکر اس کی عبادت کر سکتے ہیں۔ وہ اس گمراہی سے بری ہیں۔

چھٹی وجہ ان کا یہ خبر دینا ہے کہ ان لوگوں نے روٹی، بھنا گوشت، دودھ اور گھی کھایا، اللہ اس سے دور ہے کہ یہ واقعہ اس کا ہو یا ملائکہ کا ہو۔

کہاں یہ ذلیل وبیہودہ جھوٹ جو اس کی تصدیق کرنے والے یہود کی عقول کے مشابہ ہے۔ اور کہاں وہ نور پھیلانے والا حق جس پر یقین کی روشنی واضح ہے جو اسی قصے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
ولقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما رای ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم و

Marfat.com

ادجس منہم خیفۃ قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط" (اور ہمارے رسول یعنی فرشتے ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لائے۔ اُن لوگوں نے سلام کہا ابراہیمؑ نے بھی سلام کہا۔ پھر تھوڑی دیر بھی نہ ٹھیرے کہ ابراہیمؑ بھنا ہوا گوشت لے آئے۔ پھر جب انھوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے ہاتھ گوشت تک نہیں پہنچتے تو انھیں یہ لوگ غیر مانوس یا انو کھے معلوم ہوئے۔ اور ابراہیمؑ نے ان کی طرف سے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ خوف نہ کیجیے۔ ہمیں قوم لوط کے پاس بھیجا گیا ہے۔)

نور حق ظلمات کذب سے دور ہے۔ والحمد للہ رب العالمین کثیرا۔

اس میں ایک ساتویں وجہ بھی ہے جو خرابی اور برائی میں ان وجوہ کی سی نہیں ہے۔ اور وہ ان لوگوں کا یہ اقرار کرنا ہے کہ ابراہیمؑ نے ملائکہ کو گوشت گھی اور دودھ ساتھ ساتھ کھلایا۔ حالانکہ یہود کے ربانی لوگ آج تک اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ اس میں جو کم از کم کہا جا سکتا ہے وہ نسخ ہے۔ اس بنا پر مصائب کے قلعے سے سلامت رہے۔ حالانکہ سلامتی بخدا ان سے بعید ہے۔

بشارت فرزند پر تعجب

اسی فصل کے متصل کہا ہے کہ "اُن تینوں (ملائکہ) نے کہا کہ تمھاری بیوی سارہؑ کہاں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ یہ کیا خیمے میں ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ کل میں پھر اسی وقت تمھارے پاس واپس آؤں گا۔ اور ان کے بیٹا ہو گا۔ سارہؑ خیمے میں سن رہی تھیں اور وہ شخص اُن (سارہؑ) کے پیچھے تھا۔ ابراہیمؑ و سارہؑ بوڑھے تھے جن کی عمر پر طعنہ زنی کی جاتی تھی۔ سارہؑ کی وہ عادت ختم ہو چکی تھی جو عورتوں کی ہوتی ہے (یعنی حیض) سارہؑ اپنے دل میں یہ کہتی ہوئی ہنسیں کہ مجھے اس کا ملنا بہت بعید ہے۔ یہ میرے لیے کیونکر ہو گا حالانکہ میرے

Marfat.com

سردار بوڑھے ہیں۔ اللہ نے ابراہیم سے کہا سارۂ یہ کہہ کر کیوں ہنسیں کہ کیا میرے لیے ممکن ہے کہ میرے یہاں بچہ ہو حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور کیا اس وقت اللہ سے میری حالت پوشیدہ ہے۔ جبکہ ایک طاقتور کہنے والے نے کہا کہ سارۂ کے بیٹا ہوگا تو سارۂ نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو نہیں ہنسی۔ اس لیے کہ وہ ڈر گئیں۔ اور سردار (اللہ) نے کہا کہ ایسا نہیں ہے جیسا تم کہتی ہو بلکہ تم ہنسی ہو پھر وہ قوم وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔"

خدا کے وعدے کی ہنسی

سارۂ وابراہیم اور اللہ عزوجل کے درمیان والی خبر پھر واپس آگئی اور گذشتہ بات پلٹ آئی اس میں ایک اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سارۂ ہنسیں۔ اور سارۂ نے کہا کہ میں نہیں ہنسی۔ اللہ نے کہا کہ بلکہ تم ہنسی ہو۔ یہ برابر کے فریق کا سا سوال وجواب ہے۔ اور بے ابر والوں کا سا ردو قدح۔ بزرگ سارۂ اس سے دور ہیں کہ انہیں اللہ عزوجل کی جانب سے خوشخبری دیجائے اور وہ اللہ عزوجل کے کہنے کی تکذیب کریں۔ اس معاملے میں جھوٹ بولیں۔ اپنے فعل سے انکار کریں۔ اور دو برائیوں کو جمع کریں (یعنی تکذیب اور کذب) جن میں سے ایک تو بڑے گناہوں سے بھی بڑی ہے اور اللہ عزوجل نے صالحین کو اس سے پاک رکھا ہے چہ جائیکہ انبیاء۔

دوسری خرابی زیادہ مصیبتناک اور زیادہ قابل ذمہ داری ہے۔ جس کو مومن تو مومن روئے زمین کا فاسق ترین انسان بھی نہ کرے گا اس لیے کہ وہ کفر ہے۔ اور گمراہی سے خدا کی پناہ۔

فرشتوں کو سجدہ

اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ دونوں فرشتے لوطؑ کے پاس سو گئے اور انھوں نے ان کے پاس سادہ روٹی کھائی۔ لوطؑ نے دونوں کو زمین پر سجدہ کیا اور عبادت کی۔

Marfat.com

اسی کے مثل اوپر گذر چکا ہے۔ اور یہ کذب ہے۔ ملائکہ نہ خمیری روٹی کھاتے ہیں نہ سادہ روٹی۔ انبیاء علیہم السلام غیر اللہ کو سجدہ نہیں کرتے اور نہ اس کے سوا کسی کی عبادت کراتے ہیں۔

دعا جو قبول نہ ہوئی

بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام سے قوم لوطؑ کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا تو اس کے بارے میں انھوں نے اللہ عزوجل سے بہت کچھ کہا کہ تو ہی پناہ دینے والا ہے۔ اس سے کہ تو یہ کام ۱۰۵
کرے۔ بدکار کے ساتھ نیکوکار کو قتل نہ کر کیونکہ اے تمام عالم کے حاکم تو ہی اس سے پناہ دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس عرض سے انکار نہیں فرمایا۔ اس کے بعد کہا ہے کہ دونوں فرشتوں نے لوطؑ سے کہا کہ دیکھو یہاں تمھاری بیٹیوں کے جو شوہر ہوں اور اس بستی میں جو کچھ تمھارا ہو سب کو یہاں سے نکال لے جاؤ اس لیے کہ ہم لوگ اس مقام کو ہلاک کریں گے۔" اس کے بعد کہا ہے کہ "لوطؑ نے اپنے ان اصحاب سے گفتگو کی جنھوں نے ان کی بیٹیوں سے شادی کی تھی اور ان سے کہا کہ اس مقام سے نکل جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ لوطؑ ان لوگوں کے نزدیک مثل ایک مسخرے کے تھے۔" اس کے بعد کہا ہے کہ "ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت کی وجہ سے لوطؑ کا، ان کی بیوی اور بیٹیوں کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو بستی کے باہر کر آئے۔" پھر بستی کی ہلاکت مع ان کے جو وہاں تھے بیان کی ہے۔

خدا کی بدعہدی

اس سے خالی نہیں کہ لوطؑ کے داماد بیٹے اور نکاح کرنے والی بیٹیاں یا تو نیکوکار تھے یا بدکار۔ پھر اگر نیکوکار تھے تو وہ بدکاروں کے ساتھ ہلاک ہو گئے اور اللہ کا وہ عہد باطل ہو گیا جو اس معاملے میں ابراہیمؑ سے ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اس (بدعہدی) سے بری ہے۔ اور اگر وہ سب بدکار تھے تو ملائکہ کس طرح بدکاروں کے نکال لینے کا مشورہ دے سکتے ہیں حالانکہ وہ ان کے ہلاک کرنے ہی کو بھیجے گئے تھے۔ بہر حال دو میں سے

Marfat.com

کسی ایک کذب کا لازم آنا ضروری ہے۔ اور آخر کار ان کی خبر نہایت بدبودار ہے۔

نبی پر بہتان

اس کے بعد کہا ہے کہ لوطؑ اور ان کی دونوں بیٹیوں نے گھاٹی میں قیام کیا۔ بڑی بیٹی نے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ ہمارے والد تو بوڑھے ہیں اور کوئی شخص اس سرزمین میں ایسا نہیں ہے جو ہمارے پاس عورتوں کی راہ سے آئے۔ آؤ ہم اپنے والد کو شراب پلائیں، ان کے پہلو میں لیٹیں اور ان سے نسل حاصل کریں۔ اس شب کو اُن دونوں نے اپنے والد کو شراب پلائی بڑی لڑکی آئی اور اپنے والد کے پہلو میں لیٹ گئی، انھیں علم نہیں ہوا۔ جب صبح ہوئی تو بڑی نے چھوٹی سے کہا کہ کل شب کو میں اپنے والد کے پہلو میں لیٹی تھی۔ آؤ ہم انھیں اس شب کو بھی شراب پلائیں اور تم ان کے پہلو میں لیٹو اور والد سے نسل حاصل کرو۔ ان دونوں نے اس شب کو بھی انھیں شراب پلائی چھوٹی لڑکی آئی اور اُن کے پہلو میں لیٹ گئی اور اُنھیں اس کے سونے اور اٹھنے کا علم نہیں ہوا۔ لوطؑ کی بیٹیاں اپنے والد سے حاملہ ہوگئیں۔ بڑی کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے مواب رکھا۔ وہی موابین کا باپ ہے جو آج تک ہیں چھوٹی کے یہاں جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام اس نے ابن عمی رکھا اور وہی عمونیین کا باپ ہے جو آج تک ہیں۔

ان کی بنائی ہوئی توریت کے سفر خامس (جلد پنجم) میں ہے کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جب ہم صحرائے بنی مواب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ بنی مواب سے نہ جنگ کرنا نہ خونریزی کیونکہ جو کچھ اُن لوگوں کے تحت ہے اس میں میں نے تمہارا کوئی حصہ نہیں رکھا ہے۔ اس لیے کہ میں نے بنی لوطؑ کا وارث بنا کے اس کو میں نے ان کا مسکن بنایا ہے۔

Marfat.com

یہ بھی ہے کہ موسیٰؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم آج موضع بنی مواب چھوڑ دو گے جو ایک بستی ہے جس کا نام عاد ہے۔ اور موضع بنی عمون میں اترو گے۔ مگر ان میں سے کسی سے جنگ کرنا نہ خونریزی کرنا کیونکہ جو کچھ ان کے تحت ہے اس میں تمہارا حصہ نہیں رکھا ہے۔ اس لیے کہ وہ بنی لوطؑ میں سے ہیں اور میں نے انھیں اس سرزمین کا مالک بنایا ہے۔

پیمبرزادی کی بے ادبی

ان فصول میں رسوا کن امور اور ایسی بری باتیں ہیں جن سے اللہ پر ایمان لانے والوں اور انبیاء علیہم السلام کے حقوق پہچاننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

سب سے پہلی بات۔ تو وہ ہے جو دختران لوط علیہ السلام کی گفتگو کے متعلق بیان کی گئی ہے کہ اس سرزمین میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ہمارے پاس عورتوں کی راہ سے آئے آؤ ہم تم اپنے والد کو شراب پلائیں اور ان کے پہلو میں لیٹیں اور ان سے نسل حاصل کریں۔" یہ کسی احمق کا کلام ہے جو انتہائی کذب و کمزور ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ کل اولاد آدم کی نسل منقطع ہو چکی تھی اور دنیا میں کوئی نہ رہا تھا جو ان کے پہلو میں لیٹتا۔؟ یہ عجیب بات ہے۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے۔ حالانکہ وہ مقام آج تک مشہور ہے۔ اس گھاٹی کے جس میں لوط علیہ السلام مع اپنی دونوں بیٹیوں کے تھے، اور اس گاؤں کے کہ جس میں ابراہیم علیہ السلام کی سکونت تھی، درمیان میں صرف ایک فرسخ کا فاصلہ تھا۔ جو صرف تین میل ہوتے ہیں۔ لہذا یہ بدترین بےحیائی ہے۔

پیمبر پر افترا

دوسری بات یہ ہے کہ اس کذاب و مفتری کا ان خرافات کا جن پر اللہ کی لعنت ہو اللہ عزوجل پر اطلاق کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و رسول کو

Marfat.com

۱۰۶ اس فاحشۂ عظیمہ کے لیے آزاد کر دیا کہ وہ اپنی بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے جماع کرے۔

اگر وہ کہیں کہ جب انھوں نے نشے میں ایسا کیا تو ان پر کوئی ملامت نہیں۔ اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ دونوں کون ہیں تو ہم کہیں گے کہ جب انھوں نے ان دونوں کو حاملہ دیکھا، ان دونوں کو ناجائز بچے جنتے دیکھا۔ ان دونوں کو اولاد زنا کو پرورش کرتے دیکھا۔ تو کیا کیا؟ یہ ہمیشہ کی رسوائیاں ہیں اور ان منکرین کا پیدا کرنا ہے جو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ تمسخر کرنے میں مبالغہ کرنے والے ہیں۔

تیسری خرابی ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر اس امر کا اطلاق کرنا ہے کہ اس نے ان دونوں حرامیوں زنا کے بچوں کو لوط علیہ السلام کی ولدیت کی طرف منسوب کیا۔ یہاں تک کہ اس نے مساوی طور پر ان دونوں کو دو شہروں کا وارث بنایا جس طرح بنی اسرائیل و بنی عیسو فرزندان اسحاق کو وارث بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بے انتہا بلند و برتر ہے۔

اگر وہ کہیں کہ اس وقت وہ (زنا) مباح تھا تو ہم کہیں گے کہ وہی نسخ بلا وقت ثابت ہو گیا جس کا تم انکار کرتے تھے۔ (اسی توریت میں) اس کے قبل یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم کو حران سے کنعان جانے کا حکم دیا تو انھوں نے اپنے ہمراہ اپنی بیوی سارہ اور اپنے بھتیجے لوطؑ بن ہاران کو بھی لے لیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی توریت کے بعض نسخوں میں بیان کیا ہے کہ ملائکہ نے لوطؑ سے کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو ان کے پاس بھیجا تھا۔ لہٰذا ان کے اقرار سے ثابت ہو گیا کہ وہ بھی اللہ عزوجل کے نبی تھے۔

وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ لوطؑ اس گھاٹی میں اس طرح رہے کہ نفرت کے ساتھ چھوڑ دیے گئے تھے کہ کوئی ان کی طرف رخ نہ کرتا تھا

Marfat.com

اور وہ فقیر ہو گئے تھے۔ بھلا یہ اس کی عقل میں کیونکر سما سکتا ہے جس کو ذرا سا بھی ایمان ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے ایسے بھتیجے کو جس نے ان کے ہمراہ ترک وطن کیا ہو اور پھر وہ بھی انہیں کی طرح بے بنا دیا گیا ہو، برباد ہونے کو چھوڑ دیں گے اور اسے ایک گھاٹی میں اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ فقیری کی حالت میں ہلاکت کے لیے رہنے دیں گے۔ حالانکہ وہ ان سے تین ہی میل پر تھے۔ اور ابراہیمؑ جیسا کہ توریت میں مذکور ہے بڑے مالدار نہایت امیر اور بہت سی دولت سونا چاندی لونڈی غلام اونٹ گائے بکری گدھے کے مالک تھے۔

وہ اپنی توریت میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ تین سو اٹھارہ[۳۱۸] سپاہیوں کے ساتھ سوار ہو کے ان لوگوں سے جنگ کرنے گئے جنھوں نے لوط کو قید کر لیا تھا اور ان کا مال چھین لیا تھا یہاں تک کہ ان لوگوں نے لوط کو بھی چھڑا یا اور ان کے مال کو بھی۔ اس کے بعد بھی ابراہیمؑ انھیں اس طرح کیسے برباد ہونے دیں گے۔ نہ یہ انبیاء کی صفات میں سے اور نہ ان کے کرم میں سے۔ اور نہ اس کی صفات میں سے ہے جس میں کچھ بھی خیر ہو۔ بلکہ یہ ان کتوں کی صفات میں سے ہے جنھوں نے یہ ایسے ضعیف خرافات بنائے جن میں نہ کوئی فائدہ ہے نہ نصیحت نہ عبرت۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ان کے ذریعے سے گمراہ کیا۔ بدنصیبی سے اللہ کی پناہ۔

ابراہیم علیہ السلام پر افترا

ان کی تبدیل شدہ توریت میں دو مقام پر ہے کہ سارہ

زوجۂ ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ مصر فرعون نے پکڑ لیا اور دوبارہ انھیں ابو مالک بادشاہ خلص نے پکڑ لیا۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان دونوں بادشاہوں کو خواب میں کوئی ایسی بات دکھائی جس سے ان دونوں نے سارہ کو ابراہیم علیہ السلام کو واپس کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حران چھوڑنے کے وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر پچھتر سال تھی۔ اور جب اسحاق اُن کے یہاں پیدا ہوئے وہ سو برس کے تھے۔ اور جب وہ پیدا ہوئے سارہ نوّے برس کی تھیں۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ ابراہیمؑ سارہؓ سے دس سال بڑے تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ خلص نے اُن کے یہاں اسحاقؑ پیدا ہو چکے تھے جب پکڑا ہے۔ حالانکہ وہ اس وقت نہایت سن رسیدہ بڑھیا تھیں، جب انھیں اسحاقؑ کی بشارت دی گئی تو انھوں نے خود اپنی زبان سے اس کا اقرار کیا ہے۔ پھر اسحاقؑ کے پیدا ہونے کے بعد یہ واقعہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ وہ اس وقت نوّے سال سے بھی متجاوز ہو چکی تھیں۔ یہ محال ہے کہ اس عمر میں وہ کسی بادشاہ کو فریفتہ کر سکیں۔ اور ابراہیمؑ نے دونوں بار یہ کہا ہو کہ وہ میری بہن ہیں۔

ابراہیم سے یہ بھی منقول ہے کہ انھوں نے بادشاہ سے کہا کہ یہ میری بہن ہیں۔ میرے باپ کی بیٹی ہیں لیکن میری ماں کی بیٹی نہیں ہیں اس لیے وہ میری زوجہ ہو گئی ہیں۔ نص توریت میں ان لوگوں نے ابراہیمؑ کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ انھوں نے اپنی بہن سے نکاح کر لیا۔

میں نے یہ کلام ایک یہودی کو بتایا۔ اس کا نام اسماعیل بن یوسف کاتب عرف ابن النغرالی تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ توریت میں تصریح (نص) لفظ "اخت" (یعنی بہن) ہے مگر یہ لفظ عبرانی زبان میں بہن اور قرابتدار دونوں کے لیے آتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں پر اس لفظ کو قرابتدار کے معنی میں پھیرنے سے ان کا یہ کہنا مانع ہے کہ

Marfat.com

۱۰۷ لیکن وہ میری ماں سے نہیں ہیں۔ صرف میرے باپ کی بیٹی ہیں"۔ لہٰذا ضروری ہے کہ انھوں نے "اخت" سے باپ کی بیٹی ہی مراد لی ہو۔ اور کم از کم اس باب میں بھی وہی نسخ ہے جس سے تم لوگ بھاگتے ہو۔ وہ یہودی گھبرا گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

آپ اپنی تکذیب

پھر سارہؑ کی وفات بیان کی اور کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک عورت سے شادی کی جس کا نام قطورہ تھا اور ان سے ان کے یہاں زمران یقشان۔ مدان۔ مدیان۔ یشبق۔ اور شوحا پیدا ہوئے۔ اور ابراہیمؑ نے اپنا تمام مال اسحاق کو دیدیا۔ اور کنیزوں کی اولاد کو کچھ عطایا دیدیے اور انھیں اسحاق سے دور رکھا۔

نص کلام یہی ہے جو ترتیب وار اور پے در پے ہے۔ سارہؑ کے عین حیات سوائے ہاجرہؑ والدۂ اسماعیل علیہ السلام کے نہ تو ابراہیم علیہ السلام کی کوئی اور بیوی بیان کی نہ کنیز کی اولاد۔ اور نہ یہی بیان کیا کہ سارہ کے بعد سوائے قطورہ اور ان کی اولاد کے حضرت ابراہیمؑ کی کوئی اور بیوی یا کنیز اور کوئی ولد تھا۔ حالانکہ ان کی کتابوں میں ہے کہ یہ قطورہ پادشاہ رند کی بیٹی تھیں اور یہ موضع عمان ہے جو اب بھی بلقار کے قریب موجود ہے۔ یہ ایسی خبریں ہیں جن میں ایک دوسری کی تکذیب کرتی ہے۔

بیجا باش

پھر بیان کیا گیا ہے کہ "رفقہ بنت بتوئیل بن تارخ زوجۂ اسحاق علیہ السلام بانجھ تھیں، اللہ نے انھیں جڑواں بچوں کے قابل بنا دیا اور وہ حاملہ ہوگئیں۔ اور ایک دم سے دو بچے ان کے پیٹ میں آ گئے۔ رفقہ نے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ معاملہ یہ ہوگا تو میں اس کی دعا نہ کرتی۔ وہ گئیں کہ اللہ عزوجل سے علم حاصل کریں۔ اللہ نے ان سے فرمایا کہ تمھارے پیٹ میں دو امتیں اور دو گروہ ہیں جو اس (پیٹ) سے نکلیں گے۔

Marfat.com

ان میں ایک بڑا ہوگا دوسرے سے۔ اور بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔"

ہر چہ خواہی گوے

جب ولادت کا زمانہ آیا تو اتفاق سے اُن کے پیٹ سے دو بچے جڑواں پیدا ہوئے پہلا بچہ بالکل سرخ نکلا جیسے بالوں کا کمبل۔ اس کا نام عیسو (عیص) رکھا گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی نکلا اور اس کے ہاتھ عیسو کی پشت کو پکڑے ہوئے تھے تو اس کا نام یعقوبؑ رکھا۔

خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں

ان کمینوں کو اللہ عزوجل کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے میں ذرا بھی دشواری نہیں محسوس ہوتی یعاذ اللہ خدا کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ ان میں اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ عیسو نے کبھی یعقوبؑ کی خدمت نہیں کی۔ اور نہ اولاد عیسو نے کبھی اولاد یعقوبؑ کی خدمت کی۔ بلکہ توریت میں نص ہے کہ جب یعقوبؑ نے عیسو کو دیکھا تو انھوں نے سات مرتبہ عیسو کو سجدہ کیا۔ اور یعقوبؑ نے جب عیسو کو خطاب کیا انتہائی عاجزی و خواری اور عبودیت کا خطاب کیا (یعنی جس طرح ایک بندہ اپنے معبود کو خطاب کرتا ہے)۔ سوائے بنیامین کے جو ابتک پیدا نہ ہوئے تھے، یعقوبؑ کی بقیہ تمام اولاد نے عیسو کو سجدہ کیا۔ یعقوبؑ نے عیسو کو مدارات کے طور پر تحفہ بھیجا جس میں ساڑھے پانچ سو اونٹ گائے گدھے اور بھیڑ بکریاں تھیں۔ یعقوبؑ بے انتہا ممنون ہوئے جب کہ عیسو نے ان کا یہ ہدیہ قبول کر لیا۔ اولاد عیسو اپنی ابتداے سلطنت سے انتہا تک طاقت میں بنی اسرائیل سے کم نہ رہی۔ یا تو یہ لوگ ان پر غالب رہے یا ان کے ساتھ برابر رہے۔ بنی اسرائیل اپنے زمانۂ سلطنت میں بھی کبھی اولاد عیسو کے بادشاہ نہیں ہوئے۔ لہذا اے مسلمانو! ان ذلیل و رسواکن باتوں سے تعجب کرو اور اللہ کا شکر کرو کہ اس نے

Marfat.com

تمھیں اس گمراہی و نابینائی سے بچا لیا جس میں غیروں کو مبتلا کیا۔
پھر بیان کیا ہے کہ " اسحاق نے اپنے بیٹے عیسو سے کہا کہ اے میرے بیٹے میں بوڑھا ہو گیا اور مجھے اپنی وفات کا دن نہیں معلوم۔ لہذا جاؤ اور میرے لیے شکار کر لاؤ اور اس سے میرے لیے وہ کھانا تیار کرو جو میں چاہتا ہوں۔ اور اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے کھاؤں۔ تاکہ میری جان تمھیں دعا دے قبل اس کے کہ میں مروں۔ رفقہ والدۂ عیسو و یعقوبؑ نے اپنے فرزند یعقوبؑ کو حکم دیا کہ وہ دو مینڈھے لائیں اور وہ (رفقہ) ان دونوں سے کھانا تیار کریں۔ یعقوبؑ اپنے والد اسحاق کے پاس لائیں کہ وہ اسے کھائیں اور انھیں دعا دیں۔ یعقوبؑ نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرے بھائی عیسو کے بال ہیں اور میں بغیر بال کا ہوں شاید میرے والد مجھ سے ناگواری محسوس کریں اور میں ان کے نزدیک ٹھلاڑی ثابت ہوں اور اپنے لیے بددعا حاصل کروں نہ کہ دعا۔ والدہ نے کہا کہ تم پر سے بددعا کو دفع کرنا میرے ذمے ہے۔ یعقوبؑ نے وہی کیا جو ان سے ان کی والدہ نے کہا تھا۔ پھر انھوں نے اپنے فرزند اکبر عیسو کے کپڑے لے کے یعقوبؑ کو پہنا دیے۔ اور مینڈھوں کی کھال ان کے
۱۰۸ ہاتھوں اور گردن پر پہنادی اور انھیں کھانا دیدیا۔ یعقوبؑ اسے اپنے والد کے پاس لائے اور کہا کہ اے میرے والد۔ اسحاقؑ نے ان سے کہا کہ اے میرے فرزند تم کون ہو یعقوبؑ نے کہا کہ میں آپ کا پہلا بیٹا عیسو ہوں۔ میں نے وہ سب کچھ تیار کیا جو آپ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ لہذا بیٹھیے اور میرا شکار کھائیے تاکہ آپ میرے لیے دعا کریں۔ اسحاق نے یعقوبؑ سے کہا کہ آگے آؤ تاکہ اے میرے فرزند میں تمھیں ٹٹولوں کہ آیا تم میرے بیٹے عیسو ہو یا نہیں۔ یعقوبؑ آگے بڑھے اور انھیں اسحاق نے ٹٹولا تو کہا کہ آواز تو یعقوبؑ کی سی ہے اور ہاتھ عیسو کے سے ہیں۔ کیا تمھیں میرے بیٹے عیسو ہو؟

Marfat.com

یعقوبؑ نے کہا کہ میں ہی ہوں۔ انھوں نے ان کے لیے دعا کی اور اپنی اس دعا میں یہ کہا کہ انتیس تمھاری خدمت کریں اور قبائل تمھارے آگے جھکیں۔ اور تم اپنے بھائیوں کے سردار ہو اور تمھارے بھائی تمھیں سجدہ کریں۔

پھر بیان کیا ہے کہ عیسو اسحاق کے پاس شکار لائے جب اسحاقؑ کو واقعہ معلوم ہو گیا تو انھوں نے یعقوبؑ کے متعلق عیسو سے کہا کہ میں نے انھیں بادشاہ بنا دیا ہے اور ان کے سب بھائیوں کو غلام بنا دیا ہے۔ عیسو نے بھی اُن سے خواہش کی کہ وہ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اُنھوں نے دعا کی اور اپنی دعا میں جو کہا وہ یہ تھا۔ کہ "خراب زمین تمھارا مسکن ہو گی، اوپر سے آسمان کی شبنم گرے گی، اپنی تلوار کے بھروسے پر زندگی گذارو گے اور اپنے بھائی کے غلام رہو گے۔ لیکن ایسا ہو گا کہ تم جب اُسے چھوڑنا چاہو گے تو اُس (کی غلامی) کا جُوا اپنی گردن سے توڑ دو گے۔"

خرافات کے نمونے اس فصل میں رسوا کن باتیں اور کئی جھوٹ اور وہ اشیاء ہیں جو خرافات کے مشابہ ہیں۔

سب سے اول اُن کا یعقوبؑ نبی اللہ علیہ السلام پر اس کا اطلاق کرنا ہے کہ انھوں نے اپنے والد کے ساتھ دغا و فریب کیا۔ اور یہ اُس شخص سے بھی بعید ہے جس میں یہ نسبت اور لوگوں کے خیر ہے کہ وہ کافر یا دشمنوں کے ساتھ بھی ایسا کرے۔ چہ جائیکہ ایک نبی سے کہ فریب بھی کرے تو اپنے باپ کے ساتھ اور باپ بھی وہ جو نبی ہو۔ یہ وہ برائیاں ہیں جو بڑھتی چلی گئی ہیں۔ کہاں یہ ظلمت کذب اور کہاں وہ نور صدق جو اس آیت میں ہے "یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسھم" (اللہ کو اور مومنین کو فریب دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اپنے آپ ہی کو فریب دیتے ہیں) یعنی منافقین۔

Marfat.com

دوم۔ اُن کا یہ خبر دینا ہے کہ یعقوبؑ کی دعا و برکت چرائی ہوئی اور فریب و دغا و خباثت سے حاصل کی ہوئی تھی۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام اس سے بہت دور ہیں۔ بیشک یہود کا البتہ یہی طریقہ ہے، ان میں تم جس کسی سے ملوگے وہ خبیث و دغا باز ہوگا سوائے چند کے۔

سوم اُن کا یہ خبر دینا ہے کہ مکر و فریب کے طریقے پر بھی اللہ نے اپنا حکم جاری کر دیا اور اپنی نعمت عطا کر دی حالانکہ اللہ اس سے بری ہے۔

چہارم یہ ہے کہ اس میں کوئی شخص شک نہ کرے گا کہ اس کمینے کے دعوے کے مطابق جس نے ان یہود کے لیے یہ ہذیان لکھا ہے جب یعقوبؑ نے اسحاق علیہ السلام کو دھوکا دیا اور انھوں نے یعقوبؑ کے لیے دعا کی تو اس دعا میں انھوں نے عیسو کی نیت کی تھی اور انھیں کے لیے دعا کی تھی نہ کہ یعقوب کے لیے۔ پھر فریب سے یہاں کیا فایدہ ہوا۔ کاش انھیں عقل ہوتی۔

یہ واقعہ اُن غالی روافض کی حماقت کے مشابہ ہے جو اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو علیؓ کے پاس بھیجا تھا مگر جبرئیلؑ غلطی سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلے گئے۔ اسی طرح اسحاق نے عیسو کے لیے دعائے برکت کی مگر برکت غلطی سے یعقوب کے پاس چلی گئی۔ دونوں گروہوں پر خدا کی لعنت ہو۔

جھوٹی باتیں

اس واقعے میں یہ تو دغا و فریب کے وجوہ تھے۔ لیکن وجوہ کذب تو اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اُن کا یعقوب کی طرف کذب کو منسوب کرنا حالانکہ وہ اللہ کے نبی و رسول تھے چار مقام پر ہے۔

اوّل اُن کا اپنے والد اسحاقؑ سے یہ کہنا کہ میں آپ کا پہلوٹھی کا بیٹا عیسو ہوں۔ ایک ہی نظام میں دو جھوٹ ہیں اس لیے کہ یعقوبؑ

Marfat.com

کشتی لڑی۔ تو ہم کہیں گے ہاں۔ اس لیے کہ رکانہ کی قوت میں وہ حیثیت تھی کہ جزیرہ عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتے تھے جو ان کا مقابلہ کر سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زاید قوت میں تعریف نہ تھی۔ آپ نے رکانہ کو اسلام کی دعوت دی انھوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ انھیں یقین نہ تھا کہ یہ معجزہ ہوگا۔ آپ نے انھیں اس کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا پھر اسی وقت انھیں پچھاڑ دیا۔ رکانہ ایک مدت کے بعد اسلام لائے۔

اِن دونوں امور میں ایسا ہی فرق ہے جیسا عقل وحماقت میں۔ اور ہر مقام کے لیے ایک (علیحدہ) گفتگو ہے لیکن جب تمھارے نزدیک ملائکہ روٹی کے ٹکڑے کھاتے ہیں کہ اس سے ان کے دل مضبوط ہوں اور بکریاں اور دودھ اور گھی اور چپاتیاں تو پھر ملائکہ کے انسانوں سے کشتی لڑنے سے کیوں انکار کرنے لگے۔ یہ وہ مصائب ہیں جو ان کی گمراہی و بدنصیبی اور اس یقین کی صحت پر شاہد ہیں کہ اُن کی توریت بدل دی گئی ہے۔

خدا اپنی بات پر قایم نہ رہا

فصل مذکور میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ سے کہا کہ آج سے تم یعقوبؑ نہیں کہلاؤ گے بلکہ اسرائیل کہلاؤ گے۔ پھر اُن کی توریت کے سفرِ ثانی (دفتر دوم) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "آل یعقوبؑ سے کہدو" اور بنی اسرائیل کی تعریف کی۔ اس کے بعد بھی انھیں یعقوبؑ کے نام سے پکارا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبتِ کذب ہے۔

پیمبر کی بیوی اور بیٹی کی رسوائی

پھر کہا ہے کہ اسرائیل (یعنی یعقوب) جس وقت اس مقام پر تھے کہ روابین ابن لیئہ نے اپنے والد (یعقوب) کی کنیز بلہہ کے ساتھ ہمبستری کی۔ جو دان و نفتالی کی ماں تھیں اور یہ دونوں روابین کے بھائی اور

Marfat.com

یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ پھر اسی کو اس طرح مؤکد کیا ہے کہ سفر اول کے اختتام کے قریب یعقوب علیہ السلام کی وفات اور اپنے بیٹوں سے فرداً فرداً ان کے کلام کا ذکر کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ یعقوبؑ نے اپنے بیٹے روابین سے کہا کہ تو اپنے والد کے تخت پر چڑھ گیا اور ان کا فرش میلا کر دیا اور تو نے جو میرا فرش استعمال کیا ہے اس سے نجات نہیں پائے گا'' (یعنی اس میں یعقوبؑ نے اپنے لڑکے کو اپنی کنیز کے ساتھ ہم بستری کرنے پر سرزنش کی ہے اور بد دعا دی ہے)۔ بعد اس کے کہ ان کی توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ شکیم بن حمور الحوی نے دنیہ بنت یعقوب علیہ السلام کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ ہم بستری کی اور اسے ذلیل کیا۔ اس کے بعد اس کے والد یعقوبؑ کو اس کے نکاح کا پیام دیا۔ یہاں تک بیان کیا کہ لاوی و شمعون نے حمور اور اس کے بیٹے شکیم اور اس کے تمام شہر والوں کو قتل کر دیا اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کے ان سب کو قتل کرنے کو ناپسند کیا۔

خدا کی پناہ اس سے کہ اللہ اپنے نبی کی مدد ترک کر دے اور اس کی بیوی اور بیٹی کی حرمت کی ان رسوا کن باتوں سے حفاظت نہ کرے۔ پھر کمزور سزا سے زاید اس کا انکار نہ کرے۔

جھوٹ اور خدا کی کتاب میں ربا

اس کے بعد کہا ہے کہ یعقوبؑ کے بارہ لڑکے تھے۔ لیئہ کی اولاد میں روابین۔ جو یعقوبؑ کے پہلونٹی کے بیٹے تھے اور شمعون و لاوی و یہوذا و یساخر و زبولون تھے اور راحیل کے بیٹے یوسفؑ و بنیامین تھے

۱۱۲ اور بلہہ کنیز راحیل کے بیٹے دان و نفتالی تھے اور زلفہ کنیز لیئہ کے بیٹے جاد و اشیر (اشار) تھے۔ یعقوب کے کل یہی بیٹے تھے جو فدان ارام میں پیدا ہوئے

یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ اس کے قبل بیان کیا ہے کہ

Marfat.com

بنیامین یعقوب کے یہاں افراشاہی میں پیدا ہوئے جو بیت لحم سے چار میل کے فاصلے پر بیت المقدس کے قریب ایک مقام ہے۔ اور یعقوب کے فدان ارام سے کوچ کرنے کے ایک زمانے کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نہ تو عمداً جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس طرح بھول کر۔ (اس لیے یہ توریت کلام خدا نہیں ہو سکتی)۔ اس کے بعد کہا ہے کہ اسرائیل (یعقوب) یوسف سے محبت کرتے تھے کیونکہ وہ ان کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے تھے۔

یہ علت تو بنیامین کی محبت کو واجب کرتی ہے اس لیے کہ نص توریت کے مطابق وہ یوسف سے چھ سال سے زاید بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور یوسف کی محبت میں "یساکرو" "زبولون" کی شرکت کو بھی واجب کرتی ہے اس لیے کہ اس کے قبل بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب نے اپنے ماموں لابان سے کہا کہ میں نے آپ کی بیس برس خدمت کی۔ چودہ برس تو آپ کی دونوں بیٹیوں کے لیے اور چھ برس آپ کے متعلقین کی۔

بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے چند سال بعد یعقوب کو لیئہ کو دیدیا اور سات دن کے بعد انھوں نے اُن کو راحیل کو بھی دیدیا۔ ان دونوں میں سات دن سے زیادہ فرق نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ صرف لیئہ والے سات سال کا زمانہ تھا۔ لیئہ کے یہاں اُن سے روابین پیدا ہوئے۔ پھر شمعون پھر لاوی پھر یہوذا۔ پھر وہ اولاد کے قابل نہ رہیں۔ اس کے بعد راحیل نے یعقوبؑ کو اپنی کنیز بلہہ دیدی اور انھوں نے اس سے شادی کرلی۔ اُن سے اُس کے یہاں دانا (دان) و نفتالی پیدا ہوئے۔ پھر لیئہ نے اپنی کنیز زلفہ یعقوب کو دیدی۔ یعقوب نے اس سے بھی شادی کرلی اور اُن سے اس کے یہاں جاد اپھر اشیر پیدا ہوئے۔ پھر راحیل نے یعقوب کو لیئہ کی ہم بستری کی آزادی دیدی اُن دودھ والی اونٹنیوں کے عوض میں جو راحیل نے

Marfat.com

لیئہ سے لی تھیں۔ یعقوب کے یہاں راحیل سے یوسف پیدا ہوئے۔
یوسف کی ولادت کے بعد یعقوب نے اپنے ماموں لابان کے اجرت کے معاملے کی ابتدا کی جو انھوں نے اپنی بکریاں چرانے کے لیے کی تھی۔ یعقوب نے چھ سال تک اُن کی بکریاں چرائیں یہ سب ان کی توریت کی نص ہے۔

ثابت ہو گیا کہ بلا شک ان چھ سالوں کے ختم کے وقت یوسف بھی چھ ہی سال کے تھے۔ یعقوب کی تمام اولاد سوائے بنیامین کے یقیناً انھیں سات سالوں کے اندر پیدا ہوئی جو ان مذکورہ بالا چھ سالوں سے پہلے گذر چکے تھے سات لڑکے تھے ہر دس مہینے میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہوگا۔ اس سے کم میں ناممکن ہے۔

اس میں کوئی شک نہ رہا کہ زابلون یوسف سے صرف ایک برس بڑے ہوں گے اور یسا کر دو سال۔ کم از کم یہ ہوسکتا ہے کہ وہ مدت بھی جوڑ لی جائے جس میں ہم نے بیان کیا ہے کہ لیئہ اولاد کے قابل نہ رہی تھیں۔ اور وہ مدت بھی شامل کر لی جائے جس میں یعقوب نے اُن سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ لامحالہ اس مدت کی بھی کوئی مقدار ضرور ہوگی۔ اس حساب سے زابلون و یوسف کی ولادت ساتھ ہی ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس واقعے میں بھی یقینی و بدیہی کذب ہے اور کذب خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر نہ اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن ہے اور نہ اس کے انبیاء کے لیے۔ بنا بریں ثابت ہو گیا کہ یہ توریت بنائی اور بدلی ہوئی ہے۔ اگر اس کے لیے کوئی توجیہ ہوتی چاہے وہ باریک ہی ہوتی، کوئی نکلنے کا راستہ ہوتا خواہ دور ہی کا ہوتا یا اس میں کوئی حیلہ ممکن ہوتا یا کسی تاویل کی گنجائش ہوتی، تو ہم اس کو بیان نہ کرتے۔ ہم اللہ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

ان کی توریت میں اولاد عیسو کے بیان کے قریب شدید فساد اور ناموں اور ماؤں میں شدید غلطیاں ہیں مگر اکثر وجوہ بعیدہ ضعیفہ

Marfat.com

سے نکلنے کی گنجائش ہے اس لیے ہم اس کے بیان کی زحمت نہیں دیتے لیکن اس پر بھی ہم نے خبردار کر دیا ہے۔ کیونکہ زیادہ ظاہر و غالب اس میں بھی کذب ہی ہے، اور بلاشک وہ واقعہ بھی کسی جاہل ہی کا بیان کیا ہوا ہے۔

یہوذا کا زنا کا واقعہ

۱۱۳ پھر یوسف کے بھائیوں کے یوسف کو بیچنے کا ذکر کیا گیا ہے، کہ ان کے سب بھائی اس وقت مجتمع تھے اور اپنی بکریاں چرا رہے تھے۔ اس کے بعد کہا ہے اس زمانے میں یہوذا اپنے بھائیوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور اہل عدلام میں سے ایک شخص کے ساتھ رہتے تھے جس کا نام حیرہ تھا۔ انھوں نے اس مقام پر ایک کنعانی شخص کی لڑکی دیکھی جس کا نام شوع تھا، اس سے شادی کر لی اور اس کے ساتھ ہم بستری کی، وہ حاملہ ہو گئی اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عیر تھا۔ پھر وہ حاملہ ہوئی اور دوسرا بچہ پیدا ہوا تو یہوذا نے اس کا نام انان رکھا۔ پھر حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام شیلہ رکھا۔ اس کے بعد سلسلۂ ولادت بند ہو گیا۔ یہوذا نے اپنے پہلوٹھی کے بیٹے عیر کی شادی ایک عورت سے کر دی۔ عیر فرزند اکبر یہوذا اپنے والد کے سامنے ہی بدکار تھا۔ اور اسی لیے وہ قتل کیا گیا۔

پھر یہوذا نے اپنے بیٹے انان سے کہا کہ تم اپنے بھائی کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس کے ساتھ ہم بستری کرو کہ تم اس کی نسل کو زندہ کر دو۔ جب انان کو یہ معلوم ہوا کہ اس سے اس عورت کے یہاں جو بچہ پیدا ہوگا وہ اس کی طرف منسوب نہ ہوگا تو وہ اپنے بھائی کی بیوی کے پاس گیا مگر وہ اس سے علیحدہ رہتا تھا کہ اس سے اس کے بھائی کے لیے بچہ ہی پیدا نہ ہو۔ اس لیے اسے اس کے والد نے قتل کر دیا جب اسے اس کی یہ بےحیائی کی بات

Marfat.com

معلوم ہوئی۔ اس وقت یہوذا نے (اپنی بہو) ثامار کنعتہ سے کہا کہ تم اپنے والد کے گھر میں بیوہ رہو یہاں تک کہ میرا لڑکا شیلہ بڑا ہو جائے۔ یہوذا کو یہ امید تھی کہ اگر یہ بھی اس کے ساتھ ہمبستری کرے گا تو اس پر بھی اپنے بھائی ہی کی طرح موت کی مصیبت آجائے گی۔ وہ اپنے والد کے گھر میں رہنے لگی۔ بہت زمانے کے بعد شوع کی بیٹی کی جو یہوذا کی بیوی تھی وفات ہو گئی اور یہوذا کو صبر آگیا اور بیوی کا غم فرو ہو گیا۔ وہ اپنے عدلامی دوست حیرہ کے ہمراہ اپنی بھیڑوں کے بال کاٹنے کے لیے تمنہ روانہ ہو گئے۔

ثامار سے کہا گیا کہ تمہارے سسر اپنی بھیڑوں کے بال کاٹنے تمنہ جا رہے ہیں۔ ثامار نے اپنی بیوگی کا لباس اتار دیا اور برقع اوڑھ کر تمنہ کے چوراہے پر بیٹھ گئی۔ جب شیلہ بڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کی شادی نہیں کی گئی یہ یہی کیا کرتی تھی۔ جب یہوذا نے اسے دیکھا تو سمجھے کہ یہ زانیہ ہے اس نے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا تاکہ پہچانی نہ جا سکے۔ یہوذا اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ مجھے اپنے ساتھ ہمبستری کی اجازت دو۔ وہ یہ نہیں پہچانتے تھے کہ یہ ان کی بہو کنعتہ ہے۔ کنعتہ نے ان سے کہا کہ اگر میں تمہیں اپنے ساتھ ہمبستری کرنے دوں تو تم مجھے کیا دو گے۔ انھوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک بھیڑ کا بچہ بھیج دوں گا۔ اس نے کہا اچھا بشرطیکہ تم حسب وعدہ اس کے بھیجنے تک کے لیے میرے پاس کوئی چیز رہن رکھ دو۔ یہوذا نے کہا کہ میں تمہارے پاس کیا چیز رہن رکھ دوں۔ اس نے کہا کہ اپنی انگوٹھی اور اپنا کمر بند اور عصا جو تمہارے ہاتھ میں ہے میرے پاس رہن رکھ دو۔ وہ ایک ہی ہمبستری میں حاملہ ہو کے چلی گئی، جس شکل میں تھی اسے تبدیل کر دیا اور بیوہ عورتوں کی شکل میں آگئی۔

یہوذا نے اپنے عدلامی دوست کے ہمراہ بھیڑ کا بچہ بھیجا کہ وہ

Marfat.com

اس عورت سے رہن کا سامان لے لے جو یہوذا نے اس کے پاس رکھا تھا۔ جب عدلامی تے اس کو وہاں کے باشندوں میں نہ پایا تو دریافت کیا کہ وہ عورت جو چوراہے پر بیٹھتی تھی کہاں ہے۔ تو لوگوں نے جواب دیا کہ اس مقام پر کوئی زانیہ نہیں۔ وہ یہوذا کے پاس واپس گیا اور ان سے کہا کہ مجھے وہ عورت نہیں ملی۔ اور وہاں کے باشندوں نے مجھ سے کہا کہ یہاں کوئی زانیہ نہیں ہے۔ یہوذا نے اس خوف سے کہ ہنسی نہ ہو اس سے کہا کہ اس سے وہ اشیاء تو لے لیتے جو اس کے پاس ہیں۔ میں نے تو اسے بھیڑ کا بچہ بھیجا اور تم کہتے ہو کہ وہ مجھے نہیں ملی۔

تین ماہ کے بعد یہوذا سے کہا گیا کہ ثار کنعتہ نے زنا کیا ہے اور اب تو اس کا پیٹ بھی ظاہر ہو گیا ہے۔ یہوذا نے کہا کہ نکال لاؤ کہ اسے جلا دیا جائے۔ جب وہ نکالی گئی تو اس نے یہوذا کو بلا بھیجا کہ میں اسی شخص سے حاملہ ہوئی ہوں جس کی یہ اشیاء ہیں تم پہچانو کہ یہ انگوٹھی اور کمر بند اور عصا کس کا ہے۔ جب یہوذا نے پہچانا تو کہا کہ یہ مجھ سے زیادہ انصاف والی ہے۔ کیونکہ میں نے اسے اپنے بیٹے شیلہ سے روکا اور اس کے بعد اس نے اس کے ساتھ ہمبستری نہیں کی۔

جب اس کے وضع حمل کا وقت آیا تو اس میں جوڑواں بچے معلوم ہوئے۔ ان دونوں کے نکلنے کے وقت ان میں سے ایک نے سبقت کی اور اپنا ہاتھ نکالا تو دایہ نے اس کے ہاتھ میں ایک سرخ تاگا باندھ دیا اور کہا کہ یہ پہلے نکلے گا۔ مگر اس نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور دوسرے بچے نے نکالا۔ دایہ نے اس سے کہا کہ تو نے اپنے بھائی کو (پہلے نکلنے کی) فرصت کیوں نہ دی اس کا نام فارس رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ بچہ نکلا جس کے ہاتھ میں سرخ تاگا 114
باندھا گیا تھا اس کا نام زارح رکھا گیا۔ یہ فصل ختم ہو گئی۔

ولدالزنا کو اپنا بیٹا مان لیا

بعد چند فصول و قصص کے اس اولاد یعقوب کا

Marfat.com

ذکر ہے جو شام میں پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ اس وقت مصر میں آئے جب ان سب کو یوسف علیہ السلام نے بلا بھیجا تھا یہوذا اور ان کے ان تین زندہ بیٹوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ شیلہ۔ فارص۔ اور زارح۔ اور خود فارص کے بھی دو بیٹوں کا ذکر ہے اور وہ دونوں حصرون و حامول فرزندان فارص بن یہوذا مذکور ہیں۔

اس کلام میں عار و ننگ و شرم اور جھوٹی رسوا کن باتیں اور بکثرت بدترین کھلے کھلے جھوٹ ہیں!

عار تو وہ ہے جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہوذا کا راستے میں ایک عورت سے ملنا اور اس سے اس شرط پر زنا کی خواہش کرنا کہ بھیڑ کا بچہ دیا جائے گا۔

پھر اس پر یہ تہمت کہ اس کے جلانے کا حکم دینا۔

پھر جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ وہ خود ہی اس حرکت کے مرتکب ہیں تو انھوں نے اس حکم کو اپنے سے اور اس سے منسوخ کر دیا۔

پھر یہ دوسری بدترین حرکت ہے ان کا یہ کہنا کہ انان بن یہوذا کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ اپنے بھائی کی وفات کے بعد جب اس کی بیوی سے شادی کرے گا اور اس کے یہاں جو بچہ پیدا ہو گا وہ اس کی طرف منسوب نہ ہو گا تو وہ اس عورت سے الگ رہنے لگا۔

یہ امر نہایت تعجب خیز ہے کہ ایک شخص کی بیوی کے یہاں اپنے شوہر سے جو بچہ پیدا ہو وہ اس شخص کی طرف منسوب نہ ہو بلکہ ایک ایسے دوسرے شخص کی طرف منسوب ہو جو اس شخص کے اس عورت سے شادی کرنے سے پہلے مر چکا ہو۔ شاید اب بھی ان یہودیوں میں ایسی ہی ولادتیں اور نسب ہوتے ہوں جیسے کہ ان کی کتابوں میں ہیں۔

بس واللہ یہ نہایت قبیح امور ہیں۔

سلسلۂ اولادِ زنا میں ایک پیغمبر	خیر یہوذا کو تو چھوڑو کیونکہ وہ نبی نہ تھے اور جو نبی نہ ہو اس سے اس قسم کے افعال ناممکن نہیں ہیں۔ تعجب تو اس پر ہے کہ

Marfat.com

نہ تو اُن کے بیٹے عیسو تھے اور نہ وہ پہلوٹھی کے تھے۔
سوم ان کا اپنے والد سے یہ کہنا کہ آپ نے جو کچھ کہا تھا وہ سب میں نے تیار کیا ہے۔ بیٹھیے اور میرا شکار کھائیے ایک ہی عبارت میں یہ بھی دو جھوٹ ہیں۔ اس لیے کہ نہ تو اسحاق نے اُن سے کسی چیز کی فرمائش کی تھی۔ اور نہ یعقوبؑ نے انھیں اپنا شکار کھلایا۔

علاوہ بریں دوسرے جھوٹ بھی ہیں، مثلاً:۔
اسحاقؑ کی دعا کا غلط ہونا جو انھوں نے یعقوبؑ کو دی تھی کہ امتیں تمھاری خدمت کریں گی اور قبائل جھکیں گے۔ اور تم اپنے بھائیوں کے سردار ہو گے اور تمھیں تمھارے بھائی سجدہ کریں گے۔
اُن کا عیسو سے یہ کہنا کہ تم اپنے بھائی کے غلام ہو گے۔
یہ سب پے درپے جھوٹ ہیں۔ واللہ نہ کبھی امتوں نے یعقوبؑ اور ان کے بعد اُن کے بیٹوں کی خدمت کی اور نہ ان لوگوں کے آگے قبائل جھکے اور نہ یہ لوگ اپنے بھائیوں کے سردار ہوئے اور نہ یعقوبؑ کے بیٹوں کو اور نہ یعقوبؑ کو یعقوبؑ کے بھائیوں نے سجدہ کیا بلکہ بنی اسرائیل (یعنی اولادِ یعقوبؑ) ہی نے ہر شہر میں اور ہر وقت میں امتوں کی خدمت کی اور یہی لوگ اپنے زمانۂ سلطنت میں بھی اور اس کے بعد بھی زمانۂ قدیم و جدید میں قبائل کے آگے جھکتے رہے۔ اگر یہ کہیں کہ عنقریب ہو گا تو ہم کہیں گے کہ یہ بہت دور ہے۔ ؎

قد حصلتم علی الصغار یقیناً ✼ والامانی بضائع السخفاء

(تمھیں ذلت تو یقینی طور پر حاصل ہو گئی ✼ اب یہ امید کہ پھر عزت حاصل ہو گی تو ایسا خیال خام احمقوں کا ہوتا ہے)

Marfat.com

۱۰۹ فترجی ربیع ان ستحیا صغارها ؛ بخیر وقد اعیا ربیعاً کبارها

(ربیع کو امید ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو بخیر و خوبی جلائے گی حال آں کہ بڑوں کو تو پال ہی نہ سکی)

خاصکر باوجود ان تمام مدتوں کے گذر جانے کے جن کے متعلق یہ لوگ خبر دیا کرتے تھے کہ یہ نہ گذرے گی تاوقتیکہ ان کی حکومت عود نہ کرے۔

جاننا چاہیے کہ ہر امت جو بدقسمت ہو جاتی ہے تو وہ پہلی حالت کی واپسی کا انتظار کرتی ہے اور اپنے آپ کو واپسی کی امید دلاتی ہے جس طرح بنی اسرائیل اپنے آپ کو امید دلاتے ہیں۔ اور ان بارہ وعدوں کو یاد کرتے ہیں جس طرح ان لوگوں کے وعدے ہیں تو یہ آرزو ہے جیسے آرزو ہوتی ہے۔ اور کوئی فرق نہیں۔ جس طرح مجوس فارس بہرام و گاؤ سوار ہماوند کے منتظر ہیں' اور جس طرح روافض مہدی کے منتظر ہیں۔ اور جس طرح وہ نصاریٰ جو ابریں مسیح کے منتظر ہیں۔ اور جس طرح صابئین ایک دوسرے قصے کے انتظار میں ہیں اور غیر صابئین سفیانی کے۔ سہ

تمنی یلذ المستهام بمثله ؛ وان کان لا یغنی فتیلا ولا یجدی

(یہ ایسی تمنا ہے کہ متحیر آدمی ایسی تمناؤں کے مزے لیا کرتا ہے اگرچہ نہ اس سے کوئی کام نکلتا ہے نہ کوئی آرزو برآتی ہے)

وغیظ علی الایام کالنار فی الحشا ؛ ولکنه غیظ الاسیر علی القد

(زمانے کے خلاف سینے میں آگ کی طرح غیظ و غضب بھڑک رہا ہے یہ اس قیدی کا غیظ و غضب ہے جو اپنی مصیبت پر مشتمل ہو رہا ہو)

Marfat.com

سرداری کے بدلے خواری

اسحاقؑ کا یہ کہنا کہ تم اپنے بھائیوں کے سردار ہو گے اور تمھیں تمھارے بھائی سجدہ کریں گے تو بخدا اس کی ضد صریحاً ثابت ہے۔ کیونکہ ان کی توریت میں ہے کہ یعقوبؑ اپنے چچازاد بھائی لابان بن ناحور بن لامک کے بیس برس تک خادم اور چرواہے رہے۔ اس کے بعد انھوں نے اور ان کی تمام اولاد نے سوائے ان کے کہ جو ان میں ابتک پیدا نہیں ہوئے تھے بارہا عیسو کو سجدہ کیا۔ اور عیسو نے کبھی یعقوبؑ کو سجدہ نہیں کیا۔ اور نہ اولاد یعقوبؑ میں سے کبھی کوئی اولاد عیسو کا مالک ہوا۔

یعقوبؑ نے اپنے ہر خطاب میں جو عیسو سے کیا اس میں اُن کے ساتھ اپنی عبدیت کا اظہار کیا۔ اور عیسو نے کبھی یعقوبؑ کی بندگی و غلامی نہیں کی۔

عیسو نے ان کے لڑکوں کو دریافت کیا تو یعقوبؑ نے انھیں جواب دیا کہ وہ چھوٹے ہیں۔ اللہ کی طرف سے آپ کے غلام پر ان کی ذمہ داری ہے۔

یعقوب عیسو کی رضا کے طالب ہوئے اور اُن سے کہا کہ میں آپ کے چہرے کی طرف اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کوئی اللہ کے حسن کی طرف دیکھتا ہے۔ آپ مجھ سے راضی ہو جائیے اور میں جو ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اُسے قبول فرمائیے۔ عیسو حرامیں تھے اُس وقت انھوں نے یعقوبؑ کا ہدیہ قبول کر لیا۔

ہم تو عیسو اور اُن کی اولاد کو یعقوبؑ اور اُن کی اولاد کا سردار ہی دیکھتے ہیں۔ اور اسی طرح باقرار توریت بنی عیسو ساعیر میں اپنی میراث کے مالک ہوئے۔ یہ شراۃ کے پہاڑ ہیں بنی لوطؑ اپنی میراث کے مواب میں مالک ہوئے۔ عمان قبل اس کے کہ بنی اسرائیل مالک ہوں زمانۂ دراز تک فلسطین واردن میں اپنی میراث کے مالک رہے۔

Marfat.com

انھیں کی کتابوں کے اقرار کے مطابق بنی اسرائیل کی سلطنت پھر اولاد عیسو برابر یا تو بنی اسرائیل پر غالب [illegible] رہے۔ بنی اسرائیل نہ کبھی بنی عیسو کے مالک ہوئے نہ بنی لوط کے نہ بنی اسماعیل کے۔ دولت بنی اسرائیل کی تباہی کے بعد بنی عیسو و بنی لوط ساعیر و مواب و عمان میں اپنی میراث میں باقی رہے۔ بنی اسرائیل کو بنی اسماعیل نے ان کی میراث سے نکال دیا پھر آج تک ان کے مالک رہے۔

ہم تو اس دعائے برکت کو الٹا ہی دیکھتے ہیں۔ بدقسمتی سے خدا کی پناہ۔ لیکن اس برکت کا جو اُن کے گمان کے مطابق چرائی گئی اور خباثت سے حاصل کی گئی حق یہی ہے کہ وہ اوندھی اور الٹی ہو کر نکل جائے۔

زنا کی نسبت (۱) پھر بیان کیا گیا ہے کہ جب یعقوبؑ اپنے ماموں لابان بن بثوال کے پاس گئے تو انھوں نے ان کی بیٹی راحیل کے ساتھ اپنا پیام نکاح دیا اور کہا کہ میں آپ کی چھوٹی بیٹی راحیل کے لیے سات برس تک آپ کی خدمت کروں گا۔ لابان نے جواب دیا کہ میں اسے تمھیں ہی دوں گا کیونکہ تم اس دوسرے شخص سے جس کو میں اسے دوں اچھے ہو۔ تم میرے پاس رہو۔ یعقوب نے راحیل کے لیے سات برس تک خدمت کی۔ راحیل کی محبت میں تھوڑے دن تک اُن کے پاس رہے۔ اور لابان سے کہا کہ میری زوجہ [illegible] ہیں۔ مجھے اپنی مدت پوری کر دی تاکہ میں انھیں بیوی بناؤں۔ لابان نے تمام اہل مقام کو جمع کیا اور ولیمہ کیا۔ جب رات ہوئی تو لابان نے اپنی بیٹی لئیہ (لیا) کو لیا اور اُسے دلھن بنا کے یعقوب کے پاس بھیجدیا یعقوبؑ نے اُس کے ساتھ ہم بستری کی۔ جب صبح ہوئی اور انھوں نے دیکھا کہ یہ لئیہ ہے تو لابان سے کہا کہ آپ نے کیا کیا۔ کیا میں نے راحیل کے

Marfat.com

متعلق آپ کی خدمت نہیں کی تھی۔ آپ نے مجھے دھوکا کیوں دیا۔ ۱۱۰
لابان نے کہا کہ ہم لوگ اپنی بستی میں ایسا نہیں کرتے کہ بڑی لڑکی سے پہلے چھوٹی کی شادی کر دیں۔ تم اس کے بھی سات سال پورے کرو۔ اور میں مزید سات سال کی خدمت کے عوض میں جو تم کرو گے تمہارے ساتھ اس کی بھی شادی کر دوں گا۔ یعقوب نے ایسا ہی کیا۔ لیئہ کے سات سال پورے کیے اور لابان نے اپنی بیٹی دیدی تاکہ وہ یعقوب کی زوجہ بنے۔

اولاد زنا

اس فصل میں دائمی مصیبت ہے اور وہ اُن کا یہ اقرار ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے نکاح تو راحیل سے کیا مگر ان کے پاس دوسری عورت بھیجی گئی۔ لہٰذا حاصل یہ ہوا کہ لیئہ بغیر نکاح کے ان کے پہلو میں رہیں اور ان سے ان کے یہاں چھ بیٹا بیٹی بھی پیدا ہوئے۔ اور یہ بعینہٖ زنا ہے کہ فریب کی وجہ سے ایک ایسی عورت کو لے لیا جس سے نکاح نہیں کیا تھا۔ حالانکہ اللہ نے ایسی بدکاری سے اپنے نبی کو پناہ دی ہے اور اپنے انبیاء علیہم السلام موسیٰ و ہارون و داؤد و سلیمان کو اس قسم کی اولاد بننے سے بچایا ہے۔ اور یہ اس امر کی بدیہی شہادت ہے کہ یہ مضمون کسی ایسے بددین کا بنایا ہوا ہے جو دیانات کا کھیل کرتا ہے اگر وہ کہیں کہ جب یعقوب کو یہ معلوم ہوا ہوگا کہ یہ وہ عورت نہیں ہے جس سے انھوں نے نکاح کیا ہے تو انھوں نے ضرور اس سے نکاح کر لیا ہوگا۔ ہم کہیں گے کہ اگر ہم تمہارے لیے اس سے چشم پوشی بھی کر لیں تو پھر نسخ ثابت ہو گا اس لیے کہ ایک ہی ساتھ دو بہنوں سے نکاح کرنا تمہاری توریت میں بھی حرام ہے۔

بعض یہود نے مجھ سے اس کے متعلق کہا ہے کہ موسیٰ سے پہلے اللہ کی طرف سے شرائع نازل نہیں ہوئی تھیں۔ میں نے کہا کہ یہ غلط ہے۔ کیا تمہاری توریت کی نص میں نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ ہر زندہ جانور کا کھانا تمہارے لیے ایسا ہی ہے جیسے ہری گھاس یں میں تم کو دیتا ہوں لیکن گوشت اس کے خون کے ساتھ نہ کھاؤ لیکن تمہارے خون جو خود تمہارے اندر ہیں تو میں عنقریب انھیں طلب کروں گا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے قبل کی شریعت ہے۔ اباحت بھی ہے تحریم بھی ہے۔

خدا کے ساتھ کشتی لڑتے رہے

اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب اپنے ماموں لابان کے پاس سے اپنی بیویوں اور بچوں کو لے کے واپس آ گئے۔ جب صبح ہو گئی تو یعقوب نے اپنی دونوں بیویاں کنیز اور گیارہ بچوں کو روانہ کر دیا اور خود تنہا رہ گئے۔ صبح تک ایک شخص ان سے کشتی لڑتا رہا۔ جب وہ یعقوب سے ہار گیا تو اس نے یعقوب کے چڈھے کے جوڑ پر (یعنی کولے کے قریب) مارا۔ یعقوب کے چڈھے کا جوڑ اس کی کشتی میں اکھڑ گیا۔

داؤ پیچ

اس نے یعقوب سے کہا کہ اب مجھے جانے دو کیونکہ صبح ہو گئی ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نہ چھوڑوں گا تاوقتیکہ تم میرے لیے دعا نہ کرو اور برکت نہ دو۔

خدا نے ہار مان لی

اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یعقوب۔ اس نے کہا کہ آج سے تم یعقوب نہیں کہلاؤ گے بلکہ اسرائیل کہلاؤ گے اس لیے کہ تم اللہ سے قوی ہو۔ چہ جائیکہ انسانوں سے۔ یعقوب نے اس سے کہا کہ مجھے اپنا نام تو بتا دو۔ تو اس نے کہا کہ مجھ سے میرا نام نہ پوچھو۔ اسی مقام پر اس نے یعقوب کے لیے دعائے برکت کی اور یعقوب نے اس مقام کا نام فنیئیل رکھا اور کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو آمنے سامنے دیکھا اور میں سلامت رہا فنیئیل سے گذرنے کے بعد آفتاب خوب روشن ہو گیا۔ اور وہ اپنے پاؤں سے لنگڑاتے تھے۔ اور اسی لیے اب بھی بنی اسرائیل چڈھے کے جوڑ کا پچھلا حصہ (کسی جانور کا) نہیں

Marfat.com

کھاتے اس لیے کہ یعقوبؑ کے چڈھے کا جوڑ خدا کے چھونے اور پکڑنے کی وجہ سے ڈھیلا ہو گیا تھا۔

کفریات

اس فصل میں تو وہ خرابی ہے کہ گذشتہ خرابیوں کو بھی مات کر دیا جس سے اہل عقول کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ بخدائے لایزال اگر اللہ عزوجل نے خود ہی ان الفاظ میں ان کا کفر نہ بیان کیا ہوتا کہ "ید اللہ مغلولۃ" (اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں) اور "ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء" (اللہ فقیر ہے اور ہم لوگ امیر ہیں) تو ہماری زبانیں ان بدترین کفریات کی حکایت میں ہرگز گویا نہ ہوتیں۔ لیکن ہم باوجود اس (کفر) کے منکر ہونے کے اسی طرح اس کی حکایت کرتے ہیں جس طرح اس کی تلاوت کرتے ہیں جس طرح اللہ عزوجل نے ہمیں ان کے کفر و تہمت سے بچانے اور خوف دلانے کے لیے اس آیت میں تصریح فرمائی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس مقام پر یعقوبؑ اللہ عزوجل سے کشتی لڑے۔ اللہ اس سے اور ہر ایسی چیز سے بری ہے جو اس کی مخلوق کے مشابہ ہے۔ بھلا وہ کشتی کا کھیل کھیلے گا جس کو صرف بیکار لوگ کھیلا کرتے ہیں۔ اور اہل عقول بلا ضرورت اس کو نہیں کرتے۔

ان لوگوں نے اسی عیب پر کفایت نہیں کی بلکہ یہاں تک کہدیا کہ اللہ عزوجل یعقوبؑ کو پچھاڑنے سے عاجز رہا۔ جیسا کہ ان کی توریت کی نص ہے۔ اور اس کو ان کے اس قول نے ثابت کر دیا جو وہ اللہ کی جانب سے بتاتے ہیں کہ اس نے یہ کہا کہ "تم اللہ سے بھی بڑھ جاؤ گے چہ جائیکہ انسانوں سے"۔ 111

اسرائیل کے معنے

مجھے بعض عبرانی جاننے والوں نے بتایا کہ اسی لیے اس نے ان کا نام اسرائیل رکھا۔ "ایل" بلاشک ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس میں کوئی

Marfat.com

اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ اسرائیل کے معنی اسر اللہ ہوئے جو اس وقت کی یادگار ہے جو کشتی لڑنے کے بعد حاصل ہوئی۔ کیونکہ اس نے یعقوب سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو تو یعقوبؑ نے کہا کہ میں تمھیں نہ چھوڑوں گا تاوقتیکہ تم میرے لیے دعائے برکت نہ کرو

اس فصل پر ہر محفل میں یہود کے لڑکوں کی پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے۔ وہ اس پر جمے کہ توریت کی تصریح یہ ہے کہ یعقوب نے وہیم سے کشتی لڑی۔ اور وہیم کے معنی فرشتے کے ہیں۔ لہذا کسی فرشتے نے کشتی لڑی تھی۔

میں نے اُن سے کہا کہ سیاق کلام یقینی طور پر تمھارے قول کو باطل کرتا ہے کیونکہ اس میں یہ جو ہے کہ "تم اللہ سے قوی ہو چہ جائیکہ انسانوں سے" اور اس میں یہ بھی ہے کہ یعقوبؑ نے کہا کہ میں نے آمنے سامنے اللہ کو دیکھا اور میں سلامت رہا" یہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ جب فرشتہ دیکھیں تو اپنے سلامت نفس پر مسرت ظاہر کریں۔ (کیونکہ انبیاء کو تو ہر وقت فرشتوں ہی سے سابقہ رہتا ہے اور پھر فرشتہ کوئی شیر تو تھا نہیں کہ وہ کھا جاتا) یعقوبؑ نے تصریح کر دی کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بنی اسرائیل پر ران کی رگوں کا کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسی وجہ سے یعقوبؑ نے اس مقام کا نام فنیئیل رکھا۔ اس لیے کہ اس میں آگے ایل ہے اور وہ بغیر کسی احتمال کے تم لوگوں کے نزدیک اللہ عز وجل ہے۔ اگر وہ فرشتہ ہوتا جیسا کہ مناظرے کے وقت تم لوگ دعویٰ کیا کرتے ہو تو بھی غلطی ہی تھی کہ ایک نبی و فرشتہ نے فضول کشتی لڑی۔ یہ صفت تو اُن لوگوں کی ہے جو عنصر ہیں باہم متحد ہیں نہ کہ ملائکہ و انبیاء کی۔

حضرت رکانہ کی روایت اگر کہا جائے کہ تم روایت کرتے ہو کہ تمھارے نبی نے رکانہ بن عبد یزید سے

یہ سب لوگ قطعی طور پر اس پر متفق ہیں کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام اشمائی بن عوبین بن یوعز بن یشائی بن محشون ابن عمیناذاب بن لوزام بن حصرون بن فارص المذکور ابن یہوذا کے بیٹے تھے۔ انھوں نے ان دو فاضل رسولوں کو اس ولادت خبیثہ کی پیدائش بنا دیا جو زنا کی طرف رجوع کرتی ہے۔ پھر زنا میں بھی بدترین وہ زنا ہے جو آدمی اپنی بہو کے ساتھ کرے۔ اس بنائی ہوئی تہمت سے خدا کی پناہ۔

جب میں نے اس فصل پر تقریر کی ہے تو مجھ سے بعض یہود نے کہا کہ اس زمانے میں یہ حلال تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ پھر یہوذا اس کے بعد اس سے ہمبستری کرنے سے کیوں باز رہے۔ اور یہ کیسے حلال ہو سکتا ہے حالانکہ اس معاملہ خبیثہ کے وقت جو مکروہ بھیڑ کے بچے اور ملعون رہن سے طے کیا گیا تھا، نہ تو اس عورت نے اپنے آپ کو پہچنوایا اور نہ یہوذا نے اسے خود پہچانا۔ محض شہوت سے مجبور ہو کے اس بنا پر اس سے مجامعت کی کہ وہ ایک زانیہ عورت ہے، نہ یہ کہ وہ اپنے مردہ بیٹے کی بیوی ہے۔ سوا اس کے کہ تم لوگ اس زمانے میں زنا کو ہر طرح حلال مان لو تب تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہودی شرمندہ و ترش رو ہو کے خاموش ہو گیا۔

ایں خانہ تمام آفتاب است

واللہ میں نے کوئی ایسی قوم نہیں دیکھی جو نبوت کا اقرار کرے اور انبیاء کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جیسی یہ کفار منسوب کرتے ہیں۔

کبھی تو ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی بہن سے شادی کر لی اور ان سے ان کے یہاں اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

پھر یعقوب علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک عورت سے شادی کی مگر فریب سے ان کے پاس دوسری عورت بھیجدی گئی جو ان کی بیوی نہ تھی اور اس سے ان کے یہاں

Marfat.com

دو لڑکے پیدا ہوئے جن سے موسیٰ و ہارون و داؤد و سلیمان وغیرہم علیہم السلام کی نسل چلی۔

پھر روبان بن یعقوب کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی سوتیلی ماں اپنے نبی باپ کی بیوی اور اپنے علاتی بھائیوں کی ماں سے زنا کیا۔

پھر اپنے نبی یعقوب علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے مجبوراً اس عورت سے بدکاری کی اور جبراً اس کے ساتھ مجامعت کی۔

پھر یہوذا کی طرف یہ امور منسوب کرتے ہیں جن میں دو بیٹوں کی بیوی کے ساتھ ان کا زنا کرنا پھر وہ حاملہ ہوئی اور زنا سے اس کے یہاں لڑکے پیدا ہوئے جن سے داؤد و سلیمان علیہما السلام کی نسل چلی۔

پھر یوشع بن نون کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے رحب سے شادی کی جو ایک مشہور زانیہ تھی اور اس نے شہر اریحا میں اپنے آپ کو زنا کے لیے ہر ایسے شخص کے لیے جو نکلے یا چلے وقف کر دیا تھا۔

پھر عمران بن فہث بن لاوی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی پھوپھی یعنی اپنے والد کی بہن سے جن کا نام یوحانذ تھا شادی کر لی جو ان کے دادا کے یہاں مصر میں پیدا ہوئی تھیں۔
۱۱۵ ان سے اُن کے یہاں ہارون و موسیٰ علیہما السلام پیدا ہوئے۔ رحب کا نسب سفر رابع کے ختم کے قریب اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

پھر داؤد علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے لشکر کے ایک شخص کی بیوی کے ساتھ علانیہ زنا کیا جو پاکدامن تھی اور اس کا شوہر زندہ تھا۔ اس عورت کے یہاں داؤد سے اسی زنا کی وجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، پھر یہ پاک خوزہ مر گیا، پھر اس سے شادی کر لی اور یہی عورت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ماں ہوئی

Marfat.com

پھر امنون بن داؤد علیہما السلام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے علانیہ لوگوں کے سامنے اپنے والد کی کنیزوں سے بدکاری کی۔

پھر سلیمان علیہ السلام کی طرف بھی بدکاری منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کیا جن سے نکاح کرنا اُن کے لیے حلال نہ تھا۔ ان عورتوں کے لیے بتخانے بنائے اور اُن عورتوں کی وجہ سے بتوں پر قربانیاں چڑھائیں۔ مع اُس کذب کے جو ہم نے پہلے بھی بیان کیا اور انشاء اللہ بیان کریں گے جس کی نسبت ان لوگوں نے ابراہیم واسحاق ویعقوب ویوسف علیہم السلام کی طرف کی ہے۔

لیکن اس کذب کی اس کے آگے کیا حقیقت ہے جو اُن کی توریت میں ہے کہ اللہ نے یعقوب کے ساتھ کشتی کا کھیل کیا اور اس نے یعقوب سے جو وعدہ کیا تھا اور جو خبریں انھیں دی تھیں ان میں نہایت ذلیل جھوٹ بولا اور خلاف کیا۔ جو اس بہتان کی تصدیق کرے اس پر خدا کی لعنت وغضب ہو۔

اس قوم کے کفر سے تعجب کرو اور اُس سے جو اُن کے پیش رو کافروں بدمعاشوں نے اللہ اور اس کے رسل علیہم السلام پر افترا کیا ہے۔ پھر اس کتاب پر جس میں اس میں سے کچھ بھی ثابت کیا گیا ہو اور اس کے کاتب پر اتنی ہی بار خدا کی لعنت وغضب ہو جتنی اللہ کی مخلوق ہے۔ اے گروہ مسلمین اس پر اللہ کا شکر وحمد کرو کہ اس نے تمھیں ایسی روشن وتابناک ملت کی رہنمائی کی جس میں تبدیل وتحریف کی آمیزش نہیں ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بے شمار محالات

وہ کھلا ہوا رسوا کن جھوٹ جو محال محض وافترائے خالص ہے اُسے انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کرتے ہیں، تم اس میں غور کرو گے تو عجب چیز دیکھو گے ان کی توریت میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کہ یہوذا ابن یعقوبؑ اپنے اُن بھائیوں کے ساتھ تھے جو اپنی بکریاں چرا رہے تھے جب انھوں نے اپنے بھائی یوسف کو بیچا ہے۔

Marfat.com

اور یہوذا ہی نے اپنے بھائیوں کو اُن کے فروخت کرنے اور انہیں کنوئیں سے نکالنے کا مشورہ دیا تھا کہ وہ اس طریقے سے یوسف کو موت سے بچالیں۔

اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ یہوذا اپنے بھائیوں سے علیحدہ ہو کے حیرۂ عدلامی کے ساتھ چلے گئے تھے۔ انھوں نے شوع کنعانی کی بیٹی کو دیکھا تو اس سے شادی کرلی اس سے ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عیر تھا، پھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اونان (امان ونان) تھا، پھر ایک اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیلہ تھا، جیسا کہ ہم نے ابھی حرفاً حرفاً بیان کیا ہے۔

اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ عیر نے ایک عورت سے شادی کی جس کا نام ثامار تھا اور اس سے ہمبستری کی، یہ گنہگار تھا اور اسی لیے اسے اللہ تعالیٰ نے قتل کردیا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی اونان نے شادی کرلی اور وہ اس سے علیحدہ رہا کرتا تھا پھر وہ اسی حالت میں مرگیا۔ وہ بیوہ ہی رہی کہ شیلہ بڑا ہو تو وہ شیلہ سے شادی کرلے۔ شیلہ بڑا ہوگیا اور اس عورت سے اس نے شادی نہیں کی۔ اس کا اقرار یہوذا ہی نے کیا ہے کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ یہ عورت مجھ سے زیادہ انصاف والی ہے کیونکہ میں ہی نے اسے اپنے بیٹے شیلہ کے لیے روکا تھا۔

اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ اس نے مکاری کی یہاں تک کہ اپنے شوہر کے والد یہوذا سے وہ زنا کرا کے حاملہ ہوگئی انھیں سے اس کے یہاں جڑواں بچے فارص وزارح پیدا ہوئے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

اس کے بعد یعقوب کی اولاد اور اولاد کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے جو ملک شام میں پیدا ہوئے اور یعقوب کے ساتھ مصر میں آئے۔ انھیں میں حصرون و حامول پسران فارص بن یہوذا کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ بس اسے یاد رکھو۔

Marfat.com

ان کی توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام جب سولہ برس کے ہو گئے تو وہ اپنے بھائیوں کے ہمراہ اپنے والد ہی کے پاس بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ان لوگوں نے انھیں فروخت کر دیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ جب ان لوگوں نے انھیں فروخت کیا ہے ان کی عمر سترہ برس کی تھی۔ ان کی توریت میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ان کی توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام فرعون کے پاس گئے ہیں، انھوں نے گایوں اور بالیوں والے خواب کی اسے تعبیر بتائی ہے اور اس نے انھیں والی مصر بنایا ہے، ان کی عمر تیس برس کی تھی۔

پھر ان کی توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے والد اپنے پورے خاندان کے ساتھ مصر آئے تو ان کی عمر انتالیس برس کی تھی۔ یہ مصرح ہے اور اس میں ان میں سے کسی کا اختلاف نہیں۔ لہذا یہ یقیناً ثابت ہو گیا کہ یعقوب کے اپنے پورے خاندان کے ساتھ مصر میں جانے اور یوسف کے فروخت کرنے کے درمیان میں صرف بائیس برس کا زمانہ تھا۔ نہ اس سے بہت کم نہ بہت زیادہ۔ یہ ظاہری حساب ہے جو جاہل سے پوشیدہ ہے نہ عالم سے۔

۱۱۲ ان کی توریت میں ذکر کیا گیا ہے کہ اسی مدت میں یہوذا نے شوع کی لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے یہاں پہلا دوسرا اور تیسرا بچہ پیدا ہوا۔ بڑا لڑکا بالغ ہو گیا اور ایک عورت سے اس کی شادی کر دی گئی اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کے بعد وہ مر گیا۔ پھر اس عورت کی شادی اس کے بھائی سے کر دی گئی۔ وہ بھی اس سے علیحدہ رہتا تھا، پھر وہ بھی مر گیا۔ وہ عورت تیسرے کے بڑے ہونے تک بیوہ رہی، پھر اس سے اس کی شادی نہیں کی گئی تو اس نے اپنے شوہر کے والد یہوذا سے زنا کرایا اور ان سے اس کے یہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے، پھر ان دونوں میں سے ایک کے یہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

یہ محال و ممتنع ہے جس میں کوئی خفا نہیں۔ طبیعت بشر میں قطعاً ناممکن اور فطرت و خلقت میں قطعاً اس کی کوئی گنجایش نہیں۔ جس کے چند وجوہ ہیں۔

تم غور کرو کہ یہوذا یوسف کی بیع کے ایک روز بعد اپنے بھائیوں سے جدا ہو گئے۔ انھوں نے دخترِ شوع سے شادی کرلی۔ اور ان کی زوجہ حاملہ ہوگئیں جن سے ان کے یہاں پہلے ہی سال میں فرزند اکبر پیدا ہوا۔ پھر دوسرے سال دوسرا لڑکا اور تیسرے سال تیسرا لڑکا پیدا ہوا۔

اس پر بھی غور کرو کہ فرزند اکبر نے جس وقت شادی کی اس کی بائیس سال کی کل عمر میں سے بارہ سال ہوئے تھے۔ اور بقیہ عمر تک بیوی کے ساتھ رہا۔

پھر اس عورت کی شادی دوسرے لڑکے سے کردی گئی اور وہ بھی بارہ ہی سال کا تھا۔ وہ اس سے برابر علیحدہ رہا کہ جو اولاد پیدا ہو وہ اس کے بھائی کی طرف منسوب نہ ہو۔

پھر وہ مرگیا اور وہ انتظار کرتی رہی کہ شیلہ بڑا ہو جائے اور یہ اس سے شادی کرلے۔ یہانتک کہ مدت دراز گذر گئی۔

اس نے دیکھا کہ وہ بڑا بھی ہو گیا اور اس سے اس کی شادی نہیں کی جاتی۔ یہ خیال قطعاً ایک سال سے کم میں نہیں ہو سکتا۔

اب یہ چودہ سال ہوئے۔

پھر اس نے یہوذا کے ساتھ زنا کیا اور حاملہ ہوگئی اور اس کے یہاں ولادت ہوئی۔ اور یہ بھی ایک ہی سال یا کچھ کم ایک سال ہوا۔

اب بارہ برس میں سے سات سے آٹھ سال تک رہ گئے اور اس سے زاید نہیں ہو سکتے۔ لہذا عقل میں محال و ممتنع ہے کہ کسی سات یا آٹھ برس کے آدمی کے دو بیٹے پائے جائیں۔

میں نے اس شخص سے زاید حساب کا جاہل نہیں دیکھا جس نے ان کی توریت بنائی۔ معاذ اللہ ایسی جھوٹی خبر اللہ کی یا موسیٰ علیہ السلام کی یا

Marfat.com

کسی ایسے انسان کی نہیں ہو سکتی جو اسے سمجھتا ہے جو کہتا ہے اور عمداً رسوا کن جھوٹ بولنے سے شرماتا نہیں۔ ہم اللہ سے عافیت کے طالب ہیں۔

غلط اولاد شماری

اس کے بعد یعقوب کے اُن بیٹوں کی تعداد بیان کی گئی ہے جو اُن کے ماموں لابان کے یہاں ملک شام میں پیدا ہوئے۔ اور مصر میں اُن کے ساتھ گئے۔ انھیں بیان کیا ہے جو لیئہ سے پیدا ہوئے اور وہ چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھی ان چھ لڑکوں کی اولاد کا ذکر کیا ہے اور ان کے نام بتائے ہیں روابین کے چار بیٹے بیان کیے ہیں شمعون کے چھ۔ لاوی کے تین۔ یہوذا کے تین۔ یہوذا کے بیٹے کے دو بیٹے ملا کر پانچ ہوئے۔ یساخر کے چار اور زبلون کے تین۔ جو سب کے سب ان کی توریت کی تصریح کے مطابق لیئہ کے بیٹوں میں تھے۔ اُن کے نام ذکر کرنے کے بعد یہی لیئہ کے لڑکے ہیں اور ان کی اولاد بنات کی تعداد تینتیس ۳۳ ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کی توریت میں تصریح ہے۔ یہ حساب کی غلطی ہے۔ اللہ اس سے برتر ہے کہ وہ حساب میں غلطی کرے یا موسیٰ علیہ السلام اس میں غلطی کریں۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ یہ توریت کسی جاہل مسخرے کی بنائی ہوئی ہے یا کسی کھیلنے والے کی جس نے ان لوگوں سے ہنسی کی ہے اور ان کے عیوب کھولے ہیں۔ اس کے بعد اولاد راحیل کا ذکر ہے۔ پھر یوسف و بنیامین اور ان کی اولاد کا ذکر ہے کہ وہ چودہ تھے۔ زلفی عاد اور اشار اور ان دونوں کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سولہ تھے۔ بلہہ کی ولاد دان و نفتالی اور ان دونوں کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سات تھے پھر ان سب کو جوڑا ہے اور کہا ہے کہ اس خاندان یعقوب کی تعداد جو ان کے ہمراہ مصر آئے سوائے ان کی لڑکیوں کے چھیاسٹھ تھی۔ یوسف کے وہ دونوں لڑکے جو ان کے یہاں مصر میں پیدا ہوئے دو تھے چنانچہ مصر میں آنے والوں کی میزان ستر تھی۔

غلط در غلط

یہ کھلی ہوئی غلطی ہے اس لیے کہ اعداد مذکورہ کی میزان اَنھتر ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے یوسف کے ان دونوں لڑکوں کو نکال ڈالا جائے جو ان کے یہاں مصر میں پیدا ہوئے تو سٹرسٹھ باقی رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ چھیاسٹھ کہتا ہے۔ اور یہ جھوٹ ہے۔

Marfat.com

پھر کہا ہے کہ ان کے ہمراہ مصر میں آنے والوں کی مجموعی تعداد ستر تھی۔ اور یہ دوسرا جھوٹ ہے۔

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ جس نے ان کی توریت بنائی حساب میں اس کی استعداد کمزور تھی۔ یہ اللہ عزوجل کی صفت نہیں ہے اور نہ اس شخص کی ہے جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل ہے جو اسے جھوٹ بولنے سے اور خدا پر عمداً جھوٹ لگانے سے اور جس کام کو اچھی طرح نہ کرسکتا ہو اور نہ اسے قایم کرسکتا ہو اس میں تکلیف کرنے سے روکتی ہے۔ ۱۱۷

خطائے مزید

اس فصل میں ایک اور قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ جو قابل اعتراض ہے لیکن کسی طور پر اس کا مخرج نکل سکتا ہے اور اسی لیے ہم نے اس کے لیے علٰحدہ فصل قایم نہیں کی۔ وہ یہ ہے کہ اولاد بنیامین کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بالع و باکر و اشبیل و اجیر و نعمان و ایحی و روش و مفیم و حفیم و ارد تھے۔

پھر ان کی توریت کے سفر رابع میں بیان کیا ہے کہ صرف بالع و اشبیل و اجیر و مفیم و حفیم تھے۔

پھر کہا ہے کہ بالع کے دو بیٹے ارد و نعمان تھے۔

پھر اگر یہ اس کے علاوہ نہ ہو کہ ان دس سے سوائے ان پانچ کے نہ پیدا ہوئے ہوں جن کا ذکر سفر رابع میں ہے اور ارد و نعمان پسران بالع ارد و نعمان پسران بنیامین کے علاوہ ہوں، ورنہ یہ جھوٹ ہے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ ہر وہ چیز جس سے کسی طور پر بھی نکلنا ممکن ہوگا اگرچہ وہ بعید ہی ہو ہم اسے ان کی جھوٹی کتاب کی رسواکن باتوں میں نہیں لائیں گے۔

نبی کی بات اور خرافات (!)

پھر یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کے حق میں دعائے برکت کا ذکر کیا گیا ہے کہ انھوں نے اپنا داہنا ہاتھ افرایم بن یوسف کے سر پر اور بایاں منسی بن یوسف کے سر پر رکھا۔ یوسف علیہ السلام کو یہ ناگوار ہوا۔ انھوں نے

Marfat.com

کہا کہ اے میرے والد یہ اچھا نہیں ہے اس لیے کہ یہ میرا فرزند اکبر ہے اس لیے آپ اپنا داہنا ہاتھ اس کے یعنی منسی کے سر پر رکھیئے۔ مگر یعقوب کو یہ ناگوار ہوا اور انھوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے اے میرے فرزند مجھے معلوم ہے۔ اور اس کی ذریت کثیر وعظیم ہو گی لیکن اس کے چھوٹے بھائی کی نسل و تعداد اس سے زیادہ ہو گی یعنی افرایم کی نسل کی تعداد منسی کی نسل سے زیادہ ہو گی۔

پھر مصحف یوشع میں بیان کیا گیا ہے کہ منسی کے لڑکے جب شام میں آئے اور ان پر زمین تقسیم کی گئی تو وہ باون ہزار سات سو سپاہی تھے اور افرایم کے لڑکے اس زمانے میں تینتیس ہزار پانچ سو تھے۔

ان کی ایک کتاب میں جو ان کے یہاں بہت ہی باعظمت ہے اور اس کا نام "سفطیم" ہے بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں قبل داود علیہ السلام چار بادشاہ اولاد منسی میں اور چار بادشاہ اولاد افرایم میں تھے۔

مذکورہ بالا اولاد منسی میں ایک شخص تھا جس کا نام منتاح بن علفاذ تھا۔ اس نے اولاد افرایم کے بیالیس ہزار سپاہیوں کو قتل کر دیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کی بنیاد ہی ختم کر دے۔

ان کی ایک دوسری کتاب جو ان کے نزدیک بہت ہی باعظمت ہے اور اس کا نام "ملاخیم" ہے اس میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے دس خاندان بادشاہ ہوئے یہاں تک کہ مذکورہ بالا خاندان گئے اور انھوں نے اولاد افرایم کے دو بادشاہوں کو جن کی پوری مدت صرف چھبیس برس تھی گرفتار کر لیا۔ یہ دونوں یاربعام اور اس کا بیٹا باباط تھے اولاد منسی کے پانچ بادشاہ ان کے والی ہو گئے اور ایک سو دو سال تک برابر ان کی سلطنت رہی۔ یہ لوگ زخر یا بن یربعم بن یوآش بن یہو یا عازر بن یہو تھے جو سب کے سب بادشاہ ابن بادشاہ ابن بادشاہ ابن بادشاہ ابن بادشاہ تھے۔

دس اسباط (یعنی اولاد یعقوب) میں سے جو لوگ بادشاہ ہوئے وہ ان منشا میں سے زائد تھا تو بادشاہ نہیں ہوئے۔

یہ یعقوب کے اس قول کی بالکل ضد ہے جس کو ان لوگوں نے

Marfat.com

اُن سے روایت کیا ہے۔ اور یہ بالکل بعید ہے کہ کوئی نبی جو خبر اللہ کی طرف سے دے اس میں وہ جھوٹ بولے۔

اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ یوشع بن نون و ربورانسہ ولمی موشی سب کے سب نبی تھے اور افرایم کی اولاد میں سے تھے۔ اور بنی افرایم جب مصر سے نکالے گئے ہیں ان کی تعداد چالیس ہزار سات سو سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ اور بنی منشا اس زمانے میں بتیس ہزار دو سو سپاہی تھے۔ تو ہم کہیں گے کہ تم لوگوں نے یہ نہیں بیان کیا ہے کہ یعقوب نے کہا کہ شرف افرایم کی نسل میں ہوگا۔ بلکہ تم نے یہ روایت کی ہے کہ یعقوب نے کہا کہ ہمیشہ کے لیے اور بالعموم افرایم کی نسل تعداد منشا سے زیادہ ہوگی۔ برکت کا پہنچنا کسی خاص قلیل وقت کے لیے نہ تھا کہ پھر حالت اس کے خلاف ہو جائے گی۔ اور برکت ہمیشہ کے لیے باطل ہو جائے گی اور جو مبارک ہوگا وہ بدنصیب ہو جائے گا اور بدنصیب مبارک۔

وہ دعا جو قبول نہ ہوئی

پھر یعقوب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اسی وقت رؤابین سے کہا کہ تم سب سے پہلے شخص ہوگے جو عطا کرنے میں سب پر غالب ہوگے۔ شرف میں تمھیں فضیلت ہوگی عزت میں تمھیں فضیلت ہوگی۔ اور تمھاری فضیلت پانی بہنے کی جگہ کی سی نہ ہوگی۔

یہ وہ کلام ہے جس کی ابتدا اس کے انتہا کی تکذیب کرتی ہے۔

برکت جو نامبارک نکلی

۱۱۸ پھر بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں یعقوب علیہ السلام نے یہوذا سے فرمایا کہ یہوذا سے سر سبز مقام ترک نہ ہوگا اور نہ اُن کی نسل سے سردار ختم ہوگا تاوقتیکہ وہ نبی نہ آجائیں جو تمام امتوں کی امید گاہ ہیں۔

یہ جھوٹ ہے اس لیے کہ یہوذا کی اولاد سے سر سبز مقام بھی منقطع ہو گیا تھا اور ان کی نسل سے سرداری بھی ختم ہو گئی تھی۔ وہ نبی بھی نہیں آیا جو ان کی امید گاہ تھا۔ یہوذا کی اولاد سے بخت نصر کے عہد سے

Marfat.com

سلطنت منقطع ہوگئی جس کو ڈیڑھ ہزار برس سے بھی زاید گزر گیا، سوائے ایک قلیل مدت کے جو زربابیل بن صلتائیل کی مدت تھی۔

میں نے اس فصل پر یہود کے سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے مناظر کے سامنے سنہ ۴۰۴ھ میں تقریر کی۔ وہ اشموال ابن یوسف اللاوی کاتب عرف ابن نغروال تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جالوتوں کے سردار خاندان داؤد سے سلسلۂ نسب رکھتے تھے اور اولاد داؤد یہوذا کی اولاد میں تھے۔ یہی سرداری و سلطنت وریاست ہے میں نے کہا کہ یہ غلط ہے۔ اس لیے کہ جالوت کا سردار کسی پر بھی اپنا حکم نافذ نہیں کرسکتا تھا نہ یہود پر نہ غیر یہود پر۔ یہ سرداری تو برائے نام تھی جس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ نہ اس کی سرگردہی تھی، نہ اس کے ہاتھ میں کوئی سرسبز مقام تھا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ ابن ہرام کے ساتھ چند لڑائیوں کے بعد چھ سال تک اولاد یہوذا میں سے ایک بھی والی نہ تھا۔ اس کے بعد ایک شخص پیدا ہوا جس کا لقب صدقیا بن یوشیا تھا۔ اولاد یہوذا میں سے ایک شخص بھی اس کا معین و مددگار نہ ہوا اور نہ کوئی ایسا شخص ہوا جو مسلسل بہتر سال کسی ایک شخص پر بھی بادشاہ رہا ہو۔ یہاں تک کہ زربابیل پیدا ہوا (صرف یہی چھ سال تک مسلسل بادشاہ رہا) پھر ان لوگوں میں والی بالکل منقطع ہوگئے، نہ تو سردار جالوت ہوا اور نہ کوئی اور۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جب دو سو سال تک ایک ایک ہارونئیں میں سے ہوا۔ اور مسلمانوں کی سلطنت تک یا اس کے کچھ ہی قبل تک اس زمانے میں اولاد یہوذا میں سے کسی کی حکومت نہ رہی۔

اب تک انھوں نے راس جالوت کا نام ایک ایسے شخص کو دیدیا جو اولاد داؤد میں سے تھا۔

سوائے اس کے کہ بعض قدیم مورخین نے بیان کیا ہے کہ ہیرودس اور اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا اعربیاس بن اعربیاس یہ لوگ بنی یہوذا میں سے تھے۔ ہر مؤرخ کے نزدیک زیادہ ظاہر یہی ہے کہ یہ لوگ رومی تھے۔

Marfat.com

لہذا یقیناً ان کمینوں کا کذب ظاہر ہو گیا اور خدا کی پناہ کہ کوئی نبی جھوٹ بولے۔

ایک اور جھوٹ نسبت

پھر بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے لاوی و شمعون سے کہا کہ میں ان دونوں کو یعقوب میں پھیلاؤنگا اور اسرائیل میں دونوں کو پھیلاؤں گا۔

لاوی کی نسل تو بنی اسرائیل میں پھیلی ہوئی تھی جیسا کہ بیان کیا گیا۔ لیکن اولاد شمعون نہیں پھیلی۔ بلکہ وہ لوگ ایک ہی بستی میں جو ان کے لیے تھی اکٹھا رہے جیسا کہ تمام اسباط (اولاد یعقوب) اور کوئی فرق نہ تھا۔

نبوت کی پیشینگوئی ایسی نہیں ہوتی کہ ایک قصے میں سچی ہو اور دوسرے میں جھوٹی۔ یہ تو ان لوگوں کے حساب کی پیشینگوئیوں کی صفات ہیں جو عورتوں اور بیوقوفوں کے لیے راستوں میں بیٹھتے ہیں۔

یہودی خدا کا بیٹا

توریت کے سفر ثانی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ فرعون سے کہو کہ "سید" (یعنی آقا و سردار جس سے مراد خدا ہے) کہتا ہے کہ اسرائیل میرا فرزند اکبر ہے اور تجھ سے کہتا ہے کہ میرے فرزند کو اجازت دے کہ وہ میری خدمت کرے اور اگر اب بھی تو ناپسند کرے گا تو میں تیرے فرزند اکبر کو ہلاک کر دوں گا۔

یہ عجیب امر ہے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہود اس کے بعد کس منہ سے نصاریٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور کیا ان کتب ملعونہ و مبدلہ کے سوا کسی اور چیز نے نصاریٰ کے لیے اس کفر کا راستہ بنایا کہ وہ اللہ کا بیٹا بنائیں اور انھیں تثلیث کا راستہ بتایا ؟ جیسا کہ ہم اس کے قبل بھی بیان کر چکے ہیں۔ سوائے اس کے کہ نصاریٰ نے تو صرف ایک ہی شخص کے متعلق معجزات عظیمہ کی وجہ سے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر ان ذلیل کتابوں
119 نے اور ان کے ماننے والوں نے تمام بنی اسرائیل کو خدا کا بیٹا بنا دیا حالانکہ تمام امتوں میں سب سے زیادہ رذیل اور سب سے زیادہ گندے بھی

Marfat.com

لوگ ہیں۔ اور ان کا کفر بھی نہایت وحشتناک ہے اور ان کا جہل بھی سب سے زیادہ کھلا ہوا ہے۔

جادو معجزے کے برابر (۱)

پھر بیان کیا گیا ہے کہ ہارون نے فرعون اور اس کے غلاموں کے سامنے عصا ڈال دیا تو وہ سانپ بن گیا۔ پھر فرعون نے عالموں اور ساحروں کو بلایا اور انھوں نے بھی اسی طرح مصری منتر کیا۔ لیکن موسیٰ کا عصا ان کے عصاؤں کو لے گیا۔

پھر بیان کیا ہے کہ موسیٰ و ہارون نے وہی کیا جو "سید" نے انھیں حکم دیا تھا۔

پھر موسیٰ نے عصا اٹھا لیا اور اسے نہر کے پانی پر مارا جو فرعون اور اس کے غلاموں کے آگے جاری تھا۔ وہ پانی خون بن گیا اور اس کی تمام مچھلیاں مرگئیں اور نہر سڑ گئی۔ مصریوں کو اس کا پانی پینے کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ تمام ملک مصر میں پانی خون بن گیا۔ پھر مصر کے ساحروں نے بھی اپنے منتروں سے ایسا ہی کیا۔

پھر بیان کیا ہے کہ ہارون نے مصر کے ہر پانی پر اپنا ہاتھ بڑھایا، اور اس سے مینڈک نکلے اور تمام ملک مصر پر چھا گئے۔ ساحروں نے بھی اپنے منتروں سے ایسا ہی کیا۔ اور وہ بھی مصر کی سرزمین پر مینڈکوں کو لے آئے۔

پھر بیان کیا گیا ہے کہ ہارون نے اپنا ہاتھ عصا پر ڈالا اور اسے زمین کی گرد پر مارا۔ اس سے تمام آدمیوں اور جانوروں میں مچھر پیدا ہوگئے۔ اور پورے ملک مصر میں پورا گرد و غبار مچھر بن گیا۔ مگر ساحر اپنے منتروں سے ایسا نہ کرسکے۔ اور انھوں نے مچھر بنانے کا ارادہ تو کیا مگر اس پر قادر نہ ہوئے۔ ساحروں نے فرعون سے کہا کہ یہ کام تو خدا کا ہے۔

یہ نہایت شدید و دائمی مصیبت اور قائم رہنے والا وبال ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو پھر موسیٰ علیہ السلام بلکہ ہر نبی کی نبوت ہی باطل ہوجائے۔

Marfat.com

اگر ساحر ایسی چیز پر قادر ہو جائیں جو اسی کی جنس سے ہو جو نبی لاتا ہے تو پھر ساحرین و مدعیانِ نبوت کا ایک ہی دروازہ ہوگا۔

یقیناً موسیٰ اپنے عصا سے ان کے عصاؤں کے ذلیل کرنے اور ان لوگوں کے محمر بنانے سے عاجز رہنے کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اور وہ بھی عصاؤں کو سانپوں کی شکل میں بدلنے اور پانی کو خون بنا دینے اور مینڈک لانے پر قادر ہو گئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نبوت کی وجہ سے اس سے زیادہ فوقیت نہ حاصل ہوئی کہ وہ فقط اس علم میں ان سے زیادہ علم والے ہیں۔ اگر ایسا ہو جیسا یہ کذاب وملعون کہتے ہیں تو فرعون کا یہ کہنا سچ ہو جائے "انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر" (بیشک وہ موسیٰ تم سب سے بڑے ہیں جنھوں نے تم کو سحر سکھایا ہے)۔

محمروں کے بارے میں ساحروں کے یہ کہنے میں ان لوگوں کا کوئی فایدہ نہیں کہ یہ خدا کا کام ہے۔

بنی اسرائیل سے کہا جا سکتا ہے کہ ساحروں کے اس قول کے بموجب عصا کو سانپ کی شکل میں بدل دینا یا پانی کا خون بنا دینا اور مینڈک لانا خدا کا کام نہ تھا بلکہ غیر خدا کا کام تھا۔ اور یہ وہ بڑی بات ہے جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

بھلا اس کمزور اور بنائی ہوئی تہمت کا اس روشن نورِ حق سے کیا مقابلہ ہے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے "انما صنعوا کید ساحر" (ان لوگوں نے جو کچھ کیا وہ محض ساحر کا مکر تھا)

اور فرماتا ہے "وجاء السحرۃ فرعون قالوا ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین۔ قال نعم وانکم لمن المقربین۔ قالوا یا موسیٰ اما ان تلقی واما ان تکون نحن الملقین۔ قال القوا فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاؤا بسحر عظیم۔ واوحینا الی موسیٰ ان الق عصاک فاذا ھی تلقف ما یافکون۔ فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون۔ فغلبوا ھنالک وانقلبوا صاغرین۔ والقی السحرۃ

Marfat.com

ساجدین۔ قالوا آمنا برب العلمین رب موسیٰ و ھارون"
(اور ساحر لوگ فرعون کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں
اجرت تو ضرور ملے گی اگر ہم غالب آئیں گے۔ فرعون نے کہا کہ ہاں۔ اور
تم لوگ مقربین میں ہو جاؤ گے۔ ساحروں نے کہا کہ اے موسیٰ تم ڈالتے
ہو کہ ہم ڈالیں۔ انھوں نے کہا تم لوگ ڈالو چنانچہ جب اُن لوگوں نے
ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا۔ اور لوگ ان سے ڈر گئے۔ اور وہ لوگ
ایک بڑا بھاری سحر لائے۔ اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ تم اپنا عصا ڈال دو
چنانچہ وہ اسے نگلنے لگا جو وہ فریب دے رہے تھے۔ چنانچہ حق ثابت
ہو گیا اور وہ لوگ جو کچھ کر رہے تھے وہ باطل ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں
مغلوب ہو گئے۔ اور ذلیل ہو کے واپس گئے۔ اور ساحر لوگ (بتوفیق الٰہی)
سجدے میں گرا دیے گئے۔ انھوں نے کہا کہ ہم پروردگار عالم پر جو موسیٰ و
ہارون کا پروردگار ہے ایمان لاتے ہیں۔)

چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فاذا حبالہم وعصیہم یخیل الیہ من
سحرھم انہا تسعی" (اتفاق سے اُن کی رسیوں اور عصاؤں کے متعلق اُن
کے سحر کی وجہ سے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ دوڑتے ہیں)۔ اللہ عزوجل نے
خبر دی ہے کہ موسیٰ کا فعل حق تھا اور ان کا عصا درحقیقت سانپ بن گیا ۱۲۰
تھا۔ ارشاد ہے "فاذا ھی ثعبان مبین" (کہ وہ کھلم کھلا سانپ ہو گیا)۔
ثابت ہو گیا کہ ہر شخص کے لیے جس نے اسے دیکھا۔ یقیناً واضح ہو گیا تھا۔
اللہ نے خبر دی کہ ساحرین نے جو کچھ کیا تھا وہ محض کذب و تخیل و کید تھا۔

یہی وہ حق ہے جس کی عقول شہادت دیتی ہیں۔ نہ وہ جو مبدل و
محرف کتاب (توریت) میں ہے۔

ثابت ہو گیا کہ ساحرین کا فعل ایک حیلہ تھا جس میں فریب کاری
تھی اور اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

دلیل بھی اسی کی تصحیح کرتی ہے۔ کیونکہ طبائع اشیاء کو سوائے خالق
طبائع کے کوئی نہیں بدل سکتا۔ وہ اپنے نبی و رسول کی شہادت اور

Marfat.com

صدق وکذب میں فرق کرنے کے لیے بدلتا ہے۔ اُن لوگوں کے قول کی عقل تصحیح نہیں کرتی کہ ساحرین نے ویسا ہی عمل کیا جیسا موسیٰ نے کیا تھا جس وقت موسیٰ سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ موسیٰ کے قول کے صدق کی دلیل ہے اُس وقت جب کہ وہ اُنھیں اس پر ابھارتے ہیں کہ وہ لوگ بھی اگر سچے ہیں اور موسیٰ کاذب ہیں تو موسیٰ ہی جیسا عمل کر دکھائیں۔ اور وہ موسیٰ ہی جیسا کر لائے تو ذرا نتیجہ تو سوچو۔ خدا تم پر رحم کرے۔

توراۃ کا مصنف یہ ایسی خرابی ہے جو اسی بات کی قطعی اور سچی شہادت دیتی ہے کہ اس کتاب کا بنانے والا وہ ملعون اور جھوٹا شخص ہے جس کا نام حماس ہے۔ حالانکہ اُن کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی توریت ہے۔

وہ (حماس) محض ایک زندیق (بددین) جو باری تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور کتابوں کی توہین کرتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس سے بعید ہیں۔

استحالہ یہودی آج تک یہ گمان کرتے ہیں کہ طبایع کا بدل دینا اور اجناس کا اپنی صفات ذاتیہ سے دوسرے اجناس میں پلٹ دینا اور معجزات مبینہ میں چیزوں کا ایجاد کرنا ان سب پر منتر اور صنعت وحرفت سے قابو پایا جا سکتا ہے جاننا چاہیے کہ جو اس کی تصدیق کرے بلاشک وہ نبوت کا باطل کرنے والا ہے۔ کیونکہ نبی وغیر نبی میں جو فرق ہے وہ محض اسی باب میں فرق ہے۔ اگر غیر نبی کے لیے بھی یہ ممکن ہو جائے تو پھر نبوت کا دعویٰ بے دلیل رہ جائے گا۔ گمراہی سے خدا کی پناہ۔

ہم نے آج تک یہود کو اس امر پر متفق دیکھا ہے کہ اُن کے علماء میں سے ایک شخص جو بغداد میں تھا بغداد سے ایک دن قرنیطہ (قرطبہ) گیا اور بنی الاسکندری کے ایک شخص کے سر میں دو سینگ پیدا کر دیے یہ شخص یہود کے مکان کے قریب جو خندق الحرقہ کے نزدیک تھا رہتا تھا اور وہاں کے یہود کو ستاتا تھا اور ان سے تمسخر کیا کرتا تھا۔

Marfat.com

یہ وہ جھوٹ اور رسوا کن بات ہے جس کی نظیر نہیں۔ جو مقام ہمارے نزدیک قرطبہ کے نام سے مشہور ہے وہ شہر کے اندر داخل ہے اور عبدالواحد بن یزید الاسکندری کا بلند و مشہور مکان ہے۔ ہم نے ان لوگوں کا آخری وقت پایا ہے۔ ان لوگوں میں وزارت و تعلقداری (کلکٹری) تھی۔ ان میں کوئی شخص غیر معروف و غیر مشہور نہیں ہے۔

یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ان لوگوں کے مرنے تک ان میں سے کسی کے بھی اس بنائی ہوئی حماقت کا کسی کو پتا نہ لگا (کہ ان کے یہاں کسی کے سینگ نکلا ہو)۔ یہ پوری قوم ان کے اگلے پچھلے سب کے سب مخلوق میں سب سے زاید جھوٹے ہیں۔ اور باوجود بکثرت ان لوگوں کا مشاہدہ کرنے کے ہیں نے ان میں سے کبھی کسی کو سچ بولنے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا سوائے دو شخصوں کے۔

خون پانی

پانی کو خون بنانے کے قصے میں ایک اور فضیحت و خرابی بھی ہے کہ وہ کھلا ہوا جھوٹ ہے وہ یہ کہ جس کلام کو یہ توریت سمجھتے ہیں اس میں تصریح ہے کہ "پھر آقا نے موسیٰ سے کہا کہ تم ہارون سے کہو کہ تم اپنے ہاتھ سے عصا کو مصر کے پانی پر اور نہروں وادیوں اور میدانوں اور اس کے باغوں پر پھیرو کہ وہ خون ہو جائے اور جو پانی مٹی اور لکڑی کے برتن میں ہے وہ بھی خون ہو جائے۔ موسیٰ و ہارون نے ویسا ہی کیا جیسا کہ ان کے آقا نے انھیں حکم دیا تھا۔ سرزمین مصر میں تمام پانی خون بن گیا۔ مصر کے ساحروں نے بھی اپنے منتروں سے ایسا ہی کیا۔ فرعون کا دل اور سخت ہو گیا اور اس نے موسیٰ و ہارون کی بات کسی حال میں نہ سنی۔ پھر فرعون واپس ہوا اپنے گھر میں چلا گیا اور اس طرف بھی اس نے اپنے قلب کو متوجہ نہ کیا۔ تمام مصریوں نے نہر کے اطراف میں کنویں کھودے تاکہ ان سے پانی حاصل کریں اس لیے کہ وہ نہر کا پانی پینے پر قادر نہ تھے"۔

یہ ان کی کتاب کی نص ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر پانی جو مصر

Marfat.com

میں تھا نہروں میں۔ وادیوں میں۔ میدانوں میں باغوں میں مٹی اور لکڑی کے برتنوں میں۔ غرض کہ سرزمین مصر میں جتنا اور جیسا پانی تھا سب کا
۱۲۱ سب خون بن گیا تھا۔ پھر وہ کونسا پانی باقی تھا کہ اُسے ساحروں نے خون بنا دیا جیسا کہ موسیٰ و ہارون نے بنایا تھا۔ ان جھوٹوں کی ذلت و رسوائی کے سوا اللہ کو بھی کچھ اور منظور نہیں ہے۔

اگر وہ کہیں کہ ساحروں نے کنوؤں کا پانی بدل دیا تھا۔ یہاں تک کہ مصریوں نے نہر کے اطراف میں کنوئیں کھود ے۔ تو ہم کہیں گے کہ قطعی پانی نہ رہنے پر لوگ کیسے زندہ رہے۔ کیا یہ ذلیل و مردود باتیں نہیں ہیں اور کیا یہ اب بھی پوشیدہ ہے کہ یہ یا تو کسی بیوقوف کی بنائی ہوئی ہیں اور یا کسی ذلیل بد دین شخص کی ہیں جو جھوٹ بولنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ گمراہی سے خدا کی پناہ۔

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ فرعون سے کہیں کہ تیری کمائی جگہ پر جو زراعتی میدانوں میں ہے اور تیرے گھوڑوں گدھوں اونٹوں گایوں اور بکریوں پر سخت وبا کے ذریعے سے عنقریب میرا قبضہ ہوگا۔" سید" اسے پورے ملک میں ظاہر کرے گا۔" سید" نے دوسرے روز یہی کیا۔ مصریوں کے تمام جانور مر گئے اور بنی اسرائیل کے جانور نہیں مرے۔ فرعون کو بہت رنج ہوا اور اس نے بنی اسرائیل کو (ترک وطن کی) اجازت نہ دی۔

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ مٹھی بھر بھٹی کی راکھ لیں اور اسے فرعون کے آگے آسمان کی طرف ڈال دیں کہ تمام سرزمین مصر میں غبار ہی غبار ہو جائے اور آدمیوں اور جانوروں کے پھوڑے پھنسیاں اور ورم پیدا ہو جائیں۔ موسیٰ نے کسی بھٹی سے راکھ لی اور فرعون کے آگے کھڑے ہو کر آسمان کی طرف پھینک دی۔ اس سے آدمی اور جانوروں میں پھوڑے پیدا ہو گئے۔ ساحر موسیٰ کے قریب کھڑے ہونے پر قادر نہ ہوئے اس لیے کہ انھیں بھی پھوڑوں کی تکلیف پہنچ چکی تھی۔ اور ایسا ہی

Marfat.com

تمام ملک مصر اور ساحروں میں ہوا۔ پھر اللہ نے فرعون کا دل سخت کر دیا۔ اور "سیّد" نے موسیٰ و فرعون کو جو حکم دیا اس کو فرعون نے کسی حال میں نہ سنا۔

اس کے بعد کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ فرعون سے کہدیں کہ کل اسی وقت اس قدر زیادہ اولے برساؤں گا کہ جب سے مصر کی بنیاد رکھی گئی ہے اس وقت سے آج تک ایسے اولے نہ پڑے ہوں گے۔ لہذا تو اپنے جانور اور تمام اشیائے علو کہ کو کھیتی والے میدان میں بھیجدے اور جمع کر دے۔ کیونکہ ہر وہ شئے کہ کھیتی والے میدان میں ہوگی اسے اولے لگیں گے اور گھروں میں (اولے) نہیں جائیں گے۔ فرعون کی رعایا میں سے جو "سیدٗ" کی دھمکی (وعید) سے ڈرا اُس نے اپنے غلام اور جانور گھروں میں داخل کر دیے۔ اور جس نے "سیّد" کی وعید کو لچر سمجھا اس نے اپنے غلام اور جانور کھیتی والے میدان میں رہنے دیے۔ "سیدٗ" نے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاؤ کہ تمام سرزمین مصر میں اولے پڑیں۔ موسیٰ نے عصا کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلایا۔ "سیّد" گرج اور اور اولے لایا جو زمین پر بکھر رہے تھے۔ پھر "سیّد" نے تمام سرزمین مصر میں آگ ملے ہوئے اولے برسائے۔ جب سے یہ سرزمین آباد ہوئی اتنے بڑے اولے نہیں گرے تھے اولوں نے تمام سرزمین مصر کی ہر وہ شئے جو میدانوں میں کھلی ہوئی تھی آدمی جانور دونوں کا غلہ چار اسب ہلاک کر دیا اور اُس کے تمام درختوں کو اکھاڑ دیا۔ اور سرزمین توسن میں جہاں بنی اسرائیل تھے وہاں ایک بھی اولہ نہیں گرا۔

سراسر بے فروغ

122 اس دروغ بیفروغ پر غور کرو۔ پہلے تو یہ بیان کب کہ موسیٰ وبا لائے اور انھوں نے اللہ کی طرف سے خبر دی کہ اس نے فرعون سے فرمایا کہ میں عنقریب تیری کمائی کا مقام جو میدانوں میں ہے اور تیرے گھوڑے گدھے اونٹ گائیں اور بکریاں سب ہلاک کر دوں گا۔ یہ سب لوگوں کو شامل ہے جو گھروں

میں داخل کیے گئے ہوں اور جو نہ داخل کیے گئے ہوں۔ اور ہر حیوان کی ہر ایک صنف کو شامل ہے۔

پھر خبر دی ہے کہ مصریوں کے تمام جانور مر گئے اور بنی اسرائیل کا ایک جانور بھی نہیں مرا۔

پھر پھوڑے پھنسی کا حال بیان کیا ہے۔

پھر اولے کا واقعہ بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے فرعون کو خدا کا خوف دلایا اور اُسے اپنے جانوروں کو گھروں میں داخل کرنے کا حکم دیا کہ اس میں سے جو چیز اولوں کو میدان میں ملے گی تباہ ہو جائے گی۔

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ فرعون اور اہل مصر کا کونسا جانور بچ گیا تھا۔ حالانکہ بیان کیا گیا ہے کہ وبا نے سب کو ہلاک کر دیا تھا۔ کہاں تھے اونٹ گدھے گھوڑے اور بکریاں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں؟

یہ ناممکن ہے کہ کوئی یہ کہے کہ آخر میں بنی اسرائیل کے وہی جانور ہلاک ہو گئے جو شروع میں بچ گئے تھے۔ اس لیے کہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ سرزمین جوش میں جہاں بنی اسرائیل کی سکونت تھی کوئی اولا نہیں گرا۔

ایک نشانی (معجزہ) اور دوسری نشانی میں خود اُن لوگوں کے اقرار کے مطابق اتنا وقت نہ تھا کہ جس میں دوسرے شہر سے ان لوگوں کے پاس جانوروں کا لانا ممکن ہو۔ اس لیے کہ ایک نشانی سے دوسری نشانی تک ایک یا دو دن یا اسی کے قریب وقفہ تھا۔ مصر کے علاقے بہت وسیع ہیں اور کوئی بستی اس کے متصل نہیں ہے۔ بلکہ ہر طرف سے اس کی انتہائی سمت اور اس کی قریب ترین آبادی کے درمیان بھی بہت دنوں کی مسافت کا راستہ ہے۔ مثلاً شام اور مغربی شہر اور سرزمین نوبہ اور سودان اور افریقیہ۔ لہٰذا اس کا کذب ظاہر ہو گیا جس نے یہ مبدل و محرف اور گھڑی ہوئی کتاب بنائی جس کو یہ لوگ توریت سمجھتے ہیں۔ اللہ اس سے برتر ہے۔ اللہ کی بہت بہت حمد و شکر کہ اس نے اُن لوگوں کے سے عمل اور گمراہی سے محفوظ رکھا۔

Marfat.com

مصر میں مدت سکونت یہود

اس کے بعد کہا ہے کہ ملک مصر میں بنی اسرائیل کا مسکن چار سو تیس[۴۳۰] برس تک رہا۔ جب یہ سال ختم ہو گئے تو اسی روز "رب سید" کی چھاؤنی ملک مصر سے نکل آئی۔

یہ زندگی بھر کی رسوائی اور ہمیشہ کی بدنامی اور پیٹھ توڑنے والی بات ہے۔ یہاں تو یہ کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا مسکن ملک مصر میں چار سو تیس[۴۳۰] برس رہا۔ حالانکہ اس کے قبل بیان کیا ہے کہ قاہاث بن لاوی اپنے دادا یعقوب اور اپنے والد لاوی اور اپنے چچاؤں اور چچازاد بھائیوں کے ہمراہ مصر میں آئے۔ قاہاث بن لاوی مذکور کی عمر ایک سو تینتیس[۱۳۳] برس کی تھی۔ عمران بن قاہاث بن لاوی مذکور کی عمر ایک سو سینتیس[۱۳۷] برس کی تھی۔ موسیٰ بن عمران بن قاہاث بن لاوی مذکور کی عمر جب وہ بنی اسرائیل کو مصر سے اپنے ہمراہ لے گئے اسی برس کی تھی۔ یہ سب اسی کتاب میں منصوص و مصرح ہے جس کو یہ لوگ توریت سمجھتے ہیں جیسا کہ ہم اس کو بیان کرتے ہیں۔

غور کرو کہ جب قاہاث مصر میں آئے ایک مہینے کے یا اس سے کم کے تھے۔ ان کے بیٹے عمران ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ موسیٰ بن عمران بھی اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ ان سب کو جمع کیا جائے تو صرف تین سو پچاس برس سے زاید نہیں ہوتا۔ اب وہ اسی برس سے زاید نہیں ہوتا۔ اب وہ اسی برس کہاں گئے۔ جو چار سو تیس[۴۳۰] برس میں سے باقی رہتے ہیں۔

اگر وہ کہیں کہ ہم اس مدت میں یوسف کے قیام مصر کی مدت کا بھی اضافہ کریں گے جو اپنے والد اور بھائیوں سے پہلے مصر آ گئے تھے۔ تو ہم کہیں گے کہ توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ جب مصر میں آئے ہیں سترہ برس کے تھے۔ اور جب ان کے والد اور بھائی وہاں آئے ہیں وہ انتالیس[۳۹] برس کے تھے۔ تب ان کا قیام مصر میں اپنے والد اور بھائیوں سے پہلے بائیس برس ہوا۔ اس کو تین سو پچاس سے ملا لیا جائے تو سب کا مجموعہ بلاشک تین سو بہتر[۳۷۲]

Marfat.com

ہوگا۔ اٹھاون سال جو چار سوتیس[۴۳۰] میں باقی رہیں گے وہ کہاں ہیں؟
۱۲۳ یہ ایسی بدنامی ہے جس کی نظیر نہیں ہے۔ ایسا جھوٹ ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ اور ایسا باطل ہے کہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ جس کے سر میں صحیح دماغ ہوگا وہ ہرگز اس کا معتقد نہیں ہو سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک منٹ بھی جھوٹ بولے اور نہ یہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی رسول عمداً یا سہواً ایک منٹ بھی جھوٹ بولے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس مدت میں سے قاہاث کا وہ سن نکال دیا جائے گا جب ان کے یہاں عمران پیدا ہوئے اور عمران کا وہ سن نکال دیا جائے گا جب ان کے یہاں موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

صحیح یہی ہے جو ان کی کتابوں کی نصوص و تصریحات سے نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل کی مدت جب سے یعقوب اور ان کے بیٹے مصر میں آئے اس وقت سے ان کے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر سے جانے تک صرف دو سو سترہ[۲۱۷] برس ہوئے۔ یہ دو سو تیرہ[۲۱۳] برس (جو چار سو تیس برس میں سے باقی رہ جاتے ہیں) جھوٹ ہیں۔ اور اگر ان کی توریت میں صرف یہی ایک جھوٹ ہوتا تب بھی یہ اس امر کے ثبوت میں کافی ہوتا کہ یہ کسی ایسے شخص نے بنائی اور بدلی ہے جو اپنے جہل میں گدھے کی طرح ہے یا کوئی مسخرہ ہے جس نے ان سے تمسخر کیا ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

خدا کی تشبیہ

اس کے بعد کہا ہے کہ اس وقت موسیٰ و بنی اسرائیل اس شرف کی وجہ سے صاحب فضیلت ہو گئے۔ انھوں نے کہا کہ "سید" نے ہمیں بزرگی دی۔ کیونکہ وہی شرف و بزرگی دیتا ہے۔ میرے آقا کی مدح نے اور میری قوت نے گھوڑے اور اس کے سوار کو دریا میں غرق کر دیا۔ میری یہ رہائی ہو گئی۔ میں اپنے اللہ کی بزرگی بیان کرتا ہوں اور اپنے والد کے معبود کی عظمت کرتا ہوں جو آقا ہے اور مثل قدرت والے آدمی کے قاتل ہے۔

Marfat.com

سفر خامس میں ہے کہ تمہیں جاننا چاہیے کہ آقا (سید) تمہارا وہی معبود ہے جو ایک کھا جانے والی آگ ہے۔

یہ بھی ایک بدی ہے کہ اللہ عزوجل کو مرد توانا سے تشبیہ دی جائے اور یہ بیان کیا جائے کہ وہ آگ ہے۔ یہ وہ مصیبت ہے جس کی تلافی نہیں۔

اللہ کا نور

بعض یہود نے کہا ہے کہ کیا تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے کہ "اللہ نور السموات والارض" (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) میں نے کہا ہاں۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوذر نے پوچھا کہ کیا آپ نے رب کو دیکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں اسے دیکھتا ہوں۔ یا میں اسے کیسے دیکھوں؟ یہ بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ آپ نے دکھائی دینے والا نور مراد نہیں لیا (ورنہ ابوذر سے یہ فرماتے کہ وہ تمہیں بھی دکھائی دیتا ہے) بلکہ آپ نے وہ نور مراد لیا جو دکھائی نہیں دیتا۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ ایسا نور نہیں جس میں رنگ ہے اور وہ دکھائی دیتا ہے تو یہ واضح ہو گیا کہ "نور السموات والارض" کے معنی یہ ہیں کہ وہ صرف اہل آسمان و زمین کا ہادی و رہبر ہے۔ نور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "مثل نوره کمشکوٰة فیها مصباح المصباح فی زجاجة۔ الزجاجة کانها کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة۔ یکاد زیتها یضیئ ولو لم تمسسه نار۔ نور علی نور۔ یهدی الله لنوره من یشاء"۔

(اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ چراغ شیشے میں ہے۔ شیشہ ایسا ہے جیسے چمکدار ستارہ جو روشن ہے زیتون کے بابرکت درخت سے جس کا رخ نہ مشرق

Marfat.com

کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف، معلوم ہوتا ہے کہ اگر آگ بھی اس کے قریب نہ آئے تب بھی اس کا تیل روشن ہو جائے۔ وہ ایک نور بالائے نور ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے)

اس نے اپنے نور کو (جس سے وہ اپنے اولیاء کی رہنمائی کرتا ہے) ایک ایسے چراغ سے تشبیہ دی جس کا اس نے ذکر کیا۔ اس نے ایک مخلوق (نور) کو ایک مخلوق (چراغ) سے تشبیہ دی ہے۔ اس کا بیان خود اسی کا کلام ہے جو اسی آیت میں کلام مذکور کے متصل ہے "نور علی نور، یھدی اللہ لنورہ من یشاء" وہ نور بالائے نور ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے۔

ہم نے جو کہا وہ یقیناً ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے محض مومنین کا ہدایت کرنا مراد لیا ہے۔ اور یہ صحیح ترین تشبیہ ہے جو ہو سکتی ہے اس لیے کہ آپؐ کا نور ہدایت ظلمت کفر میں ایسا ہی ہے جیسے چراغ ظلمت شب میں۔

مَن وسلویٰ

پھر اس "من" (ترنجبین) کی تعریف کی ہے جو آسمان سے ان لوگوں پر اترتا تھا اور کہا ہے کہ وہ سفید تھا جو دھنیا (کشنیز) کے مشابہ تھا اور اس کا ذائقہ چپڑی روٹی کا سا تھا۔ پھر سفر رابع میں کہا ہے کہ من دھنیے کے مشابہ تھا۔ اور اس کا رنگ مائل بہ زردی تھا اور ذائقہ زیتون کی روغنی روٹی کا سا تھا۔

یہ رنگ و مزہ اور صفت میں اختلاف و تناقض ہے اور بلاشک ایک صفت دوسری کی تکذیب کرتی ہے۔

عقیدۂ تجسیم کی جھلک

اس کے بعد کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم سب لوگوں نے مجھے آسمان میں دیکھ لیا۔ بس اب میرے ساتھ چاندی کو معبود نہ بنانا۔

اس کے بعد کہا ہے کہ پھر موسیٰ و ہارون۔ وناداب وابیھو اور ستر مشائخ (طور پر) چڑھے اور انھوں نے اسرائیل (یعقوب) کے خدا کو دیکھا۔

Marfat.com

جس کی یہ شان تھی کہ اُس کے قدموں کے نیچے ایک اینٹ سی تھی جو فیروزی رنگ کی تھی اور ایسی صاف جیسے آسمان ہوتا ہے۔ پروردگار نے اپنا ہاتھ بنی اسرائیل کے ان منتخب لوگوں کی طرف نہیں بڑھایا جنھوں نے اللہ کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔

اسی کے قریب کہا ہے کہ "سید" کی عظمت کا منظر جیسے پہاڑ کی چوٹی پر کھانے والی آگ ہوتی ہے۔ جس کو بنی اسرائیل کی ایک جماعت دیکھ رہی تھی۔

بلاشک یہ تجسیم (یعنی خدا کو جسم والا بنانا) ہے اور (مخلوق کے ساتھ) تشبیہ ہے جس میں کوئی خفا نہیں۔

یہ ایسا نہیں ہے جیسا اللہ کا یہ کلام ہے "وجاء ربک والملک صفا صفا" (اور آپ کا پروردگار آئے گا اور فرشتے صف بصف ہوں گے (یعنی قیامت میں)۔

اور نہ یہ اس کلام الٰہی کے مشابہ ہے "الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ" (مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ بادلوں کے سایوں میں ان کے پاس آجائیں (تب یہ حق کو قبول کریں گے)۔

اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مثل ہے "ینزل اللہ تبارک وتعالیٰ کل لیلۃ فی ثلث اللیل الباقی الی سماء الدنیا"

(اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شب کو بقیہ تہائی رات میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے)۔

یہ تمام الفاظ تاویل کے تکلف کے بغیر اپنے ظاہر پر ہیں۔ یہ محض اللہ عزوجل کے افعال ہیں جن کو وہ کرتا ہے، جن کا نام مجیٔ و اتیان و تنزل (یعنی آنا۔ آنا۔ اور اترنا) ہے (لیکن ان افعال کی وہ کیفیت نہیں ہے جو بشر کے افعال کی ہوتی ہے)۔

نہ یہ قول یہود اللہ کے اس کلام کے مثل ہے "ید اللہ فوق ایدیھم"

Marfat.com

(اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر تھا) اور "و یبقیٰ وجہ ربک" (اور آپ کے رب کا منہ باقی رہے گا) اور اسی قسم کے جتنے الفاظ قرآن مجید میں ہیں یہ سب اعضاء کے معنیٰ میں نہیں ہیں لیکن انھیں طریقوں پر ہیں جو لغت میں ہیں۔ ہم نے کسی دوسرے مقام پر اس کو بیان بھی کیا ہے۔

اس میں قابلِ اعتماد امر یہ ہے کہ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے متعلق خبر ہیں اور ان میں سے قطعاً کسی کی برابری کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ قول جو ہم نے بیان کیا اس قول کے ساتھ جو توریت کے سفرِ خامس میں ہے کیونکر جمع ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے شعلے کے درمیان سے تم لوگوں سے کلام کیا اور تم نے اُس کی آواز سنی اور اُس کی شخصیت کو نہیں دیکھا" یہ دو جملے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کی تردید و تکذیب کرتا ہے۔

گوسالۂ ہارون

اس کے بعد کہا ہے کہ پھر جب موسیٰ نے (طور پر) دیر لگائی بنی اسرائیل ہارون کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ اُٹھیے اور ہمارے لیے خدا بنا دیجیے کہ وہ ہمارا پیشوا ہو۔ کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ پر جو ہمیں مصر سے لائے تھے کیا مصیبت آ گئی۔ ہارون نے اُن سے کہا کہ اپنی بیویوں بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار کر مجھے دو۔ اُن لوگوں نے ہارون کے حکم سے یہی کیا اور بالیاں ان کے پاس لے آئے جب ہارون نے ان پر قبضہ کیا تو انھیں گلا ڈالا اور ان کے لیے ایک بچھڑا بنا دیا اور کہا کہ اے بنی اسرائیل یہی تمہارا وہ خدا ہے جس نے تمھیں مصر سے نکالا ہے۔ جب ہارون نے بچھڑے کو دیکھا تو اُس کے آگے ایک مذبح (قربانی کا مقام) بنایا۔ اور لوگوں کو سنا کر اعلان کیا کہ کل آقا کی عید ہے۔ جب لوگ صبح کو اُٹھے تو انھوں نے اُس (بچھڑے) پر قربانیاں چڑھائیں اور اس کے آگے تحائف پیش کیے۔ اور عام لوگ کھانے پینے بیٹھ گئے۔ اور کھیل کود کو اٹھ کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

اس کے بعد (طور پر سے) موسیٰ کا آنا بیان کیا ہے کہ جب وہ چھاؤنی کے قریب پہنچے تو انھوں نے بچھڑے کو دیکھا اور لوگوں کو گاتے بجاتے سنا۔

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ انھوں نے ہارون سے کہا کہ تمھارے ساتھ اس امت نے کیا کیا تھا کہ تم سب اتنا بڑا گناہ کرنے لگے۔ ہارون نے کہا کہ میرے سردار مجھ پر ناراض نہ ہوجیے کیونکہ آپ کو تو معلوم ہے کہ اس امت کو شر سے کیسی دلچسپی ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ہمارے لیے ایک خدا بنا دیجئے جو ہمارا پیشوا بنے اس لیے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ موسیٰ پر جو ہمیں مصر سے لائے تھے کیا مصیبت آئی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم میں سے جس کے پاس سونا ہو وہ میرے پاس لے آئے۔ میں نے اس سونے کو آگ میں ڈال دیا اور اس سے ان کے لیے یہ بچھڑا نکل آیا۔ جب موسیٰ نے اپنی قوم کو برہنہ دیکھا اور ہارون نے اپنی جہالت قلب سے ان سب کو برہنہ کیا تھا۔ اور ان سب کو ان کے دشمنوں کے روبرو برہنہ کر دیا تھا۔

اس فصل نے تو ماقبل کے مضامین کو بھی مات کر دیا اور سب پر خاک ڈال دی۔ کہ ہارون جو نبی مرسل ہیں وہ عمداً اپنی قوم کے لیے ایک خدا بناتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اس کی عبادت کریں اور اس پر اعلان کرتے ہیں کہ کل اس آقا کی عید ہوگی۔ بچھڑے کے لیے مذبح بناتے ہیں اور قربانی کی تقریب میں ان سب کی مدد کرتے ہیں۔ پھر انھیں برہنہ کرتے ہیں اور بچھڑے کے سامنے ناچنے گانے کے لیے ان کے سرین کھلواتے ہیں اور سوائے اس کے کہ وہ ۱۲۵
سرین جو سب سے زائد مستحق تھے وہ بھی کھولے گئے ہوں گے۔

بلاشک یہ نہایت عجیب ہے کہ ایک نبی مرسل کا فر مشرک ہو جو اپنی قوم کے لیے اللہ کے سوا خدا بنائے۔

یا یہ ہوا ہو کہ بچھڑا خود بخود ظاہر ہو گیا ہو بغیر اس کے کہ ہارون

Marfat.com

اس کے بنانے کا قصد کریں۔
تب تو واللہ یہ بھی موسیٰ کے معجزات ہی کی طرح ایک معجزہ ہے اور کوئی فرق نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ گمراہی و فریب دہی ہے۔ دشواری میں ڈالنا اور فریب دینا اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر موسیٰ اس ملعون بچھڑے کے عبادت گذار سے زیادہ مستحق تصدیق ہرگز نہیں ہو سکتے۔
کیا تم دیکھتے ہو کہ اس کمینے نے جس نے ان لوگوں کے لیے یہ خرافات تیار کی ہیں انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کے بعد وہ توہین کی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بری و برتر ہے۔
کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اس شخص کی حماقت کے بعد جو اس پر ایمان لائے کہ یہ اللہ کے رسول وکلیم موسیٰ کے پاس سے ہے کہ یہ احمقانہ باتیں اللہ کی طرف سے ہوں گی۔ ہم عافیت پر اللہ کی حمد کرتے ہیں۔
کہاں یہ بیہودہ بکواس اور بنایا ہوا جھوٹ اور کہاں وہ نور حق (قرآن) جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی طرف سے لائے جس کی صحت و حقانیت کی عقل شہادت دیتی ہے جو خود اس قصے میں وہ بات فرماتا ہے جس کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔
"واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیھم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا اتخذوہ وکانوا ظالمین۔"
(موسیٰ کے (طور پر جانے کے) بعد ان کی امت نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا جو ایک آواز والا جسم تھا۔ کیا ان لوگوں نے یہ غور نہ کیا کہ نہ تو وہ ان سے بات کرتا ہے اور نہ وہ انہیں راہ بتاتا ہے۔ انھوں نے اُسے بنایا اور وہ لوگ ظالم تھے)۔
کلام باری ہے کہ "فکذالک القی السامری فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار فقالوا ھذا الٰھکم والہ موسیٰ فنسی افلا یرون

Marfat.com

الا یرجع الیهم قولا ولا یملک لهم ضرا ولا نفعا ولقد قال لهم هارون من قبل یا قوم انما فتنتم به وان ربکم الرحمن فاتبعونی واطیعوا امری قالوا لن نبرح علیه عاکفین حتی یرجع الینا موسیٰ قال یا هارون ما منعک اذ رأیتهم ضلوا ان لا تتبعن فعصیت امری قال یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا برأسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی"

(سامری نے اسی طرح سکھایا اور ان کے لیے ایک بچھڑا بنایا جو ایک آواز دار جسم تھا پھر ان لوگوں نے کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے مگر موسیٰ بھول گئے۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ وہ انھیں ان کی بات کا جواب نہیں دیتا تھا اور نہ وہ ان کے نفع وضرر کا مالک تھا۔ اور نہ ہارون نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اے میری قوم تم لوگ اس بچھڑے کے فتنے میں پڑ گئے حالانکہ تمہارا رب تو وہی رحمٰن ہے لہٰذا میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم تو برابر اسی کے مجاور بنے رہیں گے تاوقتیکہ موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں (جب موسیٰ آئے تو) انھوں نے کہا کہ اے ہارون جب کہ تم نے ان لوگوں کو گمراہ ہوتے دیکھا تو تمھیں کس امر نے میرے پاس آنے سے روکا۔ کیا تم نے میری نافرمانی کی۔ ہارون نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے میرے سر اور ڈاڑھی کو نہ پکڑو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل کے فرقے بنا دیے اور میری بات کا انتظار نہ کیا (یعنی میں اگر منع کرتا تو بنی اسرائیل میں دو گروہ ہو جاتے ایک وہ جو میری بات مانتا اور ایک وہ جو میری مخالفت کرتا)

ہارون کا یہ کہنا کہ "یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی" (اے میری ماں کے بیٹے یہ قوم مجھے کمزور سمجھتی تھی اور مجھے قتل کیے ڈالتی تھی) حقیقۃً یہ صدق ہے۔

ان لوگوں کے لیے بچھڑا سامری ہی نے بنایا جو کافر و گمراہ تھا۔

Marfat.com

ہارون نے اپنے مقدور بھر انھیں اس سے منع کیا۔ ان لوگوں نے نافرمانی کی اور انھیں قتل کیے ڈالتے تھے۔ دو آنکھ والے کے لیے صبح نمودار ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے کلام کا صدق واضح ہوگیا جس نے ان تہمت لگانے والوں کی تکذیب کردی۔

بچھڑے کی آواز کے متعلق ابن عباس کی صحیح روایت میں ہے جس کے سوا اور کوئی بات ممکن بھی نہیں۔ وہ یہ ہے کہ وہ محض ایک ہوائی آواز تھی جو اس کے آگے سے اندر جاتی تھی اور پیچھے سے نکلتی تھی۔ یہی حق بھی ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ "لا یکلمہم" وہ لوگوں سے بات نہیں کرتا تھا۔ اگر وہ خود اپنی فطرت سے آواز نکالتا یا بولتا تو یہ بھی ایک قسم کا کلام ہی ہوتا اور پھر اس میں حیات بھی ہوتی اور یہ محال ہے کیونکہ غیر نبی کے لیے نہ تو معجزہ ممکن ہے اور نہ کسی شے کی فطرت کا بدلنا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

مظہر العجائب

انھیں فصول کے درمیان میں بیان کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ سے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں پر غضب کرنے دو۔ انھیں ہلاک کرنے دو اور میں تمھیں ایک بہت بڑی امت کا پیشوا بنا دوں گا۔ موسیٰ نے اس کی خواہش ظاہر کی۔ اور عرض کیا کہ آپ کو اپنے بندے ابراہیم و اسرائیل (یعقوب) و اسحاق یاد ہیں جن کو آپ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان سے فرمایا کہ تمھارے خاندان کو اتنا بڑھاؤں گا کہ وہ مثل آسمان کے ستاروں کے ہوجائیں گے اور انھیں اس تمام زمین کا وارث بناؤں گا جس کا میں نے ان سے وعدہ کیا ہے اور وہ اس کے مالک ہوں گے۔ پھر آقا (اللہ) گنگنایا اور موسیٰ کی امت پر جو مصیبت نازل کرنے کا ارادہ کیا تھا اسے پورا نہیں کیا۔

ملک حاضر حکومت غائب

اس فصل میں بھی عجائب ہیں۔

اول تو اس کا یہ خبر دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی امت پر

Marfat.com

جو مصیبت نازل کرنے کا ارادہ کیا تھا اُسے پورا نہیں کیا۔ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کسی قوم کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرے اور اس کا وعدہ چند امور میں اُن سے پہلے ہو چکا تھا اور اُسے اس نے بعد میں پورا نہ کیا۔ اللہ اس سے بعید ہے کہ وہ وعدہ خلافی کرے اور کذب کا ارادہ کرے۔

۱۴۶ دوم ان کا بداء کو اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرنا ہے جس سے اللہ بری ہے۔ اور اس کے بعد ان میں جو لوگ منکر نسخ ہیں اُن پر تعجب ہے۔ اس لیے کہ نسخ میں کوئی خرابی نہیں ہے کیونکہ وہ بھی اللہ کے افعال میں سے ایک فعل ہے جسے وہ اپنے افعال میں سے ایک فعل کے بعد کرتا ہے جو پہلے سے اس کے علم میں ہوتا ہے کہ وہ اس طرح ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے جتنے افعال اس عالم میں ہیں اُن سب کی یہی صفت ہے۔ مگر بداء اُن لوگوں کی صفات میں سے ہے جو پہلے کسی چیز کا وہم (خیال) کرتا ہے پھر اسے کوئی دوسری چیز مناسب معلوم ہوتی ہے اور یہ مخلوقین کی صفت ہے۔ یہ اس کی صفت نہیں ہے جو ازلی ہے جس پر وہ شے بھی پوشیدہ نہیں ہے جو وہ مستقبل میں کرتا ہے۔

سوم اُسی میں اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ لوگ تمام زمین کے مالک ہوں گے۔ اور یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ وہ لوگ صرف تھوڑی مدت کے لیے اس کے مالک ہوئے۔ پھر ہمیشہ کے لیے اُس سے نکال دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نہ جھوٹ بولتا ہے نہ وعدہ خلافی کرتا ہے۔

اسے کیا کہتے ہیں؟

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ اس مقام سے اس زمین کی طرف تم بھی جاؤ اور اپنی امت کو بھی لے جاؤ جس کی تقسیم کا میں نے ابراہیم و اسحاق و یعقوب سے وعدہ کیا تھا کہ میں اُن کی نسل کا اس کا وارث ضرور بناؤں گا۔ اے موسیٰ تمہارے سامنے ہی میں کنعانیین۔ اموریین۔ حیثیین۔ فرزیین۔ حویین۔ اور یوبسیین کے نکالنے کے لیے

ایک فرشتہ بھیجوں گا۔ تم ایسے ملک میں داخل ہوگے جس میں دودھ اور شہد پر قبضہ کروگے۔ میں تم لوگوں کے ساتھ (اس مقام میں) نہ اتروں گا کیونکہ تم لوگ سخت گردن والے گروہ ہو۔ فرشتہ اس لیے بھیجوں گا) تاکہ یہ امت راستے میں ہلاک نہ ہوجائے (اور منزل مقصود تک پہنچ جائے)۔ جب عام لوگوں نے یہ سخت وعید (دھمکی) سنی تو تعجب کیا۔ اور انھوں نے زینت اختیار نہیں کی آقا نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ تم وہ امت ہو کہ تمھاری گردنیں سخت ہیں۔ میں ایک مرتبہ تم پر اتروں گا اور تمھیں ہلاک کروں گا۔ اپنی زینت کم کردو۔ کہ میں بتادوں کہ میں تمھارے ساتھ کیا کروں گا۔

اس سے چند فصول کے بعد کہا ہے کہ موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے میرے آقا اگر تو مجھ سے راضی ہے تو میں تجھ سے خواہش کرتا ہوں کہ تو ہمارے ساتھ چل۔

اس کے بعد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کہا کہ میں خود تمھارے سامنے نکلوں گا۔

اس فصل میں دو جھوٹ ہیں اور ایک مانی ہوئی تشبیہ ایک جھوٹ اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ موسیٰ کے سامنے دشمنوں کے نکالنے کے لیے فرشتہ بھیجے گا۔ اور اللہ تعالیٰ خود ان لوگوں کے ساتھ نہیں اترے گا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ اترا۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس سے کوئی راہِ نجات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے اور وہ اس سے بعید ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں یہ کروں گا اور پھر نہ کرے۔ یہ کہے کہ میں نہ کروں گا اور پھر کرے۔

دوسرا جھوٹ اس کا یہ کہنا ہے کہ میں ایک مرتبہ تم پر اتروں گا اور تمھیں ہلاک کروں گا پھر اس نے یہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بعید ہے۔

تشبیہ محقق یہ ہے کہ اس کا خود اترنے سے باز رہنا پھر اس کا

Marfat.com

اُن کی مدد کے لیے کسی فرشتے کے بھیجنے پر کفایت کرتا ہے۔ اس کے بعد اُن کے ساتھ اترنے کو قبول و منظور کر لینا ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جس میں اس کی بھی گنجایش نہیں۔

حدیث تنزیل (یعنی اس کے اترنے کا مطلب) تو یہ ہے کہ یہ بھی اس کے افعال میں سے ایک فعل ہے (جس کی کیفیت ہم لوگ نہیں جانتے اور نہ اس کو اپنے اوپر قیاس کر سکتے ہیں) اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو عالم میں جو قوی ترین چیز پائی جاتی وہ فرشتے کا بھیجنا ہی ہوتا۔ مگر جب یہ باطل ہے تو یہ ثابت ہو گیا کہ یہ لامحالہ اترنا اور منتقل ہونا ہی ہے۔

لن ترانی کی کہانی

انھیں فصول کے درمیان میں کہا ہے کہ "آقا موسیٰ سے روبرو ہو کر بات کرتا تھا۔ گر منہ سے نہیں جس طرح ایک شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے۔ موسیٰ نے اللہ سے خواہش کی کہ وہ اُسے دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جواب دیا کہ میں تمھیں آغوش میں داخل کرلوں گا اور اپنے داھنے ہاتھ سے تمھاری حفاظت کروں گا یہانتک کہ میں گذر جاؤں پھر میں اپنا ہاتھ اُٹھاؤں گا اور تم میرے پیچھے دیکھ لینا اس لیے کہ تم میرا چہرہ نہ دیکھ سکو گے۔"

ان دونوں فصلوں میں نہایت خراب و بدترین تشبیہ ہے کہ سوائے چہرے کے اللہ کے لیے دوسری چیزیں ثابت کی گئی ہیں اور اس عیب سے رہائی نہیں ہو سکتی۔

اولاد مرجائیں گے

سفر ثالث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان (موسیٰ) سے فرمایا کہ جو شخص اپنی چچی یا مامی کے ساتھ ہمبستری کرے یا اپنی بیٹی کا ستر کھولے تو یہ دونوں کے دونوں اپنے

گناہوں کے متحمل ہوں گے مالا یطاق

گناہوں کے متحمل ہوں گے اور بغیر اولاد کے مر جائیں گے"۔

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہود کے مقابلے میں اُن کی تردید سے

Marfat.com

کوئی ایسا کلام نہیں لائیں گے جس کے معنی سمجھ میں نہ آتے ہوں۔ کیونکہ معترض کو یہ کہنے کا حق ہو گا کہ اللہ نے اس سے جو بھی مراد لیا ہو وہ درست ہے۔

لیکن یہ وہ مقام ہے کہ اس میں ہم سے وعدہ خلافی نہیں ہوئی ہے اس لیے کہ یہ شریعت ہے جو لازم کی گئی ہے اور جس کی تکلیف دی گئی ہے یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو کسی ایسے عمل کی تکلیف دے جس کو وہ سمجھ نہ سکیں اور نہ اس کے متعلق حکم ان کی عقل میں آئے۔

اِدعائے محال

سِفر رابع میں بیان کیا گیا ہے کہ مصر سے نکلنے والے اُن خاص بنی اسرائیل کی تعداد جو جنگ پر قادر ہوں گے جن کی عمر بیس سال یا زیادہ کی ہوگی چھ لاکھ تین ہزار پانچ سو پچاس ہوگی۔ (۶۰۳۵۵۰) اس تعداد میں عورتیں اور وہ سب لوگ داخل نہیں ہیں جن کی عمر بیس سال سے کم ہے یا جو جنگ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ ان کی تعداد جب یہ ارض مقدسہ میں داخل ہوئے۔ چھ لاکھ ایک ہزار سات سو تیس تھی۔ (۶۰۱۷۳۰) اُن میں یہ لوگ شمار نہیں کیے گئے جن کی عمر بیس سال سے کم تھی۔ غنیمت میں ملی ہوئی ان لوگوں پر اور عورتوں پر نیز ان لوگوں پر جن کی عمر بیس سال سے کم تھی تقسیم کر دی گئی۔

یہود کی کتابوں میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اپنے زمانے میں بنی اسرائیل کا شمار کیا تو انھوں نے صرف یہوذا کی اولاد میں پانچ لاکھ جنگ جو پائے۔ بقیہ نو اسباط (خاندان یعقوب) میں "سوائے بنی لاوی و بنی بنیامین کے کہ ان دونوں کا شمار نہیں کیا" نو لاکھ ستر ہزار (۹۷۰۰۰۰) جنگجو تھے جس میں اور یہ بھی عورتوں اور ان بچوں، بوڑھوں اور معذوروں کے جو جنگ پر قادر نہ تھے علاوہ تھے۔ یہ سب لوگ صرف فلسطین اردن اور غور کے علاقے میں تھے۔ شہر مذکور جیسا کہ تھا اُسی حالت پر ہے۔ نہ اُس میں کوئی کمی ہوئی نہ بیشی۔

Marfat.com

نیز انہیں کی کتابوں میں ہے کہ ابن یربعان بن سلیمان بن داؤد کے دو بیٹوں نے بنی اسرائیل کے دس اسباط (خاندانوں) میں سے پانچ لاکھ مردوں کو قتل کر دیا۔ اور ایک بیٹے نے باون ہزار سپاہیوں کو قتل کر ڈالا۔

حقیقت حال شہر مذکور اب بھی باقی ہے۔ اس کی زمین نہ بڑھی ہے نہ گھٹی ہے۔ اُن لوگوں کے اقرار کے مطابق جنوب میں اس کی حد پر غزہ و عسقلان و رجع اور شراۃ کے پہاڑوں کے راستے ہیں جو عیسو کا شہر ہیں۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ ان شہروں میں سے کبھی کسی ایک گاؤں یا اس سے کم کے بھی مالک نہیں ہوئے۔ اپنی ابتدائے سلطنت سے انتہا تک کبھی کبھی وہ بنی اسرائیل کی طرف سے اور بارہا بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرتے رہے۔ اس شہر کی حد بحر شام کے قریب ہے۔ شمال میں اس کی حد صور و صیدا اور دمشق کے وہ علاقے ہیں جن کے متعلق اُن میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ اُن میں سے کبھی ایک ہیچ گارڈنے بھر کی جگہ کے بھی مالک نہیں ہوئے۔ اپنی ابتدائے سلطنت سے انتہا تک برابر ان سے جنگ کرتے رہے۔ کبھی یہ اُن پر غالب آتے تھے اور کبھی وہ اِن پر۔ اکثر جنگوں میں وہ لوگ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہو جاتے تھے اور انہیں بدترین عذاب کا مزہ چکھاتے تھے۔ اور کبھی بنی اسرائیل صرف اُن کی سلطنت سے باہر ہو جاتے تھے۔ شہر مذکور کی مشرقی حد مواب کے شہریں اور عمون اور اس صحرائے عرب کا ایک قطعہ ہے جو دشت اور ریگزار ہے۔

اس میں بھی اختلاف نہیں کہ اُن کی توریت کی نص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و بنی اسرائیل سے کہا کہ یہاں تک تم بنی عیسو و بنی مواب و بنی عمران سے جنگ نہ کرنا کیونکہ میں تمہیں اُن کے شہروں میں سے ایک قدم رکھنے بھر جگہ یا اس سے بھی کم کا مالک و وارث نہیں بناؤں گا۔

Marfat.com

اس لیے کہ میں نے عیسو و بنی لوط کے درمیان اس کی میراث رکھدی ہے۔ جیسا کہ میں نے بنی اسرائیل کو اس مقام کا وارث کر دیا ہے جس کا میں نے ان سے وعدہ کیا تھا" حالانکہ یہ لوگ اپنی ابتدائے سلطنت سے انتہائے سلطنت تک ان سے جنگ کرتے رہے۔ کبھی بنی عمون و بنی مواب ان کے بادشاہ و مالک ہو جاتے تھے اور کبھی یہ لوگ صرف ان کی غلامی سے نکل آتے تھے۔

اسرائیلی رقبۂ حکومت کی پیمایش

یہودی شہروں کا طول محققین کی پیدایش کے مطابق عقبہ انیق سے "جو دمشق سے چھ میل ہے" طبریہ تک آٹھ میل ہے۔ جبل افرایم سے کوہ طور تک بارہ میل ہے اور مجون تک بھی بارہ میل ہے۔ دونوں پہاڑوں کے پاس

۱۲۱ اردن کا علاقہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور فلسطین کا علاقہ شروع ہونے میں ایک میل رہ جاتا ہے۔ رملہ تک تقریباً چالیس میل ہے۔ عسقلان تک اٹھارہ میل ہے۔ رملہ وہی مقام ہے جہاں بنی اسرائیل کا علاقہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب تہتر میل ہوا۔ اس کی چوڑائی بحر شام سے اول علاقۂ کوہ شراۃ اور اول علاقۂ مواب اور اول علاقۂ عمان تک تقریباً اتنی ہی ہے۔ شرقی اردن کا ایک چھوٹا سا علاقہ جس کا نام غور ہے اور جس میں شہر بیسان ہے وہ بھی تیس میل لمبا اور تیس میل چوڑا ہوگا۔ اس سے زیادہ نہ ہوگا یہ علاقہ جو مشرقی اردن میں تھا ان لوگوں کے گمان کے مطابق بنی روابین و بنی جادا کا اور نصف بنی منسا بن یوسف علیہ السلام کا تھا۔ اس لیے کہ یہ مویشی چرائے جانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اور یہ لوگ گائے اور بکری والے تھے۔ لہٰذا اس ذلیل جھوٹ سے تعجب کرو۔

یہ محال و ممتنع ہے کہ جو مسافت (و پیمایش) بیان کی گئی اس کی زمین ایسی تعداد پر تقسیم کی جا سکے جو ان میں سے خاص طور پر بیس یا زیادہ کی اولاد ہوں جو چھ لاکھ سے زاید ہوں تو پھر وہ کہاں رہتے جو بیس سے علاوہ تھے۔ اور عورتیں کہاں رہیں۔ حالانکہ ان کے دعوے کے مطابق

Marfat.com

سب نے زمین مذکورہ میں سے اپنا حصہ لیا کہ وہ اس کی زراعت اور پیداوار سے زندگی بسر کریں۔

یہ قطعاً ناممکن ہے کہ پیمائش مذکورہ اس طور پر ہو کہ ہر گاؤں کی اور اس کے کھیتوں اور باغوں کی پیمائش ایک میل سے ایک میل ہو۔ بجز اس کے کہ چھ لاکھ دو سو گاؤں ہوں (اس طرح کی تقسیم نہیں ہو سکتی)۔ یہ بھی اس وقت ہے کہ جب پورا علاقہ آباد ہو، متصل ہو، جس میں نہ کوئی چراگاہ ہو، نہ درخت ہو، نہ کوئی زمین پتھریلی ہو جو آباد نہ کیجا سکے، نہ کوئی زمین ریتلی ہو کہ آباد نہ ہو سکے، اور نہ کوئی زمین شور اور کھاری ہو کہ اس کی آبادی میں دشواری ہو۔ اور ایسا ہونا محال ہے۔

اس بنا پر ہر گاؤں کے لیے سو مرد یا تقریباً اتنے ہی پڑتے ہیں۔ اور یہ بھی وہ ہیں جس کے علاوہ نہیں ہیں اور نہ وہ عورتیں ہیں لہذا قطعاً اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اس میں اپنی معاش پاسکیں۔ یہ ایسا کذب ہے جس میں کوئی خفا نہیں ہے خاصکر جب ان میں جنگجویوں کی تعداد دس لاکھ پانچ سو ہو۔ اور ناقابل جنگ لوگ اور عورتیں ان کے علاوہ ہوں۔

اس جھوٹ کا اللہ کے سچے قول سے جو کلام الٰہی میں ہے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے قصے میں بیان فرمایا ہے کہ جب اس نے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تو کہا کہ "ان هؤلاء لشرذمة قليلون" (بیشک یہ لوگ چھوٹا سا گروہ ہیں)۔ یہ وہ بات ہے کہ اس کے سوا ناممکن ہے اور اس کے علاوہ قطعاً محال ہے۔

ایک دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ انھوں نے کتاب یوشع میں بیان کیا ہے کہ شہر مذکور میں بہت سی آبادیاں تھیں۔ جن میں سے بنی یہوذا کے حصے میں ایک سو چار بستیاں تھیں اور بنی شمعون کے حصے میں ستر۱۷ہ اور بنیامین کے حصے میں اٹھائیس اور بنی زبلون کے حصے میں بارہ۱۲ اور بنی نفتالی کے حصے میں انیس۱۹ اور بنی دان کے حصے میں

Marfat.com

اٹھارہ بستیاں تھیں۔ یہ سب ایک سو اٹھانوے بستیاں ہوئیں کتاب مذکور میں ہے کہ یہ بستیاں اُن گاؤں کے علاوہ تھیں جن کا شمار سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں کر سکتا۔

اسی کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ نصف بنی منشا بن یوسف کے حصے میں مشرقی اردن میں باشان اور اس کا علاقہ تھا۔ اُن کی محفوظ بستیوں کی تعداد ساٹھ تھی جو اُن گاؤں کے علاوہ تھی جن کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

مذکورہ بالا بستیوں کی مجموعی تعداد دوسو اٹھاون تھی بنی رُوابین کی بستیوں کی کوئی تعداد بیان نہیں کی، نہ بنی عاد کی بستیوں کی نہ نصف بنی منشا کی جو مغربی اردن میں رہتے تھے اور نہ بنی افرایم کی۔ وہ اسباط جن کی تعداد بیان نہیں کی گئی، جیسا کہ ان کی توریت کا مقتضا ہے، کل بنی اسرائیل کے چہارم ہوں گے، اس حساب سے اُن کے حصے میں تقریباً سو شہر پڑتے ہیں جب اس کو اس عدد سے ملایا جائے جو ہم نے بیان کیا تو سب کی میزان تقریباً چار سو بستیوں کے قریب ہوتی ہے۔ اس ننگ و عار کی بات پر تعجب کرو کہ وہ زمین جس کی پیمائش ہم نے بیان کی باوجود اپنی قلت و کوتاہی کے ایسی ہو کہ اس میں یہ بستیاں ہو سکیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ سبط بنی منشا جو مشرقی اردن میں رہتے تھے اور جن کے حصے میں ساٹھ بستیاں تھیں اُن کی تعداد صرف سپاہیوں کی چھتیس ہزار تھی جن میں کوئی بیس سال سے کم نہ تھا۔ یہ علاقہ آج بھی باقی ہے شاید بارہ میل سے بارہ میل ہوگا۔ میں نے اس سے ۱۲۹
زیادہ بے حیا نہیں دیکھا جس نے ان لوگوں کے لیے یہ رذیل کتابیں لکھیں اور ان لوگوں کے چہروں میں سیاہی لگائی۔ نعوذ باللہ من الضلال۔

Marfat.com

تورات کے مفتریات

دروغ گو را حافظہ نباشد

اسی فصل کے متصل ایک دوسری فصل ہے جو شہرت کذب وخرابی محال اور کھلی ہوئی بناوٹ اور بری ایجادیں اس سے بھی بدتر ہے،

سفر ثانی کے شروع میں جہاں بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر سے نکلنے کا تذکرہ کیا ہے وہیں بیان کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے تیرہ مہینے بعد موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ان کی مردم شماری کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے تمام قبائل کا شمار کیا۔"

پھر کہا ہے کہ "اپنے اپنے قبائل میں یہ لوگ اپنے اپنے گھر کے بڑے تھے۔ حنوک۔ فلو۔ حصرون وکرمی۔ اور یہ سب لوگ بنی روابین ہیں اور روابین یعقوب کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور روابین کے یہی (چار) قبائل تھے۔"

سفر رابع کے شروع میں بیان کیا ہے کہ "ان میں سب سے مقدم یصور بن شدیئور تھا اور ان کے مردوں کی تعداد چھیالیس ہزار تھی۔ جن میں وہ لوگ شمار نہیں کیے گئے جن کی عمر بیس سال سے کم تھی اور نہ وہ شمار کیے گئے جن میں جنگی طاقت نہ تھی۔"

سفر ثانی کے شروع میں بیان کیا ہے کہ بنی شمعون یمموئیل۔ یامین اوہد۔ یاکین۔ صوحر۔ اور شاؤل بن الکنعانیہ تھے۔ اور یہی شمعون کے قبائل تھے۔"

سفر رابع کے شروع میں بیان کیا ہے کہ "ان میں سب سے مقدم

Marfat.com

شلومیئیل بن صوریشدائی تھا۔ اور ان کے مردوں کی تعداد انسٹھ ہزار تھی۔ جن میں نہ تو وہ لوگ شمار کیے گئے جن کی عمر بیس سال سے کم تھی اور نہ وہ شمار کیے گئے جن میں جنگی طاقت نہ تھی۔"

سفر ثانی کے شروع میں کہا ہے کہ بنی لاوی کا یہ تعین و شمار ہے جن کے قبائل میں جرشون و قہاث و مراری اور جرشون کے دو بیٹے لبنی و شمعی اپنے قبائل میں تھے۔ اور بنی قہاث یہ تھے عمرام۔ یصہار۔ جبرون۔ عزئیل اور مراری کے دو بیٹے محلی و موشی۔ بنی لاوی کے یہی انساب اپنے قبائل میں تھے۔ عمران نے اپنی پھوپی یوکابد سے شادی کی اور ان سے ان کے یہاں موسیٰ و ہارون پیدا ہوئے۔ اور بنی یصہار یہ تھے۔ قورح۔ نافج۔ ذکری۔ اور بنی قورح یہ تھے۔ اشیر۔ القانۃ و ابیاساف۔ اور بنی عزئیل یہ تھے۔ میشائیل۔ صافان۔ ستری۔ ہارون نے یشابع بنت عمینا داب خواہر نخشون سے شادی کی۔ اور ان سے ان کے یہاں ناداب۔ ابیہوا۔ عازار و ایثامار پیدا ہوئے۔ پھر عازار بن ہارون نے بنی فوطیئیل کی لڑکیوں میں شادی کی اور اس سے فنحاس پیدا ہوا۔

سفر رابع کے شروع میں کہا ہے کہ سید نے سینا کی گھاٹی میں موسیٰ سے کلام کیا اور ان سے کہا کہ ان بنی لاوی کو شمار کرو جو اپنے آباء و اجداد اور اپنے متعلقین کے گھروں میں ہوں۔ ایک مہینہ یا اس سے زاید کے لڑکے کو موسیٰ نے شمار کیا جیسا کہ آقا نے انہیں حکم دیا تھا۔ انھوں نے لاوی کے بیٹے جن کے نام یہ تھے پائے۔ جرشون۔ قہاث۔ مراری۔ اور جرشون کے بیٹے لبنی و شمعی اور قہاث کے بیٹے عمرام و یصہار و عزئیل اور مراری کے بیٹے محلی و موشی تھے۔ بنی جرشون کے اکثر لڑکے ایک مہینہ یا زیادہ کے تھے۔ یہ سب ساڑھے چھ ہزار تھے جو ساقۃ القبہ کے مغرب میں الیاساف بن لایل کے ماتحت رہتے تھے۔

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے دو ہزار چھ سو تیس مرد شمار کیے۔

Marfat.com

پھر کہا ہے کہ یہ قہات کا خاندان ہے جس میں سے عمرام و یصہار و حبرون و عزئیل کے گروہ نکل گئے موسیٰ نے ان میں سے ان لوگوں کو شمار کیا جو ایک مہینہ یا زیادہ کے مرد تھے انھوں نے آٹھ ہزار چھ سو مرد پائے جن میں سب سے مقدم صافان بن عزئیل مذکور کے خاندان کا تھا سید نے انہیں حکم دیا کہ سوائے موسیٰ و ہارون اور ان دونوں کی اولاد کے قبہ کے جنوب میں رہا کریں۔ کیونکہ وہ شرق میں قبہ کے سامنے رہیں گے۔ اور موسیٰ نے ان میں سے ان لوگوں کو شمار کیا جو صرف تیس سے پچاس سال تک کے تھے۔ تو انھوں نے ان میں دو ہزار سات سو پچاس مرد پائے۔ ۱۳۰

بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے بنی محلی و موشی و بنی مراری کو اور ان کے لڑکوں میں جو ایک مہینہ یا زیادہ کا تھا اس کو شمار کیا تو انھوں نے ان میں چھ ہزار دو سو آدمی پائے۔ جن کا مقدم صوریئیل بن ابیحائل تھا۔ انہیں حکم دیا کہ وہ قبہ کے شمال میں رہا کریں۔ انھوں نے اسے شمار کیا جو ان میں تیس سال یا زیادہ اور پچاس سال تک کا مرد تھا تو ان کو تین ہزار دو سو پایا۔

اس کے قبل بیان کیا ہے کہ بنی لاوی کے لڑکوں میں جو ایک مہینہ یا زیادہ کا تھا اسے شمار کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ تمام لاویین (اولاد لاوی) جن کو موسیٰ و ہارون نے شمار کیا صرف مرد جو ایک مہینہ یا زیادہ کے تھے وہ بائیس ہزار تھے۔

سید نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ تم اسرائیل کی اولاد میں جو لڑکے پہلونٹھی کے ہوں اور ان کی عمر ایک مہینہ یا زیادہ کی ہو انہیں شمار کرو اور اسرائیل کی تمام اولاد میں سے لاویین کے پہلونٹھی کے لڑکوں کو میرے لیے لے لو۔ موسیٰ نے اسرائیل کی اولاد میں سے جو پہلونٹھی لڑکے ایک مہینہ یا زیادہ کے تھے انہیں شمار کیا تو انھوں نے ان کو بائیس ہزار دو سو تہتر پایا۔ پھر سید نے موسیٰ سے کہا کہ بنی لاوی کو بنی اسرائیل کے

Marfat.com

پہلوٹھی کے لڑکوں میں سے لے لو کہ بنی لاوی میرے لیے ہوں۔ وہ دو سو تہتر جو بنی لاوی کی تعداد سے زاید ہیں اُن میں سے ہر ایک سے پانچ ہیکل کے وزن کے برابر (چاندی) لے لو۔ موسیٰ نے زاید لوگوں کے درہم لیے جن کی مقدار ایک ہزار تین سو پینسٹھ وزن کے مطابق تھی اور وہ سید کے حکم کے مطابق ہارون اور ان کی اولاد کو دے دیے۔

سفر یوشع میں بیان کیا ہے کہ جب ارض مقدسہ فتح ہو گئی تو العازار بن ہارون خود یوشع بن نون کے پاس آئے اور اُن سے اس معاملے میں گفتگو کی کہ وہ چند بستیاں بنی لاوی کو رہنے کے لیے دیدیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ بنی یہوذا و بنیامین و شمعون کی بستیوں میں سے تیرہ۱۳ بستیاں صرف بنی ہارون کے حصے میں آئیں۔ بنی دان و بنی افرایم کی اور اس نصف خاندان نشا کی جو بقیہ اسباط کے ہمراہ تھا دس بستیاں تمام بنی قاہاث بن لاوی کے حصے میں آئیں یسا خرو اشار و نفتالی اور اس نصف خاندان نشا کی جو مشرقی اردن میں رہتا تھا، بستیوں میں سے تیرہ۱۳ بستیاں بنی جرشون بن لاوی کے حصے میں آئیں۔ بنی زابلون و بنی روابین و جاد ابن یعقوب کی، جو مشرقی اردن میں رہتے تھے، بستیوں میں سے بارہ۱۲ بستیاں بنی مراری بن لاوی کے حصے میں آئیں۔ یہ سب اڑتالیس بستیاں بنی لاوی کے لیے ہوئیں۔

سفر رابع میں بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے بنی جاد ابن یعقوب کے خاص اُن مردوں کو شمار کیا جو ان میں بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ میں آنے کے قابل تھے انھوں نے ان کو پینتالیس ہزار پچاس پایا جن میں مقدم الیاساف بن رعوئیل تھا۔ انھوں نے بنی یہوذا کے صرف اُن مردوں کو شمار کیا جو ان میں بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ میں پیش ہونے کے قابل تھے۔ اُن کو چوہتر ہزار چھ سو پایا۔

پہلے اور بعد میں بیان کیا ہے کہ یہ کل تعداد صرف اُن لوگوں کی تھی جو شیلہ و فارص و زارح بنی یہوذا کی اولاد میں تھے۔ جن میں

Marfat.com

مقدم نحشون بن عمیناداب بن ارام بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن اسرائیل تھا۔
بنی یساخر کے صرف اُن مردوں کو شمار کیا جو بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ میں آنے کے قابل تھے۔ انھوں نے ان کو چون ہزار چار سو پایا۔ جن میں سب سے مقدم نثنائیل بن صوغر تھا۔ بنی زبلون کے صرف اُن مردوں کو شمار کیا جو ان میں بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ کے قابل تھے تو ان کو ستاون ہزار چار سو پایا جن میں سب سے مقدم الیاب بن حیلون تھا۔ بنی یوسف علیہ السلام کے صرف مردوں کو شمار کیا کہ جو بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ کے قابل تھے تو ان کو بہتر ہزار سات سو پایا جن میں افرایم
۱۳۱ بن یوسف کی اولادیں چالیس ہزار پانچ سو مرد تھے ان میں سب سے مقدم الیشع بن عمیہود تھا۔ منشا بن یوسف کی اولادیں بتیس ہزار دو سو مرد تھے جن میں سب سے مقدم جملئیل بن فدھصور تھا۔ اولاد بنیامین کے صرف اُن مردوں کو شمار کیا جو بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ کے قابل تھے۔ یہ پینتیس ہزار چار سو آدمی تھے جن میں سب سے مقدم ابیدان بن جدعونی تھا۔ بنی دان کے صرف ان مردوں کو شمار کیا کہ جو ان میں بیس سال یا زیادہ کے تھے۔ اور میدان جنگ کے قابل تھے۔ یہ باسٹھ ہزار سات سو آدمی تھے جن میں سب سے مقدم اخیعزر بن عمیشدائی تھا۔ یہ سب کے سب حوشیم بن دان کی اولادیں تھے۔ بنی اشیر کے صرف ان مردوں کو شمار کیا جو ان میں بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ میں آنے کے قابل تھے۔ ان کو اکتالیس ہزار پانچ سو پایا۔ جن میں سب سے مقدم فجعئیل ابن عکرن تھا۔ بنی نفتالی کے صرف اُن مردوں کو شمار کیا جو ان میں بیس سال یا زیادہ کے تھے اور میدان جنگ کے قابل تھے تو ان کو ترپن ہزار چار سو پایا جن میں سب سے مقدم اخیرع بن عینن تھا۔

Marfat.com

یہ حساب بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے تیرہ مہینے بعد کا ہے۔
بجز مذکورۂ بالا بستیوں کی تقسیم کے۔ اور یہ حساب بنی اسرائیل کے
فلسطین و اردن میں داخل ہونے کے بعد کا ہے۔

مسخرگی

خاص و عام میں سے ہر صاحب تمیز صحیح کو غور کرنا چاہیے کہ
یہ ایسا کھلا ہوا جھوٹ ہے جس میں کوئی خفا نہیں ہے
اور یہ محال و ممتنع اور وہ جہل ہے جو پورے طور
پر اس کو ثابت کرتا ہے کہ یہ سب کتابیں کسی ایسے بدکار و فاسق کی
بنائی ہوئی اور بدلی ہوئی ہیں جس نے ان کے ساتھ تمسخر کیا ہے۔
یہ ناممکن ہے کہ یہ کتابیں اللہ کی یا کسی نبی کی یا اور کسی سچ بولنے والے
کی طرف سے ہوں۔

پہلا جھوٹ

ازاں جملہ اس کا یہ خبر دینا ہے کہ بنی دان کے مرد جب
یہ لوگ مصر سے نکلے باسٹھ ہزار سات سو تھے ان میں
نہ تو وہ لوگ شمار کیے گئے جو بیس سال سے کم کے تھے
اور نہ وہ جو میدان جنگ میں آنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور نہ
عورتیں۔ اور یہ سب کے سب صرف حوشیم بن دان کی طرف رجوع
کرنے والے تھے۔ حالانکہ خود ان کے اقرار کے مطابق دان کا
سوائے حوشیم کے کوئی لڑکا نہ تھا اور اسی کے ساتھ ان کا نسب
حوشیم سے بہت قریب تھا۔ اس لیے کہ ان کی توریت کی نص ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہاری اولاد کے چوتھے گروہ
کے لوگ ملک شام واپس آئیں گے۔ بس اسے یاد رکھو تو تمہیں ایسا
علانیہ جھوٹ ظاہر ہو گا جس میں کوئی خفا نہ ہو گا۔

بنی یہوذا چوہتر ہزار چھ سو تھے جن میں ان لوگوں کا شمار نہ تھا
جو بیس سال سے کم کے تھے۔ اور یہ سب جیسا کہ ہم نے بیان کیا صرف
ان تین اولاد یہوذا کی طرف منسوب و راجع تھے کہ یہوذا کے پس ماندگان
میں سوائے ان تین کے اور کوئی نہ تھا۔ اور زندگی میں اس زمانے میں

Marfat.com

اُن سب کا رئیس ومقدم نحشون بن عمیناداب بن رام ابن حصرون بن فارص بن یہوذا تھا۔

بنی یوسف علیہ السلام بہتر ہزار سات سو مرد تھے۔ جن میں اُن لوگوں کا شمار نہ تھا جو بیس سال سے کم کے تھے۔ اور یہ سب کے سب صرف منشا وافرایم سے منسوب تھے کہ اُن دو کے سوا یوسف کا اور کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ اُس زمانے میں زندگی میں اُن لوگوں کا رئیس صلفحاد بن حافر بن جلعاد بن منشا بن یوسف علیہ السلام تھا۔

ان کی توریت میں اولاد افرایم کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس کے صرف چھ بیٹے بتائے گئے ہیں۔

تم افرایم کے لیے زیادہ سے زیادہ اتنی اولاد فرض کرلو جتنی ایک شخص کے لیے ہو سکتی ہے پھر جعاد اور اس کے حقیقی اور چچازاد بھائیوں کے لیے اسی طرح فرض کرلو۔ پھر حافر اور اس کے طبقے والوں کے لیے بھی اسی طرح فرض کرلو۔ اور غور کرو کہ آیا یہ ممکن ہے کہ یہ مقدار اس عدد کے ایک تہائی کو بھی پہنچ سکے۔

یہ معاملہ اولاد وانں میں تو اس کے بھائیوں کے بہ نسبت اور بھی زیادہ ظاہر ہے گو تمام اعداد میں کھلا ہوا کذب ہے۔ اس لیے کہ ستر ہزار

۱۴۴ سے زاید اور اس کے علاوہ وہ تعداد جو بیس سال سے کم ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کی گئی یہ صرف یہوذا کے تین بیٹوں اور یوسف کے دو بیٹوں کی طرف رجوع کرتی ہے گروہ باسٹھ ہزار سے زاید لوگ جن میں بیس سال سے کم کے لوگ شمار نہیں کیے گئے وہ صرف ایک ہی شخص کی طرف رجوع کرتے ہیں (یعنی صرف ایک ہی شخص کی اولاد میں ہیں) کہ ان میں بغیر کسی کے اختلاف کے دان کے یہاں سوائے اس ایک (حوشیم) کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔

پھر اس وقت (اس جھوٹ کی) کیا کیفیت ہو گی جب اس عدد میں انھیں بھی شامل کیا جائے گا جن کی عمر بیس سال سے کم تھی اور غالباً ان کی

Marfat.com

تعداد بھی بیس سال والوں کے برابر ہو گی یا کم ہو گی تو کچھ ہی کم ہو گی۔ اور عورتوں کو بھی شامل کیا جائے جو غالباً مردوں کے برابر یا قریب قریب برابر کے ہوں گی تو صرف حوشیم بن دان کی اولاد کی میزان دوسو تہتر برس کے اندر ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہو گی۔

یہ ایسا محال و ممتنع ہے کہ عالم کی فطرت کے مطابق ہرگز کبھی عالم میں ایسا نہیں ہوا۔ اس حساب سے یوسف علیہ السلام کی اولاد کی تعداد دو لاکھ سے بھی زاید ہو گی۔ اور اولاد یہوذا بھی تقریباً اتنی ہی ہو گی۔

دو وجہ سے ان لوگوں کو یہ کہنا ممکن نہیں کہ طبقات ولادت بعید کثیر تھے۔

اول اس لیے کہ توریت میں یہ کہا ہے کہ اولاد کے طبقۂ چہارم کے لوگ ملک شام واپس آئیں گے۔

دوم اس لیے کہ بنی لاوی و بنی یہوذا و بنی یوسف و بنی روابین کے جو نسب بیان کیے گئے ہیں وہ سب تعداد میں قریب قریب تھے۔ مثلاً موسیٰ و ہارون و مریم بنی عمران بن قاہاث بن لاوی بنی اسرائیل۔ اور الیصافان بن عزئیل بن قاہاث بن لاوی بن اسرائیل۔ اور قورح اور ان کے بھائی فرزندان یصہار بن قاہاث بن لاوی بن اسرائیل۔ اور نحشون اور ان کے بھائی فرزندان عمینا داب بن ارام بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن اسرائیل۔ اور عاربن کرمی بن کیدائی بن شیلہ بن یہوذا بن اسرائیل۔ اور داثان و ابیرام فرزندان الیاب بن فلون بن روبان بن اسرائیل۔ اور ان لوگوں کے بھائی اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد یہ ان کے انساب کے بیان کی ان کی توریت کی نص ہے۔

واضح ہو گیا کہ ان لوگوں کی حالت باعتبار تعداد قریب قریب ہے۔ اور اسی سے بہت بڑا اور کھلا ہوا جھوٹ ظاہر ہو گیا جو ان کے بیان کیے ہوئے اعداد میں ہے۔

انھیں قطعاً یہ کہنا ممکن نہیں کہ اسرائیل کے ان بارہ لڑکوں کے علاوہ

Marfat.com

اور بھی تھے جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اولاد اسرائیل کی ان اولاد کے علاوہ اور اولاد بھی تھی کہ جن کا ہم نے نام بنام ذکر کیا اور جو صرف اکاون مرد تھے۔ بنیامین کے دس لڑکے۔ جاد کے سات اور شمعون کے چھ اور روابین واشیر و یساخر و نفتالی میں سے ہر ایک کے چار چار لڑکے اور یہوذا و لاوی و زبلون میں سے ہر ایک کے تین تین لڑکے اور یوسف کے دو لڑکے اور ایک لڑکا تھا۔

پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اکاون آدمیوں سے دو سو ستر برس کی مدت میں دو لاکھ سے زاید انسان پیدا ہو جائیں۔ یہ انتہائی محال و ممتنع ہے اس لیے کہ ان کی توریت میں نص ہے کہ ان لوگوں سے چھ لاکھ تین ہزار مرد پیدا ہوئے جو سب کے سب وہ ہیں جن میں بیس سال سے کم عمر کے لوگ شمار نہیں کیے گئے۔ اور شاید ان میں سے جو بیس سال سے کم کے ہوں ان کی تعداد بھی قریب قریب اتنی ہی ہو۔ پھر عورتیں بھی تعیں اور شاید وہ بھی قریب قریب اتنی ہی ہوں۔ لہذا ان رسوا کرنے والی باتوں سے تعجب کرو۔

ایک یہودی عالم سے مناظرہ

ان کے علماء میں سے ایک عالم نے جس کے منہ پر میں نے یہ رسوا کن بات ماری اس نے اس فساد کی بات سے بچنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ اس مکاری کو تو اپنے سے الگ ہی رکھو کیونکہ تمہاری توریت نے تمہارے لیے تمام راستے بند کر دیے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ تمہارے علم میں بھی ہے جہاں سفر یوشع میں بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا مذکور ہے اور جہاں ان کا شام میں داخل ہونا مذکور ہے اور جہاں ان میں زمین کی تقسیم مذکور ہے وہیں ان کا قبائل اختیار کرنے کا اور ان کے اسباط کا نام بنام ذکر ہے۔ ہم نے جو بیان کیا ہے اس پر ایک شخص کا بھی اضافہ نہیں کیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا جیسا تم کہتے ہو تو بھی اس مقام میں جھوٹ ہی ہوتا کیونکہ تمہارے اس دعوے کے مطابق زمین کی تقسیم

Marfat.com

لشکروں کی ترتیب اور اسباط کی تعداد تمہارے دعوے کے خلاف ہے۔ اس میں یقیناً کذب ہے خواہ حال کچھ بھی ہو۔ یہ باتیں سن کے وہ شرمندہ ہو کے خاموش ہو گیا۔

اعتراض ۱۴۲
اگر کہا جائے کہ جس وقت یوسف نے اپنے بیٹے افرایم و منشا کو یعقوب کے سامنے پیش کیا تھا تو کیا یعقوب نے یوسف سے یہ نہیں کہا تھا کہ افرایم و منشا میرے بیٹے ہوں گے اور میری طرف منسوب ہوں گے اور ان دونوں کے بعد جو لڑکے تمہارے یہاں پیدا ہوں گے وہ تمہاری طرف منسوب ہوں گے۔

تحقیق
ہم کہیں گے کہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یوسف علیہ السلام کا سوائے ان دونوں لڑکوں کے جنہیں وہ چھوڑ گئے جیسا کہ ہم کہتے ہیں اور تمہاری توریت کی اور تمہاری تمام کتب کی نصوص و تصریحات شہادت دیتی ہیں، کوئی اور لڑکا نہ تھا یا یہ کہ یوسف علیہ السلام کا سوائے ان دونوں لڑکوں افرایم و منشا کے کوئی اور بھی لڑکا تھا جسے وہ چھوڑ گئے۔

اگر ایسا ہو تو پھر تمہاری تمام کتابیں اول سے آخر تک خواہ وہ توریت ہوں یا دوسری سب کی سب جھوٹی ہیں۔ اس لیے کہ اس میں اسباط میں ایک ایک سبط (خاندان) کے لشکر گاہ کی ترتیب اور ان کی وہ تعداد جب وہ مصر سے نکلے اور وہ تعداد جب وہ شام میں داخل ہوئے اور وہ تعداد جب انہیں مینڈھے بچھڑے اور سونے کے ڈبے عطا کیے گئے۔ اور وہ تعداد جب وہ دونوں پہاڑوں پر برکت و لعنت کے لیے ٹھیرائے گئے اور ان کی وہ تعداد جب ان کے نام ان نگینوں پر کندہ کیے گئے جو ہارون کے سینے پر ترتیب کے ساتھ آویزاں تھے بیان کی گئی ہے جو ان کی تمام کتابوں میں ایک ہزار سے زاید مواقع پر ہو گی۔ مگر یوسف کے صرف وہی خاندان بیان کیے گئے ہیں ایک

Marfat.com

خاندان منشا اور دوسرا خاندان افرایم۔ لہٰذا اس کلام سے یہ اعتراض بھی باطل ہوگیا۔ وباللہ التوفیق۔

کثرت اولاد کہاں تک ممکن ہے

ہر تمیزدار مرد و عورت اس سے واقف ہے کہ اولاد کی بہت زیادہ کثرت (بہ چند وجوہ) عالم میں نہیں پائی جاتی۔

(۱) تربیت اطفال کی دشواری کی وجہ سے۔

(۲) حاملہ عورتوں میں اسقاط حمل کی وجہ سے۔

(۳) ایک حمل سے دوسرے حمل تک عورت کے حمل میں "تاخیر" کی وجہ سے۔

(۴) بچوں کی کثرت موت کی وجہ سے۔

یہ چار عوارض ہیں جو انسان کے لیے اولاد کی اکثریت سے مانع ہیں۔ نیز عورتوں کا زچگی میں مشغول رہنا بھی کثرت اولاد سے مانع ہے)۔ اگر ہم تلاش کریں کہ ہم ایسے لوگوں کو شمار کریں کہ جن کے بیس یا زیادہ لڑکے زندہ رہے ہوں اور وہ سن تمیز کو پہنچے ہوں تو ہم مشکل سے ایسے لوگ پائیں گے۔

بہت کم ایسے بادشاہ اور زیادہ ثروت والے امرا ہوتے ہیں جنھیں بہت سی عورتوں اور کنیزوں پر دسترس حاصل ہو۔ ان خادمہ عورتوں پر بھی انھیں قابو ہو جو بچوں کی تربیت و انتظام میں مددگار ہوتی ہیں۔ اور پھر اتنا مال بھی حاصل ہو جس کے بغیر زندگی نہیں ہوسکتی۔ لیکن جسے مال بقدر حاجت یا حاجت سے اتنا زاید حاصل ہو جس کی مقدار کثرت و تونگری کی حد تک نہ پہنچتی ہو اور وہ ایک یا دو یا تقریباً اتنی ہی عورتوں سے زاید پر قادر نہ ہو تو بوجوہ مذکورۂ بالا قطعاً ایسے لوگوں میں کثرت اولاد نہیں پائی جاسکتی۔ اور نہ یہ ان کے لیے ان قواطع و موانع کی وجہ سے قطعاً ممکن ہے جو ہم نے ابھی بیان کیے ہیں۔

ہم نے خود بھی بہت لوگوں کا مشاہدہ کیا ہے اور ہمیں ممالک بعیدہ مکہ

Marfat.com

لوگوں کی خبریں بھی پہنچی ہیں۔ جو لوگ ہم سے دور ہیں ہم نے اُن کی بڑی چھان بین بھی کی ہے۔ بیشتر اقوام عرب و عجم کی تاریخوں کے بکثرت مجموعے بھی ہمارے زیر نظر ہیں۔ مگر ہمیں اُن لوگوں میں بھی جن کو کثیر الاولاد کہا جاتا ہے اولاد نرینہ کا مذکورۂ بالا مقررہ عدد نہیں ملتا سوائے چودہ یا اس سے کم لڑکوں کے۔ لیکن جن کی اولاد نرینہ اس سے زاید ہے اور بیس تک ہے تو وہ بے انتہا کمیاب ہیں۔ یہ حال تمام ممالک اسلام کا ہے۔

یہی حال ہمیں ممالک نصاریٰ کا معلوم ہوا ہے اور ممالک صقالبہ و ترک و ہند و سودان کا قدیم و جدید حال بھی یہی ہے۔

کثیر الاولاد افراد

لیکن جن کی اولاد بیس یا زیادہ ہے تو ہمیں ایسے چند گذشتہ لوگوں کا علم ہوا ہے۔ جن میں سے انس بن مالک انصاری و حنیفہ بن ابی السعدی و ابو بکرہ ہیں۔ ان لوگوں کی اس وقت تک وفات نہیں ہوئی جب تک سو لڑکے ان کے سامنے نہ گذر گئے۔

عمر بن عبد الملک کے ہمراہ ان کی اولاد میں سے ساٹھ مرد سوار ہوا کرتے تھے۔

جعفر بن سلیمان علی بن عبد اللہ بن عباس کے چالیس بیٹے زندہ رہے۔ پوتے ان کے علاوہ تھے۔

عبد الرحمٰن بن الحکم بن ہشام بن عبد الرحمٰن بن معاویہ کے پینتالیس بیٹے پیدا ہوئے جن میں تقریباً انتالیس زندہ رہے۔

موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد نرینہ کی تعداد اکتیس تک پہنچی۔ موسیٰ کے والد مامون کی جانب سے کبھی امیر یمن رہے اور کبھی والی۔

وصیف ترک مولائے معتصم کی نزدیک تر اولاد میں پچپن لڑکے تھے۔ ۱۴۴

تامرت ہوا ہے بنی مناد حاکم طرابلس جب سوار ہوتے تھے تو ان کی نزدیک تر اولاد کے اسّی مردان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ یہ شخص ۱۲۴
ہر آزاد یا کنیز عورت کو جو اسے اچھی لگتی تھی چھین لیتا تھا اور اس سے بھی اولاد ہوتی تھی۔

بربر کے بادشاہوں میں سے ایک شخص معتزلی جو بنی دمر کے خاندان سے تھا جب وہ سوار ہوتا تھا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور پوتوں میں دو سو سوار ہوتے تھے۔

تمیم بن زید بن یزید بن یعلی بن محمد العرنی کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان کے تقریباً آٹھ بالغ بیٹے تھے۔ اور وہ بنی نفر کے ان بادشاہوں میں تھے جو بڑے بڑے شہروں کے بادشاہ ہوئے۔

ابوالنہار بن ریزی بن منکاد کے ہمراہ تیس بیٹے سوار ہوا کرتے تھے جو ان کی نزدیک تر اولاد میں تھے۔

مرزوق بن اشکر بن التغری جو لارد کی سمت کی سرحد کے باشندے تھے ان کے ہمراہ ان کی نزدیک تر اولاد کے تیس مرد سوار ہوا کرتے تھے۔

شاہان ہند میں سے ایک بادشاہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس کے بھی اسّی لڑکے تھے جو بالغ تھے۔

یہود نے اپنی تواریخ میں تذکرہ کیا ہے کہ ایک رئیس تھا جو ان لوگوں کی حکومت کا منتظم تھا۔ اس کا نام جدعون بن یواش تھا اور وہ منشا بن یوسف علیہ السلام کے خاندان سے تھا۔ اس کے بھی ستر لڑکے تھے۔

خاندان منشا کا ایک اور شخص تھا جس کا نام یابین جلعاد تھا اس کے بھی بتیس لڑکے تھے۔

ایک اور شخص جو ان کے مدبرین میں تھا اور اس کا نام عبدون بن ہلال تھا اور وہ افرایم بن یوسف کے خاندان سے تھا اس کے بھی چالیس بالغ بیٹے تھے۔

Marfat.com

اُن کے مدبرین میں سے ایک اور شخص تھا جو یہوذا کے خاندان سے تھا۔ اس کا نام افصان تھا اور وہ بیت لحم کا باشندہ تھا۔ اُس کی تیس بیویاں تیس بیٹے اور تیس بیٹیاں تھیں۔

اہل فارس بیان کرتے ہیں کہ گودرز بادشاہ کرمان کے نوّے ۹۰ بالغ بیٹے تھے۔

کثرت اولاد کی سبیل ہی نہ تھی

جب یہ کیفیت ہو کہ تین ہزار برس کے (طویل) زمانے میں روئے زمین کے تمام مشارق ومغارب میں اقوام گذشتہ وموجودہ میں صرف بیس سے بھی کم آدمیوں میں ہم کثرت اولاد کو پاتے ہوں جن کی حالت بلند اور جن کی عمریں دراز اور جن کے مال وعیال کثیر ہوں، تو بھلا بنی اسرائیل کے اس گروہ کے لیے جو مصر میں تھا یہ تعداد کیسے پائی جا سکتی ہے جس کی مثال زمانے میں بطور نادر وشاذ بھی کبھی نہیں سنی گئی۔

مصر میں کیا حال تھا

یہودیوں کا مصر میں جیسا کچھ حال تھا وہ مشہور و معروف ہے جس کے انکار پر کسی کو قدرت نہیں، اور وہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی زندگی میں ان لوگوں کو گذر بسر کے بقدر آمدنی تھی اور یہ لوگ صرف بکری والے تھے۔ کچھ زیادہ فراغت کی حالت میں نہ تھے۔ پھر یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائیوں کی وفات کے بعد یہ لوگ بڑی فاقہ کشی اور عذاب ومصیبت اور دائمی بیگاری اور مسلسل ذلت اور دوامی بلا اور ایسی روح فرسا شقت میں تھے جو انھیں شکم سیری سے دور رکھتی تھی تو بھلا عیال کی وسعت اور کثرت اولاد کی فرصت کیونکر ہو سکتی تھی لہذا یہ بہت بڑا جھوٹ اور چھا جانے والی رسوائی ہے۔

دوسرا جھوٹ

امر دوم یہ ہے کہ اُن کی توریت میں ہے کہ یہ لوگ صرف ارض قوس میں رہتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش

Marfat.com

صرف مویشی تھے۔ ان کی توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب یہ لوگ مصر سے نکلے تو مع اپنے تمام مویشی کے نکلے۔ اے سننے والو تعجب کرو کہ وہ مویشی جو ایسے چھ لاکھ تین ہزار انسانوں کی خوراک و پوشاک کو کافی ہوں جن میں نہ بیس سال سے کم عمر والے شمار کیے جائیں اور نہ عورتیں تو وہ کتنے ہوں گے۔

تمہیں یقینی طور پر یہ جاننا چاہیے کہ تمام ملک مصر بھی اتنی مقدار کے مویشی کی چراگاہ کے لیے تنگ ہے تو بھلا صرف ارض توس کیا کافی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ خود یہی لوگ اپنی توریت میں کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ و لوطؑ علیہ السلام کے مویشی کی کثرت کو ایک ہی زمین برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اور نہ ان دونوں حضرات کو یہ ممکن تھا کہ وہ سب مویشی کو اکٹھا رکھ سکتے۔ تو بھلا وہ مویشی کیسے رہ سکتے تھے جو پندرہ لاکھ سے زائد انسانوں کی سربراہی کرتے تھے۔ لامحالہ وہ شخص جس نے یہ جھوٹی اور لعنتی کتابیں ان لوگوں کے لیے تیار کیں وہ ضعیف العقل تھا اور بے سوچے سمجھے اپنے قلم کو آزاد کر دیتا تھا۔ دوسرا کھلا ہوا اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔

تیسرا جھوٹ

سوم یہ ہے کہ یہ سب لوگ بطور بیگار کے اینٹیں بنانے کے کام میں لگائے گئے تھے۔ بخدا چھ لاکھ اینٹ بنانے والے بہت ہوتے ہیں خاص کر صرف ارض توس میں۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ لوگ یہ کہیں کہ یہ لوگ (مختلف
مقامات میں) پھیلے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان کی توریت اس کے خلاف ۱۳۵
کہتی ہے اور خبر دیتی ہے کہ یہ سب لوگ اکٹھا تھے۔ یہ بہت سے مقامات میں بیان کیا گیا ہے۔ منجملہ ان کے اس مقام پر دیکھو جہاں بکری کے ششماہہ بچوں کے ذبح کرنے اور انگوروں میں خون لگانے کا حکم دیا تھا۔ پھر وہ مقام بھی دیکھنے کا ہے جب فرعون نے انہیں موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ نکل جانے کی اجازت دی تھی یہ سب لوگ

Marfat.com

اپنے نکلنے کے دن مع اپنے مویشی کے اکھٹا تھے۔ تیسرا جھوٹ بھی بہت ہی واضح ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

چوتھا جھوٹ

چہارم یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی لاوی میں صرف تین مرد تھے۔ قہاث۔ جرشون اور مرارئی۔ صرف ان تین کی اولاد نرینہ میں بائیس ہزار لڑکے تھے جو ایک ماہ یا زیادہ عمر کے تھے۔ جن میں آٹھ ہزار پانچ سو اسی مرد وہ تھے جن میں تین سال سے کم اور پچاس سے زاید کا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد اولاد مراری کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے صرف دو بیٹے بیان کیے گئے ہیں۔ محلی و موشی۔ اولاد جرشون۔ بن لاوی کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر ان کے بھی صرف دو ہی بیٹے بیان کیے گئے ہیں لبنی و شمعی۔ اولاد قہاث بن لاوی کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر ان کے بھی صرف چار ہی بیٹے بیان کیے گئے ہیں عمرام۔ یقصہار۔ حبرون اور عزیئیل۔ لاوی کی تمام اولاد صرف انہیں آٹھ اشخاص کی طرف رجوع کرتی ہے۔

ان لوگوں نے اپنے کذب کی توجیہ و تاویل کے لیے بھی کوئی گنجایش نہیں چھوڑی بلکہ عمرام کی اولاد کو شمار کیا گیا ہے کہ وہ صرف موسیٰ و ہارون علیہما السلام تھے۔ الور عازار و فرصوم موسیٰ علیہ السلام کے بیٹے تھے جو بہت ہی صغیر سن تھے۔ چار بیٹے ہارون علیہ السلام کے تھے۔ اور اولاد یصہار کو شمار کیا گیا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ قورح اور ان کے کئی بھائی تھے اور قورح کے لڑکے تھے۔ اب عدد مذکورہ میں سے ہزار ہا باقی رہ گئے اور وہ ایسے آٹھ ہزار چھ سو مرد ہیں جن میں خاص بنی قہاث کے ایک مہینے سے کم عمر کے شمار نہیں کیے گئے جو صرف حبرون و عزیئیل اور قورح کے دونوں بھائیوں کی اولاد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسے یاد رکھو۔ اور الصافان بن عزیئیل بھی زندہ رہے اور ان کا طبقہ بھی آگے بڑھا۔ یہ تعداد عورتوں کے علاوہ ہے۔ اور شاید ان کی تعداد بھی مردوں کی

Marfat.com

تعداد کے برابر ہی ہو گی۔

یہ ایسے احمق کی جانب سے ہے جس کی کوئی نظیر نہ ہو گی۔ اور وہ بیحیائی میں بھی اعلیٰ درجے پر پہنچا ہوا ہے۔ اور ابتدا میں تو یہ کذب خالص ہے اور انتہا میں محال ہے۔ اور ان بیہودہ باتوں کے قائم مقام ہے جو رات کی کہانیوں میں بیان کی جاتی ہیں میری جان کی قسم اگر اس ہوس کی تصدیق میں ایک یا دو ہی آدمی گمراہ ہوتے جب بھی عجیب ہوتا۔ چہ جائیکہ ایک عالم عظیم اور گروہ در گروہ ڈیڑھ ہزار سال سے زاید سے جب سے ان لوگوں کے لیے عزالوراق نے یہ سیاہ نامہ لکھا جس کے ذریعے سے اس نے ان لوگوں کو گمراہ کیا اللہ کا ہم پر جو انعام عظیم ہے ہم اس پر اس کی بے حد حمد کرتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری بقیہ زندگیوں میں بھی ہمیں ان امور سے محفوظ رکھے جن سے اس نے ان لوگوں کا امتحان لیا ہے جن کی گمراہی اسے منظور تھی۔ آمین آمین۔

پانچواں جھوٹ

سفر یوشع میں یہ قول ہے کہ بنی ہارون کے حصے میں تیرہ شہر واقع ہوئے حالانکہ عازار بن ہارون زندہ موجود تھے۔ ذرا انصاف تو کرو کہ کیا محال ہیں کوئی اس سے زاید بات ہوتی ہے کہ کسی انسان کی عقل میں یہ سا سکے کہ ہارون کی وفات کے ایک سال چند ماہ بعد ان کی نسل اس تعداد کو پہنچ جائے کہ تیرہ شہروں سے کم انھیں سکونت کے لیے کافی نہ ہوں۔ کیا اس حماقت کا سوائے طوق، بیڑی، ہتکڑی داغ دینے اور کوڑے مارنے کے جو طوق وغیرہ کے بعد ہوا کرتا ہے اور بھی کوئی دوا ہے۔ اس بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

چھٹا جھوٹ

کذب ششم تو بے حد پر لطف ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کی توریت میں مذکور ہے کہ بنی جرشون بن لاوی کے ان لڑکوں کی تعداد جو ایک ماہ یا زیادہ کے تھے

Marfat.com

چھ ہزار پانچ سو[۶۵۰۰] تھی۔ بنی قہات بن لاوی کے ان لڑکوں کی تعداد جو
ایک ماہ یا زیادہ کے تھے آٹھ ہزار چھ سو[۸۶۰۰] تھی۔ بنی مراری بن لاوی کے
ان لڑکوں کی تعداد جو ایک ماہ یا زیادہ کے تھے چھ ہزار دو سو[۶۲۰۰] تھی۔
پھر کہا ہے کہ لہذا بنی لاوی کے تمام لڑکوں کی مجموعی تعداد جو ایک ماہ
یا زیادہ کے تھے بائیس ہزار[۲۲۰۰۰] تھی۔

۱۳ یہ نہایت پر لطف لطیفہ اور وہ چیز ہے جس سے بغلوں میں
پسینہ آجاتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس سے ناواقف ہو سکتا ہے کہ
اعداد مذکورہ کو جمع کیا جائے تو تئیس ہزار تین سو[۲۳۳۰۰] ہی ہوگا۔ یہ وہ
غلطی ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیونکر واقع ہوئی۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ
وہ روسیاہ جس نے ان کی یہ کتاب بنائی وہ حساب سے اس قدر
احمق تھا اور جہل کے اس مرتبے پر پہنچا ہوا تھا۔ بیشک یہ ایک امر
عجیب ہے۔ بیل بھی اس سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوگا گدھا بھی
اس سے زاید باخبر ہوگا۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ پندرہ سو سال سے زاید سے اس (کتاب کے
مصنف) کے بعد کوئی ایسا یہودی نہیں آیا کہ اسے یہ واضح ہوتا کہ
یہ غلط اور باطل ہے؟ یہ ناممکن ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہاں پر
کاتبوں سے یا نقل کرنے والے سے بعض نسخوں میں غلطی ہو گئی۔
اس لیے کہ اس نے جس فساد کو برپا کیا ہے اس کے متعلق اس نے
ہمیں کسی شک وشبہے میں نہیں چھوڑا بلکہ اس نے اس کو موکد کر کے
اچھی طرح ظاہر اور واضح کر دیا کہ بنی اسرائیل کے پہلوٹھی کے لڑکے
بائیس ہزار دو سو تہتر[۲۲۲۷۳] تھے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ
بنی اسرائیل کے پہلوٹھی کے لڑکوں میں سے بنی لاوی کے مردوں
کو لے لیں۔ بنی اسرائیل کے پہلوٹھی کے لڑکوں میں سے بنی لاوی کے
دو سو تہتر[۲۷۳] بائیس ہزار سے زاید ہیں ان میں سے ہر ایک سے فی کس
پانچ اشقال چاندی لے لیں (اشقل یہ وزن کا نام ہے)۔ اس سے

Marfat.com

ایک ہزار تین سو پینسٹھ ۱۳۶۵ شقل چاندی جمع ہوگئی۔ اشکال بالکل رفع ہوگیا۔ وباللہ التوفیق۔

خدا کی قسم ہم نے اس شخص سے زیادہ بد باطن اور خبیث فطرت کسی کو نہیں سنا جس نے ان کی توریت لکھی سوائے اس کے کہ جو لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کی گمراہی کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ چھ جھوٹ ہیں جو سلسلۂ کلام میں ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک ہی ہوتا تو یہ ایک ایسا برہان قاطع ہوتا جس سے یہ ضرور یقین آجاتا کہ یہ کتاب بلاشک موضوع۔ بدلی ہوئی بنائی ہوئی ذلیل اور جھوٹی ہے۔ چہ جائیکہ وہ تمام جھوٹ جنھیں ہم نے بیان کیا اور انشاء اللہ بیان کریں گے۔ بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

سراسر جھوٹ

اسی کے متصل ایک اور جھوٹ پھیلا ہوا بدترین و خراب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ داؤد علیہ السلام ابن ایشائی بن عوبیذ بن بوعز بن شلومون بن نحشون بن عمیناداب بن ارام بن حصرون کے بیٹے تھے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عوبیذ مذکور حضرت داؤدؑ کے دادا اور ان کے والد کے والد تھے ان کی والدہ روث الموئیہ وہ تھیں جن کے لیے کتب نبوت میں سے ایک علٰحدہ کتاب تھی۔ اس امر میں بھی ان لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے سے داؤد علیہ السلام کی سلطنت تک چھ سو چھیاسٹھ برس کا زمانہ گذرا تھا۔ ان کے نزدیک نص توریت میں اور بغیر کسی باہمی اختلاف کے ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلے ہیں تو بنی یہوذا کے مقدم و پیشوا نحشون بن عمیناداب مذکور تھے اور یہ ہارون علیہ السلام کے سالے تھے۔

توریت میں ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے یوشع بن نون الافرایمی وکالب بن یفنۃ الیہوذانی کے کوئی

Marfat.com

شخص جو بیس سال یا زیادہ کی عمر میں مصر سے نکلا ہے ارض مقدسہ میں داخل نہ ہو گا۔ لہٰذا بدیہی طور پر ثابت ہو گیا کہ نحشون تیہ ہی میں مر گئے (تیہ کے معنی چٹ پر میدان کے ہیں۔ مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو بطور عذاب ایک میدان میں رکھا گیا تھا جس سے نکلنے کے لیے چالیس برس تک یہ لوگ سرگرداں رہے۔ دن بھر چلتے تھے اور رات کو سو کے جب صبح کو اٹھتے تھے تو اپنے کو اسی میدان میں پاتے تھے یہاں وہی تیہ مراد ہے) جو ملک شام میں داخل ہوئے وہ ان کے بیٹے شلومون تھے۔ اب چھ سو چھیاسٹھ برس کو صرف چار ولادتوں پر تقسیم کرو۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ولادت بوعز بن شلومون جو ارض مقدسہ میں داخل ہوئے۔

(۲) ولادت عونیذ بن بوعز ابن روث العمونیہ۔

(۳) پھر ولادت ایشائی بن عونیذ۔

(۴) ولادت داؤد علیہ السلام۔

ان کی کتابیں اس امر میں اختلاف نہیں کرتیں کہ جس وقت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے ان کی عمر تینتیس سال تھی جو چھ سو چھیاسٹھ کا تتمہ یا اس کی پوری کرنے والی تھی۔ لہٰذا مناسب ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عمر کے وہ سال جب کہ وہ بادشاہ ہوئے (یعنی ۳۳ سال) عدد مذکور (یعنی ۶۶۶ سال) سے گھٹا دیے جائیں تو تین ولادتوں کے لیے پانچ سو تہتر برس باقی رہیں گے۔ اور وہ ولادت ایشائی اور ولادت عونیذ اور ولادت بوعز ہے۔ پھر غور تو کرو کہ ان میں سے ہر ایک کے سال کا ہو گا جب اس کے یہاں فرزند مذکور پیدا ہوا ہو گا۔

جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں ان لوگوں کی عمروں کی طرف ان سالوں کو منسوب کرنا ایسا کذب ہے جو محال ہے۔ اس لیے کہ ان کی کتب میں نص ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں
۱۳۷ سوائے یہو یارا ع ہارون کاہن کے کوئی بھی ایک سو تیس برس زندہ نہیں رہا۔

Marfat.com

لازم آتا ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص میں سے ہر ایک کی عمر جب کہ اس کے یہاں فرزند مذکور پیدا ہوا تقریباً ایک سو انچاس برس سے بھی زائد ہو۔ یہ وہ اقوال ہیں جن میں ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ لہذا لامحالہ ثابت ہو گیا جس سے کوئی مفر نہیں کہ یہ توریت کل کی کل بدلی، بنائی، گھڑی ہوئی، جھوٹی، ملعون، اس طرح کھلم کھلا فاسقوں کا کام ہے جیسے کوئی شے دیکھنے اور چھونے سے محسوس ہو۔ سلامت عقل و فہم پر ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں۔

خدا وعدہ کرے پیمبر کو یقین نہ آئے (۱)

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے پاس قیام اور کھانے کے لیے ان سے ان کے گوشت مانگنے کی کیفیت بیان کی ہے، ان کے کدو، ککڑی، پیاز، گندنا اور لہسن کے شوق کا ذکر کیا ہے جس کی بو بہ نسبت تمام دوسرے رواح خبیثہ کے ویسی ہی ہوتی ہے جیسی تمام عالم کی عقل کے مقابلے میں مصنفین تورات کی عقل ہے۔ ترنجبین (مَنّ) سے ان کے گھبرا جانے کا ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تم عوام سے کہہ رہے تھے کہ اللہ کی حمد کرو تو کل تم گوشت کھاؤ گے۔ خبردار میں تمھاری بات سن رہا تھا۔ جو لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں گوشت کون کھلائے گا۔ ہم لوگ مصر میں بہتر حالت میں تھے۔ ضرور ضرور تمھیں سید گوشت کھلائے گا اور تم کھاؤ گے۔ ایک دن نہیں دو دن نہیں۔ پانچ دن نہیں۔ دس دن نہیں۔ یہانتک کہ مہینے کے تمام دن پورے ہو جائیں گے اور یہانتک کہ گوشت تمھارے نتھنوں سے نکلے گا اور تمھیں تخمہ ہو جائے گا اس لیے کہ تم نے اس سید کو چھوڑ دیا ہے جو تمھارے درمیان ہے۔ تم اس کے سامنے یہ کہہ کر روتے ہو کہ اس نے ہمیں مصر سے کیوں نکالا؟"

موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ "یہ لوگ چھ لاکھ ہیں اور تو فرماتا ہے کہ

Marfat.com

میں ایک مہینے تک ان لوگوں کو گوشت کی غذا کھلاؤں گا تو کیا تیری رائے یہ ہے کہ تو اس قدر کثرت سے گائیں اور بھیڑیں ذبح کرائے گا کہ یہ لوگ اس کی غذا بنائیں گے یا تو ایک دم سے سمندر کی مچھلیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کو شکم سیر کر دے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو جواب دیا کہ "کیا تم سید کے ہاتھ کو عاجز سمجھتے ہو؟ تم عنقریب دیکھ لوگے کہ میرا کلام بجا یک تمھارے پاس آتا ہے یا نہیں۔

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا چلائی جو سمندر کے پیچھے سے بھیڑوں کو بنی اسرائیل کے پاس لے آئی۔ انھوں نے ان کو کھایا اور گوشت ان کی ڈاڑھوں میں پھنس گیا۔ ان لوگوں کو تخمہ ہو گیا اور وہ سخت وبا میں گرفتار ہو گئے جس سے بہت لوگ مر گئے۔ یہ واقعہ ان کے مصر سے نکلنے کے دوسرے مہینے کا ہے۔

اس فصل میں اللہ رب العالمین کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔

اس سے جو مصیبت آتی ہے وہ ایسی ہے جو قریب قریب اپنے ماقبل کو بھلا دے گی۔ سب سے پہلے اس توریت کے بدلنے والے ملعون کا یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ سے یہ کہا کہ کل سے تم لوگ مہینہ بھر تک گوشت کھاؤگے تو موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ لوگ تو چھ لاکھ ہیں اور تو کہتا ہے کہ میں انھیں مرضی کے مطابق گوشت کھلانے کو دوں گا۔ تو کیا تیری یہ رائے ہے کہ تو اس قدر کثرت سے گائیں اور بھیڑیں کہ یہ لوگ اس کی غذا بنائیں گے یا تو ایک دم سے سمندر کی مچھلیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کو شکم سیر کر دے گا؟

کیا یہی شان نبوت ہے؟	معاذ اللہ جس شخص کو ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ اپنے پروردگار سے اس طرح کا سوال جواب نہ کرے گا۔ اور نہ وہ اس کی اتنی قدرت بلکہ اس سے کہیں زاید قدرت پر بھی شک کرے گا چہ جائیکہ رسول و نبی۔

Marfat.com

کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کبھی بھی یہ شک آیا ہو کہ اللہ تعالیٰ اتنی کثیر گائیں اور بھیڑیں ذبح کرالے پر قادر ہے جو انھیں شکم سیر کردیں یا اُن کے پاس سمندر کی اتنی مچھلیاں لانے پر قادر ہے جو انھیں شکم سیر کردیں۔ اس شک سے خدا کی پناہ۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام پر یہ امر پوشیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو وہ ذات ہے جو مشرق و مغرب میں تمام بنی آدم کو گوشت اور بے گوشت کا رزق عطا کرتا ہے۔ اور وہی تمام حیوانات کو بھی خواہ وہ پرندے ہوں یا تیرنے والے خواہ کثرت سے پانی پینے والے، خواہ دوپایہ ہوں یا چارپایہ، یا اس سے بھی زائد پاؤں رکھتے ہوں رزق دیتا ہے۔ کہ وہ ایک ایسے قلیل گروہ کو جس کی کوئی قدر بھی نہیں گوشت سے شکم سیر کرنے کو عجیب و غریب سمجھے۔ وہ یقیناً اس سے بری ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام ایسی احمقانہ بات کیسے کہہ سکتے تھے۔ وہ اس سے بری ہیں۔ حالانکہ اس کے تیرہ مہینے پیشتر ایک دوسرے گروہ نے گوشت مانگا تھا تو انھیں اللہ نے بٹیر اور ترنجبین عطا فرمایا تھا خود ان کی توریت کی نص کے مطابق ان لوگوں نے اسے کھایا بھی تھا۔ تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ موسیٰ اس واقعے کو اس قلیل مدت ہی میں بھول گئے ہوں گے یا انھیں یہ گمان ہوا ہوگا کہ پہلی بار تو اللہ قادر ہوگیا اور دوسری بار سے عاجز ہے۔ معاذ اللہ وہ اس پاگل پن سے بری ہیں۔

۱۳۸ پھر اس جھوٹ کے بیان میں یہ اضافہ بھی ان کی توریت میں ہے کہ جب بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر سے نکلے تو مع اپنے تمام مویشی گائے بھیڑ کے نکلے۔ ان میں سے بعض گھر والوں نے اس قلب میں یک سالہ بکری کا بچہ یا شش ماہہ بچہ ذبح کیا۔ توریت کے متعدد مقامات میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل نے قبۃ العہد پر مینڈھے بھیڑ کے بچے بکری کے بچے گائیں

Marfat.com

اور بچھڑے بطور نذر چڑھائے۔ اس کے آخر میں ان لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ملک شام میں ان کے جنگ شروع کرنے اور فتح کرنے کے وقت بنی رؤابین و بنی جاد اور بنی منشا کے نصف خاندان کے ہمراہ بہت سی بھیڑیں تھیں اور اتنی گائیں تھیں جن کی تعداد شمار نہیں کی جا سکتی۔ تو پھر ان لوگوں کے گوشت سے شکم سیر کرنے میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ حالانکہ گوشت بھی ان کے ہمراہ موجود ہے جو کثیر ہے قلیل بھی نہیں۔ تین بھیڑیں ہوتیں تو ان میں سے ایک آدمی کو مہینہ بھر کے لیے کافی تھیں۔ اور ایک بیل ہوتا تو وہ ان میں سے چار آدمی کو مہینہ بھر کے لیے کافی تھا۔ وہ بھی اس طرح کہ یہ لوگ بغیر روٹی کے صرف گوشت ہی کو اتنا کھاتے کہ ان کا پیٹ بھر جاتا۔ چہ جائیکہ جب یہ گوشت کو سالن ہی بناتے (اور غذا نہ بناتے تو اس سے بھی کم جانوروں کا گوشت کافی ہو سکتا تھا) تو پھر گوشت سے ان لوگوں کے شکم سیر کرنے میں کونسا تعجب تھا۔ کہ موسیٰ نے اپنے رب سے وہ سوال و جواب کیا کہ جس سے ان کی جانب سے ان کے رب کی قوت کا انکار ہوتا ہے۔ کیا عالم میں کوئی اس سے زیادہ احمق ہے جس نے ایسا بدترین کمزور کفر و تمسخر آمیز جھوٹ تحریر کیا ہے۔ اے اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے ہمیں ان باتوں سے محفوظ رکھا جن سے ان لوگوں کا امتحان لیا۔

زکریا علیہ السلام کو کوئی شک نہ تھا

اگر یہودی کہیں کہ تمہارے قرآن میں بھی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا سے فرمایا کہ "یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا" (اے زکریا میں تمھیں ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کو ان کا ہمنام نہیں بنایا) زکریا نے پروردگار کو جواب دیا کہ

Marfat.com

قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا۔ قال کذلک قال ربك هو علیّ هیّن وقد خلقتك من قبل ولم تك شیئا" (زکریا نے کہا کہ میرے رب میرے یہاں لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ میری بیوی بھی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہے (کہ ان حالات میں اولاد نہیں ہوتی مگر) تمھارا رب فرماتا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور (اس کا ثبوت یہ ہے کہ) اس کے قبل میں نے تمھیں پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے (یعنی جس طرح میں تمھیں عدم سے وجود میں لایا اسی طرح تمھارے لڑکے کو بھی)۔

قال رب اجعل لی آیة۔ قال آیتك الا تکلم الناس ثلث لیال سویا" (زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لیے کوئی علامت مقرر کردے۔ اللہ نے فرمایا کہ تمھاری علامت یہ ہے کہ تم تین شبانہ روز تک لوگوں سے بول نہ سکو گے)۔

قرآن میں یہ بھی ہے کہ "قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زکیا" (فرشتے نے مریم سے کہا کہ میں محض تمھارے پروردگار کا فرستادہ ہوں تاکہ میں تمھیں ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں)۔

قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا" (مریم نے کہا کہ بھلا میرے یہاں لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں)۔

قال کذلک۔ قال ربك هو علی هین۔ ولنجعله آیة للناس ورحمة منا۔ وکان امرا مقضیا" فرشتے نے کہا کہ ایسا ہی ہے (کہ نہ بغیر مرد کی شرکت کے اولاد ہوتی ہے اور نہ آپ بدکار ہیں مگر) آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے۔ (میں ایسا ضرور کروں گا) تاکہ میں انھیں لوگوں کے لیے اپنی الوہیت کا نشان بناؤں اور وہ ہماری رحمت کا باعث ہوں۔ اور یہ فیصلہ شدہ امر ہے (کہ

Marfat.com

ضرور ہوگا اس لیے اس کے قبول کرنے سے آپ انکار نہ کیجئے)۔

شک کا ازالہ

ہم کہتے ہیں کہ زکریا و مریم علیہما السلام کے جواب میں جو بشارت اللہ عزوجل نے ان دونوں کو دی تھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جیسا کہ تمھاری کتابت میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ہے۔ اور نہ زکریا و مریم علیہما السلام کے کلام میں اس کا انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں فرزند عطا فرمائے گا حالانکہ وہ بانجھ اور باکرہ ہیں۔ ان دونوں نے محض اس امر کی درخواست کی کہ ان دونوں کو وہ صورت بتادی جائے جس سے ان کے یہاں لڑکا ہوگا۔ اور بس۔ اس لیے کہ "انّی" کے معنی لغت عرب میں جس میں بلا اختلاف قرآن نازل ہوا ہے "من این" ہیں۔ لہٰذا ہمارا کہنا ثابت ہوگیا کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ وہ انھیں بتادے کہ کہاں سے ان کے یہاں لڑکا ہوگا یا کس طریقے سے ہوگا آیا زکریا کے کسی دوسری عورت کے نکاح سے یا مریم کے کسی مرد کے نکاح سے۔ یا محض اللہ تعالیٰ کی ایجاد و قدرت سے۔ زکریا نے نشانی و علامت کی درخواست محض اس لیے کی تاکہ ان کی قوم کے آگے ان کا صدق ظاہر ہوجائے۔ اور یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان دونوں نے کسی لڑکے کو لے لیا ہے اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں (کہ یہ ہمارا لڑکا ہے) یہ دونوں آیتیں جن کو ہم نے قرآن سے بیان کیا ہے ان کا ظاہری مطلب ہی ہے جس میں نہ کسی تکلف و تاویل کی ضرورت ہے نہ کسی لفظ کے نقل کرنے کی نہ کم کرنے کی نہ زیادہ کرنے کی۔ بخلاف اس کلام کے جو تم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے نقل کیا ہے کہ اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے جھٹلانے کے اور کوئی احتمال ہی نہیں۔

پیغمبر کی پوتی کو حبشن بنادیا

اس کے بعد مریمؑ و ہارونؑ برادر موسیٰ علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی حبشیہ (کوشیہ)

Marfat.com

بیوی کی وجہ سے جھگڑے کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کا ذکر کیا ہے۔
وہ حبشیہ کیسے ہو سکتی ہیں حالانکہ ان کی توریت کے شروع ہی میں
کہا ہے کہ ان کی بیوی یثرون المدیانی کی بیٹی تھیں اور وہ بلاشک
مدین بن ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان دونوں قولوں
میں سے ایک دوسرے کی تکذیب کر رہا ہے۔

تحریف تورات کا ایک اور ثبوت

بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے دوسرے سال
ان لوگوں کا گوشت کا مطالبہ ہوا جیسا کہ ہم نے ۱۳۹
بیان کیا۔ اسی کے بعد ہارون و مریم کا اپنے بھائی
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا ہوا جیسا کہ ہم نے
بیان کیا مریم بیمار ہو گئیں۔ وہ لشکر گاہ سے سات روز
کے لیے نکال دی گئیں یہاں تک کہ اچھی ہو کے واپس آگئیں اس
کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے ان بارہ آدمیوں کو روانہ کیا جن میں
یوشع بن نون و کالب بن یفنتہ الیہوذانی بھی شامل تھے تاکہ یہ لوگ
ارض مقدسہ کو دیکھیں۔ اور بیان کیا ہے کہ یہ لوگ چالیس روز تک
اس میں گھومے پھر واپس آئے سوائے کالب و یوشع کے سب
نے بنی اسرائیل کو خوف دلایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے ناراض
ہوا اور اس نے انھیں ہلاک کر دیا۔ موسیٰ کو وحی کی کہ تم لوگوں کے
مردے پٹ پر میدان میں پھینک دیے جائیں گے اور تمھاری اولاد
اسی پٹ پر میدان میں چالیس برس سرگرداں رہے گی جو انھیں
چالیس دن کا عدد ہے جن میں تم لوگ شہر مقدس کی خاک چھانتے
رہے۔ میں تمھارے لیے ہر روز کو ایک سال کا کروں گا۔ اور
چالیس برس تک تمھیں تمھارے گناہوں کی سزا دی جائے گی۔ یہ
لوگ تیہ (پٹ پر میدان) میں چالیس برس تک رہے۔ جب انھوں
نے اس مدت کو پورا کر لیا تو اللہ عز و جل نے حرکت کا حکم دیا انھوں نے
حرکت کی پھر مریم خواہر موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ پھر ہارون علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔

Marfat.com

پھر موسیٰ علیہ السلام نے شاہ عوج و شاہ سحون سے جنگ کی اور ان دونوں کا ملک لے کے بنی روابین و بنی جاد او نصف خاندان منشا کو دے دیا۔ پھر انھوں نے دونوں شہروں میں جنگ کی اور ان کے بادشاہوں کو قتل کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات ہو گئی۔ ان کی توریت کے شروع میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے ہیں تو ان کی عمر اسی برس تھی۔ اور یہ کل مضمون حرف بحرف ان کی توریت کی نص ہے۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے ہم کہہ چکے ہیں کہ جس شخص نے ان کی یہ توریت بنائی جو ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ حساب کا بہت کم علم رکھتا تھا اور اس فن میں اس کا ہاتھ بہت ہی بھاری تھا۔ یا وہ نفس کا آزاد، بچیا، حق سے بہکانے والا بے دین تھا جس نے ان لوگوں سے تمسخر کیا جس کی مثال بھیڑوں اور گدھوں کی سی ہے۔ اس لیے کہ جب موسیٰ مصر سے اسی سال کی عمر میں نکلے اور اپنے نکلنے کے بعد تیرہ مہینے تک یونہی رہے۔ اس کے بعد یہ لوگ چالیس برس تک بیابان میں بھٹکتے رہے پھر ان لوگوں نے چند بادشاہوں سے جنگ کی اور انھیں قتل کیا اور ان کے ملک و مال پر قبضہ کیا۔ تو اس کو جمع کرنے سے لامحالہ ایک سو بیس برس سے ایک سال سے بھی زاید کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور غالباً یہ دو سال زاید ہوں گے لہذا لامحالہ یا تو اس نے موسیٰ کی وفات کے وقت ان کی عمر میں جھوٹ بولا یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان لوگوں کے چالیس برس تک بیابان میں بھٹکنے کی خبر میں جھوٹ بولا۔ باری تعالیٰ تو اس سے بہت دور ہے کہ وہ جھوٹ بولے یا ایک منٹ یا اس سے بھی کم کی بھی غلطی کرے اسی طرح اس کے نبی بھی اس قسم کی باتوں سے بری ہیں۔ ثابت ہو گیا کہ یہ توریت بدلی اور گھڑی ہوئی ہے۔

Marfat.com

پیغمبر اور مختلف خداؤں کی دعوت	سفر خامس میں ہے کہ اگر تم میں کوئی نبی ظاہر ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس نے ایک خواب دیکھا ہے اور تمھارے پاس ہونے والی بات کی خبر لائے اور وہ اسی طرح ہو جائے جیسا اس نے بیان کیا ہے'

اس کے بعد تم سے کہے کہ مختلف اقسام کے خداؤں کے بیٹوں کی پیروی کرو تو تم لوگ اس کی بات نہ سنو!

اس فصل میں زمانے بھر کی برائیوں سے زیادہ خرابی ہے اور کسی ایسے کافر کی فریب کاری ہے۔ جو تمام نبوتوں کا باطل کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ اس نے نبوت اس قول سے ثابت کی کہ اگر تم میں کوئی نبی ظاہر ہو۔ اور آیندہ ہونے والی خبریں اس کی تصدیق بھی کریں۔ اس کے بعد انھیں اس کی نافرمانی کا مشورہ دیا ہے جب کہ وہ نبی ان کو مختلف اقسام کے خداؤں کی پیروی کی دعوت دے۔ اور یہ کھلا ہوا تناقض ہے۔

اگر یہ ممکن ہو کہ کوئی نبی جس کی اپنی پیشینگوئی میں تصدیق کی جائے وہ کفر و باطل کی دعوت دے تو شاید نصیحت کرنے والا ہی اس صفت کا اہل ہوگا اور کوئی نہیں جو اس کے متعلق مطمئن کرے۔

۱۴۰ آیا یہاں کوئی ایسی شے ہے جو اس کی تصدیق و اتباع کو واجب کرے اور اسے کا ذہن میں بیان کرے' سوائے اس کے کہ جس کی نبوت معجزات سے ثابت کی گئی ہو؟ پھر جب وہ باطل کا حکم دے تو اس کی معصیت و نافرمانی لازم ہوگئی ہو۔ تو پھر موسیٰ کی نافرمانی بھی لازم ہے اور جس کام کا وہ حکم دیں اس میں ان کی نافرمانی ناجائز بھی ہے۔ کیونکہ شاید موسیٰ نے باطل کا حکم دیا ہو۔ جب کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی ہو جو معجزات لایا ہو اور وہ باطل کا حکم دے۔

نعوذ باللہ۔ موسیٰ علیہ السلام یہ کلام کیوں کہتے۔ واللہ انھوں نے اسے ہرگز نہیں کہا۔ بیشک ان پر کذاب توریت کے بدلنے والے نے

Marfat.com

افترا کیا۔ اسی طرح اللہ اس سے بہت دور ہے کہ وہ کوئی معجزہ ایسے شخص کے ہاتھوں پر ظاہر کرے جس کا جھوٹ بولنا یا باطل کا حکم دینا ممکن ہو۔ یہی تو اللہ کی طرف سے اپنے بندوں پر حق کا پوشیدہ کرنا اور حق کو باطل کے ساتھ ملانا اور ان دونوں کی آمیزش کرنا ہے یہاں تک کہ حق کے ثابت کرنے اور باطل کے مٹانے پر کوئی دلیل نہیں قائم ہو سکتی۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ ان کی توریت کی یہ فصل اور وہ ملعون فصل جس میں یہ ہے کہ ساحرین نے بھی ویسا ہی عمل کیا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا، یہ دونوں فصلیں، ان یہود پر جو ان کی تصدیق کرتے ہیں ہر نبی کی نبوت کو جس کو وہ مانتے ہیں قطعاً باطل کرنے والی ہیں اس لیے کہ ان دونوں فصلوں میں موسیٰ و جملہ انبیاء اور ساحرین و کذابین میں کوئی فرق نہیں ہے اور اللہ اس سے بہت دور ہے۔ اور اسی کی ہم بدنصیبی سے پناہ مانگتے ہیں۔

نقیض کے کنارے

یہ مضمون باوجود اس مضمون کے ہے جو اسی کے بعد ہے کہ اور جو نبی تم میں اپنی طرف سے نبوت پیدا کرے جس کا ہم نے اسے حکم نہ دیا ہو اور نہ ہیں نے اس کے متعلق اس سے عہد لیا ہو یا وہ تم میں نبوت کا دعویٰ کرے اور متعدد خداؤں اور رب‌توں کی دعوت دے تو تم اسے قتل کر دو۔ پھر اگر تم اپنے دل میں یہ کہو کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے یا اپنی ذات کی طرف سے تو یہ وہ بات ہے جس کا علم تم میں ہے۔ جب وہ کسی چیز کی خبر دے اور وہ نہ ہو تو جان لو کہ وہ اپنی ذات کی طرف سے ہے۔

یہ کلام صحیح ہے۔ اور یہ اپنے ماقبل کی ضد اور خلاف ہے کہ وہ کسی چیز کی خبر دے اور وہ اسی طرح ہو جائے جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اور وہ اس کے باوجود عبادت غیر اللہ کی دعوت دے۔ وہ قوم بڑی

Marfat.com

بدنصیب ہے کہ اپنے دین کو ایسے بددین اور حق سے بہکانے والوں سے نقل کیا ہے جنھیں انبیا علیہم السلام کی طرف کفر و گمراہی و کذب کا منسوب کرنا کچھ بھی دشوار نہیں ۔

نسبت ضلالت مثلاً وہ واقعہ جو ہم نے پہلے ذکر کیا۔

اور مثلاً ان کا ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا کہ انھیں نے بنی اسرائیل کے لیے بچھڑا بنایا۔ اس کے لیے مذبح بنایا، اس کے لیے قربانی چڑھائی اور اپنی قوم کے سرین کو بچھڑے کے آگے ناچنے گانے کے لیے برہنہ کرایا۔

اور جیسا کہ انھوں نے سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ انھوں نے ایک ٹیلے پر بتوں کے لیے قربانیاں چڑھائیں۔ اور انھوں نے زبردستی اپنے ہی جیسے نبی یواب بن صوریا کو قتل کر دیا۔

اور جیسا کہ انھوں نے شاول کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ انھیں ظلماً لوگوں کے قتل کرنے کے لیے وحی بھیجی جاتی تھی حالانکہ وہ ان کے نزدیک نبی تھے۔

اور جیسا کہ انھوں نے بلعام بن باعورا کی طرف یہ منسوب کر دیا حالانکہ وہ بھی ان کے نزدیک نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ہمراہ ان کے پاس وحی بھیجتا تھا کہ وہ کفر کی مدد کریں۔ اور موسیٰ اور ان کے لشکر نے انھیں قتل کر دیا۔

پھر انھوں نے منشا بن حزقیا بادشاہ کی طرف نبوت کو منسوب کر دیا حالانکہ خود انھیں کے اقرار کے مطابق وہ کافر ملعون تھا جو بت پرستی کیا کرتا تھا اور انبیا کو قتل کیا کرتا تھا۔

یہ لوگ شمسون الدابی کی طرف معجزات منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نزدیک فاسق تھا اور بدکار عورتوں سے عشق کیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ فسق و فجور میں مبتلا ہوتا تھا۔

ساحرین کی طرف بھی یہ لوگ معجزات منسوب کرتے ہیں۔ لہذا ان کی

Marfat.com

سخت مصیبت پر تعجب کرو۔ سلامت پر اللہ کی حمد کرو۔ اور اسی سے عافیت کی دعا کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

خاتمے نے بھانڈا پھوڑ دیا

ان کی توریت کے آخر میں کہا ہے کہ عبد اللہ کے بندے موسیٰ کی ارض مواب کے اسی موضع میں جو بیت فغور کے مقابل ہے وفات ہوگئی اور آج تک کسی آدمی کو ان کی قبر کا مقام نہ معلوم ہو سکا۔ موسیٰ کی عمر ان کی وفات کے روز ایک سو بیس برس کی تھی نہ ان کی نگاہ میں کمی آئی تھی اور نہ انکے دانت ہلتے تھے۔ پھر بنی اسرائیل بیں مقامات مواب میں تیس روز تک ان کی خبر مرگ پھیلاتے رہے اور انھوں نے اچھی طرح ان کی خبر مرگ کو پھیلا دیا۔ پھر یشتوین نون نے روح اللہ سے فیض حاصل کیا کیونکہ موسیٰ نے اپنے ہاتھ ان پر رکھے تھے۔ بنی اسرائیل نے ان کی بات سنی اور وہی کیا جو اللہ نے موسیٰ کو حکم دیا تھا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل میں اپنا مثل کوئی نبی نہیں چھوڑا اور نہ کوئی ایسا شخص چھوڑا جو بالمشافہ اللہ سے کلام کرتا۔ ۱۴۱
ان تمام عجائب میں جو موسیٰ کے ہاتھ پر ملک مصر میں فرعون اور اس کے پرستاروں کے اور اس کی تمام رعایا کے بارے میں کیے گئے انھوں نے کوئی اپنا مثل چھوڑا۔ اور نہ کوئی ایسا شخص چھوڑا جو وہی کرتا جو موسیٰ نے بنی اسرائیل کی جماعت میں کیا تھا۔

خود تورات شاہد ہے کہ منزل من اللہ نہیں

یہ ان کی توریت کا خاتمہ اور آخری حصہ اور یہ فصل اس امر کی شاہد عادل، برہان تام، دلیل قاطع، اور حجت صادقہ ہے کہ ان کی توریت بدل دی گئی ہے اور یہ ایسے مولف کی تالیف ہے جس نے اپنے جہل کے در غلانے سے یا اپنے غور فکر کے ارادے سے ان لوگوں کے لیے لکھی ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہرگز نازل نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ

Marfat.com

یہ فصل موسیٰ کی زندگی میں ان پر نازل ہوئی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور موسیٰ کی طرف سے بطور خبر کے ہو۔ جو مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے اس کی وجہ سے یہ اللہ اور موسیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ اور یہ تو محض جھوٹ ہے جس سے اللہ برتر ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ ان کی خبر کو آج تک کوئی آدمی نہیں جانتا ہمارے دعوے کا کافی ثبوت ہے۔ کہ یہ وہ تاریخ ہے جو لامحالہ موسیٰ کے زمانۂ طویل کے بعد لکھی گئی۔ یہاں پر یہود کی توریت کا جس پر ان کے ربانیین وعانانیین وعیسوییں وصدوقیین نیز ان کے ساتھ نصاریٰ بھی بلا کسی باہمی اختلاف کے متفق ہیں وہ کذب ظاہر مکمل ہو گیا جو خبروں میں ہے اور ان واقعات میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی پھر اس کے ملائکہ کی پھر اس کے مرسلین علیہم السلام کی طرف سے ہیں۔ جو کھلے ہوئے تناقض واختلافات اور ان بیہودہ باتوں کی شکل میں ہے جو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ اور اگر توریت میں سے ان فصول میں سے جو ہم نے بیان کیں صرف ایک ہی فصل ہوتی جب بھی لامحالہ یہ اس امر کی موجب ہوتی کہ یہ توریت گھڑی۔ بنائی بدلی ہوئی اور جھوٹی ہے۔ چہ جائیکہ یہ ایک دم سے ساٹھ فصلیں ہیں جن میں بعض فصلیں ایسی ہیں جن میں سے ایک ہی فصل میں کم از کم سات جھوٹ یا تناقض واختلافات ہیں۔ سوائے ان اٹھارہ فصلوں کے کہ جن میں جو نص توریت یہود ہے بعینہ ان اخبار کی وہی نص نصاریٰ کے یہاں بھی ہے اور یہ دونوں باہم ایک دوسرے کی تکذیب کرتی ہیں۔ دونوں حکایتوں میں سے ایک میں لامحالہ واضح وروشن جھوٹ ہے۔ تمہارا اس تعداد کے جھوٹ اور تناقض کے متعلق کیا خیال ہے جس کی مقدار ان کی توریت کے برابر ہو۔ یہ مقدار ایک سو۱۱۰ دس ورق کی ہے جس کے ہر صفحے میں تقریباً تئیس۲۳ سطریں ہیں

Marfat.com

جو ایسے باشان خط میں ہیں کہ تقریباً ہر سطر میں سترہ کلمات ہوں گے۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہ حالات بیان کریں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے پاس ان کی سلطنت شروع ہونے سے اس کے ختم ہونے تک اور ان کے بیت المقدس واپس آنے تک اور عزرا الوراق کے اس توریت کو لکھنے تک یہ توریت کس طرح رہی جس پر ان کی کتب کا اجماع اور ان کے علماء کا اتفاق ہے اور اس کے متعلق ان میں سے کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ ہم نے اس لیے اس پر خبردار کر دیا کہ ہر صاحب فہم یہ یقین کرے کہ یہ گھڑی اور بدلی ہوئی ہے۔ وباللہ تعالیٰ نستعین۔

توراۃ پر موسیٰ علیہ السلام کے بعد کیا گزری؟

تاریخی واقعات

موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ جو اُن کے انتظامی معاملات کے مدبر تھے اردن فلسطین و غور میں داخل ہوئے۔ یوشع کے ہمراہ العازار بن ہارون علیہ السلام بھی تھے سراپردہ و شامیانہ اور جو کچھ اس میں تھا وہ انھیں (العازار) کے سپرد تھا۔ ان لوگوں کے اقرار کے مطابق توریت بھی انھیں کے پاس تھی نہ کسی اور کے پاس۔ یوشع علیہ السلام نے استقلال کے ساتھ ان کے امور کا انتظام کیا اور موسیٰ کی وفات سے اپنی وفات تک اکتیس [۳۱] سال تک دین کو ان لوگوں پر لازم رکھا۔ پھر فینحاس بن العزر بن ہارون نے استقلال اور دین کی پابندی کے ساتھ پچیس [۲۵] برس تک

Marfat.com

ان لوگوں کا انتظام کیا۔ اور یہی صاحب سراپردہ وکاہن اکبر تھے اور توریت بھی انھیں کے پاس رہتی تھی نہ کسی اور کے پاس۔ پھر وہ مر گئے۔ حالانکہ ان کی ایک بہت بڑی جماعت کا ابتک یہ گمان ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اُن کے ساتھ تین شخص اور بھی۔ اور وہ الیاس بنی ہارونی علیہ السلام اور ملکیصدق بن فالغ بن عامر بن ارفخشاذ بن سام بن نوح علیہ السلام اور وہ غلام جنھیں ابراہیم علیہ السلام نے بھیجا تھا کہ وہ اسحاق علیہ السلام کا نکاح رفقہ بنت بتوئیل ۱۴۲
بن ناخور برادر ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کر دیں۔

بنی اسرائیل کی بت پرستی

جب فنحاس بن العزر کی مدت مذکورہ ختم ہوگئی تو بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا، سب کے سب مرتد ہو گئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ اسی حالت میں ان پر بادشاہ صور وصیدا آٹھ سال کی مدت تک کفر کی حالت پر مسلط رہا۔

پھر ان کے امور کا عثنیال بن قنار بن برادر کالب بن یفنہ بن یہوذا نے حالت ایمان پر چالیس سال تک انتظام کیا۔ وہ مر گئے تو پورے بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا، سب مرتد ہو گئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ اسی حالت میں عغلون جو بنی مواب کا بادشاہ تھا اٹھارہ سال تک بحالت کفر ان پر بادشاہ رہا۔

پھر ان کے امور کا اہوذ بن قارا نے انتظام کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان افرایم سے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان بنیامین سے تھے۔ ان کی مدت ریاست میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ اسی سال بھی کہے گئے ہیں اور چھپن سال بھی کہے گئے ہیں۔ وہ اپنی وفات تک ایمان پر رہے۔

پھر سمعان بن غاث بن خاندان اشارنے پچیس سال تک بحالت ایمان ان کے امور کا انتظام کیا۔ پھر یہ بھی مر گئے۔ اور تمام

Marfat.com

بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا اور کھلم کھلا بت پرستی اختیار کرلی۔ اسی حالت میں مراش الکنعانی بیس برس تک بحالت کفران کا بادشاہ رہا۔

پھران کے امور کا خاتون دبور النبتیہ نے انتظام کیا۔ یہ خاندان یہوذا سے تھیں۔ ان کے شوہر جن کا نام سدوشٹ کا خاندان افرایم سے تھے۔ ان خاتون کی وفات تک بنی اسرائیل ایمان پر رہے۔ ان کے انتظام کی مدت چالیس برس تھی۔ جب یہ مرگئیں تو تمام بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا اور مرتد ہوگئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ پھر سات برس تک بحالت کفر بادشاہ بنی مدین عوزبن وزاب ان لوگوں کا بادشاہ رہا۔

پھر ان کے امور کا انتظام جدعون بن یو اس نے کیا۔ جو افرایم کے خاندان سے تھے اور کہا جاتا ہے بلکہ وہ منشا کے خاندان سے تھے۔ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی تھے۔ اور ان کے اکھتر بیٹے تھے۔ وہ چالیس برس تک بحالت ایمان ان کے بادشاہ رہے۔

پھر ان کی وفات ہوگئی۔ اور ان کا بیٹا ابوملک ابن جدعون والی ہوگیا۔ اور یہ فاسق وخبیث سیرت تھا۔ تمام بنی اسرائیل مرتد ہوگئے، انھوں نے کفر اختیار کیا اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے اس کی مدد لوگوں نے عدو بت خانوں سے جو ماعل صنم کے نام کے تھے اس کے ماموں نے کی جو نابلس کے باشندے اور ان بنی اسرائیل میں سے تھے جن کا تعلق خاندان یوسف سے تھا۔ یہ سب لوگ اس کے ساتھ چلے گئے۔ اس نے اپنے تمام بھائیوں کو قتل کر دیا سوائے ایک کے جو بچ گیا۔ اور وہ تین سال تک اسی طرح رہا یہانتک کہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد موتع بن قوا پانچ سال تک ان کا مدبر رہا جو

Marfat.com

خاندان یساخر سے تھا، اور ہم کوئی بیان نہیں پاتے کہ آیا وہ ایمان پر تھا یا کفر پر تھا پھر وہ مر گیا۔

اس کے بعد بائیس سال تک یابین بن جلعاد جو خاندان منشا سے تھے ان لوگوں کے امور کے منتظم رہے اور وہ اپنی وفات تک ایمان پر رہے۔ ان کے بتیس بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک بنی اسرائیل کے ایک ایک شہر کا والی ہوا

یابین کی وفات کے بعد تمام بنی اسرائیل مرتد ہو گئے، علانیہ بت پرستی کرنے لگے اور پے در پے تیرہ برس تک بنی عمون حالت کفر پر ان کے بادشاہ رہے۔

پھر ان میں منشا کے خاندان سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام ہیلیع بن جلعاد تھا۔ اس امر میں ان لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ زانیہ کا لڑکا تھا۔ فاسق و خبیث سیرت تھا اس نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے اس کے دشمن کے مقابلے میں فتحمند کرے گا تو وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے اپنے گھر کے اس شخص کی قربانی کرے گا جو سب سے پہلے اس سے ملے۔ چنانچہ جو شخص سب سے پہلے اس سے ملا وہ اس کی بیٹی تھی اور اس کے سوا اس کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ مگر اس نے اپنی نذر پوری کی اور بیٹی کو بطور قربانی ذبح کر دیا۔ اس کے زمانے میں ایک نبی بھی تھے مگر اس نے ان کی طرف التفات نہ کیا۔ اس نے بنی افرایم کے بیالیس ہزار آدمی قتل کیے۔ چھ برس تک ان لوگوں کا بادشاہ رہا پھر مر گیا۔

اس کے بعد انصات ان کا والی ہوا جو خاندان یہوذا میں سے بیت لحم کا بادشاہ تھا۔ اس کے تیس بیٹے تھے۔ اور وہ سات برس تک ان کا بادشاہ رہا۔ چھ برس بھی کہے جاتے ہیں پھر مر گیا۔ اس کا زیادہ ظاہر حال جیسا کہ ان کی خبریں ثابت کرتی ہیں

Marfat.com

یہی ہے کہ وہ ایمان و استقامت پر تھا۔

اس کے بعد ایلون جو خاندان زبلون سے تھا دس برس تک ان کا بادشاہ رہ کے مرگیا جس کے بعد عبدون بن ہلال والی ہوا جو خاندان افرایم سے تھا اور وہ آٹھ سال تک بحالت ایمان بادشاہ رہا۔ اور اس کے چالیس بیٹے تھے۔

جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل سب کے سب مرتد اور کافر ہوگئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ پھر ان پر فلسطینیین جو کنعانیین وغیر کنعانیین تھے بادشاہ ہوگئے۔ یہ لوگ چالیس برس تک بحالت کفر بادشاہ رہے۔

پھر ان کے امور کا شمشون بن مانوح منتظم ہوا جو خاندان دانی سے تھا اور ان لوگوں میں اُسے اہل فسق اور زانیہ عورتوں کے پیچھے پھرنے والوں میں بیان کیا جاتا ہے وہ بیس برس تک ان کا منتظم رہا۔ اور یہ لوگ اس کی طرف معجزات منسوب کرتے ہیں۔ آخر وہ گرفتار ہو کے مرگیا۔

پھر بنی اسرائیل نے خود ہی آپس میں چالیس برس تک سلامت و ایمان کے ساتھ بغیر کسی ایسے رئیس کے جو انھیں جمع ۱۴۳
کرے اپنے امور کی تدبیر کی۔ پھر کاہن ہاروتی نے بحالت ایمان بیس برس تک ان کے امور کا انتظام کیا یہاں تک کہ وہ مرگئے۔

پھر شمویل بن فنتان نبی نے ان کے امور کا انتظام کیا جو خاندان افرایم سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ بیس برس تک یہ منتظم رہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چالیس برس تک رہے۔ یہ سب ان کی کتابوں میں ہے۔ وہ ایمان پر رہے بیان کرتے ہیں کہ اُن کے دو بیٹے تھے قوہال و بیا۔ یہ دونوں حکم میں بھی ناانصافی کرتے تھے اور لوگوں پر بھی ظلم کرتے تھے۔ اور اس کے باوجود انھوں نے شمویل سے خواہش کی کہ وہ انھیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنادیں۔

Marfat.com

طالوت کی حکومت

شمویل نے اپنے بیٹوں کی درخواست رد کر کے چمڑا رنگنے والے شاول بن قیش بن ابیل بن شارون بن بورات بن آسیا بن خس کو بنی اسرائیل کا والی بنایا۔ یہی شاول طالوت تھے (جن کا ذکر قرآن میں ہے)۔ یہ بیس سال تک ان کے بادشاہ رہے۔ یہ بنی اسرائیل کے یہ سب سے پہلے بادشاہ تھے۔ یہ لوگ انھیں نبوت اور اس کے ساتھ ہی فسق وظلم ومعاصی سے موصوف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انھوں نے بنی ہارون کے تقریباً نواسی مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا اس لیے کہ ان لوگوں نے داؤد علیہ السلام کو صرف ایک روٹی کھلادی تھی۔

سات بار مرتد ہوئے

اب تمھیں جاننا چاہیے کہ اس وقت سے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ارض مقدسہ میں داخل ہوئے ان کے سب سے پہلے بادشاہ کی ولایت تک، اور وہ شاول مذکور تھے۔ سات بار ارتداد ہوا جس میں انھوں نے ایمان کو ترک کر دیا اور بت پرستی کا اعلان کر دیا۔ سب سے پہلی دفعہ میں یہ لوگ آٹھ سال تک رہے۔ دوبارہ اٹھارہ سال تیسری مرتبہ بیس سال چوتھی مرتبہ سات سال۔ پانچویں مرتبہ تین سال اور اکثر اس سے بھی زیادہ چھٹی مرتبہ اٹھارہ سال۔ ساتویں مرتبہ چالیس سال مرتد رہے۔ اب غور تو کرو کہ درازی کفر وترک ایمان کے ساتھ اور وہ بھی اتنی اتنی طویل مدتوں تک اور ایک ایسے چھوٹے سے شہر میں جس کی مقدار بقدر تین دن کی مسافت کے ہو اور ان کے دین کا ملنے والا اور ان کی کتاب کی پیروی کرنے والا سوائے ان کے روئے زمین پر کوئی نہ ہو کونسی کتاب باقی رہ سکتی ہے۔

داؤد علیہ السلام پر افترا

پھر شاول مذکور قتل کر دیے گئے اور ان لوگوں کے والی امور داؤد علیہ السلام ہوئے۔

Marfat.com

یہ لوگ ان کی طرف والدہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ علانیہ زنا کو منسوب کرتے ہیں۔ کہ والدہ سلیمان کے یہاں حضرت داؤد سے قبل سلیمان زنا سے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو مرگیا۔ (معاذ اللہ) لہذا ایسے لوگوں پر جو انبیاء علیہم السلام کی طرف ایسی باتیں منسوب کریں لاکھوں لعنتیں ہوں۔

یہ لوگ حضرت داؤد کی طرف یہ بھی منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے شادل کے گناہ کی وجہ سے ان کی تمام اولاد کو قتل کر دیا سوائے ایک چھوٹے بچے کے کہ جوان میں اپاہج تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی مدت سلطنت چالیس سال رہی۔

سلیمان علیہ السلام پر بہتان

سلیمان علیہ السلام اپنے والد کے والی ہوئے۔ ان کی ان لوگوں نے وہی تعریف کی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی (یعنی عولد زنا بنایا ہے) یہ لوگ ان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنا نفقہ وخرچ اسباط (یعنی حضرت یعقوب کی اولاد کے بارہ خاندانوں) پر فرض کر دیا تھا۔ ہر سبط پر سال کے ایک مہینے کا خرچ مقرر کر دیا تھا۔ ان کے لشکر میں بارہ ہزار اسپ سوار اور چالیس ہزار خچر سوار تھے حالانکہ یہ توریت کے حکم کے خلاف ہے کہ یہ لوگ گھوڑے زیادہ نہ رکھیں انھوں نے بیت المقدس میں ہیکل بنائی اور اس میں پردے بنائے اور مذبح اور مینارہ بنایا جو اب تک ہے اور قربانی و توریت و تابوت و سکینہ بنی بدون کو رکھا۔ ان کی ولایت بھی چالیس سال رہی۔ پھر ان کی وفات ہوگئی اور بنی اسرائیل کا شیرازہ بکھر گیا۔

بنی یہوذا اولاد نبیا بن بیت المقدس میں بنی سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی سلطنت میں ہو گئے۔ اور بقیہ دس اسباط (خاندان) کی سلطنت انھیں کے ایک دوسرے بادشاہ کے سپرد ہوگئی جو بیت المقدس سے اٹھارہ میل نابلس میں رہتا تھا۔ یہ لوگ اپنے

Marfat.com

حالت کے ادبار تک اسی حالت پر رہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔ ہم اللہ کی مدد و قوت سے بنی سلیمان علیہ السلام کے بادشاہوں کے نام اور ان کے مذہب بیان کریں گے پھر دس اسباط کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے۔ (اور اللہ عزوجل ہی ہمارا مددگار ہے۔) تاکہ ہر شخص دیکھ لے کہ ان لوگوں کی سلطنت کے زمانے میں توریت کا اور مذہب کا کیسا حال تھا۔

کفر بعد الایمان

سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کا بیٹا رحبعام بن سلیمان جس کی عمر سولہ برس کی تھی والی ہو گیا اس کی ولایت سترہ برس تک رہی۔

اس نے اپنی ولایت بھر میں علی الاعلان کفر اختیار کیا اور علانیہ بت پرستی کی اس نے بھی اور اس کی رعیت و لشکر نے بھی جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار تھا۔ اسی کے زمانے میں بادشاہ مصر بات ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادہ فوج کے ہمراہ جنگ بیت المقدس کے لیے
۱۴۴ روانہ ہوا اور اسے بزور شمشیر زبردستی لے لیا۔ رحبعام بھاگ گیا۔ شاہ مصر نے شہر اور محل اور ہیکل کو لوٹ لیا اور اس میں جو کچھ تھا لے لیا اور مال غنیمت لے کے صحیح و سالم مصر واپس آ گیا۔ پھر رحبعام بحالت کفر مر گیا اور اس کا بیٹا ابیاجس کی عمر اٹھارہ سال کی تھی اس کا قایم مقام ہوا۔ وہ بھی اور اس کا لشکر و رعیت بھی علانیہ کفر و بت پرستی پر باقی رہا۔ اس کی سلطنت چھ سال تک رہی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دس اسباط کے ساتھ اس کے جنگ کرنے میں پانچ لاکھ آدمی اسباط کے مقتول ہوئے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اسا بن ابیا والی ہوا جس کی عمر دس برس کی تھی وہ مومن تھا اس نے بت خانے منہدم کر دیے اور ایمان کو ظاہر کیا۔ اپنی سلطنت میں بحالت ایمان اکتالیس برس تک رہا۔ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

اس کے لشکر میں بنی یہوذا کے تین لاکھ سپاہی تھے۔ اور باون ہزار بنی بنیامین کے۔ اس کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا یہوشا فاط بن اسا والی ہوا جس کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ اس کی ولایت پچیس ۲۵ برس تک رہی۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی وفات تک برابر ایمان پر رہا۔ پھر اس کا بیٹا یہورام بن یہوشا فاط والی ہوا۔ اور ہم اس کی سیرت و مذہب کا حال بجز اس کے نہیں پاتے کہ یہ بھی بقیہ اسباط کے بادشاہوں کی طرح بت پرستی سے الفت رکھتا تھا۔ اور یہ بتیس سال کی عمر میں والی ہوا اور اس کی ولایت آٹھ برس رہی۔ یہ مرگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احزیا ہو جس کی عمر بائیس برس کی تھی ہوگیا۔ اور اس نے بھی اپنی تمام رعیت میں کفر و بت پرستی کو پھیلایا۔ اور اس کی ولایت ایک سال تک رہی۔ اور یہ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی ماں عتلیاہو بنت عمری والی ہوگئی اور عمری دس اسباط کا بادشاہ تھا۔ اور یہ زیادہ سے زیادہ شدید کفر و بت پرستی پر قایم رہی۔ اس نے بچوں کو قتل کیا اور بیت المقدس اور اپنی سلطنت کے تمام حدود میں علانیہ زنا کا حکم دیا۔ اس نے یہ عہد کیا کہ یہ کسی عورت کو منع نہ کرے گی جو زنا کا ارادہ کرے گی۔ اور یہ بھی عہد کیا کہ اس کو کوئی شخص برا نہ سمجھے۔ اسی حالت میں چھ برس تک رہی یہاں تک کہ قتل کر دی گئی۔

زکریا علیہ السلام کا قتل

پھر اس کا پوتا یوآش بن احزیاہو والی ہوگیا جس کی عمر سات سال کی تھی۔ برابر چالیس سال تک اسی کی حکومت رہی۔ اور اس نے بھی علانیہ کفر و بت پرستی کی۔ اسی نے زکریا نبی علیہ السلام کو پتھروں سے قتل کیا۔ پھر اس کو اس کے غلاموں نے قتل کر دیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا امصیاہو بن یوآش والی ہوا جس کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اس نے اور اس کی تمام رعیت نے علانیہ

Marfat.com

کفر و بت پرستی کی۔ اور وہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ بحالت کفر قتل کر دیا گیا۔ اس کی ولایت انتیس سال رہی۔ اسی کے زمانے میں دس اسباط کے بادشاہوں نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور جو کچھ اس میں تھا اُسے دو بار لوٹا۔ اس کے بعد عزیا ہو بن امصیا ہو والی ہوا جس کی عمر سولہ برس کی تھی۔ یہ بھی اپنی وفات تک اور اس کی تمام رعیت علانیہ کفر و بت پرستی کرتی رہی۔ اس کی ولایت باون برس رہی۔ اسی نے عاموص واؤدی نبی علیہ السلام کو قتل کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوثام بن عزیا ہو پچیس سال کی عمر میں والی ہوا۔ ہمیں اس کی سیرت نہ ملی۔ اس کی ولایت سولہ برس رہی۔ پھر وہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احاز بن یوثام جس کی عمر بیس برس کی تھی والی ہوا۔ اس نے بھی اپنے مرنے تک علانیہ کفر و بت پرستی کی اور اس کی ولایت سولہ برس رہی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حزقیا بن احاز پچیس سال کی عمر میں والی ہوا اس کی ولایت انتیس برس رہی۔ اس نے ایمان کو ظاہر کیا اور بتخانے منہدم کر دیے اور ان کے خدام کو قتل کر دیا۔ یہ اپنی وفات تک مومن رہا اور اس کی تمام رعیت بھی ایمان پر رہی۔

حاکم سے محکوم ہو گئے

اس کی ولایت کے ساتویں برس بنی اسرائیل سے دس اسباط کی سلطنت ختم ہو گئی۔ اور ان پر بادشاہ موصل سلیمان الاعسر غالب آ گیا اور اس نے ان سب کو
۱۴۵ گرفتار کر لیا اور آمد اور جزیرے کے شہروں کی طرف انھیں منتقل کر دیا۔ دس اسباط کے شہروں میں اہل آمد و جزیزہ نے سکونت اختیار کی اور ان لوگوں نے دین سامرہ کو ظاہر کیا۔ جو آج تک وہاں ہیں۔

حزقیا کی وفات کے بعد اس کا بیٹا منشا بن حزقیا جس کی عمر بارہ برس کی تھی والی ہو گیا۔ اپنی سلطنت کے تیسرے سال اس نے کفر کا

Marfat.com

اظہار کیا اور بت خانے تعمیر کرائے۔ اور اس نے اور اس کی تمام رعیت نے کھلم کھلا بت پرستی کی۔ شعیا نبی کو قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے انہیں آن کے سر سے نیچے تک آرے سے چیر ڈالا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پتھروں سے قتل کیا۔ اور انہیں آگ میں جلا دیا۔ تعجب تو اس پر ہے کہ یہ لوگ اپنی بعض کتب میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس کسی فرشتے کے ہمراہ وحی بھیجی تھی۔ اسے شاہ بابل نے گرفتار کر لیا اور اپنے شہر لے گیا ایک تانبے کے اس کو بیل میں گھسیڑ دیا اور اس کے نیچے آگ سلگادی۔ اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجا جس نے اسے اس بیل سے نکالا اور بیت المقدس واپس گیا۔ باوجود ان سب باتوں کے وہ اپنے مرنے تک کفر ہی پر قایم رہا۔ اس کی حکومت پچپن برس رہی۔

اے گروہ سامعین اب کہو کہ وہ شہر جس میں علانیہ بت پرستی کی جائے، قربانگاہیں بنائی جائیں، جو نبی اس میں پایا جائے اسے قتل کر دیا جائے، تو یہ کیسے جائز ہے کہ اس میں کتاب اللہ سالم رہے۔ یہ ممکن کیونکر ہے؟

جب منشا مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا آمون بن منشا۔ جو بائیس سال کا تھا والی ہوا۔ اس کی ولایت دو سال رہی۔ وہ مرتے دم تک کفر و بت پرستی پر قایم رہا۔

نیکی برباد

پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا یوشیا بن آموز جس کی عمر آٹھ سال کی تھی والی ہوا۔ اس نے اپنی سلطنت کے تیسرے سال ایمان کا اعلان کیا، صلیبیں توڑ ڈالیں اور انہیں جلا ڈالا۔ تمام قربانگاہوں کو بھی بنیاد سے کھدوا دیا۔ اور ان کے خدام کو بھی قتل کر دیا۔ اپنے قتل ہوئے تک برابر ایمان پر قایم رہا۔ اسے بادشاہ مصر نے قتل کیا۔ اسی کے زمانے میں ارمیا نبی نے سرادق (پردے) اور تابوت اور آگ کو لے کے

Marfat.com

ایسی جگہ چھپا دیا کہ اسے کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ انہیں علم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں کی حکومت رہے گی۔

بعدہٗ اس کا بیٹا یہو یاحوزبن یوشیا والی ہوا۔ اس کی عمر تیئیس سال کی تھی۔ اس نے کفر کو لوٹایا اور بت پرستی کا اعلان کیا۔ توریت کاہن بار د نی سے لے لی۔ اس میں جہاں نہیں اللہ کے تمام پائے پراگندہ کر دیئے۔ اس کی حکومت تین مہینے رہی۔ شاہ مصر نے اس کو گرفتار کر لیا۔

گناہ لازم

اس کی جگہ اس کا بھائی یہویاقیم بن یوشیا والی ہوا جس کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اس نے اور اس کی تمام رعیت نے کفر کا اعلان کیا اور بت خانے تعمیر کیے۔ اور دین کو بالکل ختم کر دیا۔ توریت کو بار د نی سے لے کے آگ میں جلا دیا۔ اور اس کا نشان تک مٹا دیا۔ اس کی حکومت گیارہ سال رہی۔

یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا یہویاکین بن یہویاقیم والی ہوا۔ اس نے منیجیا کا لقب اختیار کیا۔ عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ بھی کفر پر قائم رہا اور علانیہ بت پرستی کی۔ اس کی حکومت تین مہینے رہی۔ اسے بخت نصر نے گرفتار کر لیا۔

اس جگہ اس کا چچا متنیا بن یوشیا والی ہوا اور اس نے صدقیا کا لقب اختیار کیا۔ اس کی عمر اکیس برس کی تھی۔ یہ بھی کفر پر قائم رہا۔ اس نے اور اس کی رعیت نے علانیہ بت پرستی کی۔ سلطنت گیارہ سال رہی۔ اسے بھی بخت نصر نے گرفتار کیا۔ بیت المقدس اور شہر کو منہدم کر دیا۔ تمام بنی اسرائیل کی بیخ کنی کر دی۔ شہر کو ان سے خالی کرا لیا اور انہیں گرفتار کر کے بابل لے گیا۔

صدقیا بنی اسرائیل و بنی سلیمان دونوں کا آخری بادشاہ تھا۔ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بادشاہوں کی یہ حالت تھی۔

Marfat.com

توریت کہاں رہی

اب تمھیں جاننا چاہیے کہ توریت ابتدائے سلطنت بنی اسرائیل سے انتہا تک ہیکل میں تنہا صرف ایک ہارونی کاہن اکبر کے پاس رہی۔ جو بیس اسباط کے بادشاہ تھے تو ان میں کبھی کوئی مومن نہیں ہوا، نہ ایک نہ ایک سے زیادہ۔ یہ سب کے سب علانیہ بت پرستی کرنے والے، انبیا کو ڈرانے والے، اور بیت المقدس کے قصد سے روکنے والے تھے۔ انہیں جب کبھی کوئی نبی ہوا۔ وہ یا تو قتل کر دیا گیا یا خوف سے بھاگ گیا۔

اگر کہا جائے کہ کیا الیاسؑ نے بال کے تمام انبیا کو جو آٹھ سو اسی شخص تھے محض اس بت کی وجہ سے جسے بادشاہ پوجتا تھا اور کھجور کے اس درخت کی وجہ سے بنی اسرائیل جس کی پرستش کرتے تھے قتل نہیں کیا ہے۔

ہم کہیں گے کہ الیاس ان لوگوں کی کتابوں کے مطابق ایک ہی مشہد و محفل میں تھے، وہ اسی وقت بھاگ گئے، انھیں بادشاہ کی ملکہ نے تلاش کیا تاکہ انھیں قتل کرے اور وہ کسی کو نظر نہ آئے۔

یہود کی گوسالہ پرستی

دس اسباط کے بادشاہوں میں سب سے پہلا بادشاہ یربعام بن نا باط الافرایمی تھا جو سلیمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی ان لوگوں کا والی ہوا۔ اُس نے اپنے وقت میں سونے کے دو بچھڑے بنائے اور کہا کہ یہی دونوں تمہارے وہ خدا ہیں جنھوں نے تم کو مصر سے رہائی دلائی، دو قربانگاہیں بنائیں اور دونوں کے لیے غیر بنی لاوی میں سے مجاور مقرر کیے۔ اس نے اور اس کی تمام رعیت نے ان دونوں کی پرستش کی۔
اس نے ان لوگوں کو بیت المقدس جانے سے روکا شریعت اگرچہ ایک ہی تھی مگر اتنا تفاوت ہو گیا تھا کہ بیت المقدس جانے اور وہاں قربانی کرنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔ ۱۴۶

Marfat.com

یہ بیس برس تک بادشاہی کر کے مر گیا۔ اس کا بیٹا ناداب بن یربعام علانیہ کفر کے ساتھ دو برس تک حکمراں رہا۔

اُسے اور اس کے تمام اہل بیت کو بعشا بن ایلا نے جو بنی یساخر میں سے تھا قتل کر دیا اور خود والی ہو گیا۔ چوبیس سال تک فرمانروائی کی جس میں علانیہ بت پرستی کرتا رہا۔

اس کا بیٹا ایلا بن بعشا بحالت کفر و بت پرستی دو سال تک والی رہا یہاں تک کہ اسی کے سرداران لشکر میں سے ایک شخص جس کا نام زمری تھا اس کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اُسے اور اس کے تمام اہل بیت کو قتل کر دیا۔

زمری سات روز بادشاہ رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔ اُسے اس کے گھر سمیت جلا دیا گیا۔

حکومت دو شخصوں پر تقسیم ہو گئی۔ جن میں سے ایک کا نام تبنی بن جینۃ اور دوسرے کا عمری تھا۔ یہ دونوں اسی حالت میں بارہ برس تک رہے۔ پھر تبنی مر گیا اور تنہا عمری ان کی سلطنت کا مالک رہ گیا۔ وہ بھی اسی حالت میں آٹھ سال تک کفر و بت پرستی پر قائم رہ کے مر گیا۔

حضرت الیاسؑ کا تعاقب

بعدہ اس کا بیٹا احاب بن عمری حکمراں ہوا اور انتہائی شدید کفر و بت پرستی پر گیارہ سال تک رہا۔ اسی کے زمانے میں الیاس نبی علیہ السلام اس سے اور اس کی عورت دختر بادشاہ صیدا سے جنگلوں میں بھاگتے پھرتے تھے۔ یہ دونوں انھیں قتل کرنے کے لیے تلاش کرتے پھرتے تھے۔

پھر احاب مر گیا اور اس کا بیٹا احزیا بن احاب بحالت کفر و بت پرستی تین سال تک والی رہا۔

پھر یہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی یہورام بن احاب

Marfat.com

بحالت کفر و بت پرستی بارہ برس تک والی رہا۔ یہانتک کہ یہ اور اس کا پورا کنبہ قتل کر دیا گیا۔ اسی کے زمانے میں الیسع علیہ السلام تھے۔

یاہو بن نمشی اس کا جانشین ہوا جو نشیا کے خاندان سے تھا۔ یہ کفر میں ان سب سے کم تھا۔ اس نے قربانگاہیں جو بت کے نام پر تھیں منہدم کر دیں۔ اور مجاوروں کو قتل کر دیا البتہ بت پرستی میں کمی نہ ہونے دی بلکہ لوگوں کو اس پر قائم رہنے دیا۔ ایمان کو ظاہر نہیں کیا۔ اسی حالت میں اٹھائیس برس تک حکومت کر کے مر گیا۔

اس کی جگہ اس کا بیٹا یہویاحاز بن یاہو سترہ برس تک والی رہا۔ اس نے بت خانے تعمیر کرائے اور علے الاعلان اس نے اور اس کی رعیت نے بت پرستی کی۔ یہانتک کہ مر گیا۔ یہود کی کتابوں میں ہے کہ اس کے زمانے میں بنی اسرائیل کے دسوں خاندانوں کی حالت اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ اس کے لشکر میں صرف پچاس سوار اور دس ہزار پیادے رہ گئے۔ اس لیے کہ بادشاہ دمشق ان پر غالب آگیا تھا اور اس نے انھیں قتل کر دیا تھا۔

مسجد سلیمان[۴] کو لوٹ لیا

بعد کو اس کی جگہ پر اس کا بیٹا یواش بن یہویاحاز سولہ برس تک والی رہا جو اپنے باپ سے بھی زیادہ شدید کفر پر تھا۔ اس نے بت پرستی اختیار کی اسی نے بیت المقدس میں جنگ کی اسے اور ہیکل کو لوٹا اور جو کچھ اس میں تھا لے لیا۔ شہر پناہ کی دیوار میں سے چار سو گز منہدم کر دی۔ بادشاہ یہوذا اس کے مقابلے سے بھاگ گیا۔

یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا یاربعام بن یوآش بیتالیس برس اپنے باپ کے سے کفر و بت پرستی کے ساتھ والی رہا۔ اس نے بھی بیت المقدس میں جنگ کی۔ اس کے مقابلے سے وہاں کا داؤدی بادشاہ بھاگا۔ اس نے تعاقب کر کے اسے قتل کر دیا۔

یہ بھی مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا زخریا بن یاربعام یوآش

Marfat.com

بن یہو یا حازبن یا ہوبن نمشی چھ مہینے تک بحالت کفر و بت پرستی والی رہا یہاں تک کہ وہ اور اس کے تمام اہل بیت قتل کر دیے گئے۔

اس کی جگہ شلوم بن ناموس جو خاندان نفتالی سے تھا والی ہوا۔ یہ بحالت کفر و بت پرستی ایک ہی مہینے بادشاہ رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد میاخیم بن قاراجو خاندان یساخر سے تھا بحالت کفر و بت پرستی بیس برس تک والی رہا۔ اور مر گیا۔

اس کی جگہ اس کا بیٹا محیا بن میاخیم بحالت کفر و بت پرستی دو سال تک والی رہا یہاں تک کہ یہ اور اس کے تمام اہل بیت قتل کر دیے گئے۔

اس کی جگہ ناجح بن ملیا جو خاندان دان سے تھا والی ہوا۔ یہ اٹھائیس برس تک بحالت کفر و بت پرستی بادشاہ رہا۔ یہاں تک کہ یہ اور اس کے تمام اہل بیت قتل کر دیے گئے۔ اسی کے زمانے میں تباشر شاہ جزیرہ نے بنی روابین و بنی جادا اور نصف خاندان منشا کو ان کے شہروں سے غور میں جلاوطن کر دیا اور انھیں اپنے شہر میں
لے گیا۔ ان کے شہروں میں اپنے ہاں کی ایک قوم کو آباد کیا۔ ۱۴۷

پھر اس کی جگہ ہوسیع بن ایلا جو خاندان جادا سے تھا اور کفر و بت پرستی پر تھا سات سال والی رہا۔ یہاں تک کہ اسے بادشاہ موصل سلیمان الاعسر نے گرفتار کر لیا اور اسے اور بنی اسرئیل کے نو خاندانوں کو اور نصف خاندان منشا کو قید کر کے اپنے ملک لے گیا۔ ان کے شہروں میں اپنے شہر کی ایک قوم سامریہ کو آباد کر دیا جو آج تک ہے۔

فرقہ سامریہ

ہوسیع دس خاندانوں کا آخری بادشاہ ہے۔ ان لوگوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ وہ بچے کھچے لوگ جو آمد جزیرے سے بنی اسرائیل کے وطنوں میں منتقل کیے گئے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو توریت کے بالکل منکر تھے۔ ان کے

Marfat.com

نزدیک توریت ایک دوسری کتاب تھی جو یہود کے پاس والی توریت کے علاوہ تھی۔ یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر ایمان نہیں لائے۔ نہ یہ بیت المقدس کی بزرگی کے قائل ہیں اور نہ اُسے مانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شہر مقدس نابلس ہے۔

سامری توریت ان لوگوں کی توریت کی حالت ان لوگوں کی توریت سے بھی کمزور ہے۔ اس لیے کہ وہ اس توریت میں قطعاً کسی نبی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے (کہ اس سے اغلاط کی تصحیح ہوتی رہتی) نہ وہاں بنی اسرائیل کی سلطنت کا زمانہ تھا (کہ وہ اپنی طاقت سے اس کی حفاظت کرسکتے) اس توریت کو بھی محض ان کے چند رؤسا نے ان کے لیے بنایا ہے۔

لہذا یقیناً ثابت ہوگیا کہ تمام اسباط بنی اسرائیل میں سوائے خاندان یہوذا و بنیامین کے اور ان بنی ہارون کے جو سلیمان علیہ السلام کے بعد انھیں میں رہتے تھے دوسو اکھتر برس تک ایک دن یا اس سے کم کے لیے بھی کبھی کسی نے ایمان ظاہر نہیں کیا۔ یہ لوگ محض بت پرست تھے۔ ان میں جب کبھی کوئی نبی نہیں ہوا اسے خوفزدہ کردیا گیا۔ ان لوگوں میں نہ تو توریت کا کوئی ذکر تھا نہ رسم نہ اثر۔ نہ ان کے پاس ان کی شریعت میں سے قطعاً کوئی شئے تھی۔ اسی حالت پر ان کے تمام عوام اور تمام بادشاہ گزرے جن کا ہم نے نام بنام ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے قوموں کو ڈرایا اُن میں گھسے ان صابئین کا دین اختیار کیا جو ان میں قابو یافتہ تھے۔ اور ان کی پرانی ہڈیوں کا نشان تک ہمیشہ کے لیے مٹ گیا۔ ان میں سے ایک کی بھی آنکھ (توریت کو) نہیں جانتی۔

مدت سلطنت ظاہر ہوگیا کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی یہوذا و اولاد بنیامین کی مدت سلطنت کچھ کم چارسو برس تھی۔ جیسا کہ ان کی کتابوں میں اس کے متعلق

Marfat.com

دس بیس برس کا اختلاف ہے۔ اور ہم کہہ چکے ہیں کہ ان کتابوں میں مخل دیا گیا ہے اور یہ فاسد ہیں۔

اس مدت میں بنی سلیمان بن داؤد علیہ السلام میں سے انیس مرد بادشاہ ہوئے اور دوسرے خاندان سے ایک عورت جس سے ان کے بیس بادشاہوں کی تکمیل ہوئی۔ جن سب کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ یہ کافر اور علانیہ بت پرست تھے' ان میں سے سوائے پانچ کے جو مومن تھے باقی سب کے سب کافر یا کفر نواز تھے۔

ایماندار سلاطین

ان پانچوں مومن بادشاہوں میں سے ایک یہ "اشا" ابن "اسا" تھے جو اکتالیس برس بادشاہ رہے اور ان کے بیٹے یہوشافاط ابن اشا تھے جو پچیس برس بادشاہ رہے۔ اور چھیاسٹھ برس ایسے گزرے کہ ان لوگوں میں بظاہر کفر و بت پرستی کا تسلسل نہیں رہا۔

پھر آٹھ برس یورام بن یہوشافاط کے جن کے دین کی حقیقت ہم نے نہیں پائی مگر ہم نے ان کے والد کی وجہ سے انھیں بھی ایمان ہی پر محمول کر لیا۔

پھر کفر و بت پرستی ظاہری طور پر ایک سو ساٹھ برس تک ان کے بادشاہوں میں اور ان کے عوام میں ان کے بقیہ اسباط کے کفر کے ساتھ علی الاتصال جاری رہی۔ ان کے اولین سے آخرین تک سب میں کفر و بت پرستی عام طور پر پھیلی رہی۔ تو بھلا کونسی کتاب اور کونسا دین ہے جو اس حالت کے ساتھ باقی رہ سکے۔

پھر حزقیا جو مومن تھے انتیس برس والی رہے۔ ان کے بعد ستاون برس تک کفر و بت پرستی ان کے عوام اور بادشاہوں میں پھیلی رہی۔

پھر یوشا جو مومن و بزرگ تھے اکتیس برس تک والی رہے۔ ان کے بعد ساڑھے بائیس برس تک سوائے کافر اور علانیہ بت پرستی کرنے والے کے کوئی والی نہیں ہوا۔ ان میں وہ بھی تھا جس نے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے نام توریت سے نکال دیے، اور وہ بھی تھا جس نے توریت کو جلا کے اُس کا نشان تک مٹا دیا۔

ایمان کی تباہی اور قتل انبیاء

ان لوگوں کے بعد ہیں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ملا جس میں ایمان ظاہر ہوا ہو۔ سوائے کفر و قتل انبیاء علیہم السلام کے یہاں تک کہ اُن کی حکومت بخت نصر کی لوٹ سے بالکل ختم ہوگئی۔ یہ سب لوگ گرفتار کر لیے گئے۔ بیت المقدس منہدم کر دیا گیا اُس کا نشان تک مٹا دیا گیا۔ شہر بیت المقدس اور اس کی ہیکل کو کئی بار لوٹا گیا۔ توریت جس کسی کے پاس بھی رہی اسی ہیکل میں رہی اور لوٹ کے وقت اس میں کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔

ایک مرتبہ رجعام بن سلیمانؑ کے زمانے میں ان لوگوں کو شاہ مصر نے لوٹا اور دوسری مرتبہ اصیا کے زمانے میں یہی وہ بادشاہ ہے جو پہلے دسوں خاندان کا بادشاہ تھا۔ ۱۴۸

توراۃ کو عزرا الوراق الہارونی نے بالآخر محض اپنی یاد سے ان لوگوں کو لکھوا دیا۔ یہ لوگ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ عزرا نے توریت کو ان لوگوں کے پاس ایسی حالت میں پایا جس میں بہت کچھ خلل و خرابی تھی، اس نے اس کی اصلاح کی۔ اور یہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لیے کافی ہے۔

عزرا کی توریت کی کتاب بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس سے بھی زائد زمانہ گزرنے کے بعد ہوئی۔ خود اُن کی کتابیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عزرا نے ان لوگوں کے بیت المقدس واپس آنے کے تقریباً چالیس برس بعد ان کے لیے توریت لکھی اور اس کی اصلاح کی۔ یہ واقعہ اُن ستر برسوں کے بعد ہوا جن میں یہ لوگ خالی رہے۔ ان میں اس وقت نہ تو کوئی نبی تھا، نہ قبہ اور نہ تابوت۔ نار میں اختلاف ہے کہ آیا وہ بھی ان کے پاس تھی یا نہیں۔

Marfat.com

اُسی وقت سے توریت کی اشاعت ہوئی اور یہ نقل کی گئی اور کمزوری کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ اس کے باوجود وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پڑتی رہی۔

بیت المقدس میں بت

شاہ انطاکیوس نے جس نے انطاکیہ بنایا ہے، عبادت کے لیے بیت المقدس میں ایک بت بنایا۔ بنی اسرائیل نے اس کی عبادت اختیار کی،

سور کی قربانی

مذبح بیت المقدس پر سور قربان کیے گئے پھر سیکڑوں برس کے بعد بنی ہارون کی ایک جماعت حکومت کی والی ہوگئی۔ اور قربانیاں ختم ہوگئیں۔ اُس وقت توریت کے وہ نسخے پھیلے جو اس زمانے میں ان لوگوں کے ہاتھوں میں تھے۔

نماز ایجاد کی

ان کے علماء نے نمازیں ایجاد کیں جو ان کے یہاں نہ تھیں اور انھیں قربانیوں کا بدل قرار دیا۔ ان کے لیے انھوں نے نیا دین بنایا، ہر گاؤں میں عبادت خانے بنائے جو ان لوگوں کے زمانۂ سلطنت وزوال سلطنت کے چار سو برس سے زائد کے زمانۂ طویل کے حال کے خلاف تھا۔

یہودی جمعہ

انھیں علماء نے ان کے لیے ہر ہفتے کا جمعہ ہونا ایجاد کیا جس پر یہ لوگ آج بھی قائم ہیں۔ مگر یہ ان کی سلطنت کے زمانے بھر کبھی نہیں ہوا۔ کیونکہ سوائے بیت المقدس کے ان لوگوں کا ان کے شہروں میں نہ تو کوئی عبادت خانہ تھا، نہ کوئی ذکر وتعلم کے لیے جمع ہونے کی جگہ تھی اور نہ کوئی قربانی کا مقام تھا۔

سرادق (پردے) کا مقام بھی بیت المقدس کی تعمیر سے پہلے تھا۔ اور اس کی دلیل خود ان کے اقرار کے مطابق وہ ہے جو سفر یوشع بن نون میں ہے کہ بنی رؤابین وبنی جاد ونصف سبط منشا جب

Marfat.com

فتح شہر اردن وفلسطین کے بعد اپنے وطن مشرقی اردن میں واپس آئے تو انھوں نے مذبح بنایا تو یوشع بن نون اور بقیہ بنی اسرائیل نے اس کی وجہ سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے یوشع سے کہلا بھیجا کہ "ہم نے قطعاً اسے نہ تو قربانی کے لیے قائم کیا ہے اور نہ تعظیم وتقدیس کے لیے۔ خدا کی پناہ اس سے کہ ہم کوئی مقام تقدیس وتعظیم بنائیں جو اس کے علاوہ ہو جس پر سب کا اتفاق ہے اور جو سرادق و بیت اللہ میں ہے۔" اس وقت یوشع ان کی جنگ سے باز رہے۔

واقعات اگر اتنے وسیع وطویل بھی نہ ہوتے جب بھی صاحب عقل کے یہ سمجھنے کے لیے کافی تھا کہ یہ کتاب بدلی ہوئی جھوٹی اور بنائی ہوئی ہے۔ اور یہ وہ بنایا ہوا دین ہے جو اس دین کے خلاف ہے جسے خود ان کے اقرار کے مطابق موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس لائے تھے۔ شیطان اس سے زیادہ ان کے ساتھ کیا کر سکتا ہے اور گمراہی میں اس پر اور کیا اضافہ کر سکتا ہے۔ ہم اس بدنصیبی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

نسخۂ سبعینیہ توریت کے ظہور و اشاعت کے بعد شاہ بطلیموس کے لیے جو ستر شیوخ نے ترجمہ کیا وہ اس توریت کے خلاف ہے جو ان کے لیے عزرا الوراق نے لکھی۔ نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہی وہ توریت ہے جس کا ان ستر مشائخ نے ترجمہ کیا ہے جس میں آدم ونوح علیہما السلام کے درمیانی بزرگوں کی عمروں میں اختلاف ہے جس اختلاف کی وجہ سے تاریخ یہود و تاریخ نصاریٰ میں ایک ہزار سے بھی زاید سالوں کا اختلاف پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے بعد بیان کریں گے۔ اگر یہ ایسا ہے تو امر یقینی اور ان ستر مشائخ کا جھوٹ اور ان کا دیدہ و دانستہ باطل کا نقل کرنا واضح ہو گیا۔ اور ان لوگوں کا بھی جنھوں نے اپنا

Marfat.com

دین ان لوگوں سے لیا۔ پھٹکار ہے اس دین پر جو ایسے لوگوں سے لیا جائے جن کا جھوٹا ہونا یقینی ہو۔

توریت کے سفر خامس میں ہے جس کو یہ لوگ تکرار کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ تم پہلی تختیوں کے مطابق دو تختیاں بناؤ اور کوہ طور پر چڑھو اور لکڑی کا تابوت (صندوق) بناؤ کہ میں ان دونوں تختیوں میں وہ دس کلمات لکھ دوں جو تم کو سید نے اسی پہاڑ پر جب تم لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تھے شعلے کے اندر سے سنائے تھے اور ان دونوں تختیوں کو درست کرکے میرے پاس لے آؤ۔ میں پہاڑ سے واپس آ گیا اور میں نے انہیں تابوت میں رکھ دیا جو آج تک اس میں ہیں"۔

اسی سفر میں اس فصل کے بعد ہے کہ "بعد اس کے کہ موسیٰ نے ان عہدوں کو ایک مصحف میں لکھ دیا۔ اور اس میں بنی لاوی کا جو عہد ربانی کے تابوت کو اٹھانے والے ہیں پورا حال لکھ دیا۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اس مصحف کو لو اور اسے مذبح میں رکھو اور اس پر عہد رب کا جو تمہارا معبود ہے تابوت رکھ دو کہ یہ تم پر گواہ رہے"۔

نیز اس کے قبل سفر مذکور میں کہا ہے کہ "جب تم لوگ اپنے اوپر کسی بادشاہ کے بجنس بادشاہوں کے حال کے مطابق مقرر کرنے پر اتفاق کرو تو اسی شخص کو مقدم کرو جس کو تمہارے بھائیوں میں سے پروردگار پسند کرے اور کسی اجنبی کو اپنے اوپر مقدم نہ کرو"۔ یہاں تک کہا ہے کہ "جب وہ اپنے تخت سلطنت پر بیٹھ جائے تو وہ اس (کتاب موسومہ) تکرار سے اس مصحف میں لکھ لے جو اس کو بنی لاوی کا کاہن متقدم و پیشوا عطا کرے جو اس کے ہمشکل ہو۔ یہ تحریر اس کے ہمراہ رہے اور وہ اسے اپنے پورے زمانۂ سلطنت میں روزانہ پڑھتا رہے کہ اپنے رب معبود سے ڈرتا رہے اور اس کی کتاب اور اس کے عہد کو یاد رکھے"۔

کلمات عشرہ

یہ سب ہمارے قول کی صحت کا واضح ثبوت ہے کہ دسوں کلمات اور مصحف توریت صرف ہیکل ہی میں تابوت عہد کے نیچے تھا اور تابوت ہی میں تھا جو تنہا کاہن اکبر کے پاس تھا، اس لیے کہ یہ ان کے اجماع سے ثابت ہے کہ اس مقام تک سوائے کاہن کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اسی میں یہ بھی ہے کہ اس نے کاہن مذکور کو حکم دیا کہ "وہ فقط سفر خامس سے کوئی ایسی چیز لکھ دے جو روزانہ بادشاہ کو پڑھنا ممکن ہو۔" اور اس قسم کا مضمون نہایت ہی قلیل ہو سکتا ہے جو تقریباً ورق دو ورق ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی ان لوگوں میں اس امر میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے چالیس بادشاہوں میں سے سوائے ان چار پانچ بادشاہوں کے جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا اور کسی نے قطعاً اس کی طرف التفات نہیں کیا۔

سفر مذکور میں یہ بھی ہے کہ "پھر موسیٰ نے یہ کتاب لکھی اور اسے بنی لاوی کے ان کاہنوں کے پاس بھیجا جو عہد رب کو اچھی طرح پورا کرتے تھے۔ اور موسیٰ نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے رب معبود کے سامنے تقدیس و تسبیح کے لیے اس مقام میں جمع ہونا جس کو رب نے پسند کیا ہے تو بنی اسرائیل کی جماعت کے ساتھ فقط ان کے اجتماع کے وقت تم وہ پڑھنا جو اس مصحف میں ہے۔ کہ وہ لوگ سنیں جو ان کے لیے لازم ہے۔"

ان کی توریت میں تصریح ہے کہ بیت المقدس جانا سال میں صرف تین مرتبہ ان لوگوں پر لازم ہے اور توریت کی تصریح کے مطابق جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے موسیٰ نے صرف کاہن ہارونی کو حکم دیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے اجتماع کے وقت انھیں پڑھ کے سنا دے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ توریت صرف ہیکل ہی میں تھی اور صرف کاہن ہارونی ہی کے پاس تھی

Marfat.com

اور اس کے سوا کسی کے پاس نہ تھی۔

ہم یہ پہلے واضح کر چکے ہیں کہ دس اسباط میں سے ان کے ختم ہونے تک ان میں سے کوئی بھی سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بیت المقدس میں کبھی داخل نہیں ہوا۔ اور بنی یہوذا و بنی بنیا مین بھی سوائے پانچ مومن بادشاہوں کے عہد کے اور کبھی بیت المقدس میں جمع نہیں ہوئے۔ لہٰذا ان تمام امور سے وہ ظاہر ہو گیا جو ہم نے کہا تھا اور یقینی طور پر اس کا بدل دیا جانا ثابت ہو گیا۔

حاملان تورات کیسے تھے

کوئی شک نہیں کہ اس مدت طویلہ میں جو کچھ کم چار سو برس کی تھی ہارونی کاہنوں میں بھی وہی کفر و فسق و بت پرستی پھیل گئی تھی جو دوسروں میں تھی جیسا کہ یہ لوگ کاہن عالی ہارونی کے دو بیٹوں اور ان دوسروں کے متعلق بیان کرتے ہیں جن کے متعلق یہ اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ بنی ہارون و بنی لاوی کے لوگ بتوں اور تھانوں کی خدمت کیا کرتے تھے جس کی یہ حالت ہو اس پر کیسے اطمینان کیا جا سکتا ہے کہ یہ اس چیز میں تغیر نہ کرے گا جو تنہا اسی کے پاس ہے (پھر جب اس کا عمل بھی اس کتاب کے خلاف ہو تو وہ لامحالہ وہ کتاب ہی کو اپنے عمل کے مطابق بنائے گا)

یہ وہ تمام دلائل ہیں جو آفتاب سے زیادہ اس امر کا روشن ثبوت ہیں کہ ان کی توریت میں تبدیل و تحریف ہو گئی۔

سوائے ایک سورۃ کے کہ جو ان کی توریت میں بیان کی گئی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو لکھا جائے اور تمام بنی اسرائیل کو تعلیم دی جائے کہ وہ اسے یاد کریں اور اس پر قایم رہیں۔ اور ان کی نسل میں سے کوئی اس کے حفظ کرنے سے باز نہ رہے۔ اور یہ حرف بحرف اس (سورۃ) کی نص ہے۔

سورۂ موسیٰ

"اے آسمانوں میرا کلام سنو اور زمین بھی سنے میرا کلام

Marfat.com

مثل بارش کے بکثرت ہے بلکہ مثل پھوہار کے میرا کلام ہے۔ اور مثل
اس بارش کے ہے جو گھاس پر ہو اور مثل اس پھوہار کے ہے جو چارے
پر ہو۔ اس لیے کہ میں رب کے نام کی ندا کرتا ہوں تو رب بھی اس کی
تعظیم کرتا ہے جو ہمارا وہ معبود ہے جس نے اپنی مخلوق کو مکمل کیا اور
جس کے احکام معتدل ہیں۔ اللہ ایسا امین ہے جو ظلم نہیں کرتا۔ وہ
عادل اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اس کے آگے وہ لوگ گناہ کرتے ہیں
جو اس کے دوست نہیں ہیں۔ اور حالت کی بدل ڈالنے والی گنہگار امت
مٹ گئی۔ اور یہ شکر ہے پروردگار کا۔

اے امت متفقہ جاہلہ۔ خبردار۔ وہ تمھارا وہ باپ ہے جس نے
تمھیں پیدا کیا اور تمھارا مالک ہے۔ لہذا اس قدیم کو یاد رکھو اور اپنے
بزرگوں سے درخواست کرو تو وہ تمھیں سکھائیں گے اور اپنے بڑوں
سے پوچھو تو وہ تمھیں بتائیں گے۔ جب اعلیٰ و برتر جنسوں کو تقسیم
کر رہا تھا اور بنی آدم کے درمیان امتیاز کر رہا تھا اس نے اجناس کی
تقسیم بنی اسرائیل کے حساب کے مطابق کی۔ پروردگار نے اس کی امت
اور یعقوبؑ نے اس کی تقسیم کا قصد کیا۔ اس کا حصہ ویران زمین میں ہے
۱۵۰ اور ایسے برے مقام میں ہے جس کا راستہ نہیں چلا جاتا۔ اس نے اسے
آزاد کر دیا اور اسے لے آیا اور اس کی اس طرح حفاظت کی جس طرح
بال آنکھ کی حفاظت کرتے ہیں اور اس نے ان لوگوں کو اس طرح
اڑایا جس طرح چرگدھ اپنے بچے کو اڑاتا ہے اور اس کو گھماتا ہے اور
اس کی حفاظت کے لیے اپنے بازو کھول دیتا ہے۔ وہ انھیں لایا اور انھیں
اپنے کندھوں پر اٹھا لایا۔ صرف پروردگار ہی ان کا رہبر تھا اور اس
کے ساتھ کوئی اور خدا نہ تھا۔

اس نے انھیں اپنی بزرگ ترین زمین میں رکھا تاکہ وہ اس
زمین کی روٹی کھائیں اور اس کے پہاڑوں کا شہد اور اس کی چٹانوں کا
تیل اور اس کے مویشی کا گھی اور اس کی بکریوں کا دودھ اور بکری کے

Marfat.com

ششش ماہہ بچوں کی اور بنی طبان کے مینڈھوں کی چربی اور ہرنوں کا گوشت اور گیہوں کا آٹا اور انگور کا خون حاصل کریں۔ اور انھوں نے نافرمانی کی اور موٹے ہو گئے اور پشت پھیرلی اور پھیل گئے۔ پھر اپنے خالق اللہ سے جدا ہو گئے اور اپنے سلامت رکھنے والے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اپنی بت پرستی سے اس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے شیطان کو نہ کہ اللہ کو سجدہ کرنے سے اور ان کے اجناس کے ساتھ معبودوں کو سجدہ کرنے سے ان پر سخت ناراض ہوا جن معبودوں کو یہ لوگ جانتے بھی نہ تھے اور نہ ان کے قبل ان کے بزرگ ان کا شمار کرتے تھے۔

یہ اس اللہ سے جدا ہو گئے جس نے انھیں جنا اور اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کو بھول گئے۔ پروردگار نے اس کو دیکھا اور اس کی وجہ سے ناخوش ہوا جبکہ اس کے بیٹا بیٹی جدا ہو گئے تو اس نے کہا کہ میں اپنا چہرہ ان سے چھپاؤں گا تاکہ میں ان کی آخری حالت کو معلوم کروں۔ کیونکہ یہ امت کا فرد نافرمان ہے۔ ان لوگوں نے مجھے اس کی عبادت سے ناخوش کر دیا ہے جو معبود نہیں اور مجھے اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ناراض کر دیا ہے۔ میں انھیں ایک کمزور امت کے ہاتھوں پر بدل دوں گا اور ایک جاہل امت کے ہاتھوں پر میں انھیں ذلیل کر دوں گا۔ میرے غضب سے پہلے ایک ایسی آگ آئے گی جو ہاویہ تک جلا دے گی اور اپنی تیزی کے ساتھ زمین پر آئے گی۔ پہاڑوں کی جڑوں میں جائے گی۔ میں اپنے خوف کو ان پر جمع کر دوں گا۔ انھیں اپنے تیر سے چھید دوں گا۔ اور انھیں بھوک سے ہلاک کروں گا۔ پرندوں کا لقمہ بناؤں گا۔ ان پر درندوں کے دانتوں کو قابو دوں گا اور ان پر زندگی تنگ کر دوں گا۔ اگر وہ میدان جنگ میں آئیں گے تو انھیں نیزوں سے ہلاک کر دوں گا۔ اگر وہ قلعے میں رہیں گے تو میں ان کے جوان بچے اور کنواریوں کو اور بوڑھے کو خوف سے ہلاک کر دوں گا۔

Marfat.com

یہانتک کہ میں کہوں گا کہ یہ لوگ کہاں گئے چنانچہ میں روئے زمین سے ان کا ذکر مٹا دوں گا۔

لیکن میں انہیں ان کے دشمنوں کے شدت غضب کی وجہ سے وسعت دوں گا تاکہ وہ تکبر نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ ہمارے طاقتور ہاتھوں نے یہ کیا نہ کہ پروردگار نے۔

یہ امت ایسی ہے جسے نہ عقل ہے نہ تمیز۔ کاش یہ پہچانتی اور سمجھتی اور ابھی غور کر لیتی جس کو یہ اپنے انجام میں سمجھے گی۔ کیونکہ ان میں کا ایک شخص ایک ہزار کا پیچھا کر سکتا ہے اور دو سے دس ہزار کیسے بھاگ گئے ہیں۔ کیا یہ اس لیے نہیں ہے کہ ان کے پروردگار نے انہیں سلامت رکھا اور ان کے پروردگار نے انہیں فتح دی ہمارا معبود ان کے معبودوں کی طرح نہیں ہے۔ اور وہ حاکم ہو گیا۔ ان کا درخت انگور سدوم کا درخت انگور ہے اور ان کے خوشے عامورا کے تھے۔ پھر ان کے خوشے تلخ خوشے اور ان کی شراب نالوں کی تلخی ہو گئی اور وہ زہر ہو گئی جس کی کوئی دوا نہیں۔ کیا یہ میرے علم میں اور میرے خزانوں میں مشہور نہیں ہے۔ مجھے انتقام کا حق ہے اور میں وقت کے اندر بدلہ دوں گا۔ پھر تمہارے قدم برداشت نہ کر سکیں گے۔

یہود کی بربادی کا وقت آ گیا ہے اور زمانہ تیزی کے ساتھ اسی کی طرف جا رہا ہے۔ پروردگار اپنی امت کے خلاف حکم دے گا اور اپنے بندوں پر رحم کرے گا جب انہیں دیکھے گا کہ وہ کمزور ہو گئے اور انہیں روک دے گا اور وہ بھی گئے اور ان کے پچھلے لوگ بھی گئے۔

اس نے کہا کہ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن سے تم ڈرتے تھے اور ان کی قربانی کھاتے تھے اور اسے پیتے تھے۔ لہذا وہ اٹھیں اور اپنی حاجت کے وقت فریاد کریں۔ پھر تم مجھے دیکھو تو مجھے تنہا دیکھو گے اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہی مارتا ہوں اور میں ہی

Marfat.com

جلاتا ہوں۔ اور میں ہی بیمار ڈالتا ہوں اور میں ہی صحت دیتا ہوں اور میرے ہاتھ سے کوئی شے چھوٹ نہیں سکتی۔ پھر میں آسمان کی طرف اپنا ہاتھ اٹھاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میری دائمی زندگی کی قسم اگر میں اپنے نیزے کو برق کی طرح تیز کردوں گا اور اپنے داہنے ہاتھ کو حکم دینا شروع کردوں گا تو میں ضرور اپنے دشمنوں اور بغض والوں سے بدلہ لوں گا اور میں اپنے تیر سے خون بھردوں گا۔ اور اپنے نیزے سے گوشت قطع کردوں گا۔ اے جنس والوں کے گروہ امت کی مدح کرو۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کے خون کی گرفت کرے گا اور ان کے دشمنوں سے انتقام لے گا اور ان کے ملک پر رحم کرے گا۔

ترک سورت

یہ وہ سورۃ ہے جو ان لوگوں کے لیے جائز کی گئی ہے اور انھیں صرف اسی کے نہ کسی اور کے حفظ کرنے کا اور لکھنے کا حکم دیا گیا جو ان کے دعوے کے مطابق ان کی توریت کی تصریح ہے۔ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ تو وہ لوگ اسی سورۃ میں مشغول ہوئے اور نہ کسی اور میں سوائے پانچ مومن بادشاہوں کے زمانے کے۔ اس لیے کہ یہ سب لوگ بت پرستی کررہے تھے۔ انھوں نے انبیاء کو قتل کیا اور انھیں ڈرایا اور بھگایا۔ اور یہ وہ امر ہے جس میں نہ کسی کافر کو شک ہے نہ مومن کو۔

علاوہ اس کے اس سورۃ میں وہ رسوا کن امور ہیں جن کا اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔

شرک کی تعلیم

مثلاً اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ان کا وہ باپ ہے جس نے انھیں جنا۔ اور یہ لوگ اس کے بیٹا بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ اور نصاریٰ کو محض اسی وجہ سے راہ ملی اور انھیں آسان ہوگیا کہ وہ اللہ کے لیے بیٹا بنائیں کہ انھوں نے جو کچھ ان ملعون جھوٹی اور بدلی ہوئی کتابوں میں

۱۵۱

Marfat.com

پایا جو یہود کے ہاتھ میں ہیں۔ اس سے زیادہ عجیب بات اور کیا ہوگی کہ یہ لوگ خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اولاد بناتے ہیں۔ حالانکہ جو شخص انہیں جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ تمام امتوں میں سب سے زیادہ گندی ہیئت والے اور سب سے زیادہ بیہودہ طبیعت والے اور سب سے زیادہ لچر باتوں والے اور سب سے زیادہ خباثت والے اور سب سے زیادہ دغا وفریب والے اور سب سے زیادہ بزدل اور سب سے زیادہ ذلیل اور سب سے زیادہ جھوٹے اور سب سے زیادہ کم ہمت۔ اور سب سے زیادہ متکبر ہیں۔ بلکہ ایسے بدترین انتخاب سے اللہ تعالیٰ بہت دور ہے۔

خدا کا تجسم

اسی سورۃ میں اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنے کندھوں پر لادا۔ اور جیسے اس کا یہ کہنا کہ اس نے اجناس بنی آدم کو تقسیم کیا اور اجناس کی تقسیم بنی اسرائیل کے حساب سے کی۔ اور بنی اسرائیل کو اپنا حصہ بنایا۔ چنانچہ یہ بھی کھلا ہوا جھوٹ ہے جس سے اللہ بری ہے اس لیے کہ اولاد بنی اسرائیل بارہ تھیں۔ اس بنا پر لازم آتا ہے کہ اجناس بنی آدم بھی بارہ ہوں۔ حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر بنی اسرائیل ہی کے خاندان کی طرف توجہ کی جائے تو اس وقت بھی یہ بہت بڑا اور بدترین جھوٹ ہوگا کیونکہ ان لوگوں کی تعداد بھی کسی ایک مقدار پر قائم نہیں ہے بلکہ ولادت وموت کی وجہ سے یہ لوگ بھی روزانہ کم و بیش ہوتے رہتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جس میں کسی کو شک نہیں۔

یہ سب اس امر کے واضح دلائل ہیں کہ یہ توریت بنائی ہوئی بدلی ہوئی اور جھوٹی ہے۔ پھر جب یہ کتاب ایسی ہے تو کسی کی عقل میں بھی یہ قطعاً ناجائز ہے کہ وہ کسی شریعت کی تصحیح میں یا کسی معجزے کے نقل کرنے میں یا کسی نبوت کے ثابت کرنے میں جھوٹی گھڑی اور بنائی ہوئی روایات کی بنا پر شہادت دے۔ یہ بھی وہ بات ہے

Marfat.com

جس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

فساد روایت

ہم کہہ چکے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہود کی روایت فاسد ہے اور اس میں آمیزش ہے۔ اس لیے کہ یہ نقل و روایت ایک ایسی قوم کی طرف راجع ہے جنھوں نے ایک ایسے شخص کا اتباع کیا ہے جس نے انھیں ذلت، مصیبت، بیگار، اور اینٹ پاتھنے کے کام سے اور پیدا ہوتے ہی ان کی اولاد کے ذبح کیے جانے سے اور ایسے حال سے کہ جس پر کوئی چھوٹا ہوا کتا اور آزاد کیا ہوا گدھا بھی صبر نہیں کر سکتا، نکال کر عزت راحت عافیت اور تونگری و مالداری کی طرف لے گیا اور اس قابل کر دیا کہ یہ لوگ حاکم و مخدوم بنیں اور اپنی جان اور اولاد پر انھیں امن و اطمینان ہو۔ اس قسم کے حال میں کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جس کو آزاد کرایا جائے وہ آزاد کرانے والے کے لیے ہر ایسی بات کی شہادت دے گا جو وہ اس سے خواہش کرے۔

ان سب باتوں کے باوجود بھی ان لوگوں کا آن موسیٰ علیہ السلام کا پیرو ہونا جنھوں نے ان کو اسی حالت سے نکال کر دوسری حالت تک پہنچایا اور ان کا موسیٰ کا مطیع ہونا بھی مشکوک کمزور اور غیر مکمل تھا۔

نص توریت میں مذکور ہے کہ ان لوگوں نے جب بچھڑا بنایا تو ندا دی کہ یہی موسیٰ کا وہ خدا ہے جس نے ان لوگوں کو مصر سے رہائی دلائی۔

ایک اور مرتبہ ان لوگوں نے موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا۔ اور باہم شور کیا کہ ہمارے اوپر کسی رہبر کو مقرر کرو اور ہم مصر واپس جاتے ہیں۔ اور ان سب باتوں کے ساتھ ہی ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ساحرین نے بھی بکثرت وہی عمل کیا جو موسیٰ نے کیا تھا۔ یہ سب بیان ہے جو معمولی کاریگری سے بھی ممکن ہے۔ اور یہی کافی ہے۔

یہ لوگ بغیر اپنے آپس کے اختلاف کے اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ

Marfat.com

سوائے ان کے اور کسی امت نے موسیٰ کی پیروی نہیں کی اور نہ ان کے سوا کسی دوسری جماعت نے کوئی معجزہ نقل کیا۔ نصاریٰ نے بھی موسیٰ کی نبوت و معجزات کے متعلق جو کچھ لیا وہ انہیں یہود سے لیا۔ لیکن بقیہ امتوں اور مذاہب نے جیسے مجوس و فارس و صابئین و سریانین و مانیہ و سمنیہ و براہمہ و ہند و چین و ترک نے تو قطعاً ان سے کوئی بات نہیں لی۔ اور نہ ان لوگوں کے سوا یا ان کے سوا جو انہیں کی ایک شاخ ہیں مثلاً نصاریٰ روئے زمین پر کوئی موسیٰ کی نبوت اور ان کی اس توریت کا ماننے والا ہے جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔

۱۵۲ ہم مسلمانوں نے نبوت موسیٰ و ہارون و داؤد و سلیمان و الیاس و الیسع علیہم السلام کو محض اس لیے قبول کیا اور مانا ہے اور ان لوگوں پر ایمان لائے ہیں اور موسیٰ وہی ہیں جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشینگوئی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نبوت و معجزات کی صحت کی خبر دی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کے متعلق خبر نہ دیتے تو یہ حضرات بھی ہمارے نزدیک ایسے ہی ہوتے جیسے شموال۔ ابراش۔ حداث۔ حقای۔ جبقون۔ عددا۔ لیوال۔ عاموص۔ عوبدیا۔ میخا۔ ناحوم۔ صفینا۔ ملاخی۔ اور وہ بقیہ لوگ کہ یہود جن کی نبوت کا اسی طرح اقرار کرتے ہیں جس طرح نبوت موسیٰ کا۔ بالکل برابر سرابر۔ اور ان سب حضرات کی نبوت کے طریقۂ نقل میں ان لوگوں نے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

ہم اس معاملے میں یہود کی روایت کی کچھ بھی تصدیق نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل میں انبیا تھے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب میں خبر دی ہے جو اس کے نبی صادق مرسل پر نازل کی گئی ہے۔ ہم ان حضرات کی نبوت کا تو یقین رکھتے ہیں جن کے نام ہمیں بتا دیے گئے ہیں۔ اور ان حضرات کے بارے میں جن کے نام ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

نہیں بتائے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہی زیادہ عالم ہے اگر وہ انبیا تھے تو ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر وہ انبیا نہ تھے تو ہم ان پر ایمان بھی نہیں لاتے۔ ہم اللہ پر اس کی کتابوں اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اسی طرح ہم صالح و ہود و شعیب و اسماعیل کی نبوت کا بھی اقرار کرتے ہیں اور اس کا کہ یہ لوگ یقیناً اللہ کے رسول تھے۔

ان لوگوں کی نبوت سے یہود کے انکار کی اور ان کے متعلق یہود کے جہل کی ہم کوئی پروا نہیں کرتے۔ اس لیے کہ پیغمبر صادق علیہ السلام نے ان سب کی رسالت کی شہادت دی ہے۔ رہی توریت تو ہم کبھی اس کے موافق نہیں۔ ہم تو اس سچی توریت کا اقرار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر نازل فرمائی تھی۔ اس لیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب صادق میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ناطق ہے اس کے متعلق خبر دی ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ توریت جو ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ اپنی تصریحات کی وجہ سے وہ نہیں ہے (جو اللہ نے نازل کی تھی) بلکہ بہت کچھ ان لوگوں کی باتیں اور بدلی ہوئی ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ اسی کو توریت مانتے ہیں جو ان کے ہاتھوں میں ہے اور اسے نہیں جانتے جس پر ہم لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اسی طرح ہم لوگ ان کی اس شریعت کی تصدیق نہیں کرتے جس پر وہ اب ہیں بلکہ یہ یقین کرتے ہیں کہ یہ بنائی ہوئی بدلی ہوئی اور جھوٹی ہے۔ وہ لوگ ان موسیٰ پر بھی ایمان نہیں رکھتے جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رسالت اور آپ کے اصحاب کے متعلق بشارت دی ہے۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ ہم لوگ ان کے دین کی کسی چیز کی تصدیق کے بھی موافق نہیں اور نہ ان کے عقائد کے اور نہ ان کی

Marfat.com

اس کتاب کے جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اور نہ اس نبی کے جس کو وہ بیان کرتے ہیں ان کے فساد نقل کی وجہ سے ہم واضح کر چکے ہیں اور اس میں کھلے ہوئے جھوٹ اور بڑھائی ہوئی باتوں کی وجہ سے (ہم قطعاً اس کی تصدیق نہیں کرتے)۔

انشاء اللہ ہم ان کی ان بقیہ کتب کا فساد بھی کسی قدر بیان کریں گے جو ان کے پاس ہیں اور جنھیں یہ انبیا علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے ان کی توریت میں بیان کیا۔ اور اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ بہ نسبت دوسرے انبیا کی کتابوں میں ان کے کذب کی آمیزش کے توریت میں ان کے جھوٹ کی آمیزش بہت شدید بہت زائد اور کئی گونہ زائد ہے۔

انسانی تصنیف

کتاب یوشع میں تو اس امر کے قطعی دلائل موجود ہیں کہ یہ بھی یقیناً ایک تاریخ ہے جسے بعض متاخرین یہود نے تالیف کیا ہے۔ اور یوشع نے اسے ہرگز نہیں لکھا اور نہ وہ اسے جانتے تھے اور نہ یہ ان پر نازل کی گئی۔ اس کے متعلق خود اسی میں نص ہے کہ "جب یہ بات دوسرا ق شاہ یبوس تک پہنچی" یبوس وہ مقام ہے جس میں سلیمان بن داؤدؑ نے بیت المقدس بنایا ہے" تو اس نے یہ کام کیا (جس کو اس نے بیان کیا ہے)"

تصنیف کا واضح ثبوت

یہ محال و ممتنع ہے کہ یوشع اس کی خبر دیں کہ سلیمانؑ نے بیت المقدس بنایا۔ حالانکہ یوشع سلیمانؑ سے تقریباً چھ سو برس پہلے تھے۔ اور یہ نص مذکورہ بالا کتاب یوشع میں بطور پیشینگوئی کے بھی ہرگز نہیں آئی ہے کیونکہ اس کا طرز کلام ایسا ہے جیسا گزشتہ واقعات کی خبروں کا طرز کلام ہوتا ہے۔

بدترین کہانی

اس میں ایک نہایت بدترین قصہ بھی ہے وہ قصہ یہ ہے کہ عخار بن کرمی بن شذان بن شیلہ بن یہوذا بن

Marfat.com

یعقوب علیہ السلام نے مال غنیمت میں سے ایک سرخ رنگ کا تاگا اور سونے کا ڈبہ جس میں پچاس مثقال اور دوسو درہم بھر چاندی تھی چرایا۔ تو یوشع نے اس کے اور اس کے بیٹوں اور بیٹیوں کو پتھروں سے رجم کرنے کا حکم دیا کہ یہ سب لوگ مرجائیں۔ ان کے تمام مویشی میں بھی آگ لگانے کا حکم دیا۔ ۱۵۴

معاذ اللہ، نبی ایسا حکم کیوں دینے لگا کہ وہ اس ذریت کو جس کا کوئی گناہ نہیں اور جس نے اپنے باپ کے جرم میں کسی قسم کی شرکت بھی نہیں کی ایسی شدید سزا دے۔ باوجود اس کے کہ یہ توریت کی نص ہے کہ نہ تو باپ کو بیٹے کے قصور میں قتل کیا جائے اور نہ بیٹے کو باپ کے قصور میں۔ لامحالہ یا تو یہ لوگ یہ کہیں کہ یوشع نے اس حکم کو منسوخ کردیا تھا، تو یہ لوگ یہ ثابت کردیں گے کہ ایک نبی نے اپنے پہلے نبی کی شریعت کو منسوخ کردیا۔ اور موسیٰ کی شریعت میں بھی ہے۔ اور یا یہ لوگ یوشع کی طرف ظلم و احکام الٰہی کی نافرمانی منسوب کریں۔ اور انھیں ظالم اور اللہ کا نافرمان اور اس کے احکام کا بدلنے والا بنائیں۔ حالانکہ جس کا انھوں نے انتخاب کیا ہے اس میں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وباللہ التوفیق۔

حکم ختنہ

اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل کے جو لوگ ارض مقدسہ میں داخل ہوئے وہ سب ختنہ کیے ہوئے تھے۔ اور اس میں انسٹھ سال اور اس سے کم عمر کے لوگ تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مصر سے نکلنے کے بعد جو پیدا ہوئے ان میں سے کسی کا ختنہ نہیں کیا۔ اور یہ ان کے اس اقرار کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ختنہ کرنے کی شدید تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ جس کا ولادت کے ساتویں روز ختنہ نہ کیا جائے اسے موسیٰؑ کی امت سے خارج کردیا جائے یعنی قتل کردیا جائے۔ تو بھلا موسیٰؑ اس تاکیدی شریعت کو کیسے

Marfat.com

چھوڑ سکتے تھے کہ یوشع ان کی وفات کے زمانۂ دراز کے بعد سب کا ختنہ کرتے۔

ایک مناظرہ

اس مضمون سے ایک یہودی عالم کو شرم آئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ وہ لوگ تیہ (سرگردانی کے بیابان) میں سفر میں تھے اور انھیں بعض امور معاف کر دیے گئے تھے۔

میں نے کہا کہ وہ کیا تھے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ہے بھی نہیں جیسا تم لوگ کہتے ہو بلکہ وہ لوگ زمانہ دراز (یعنی ۴۰ سال) تک ایک ہی مقام میں رہے تھے۔ جس کو تم کتاب یوشع کہتے ہو اس میں تصریح ہے کہ یوشع نے اس وقت ان لوگوں کا ختنہ کیا جب یہ لوگ اردن سے گزر گئے۔ جنگ شروع کرنے سے پہلے۔ اور نہایت تنگ وقت میں۔ اس وقت انھوں نے سب کا ختنہ کر دیا حالانکہ یہ لوگ ادھیڑ اور جوان تھے اور ختنہ چھوڑے ہوئے تھے، جب ان کے ختنہ میں بچہ ہونے کی وجہ سے کوئی دشواری نہ تھی ان کی ماں انھیں ختنہ کی حالت میں بھی اسی طرح گود میں لے سکتی تھی جس طرح بغیر ختنہ کی حالت میں اور کوئی فرق نہیں تھا۔ پھر وہ لاجواب ہو کے خاموش ہو گیا۔

خدا کا بیٹا

وہ کتاب جس کو یہ لوگ زبور کہتے ہیں اس کے مزمور اول میں ہے کہ "مجھ سے پروردگار نے فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے میں نے آج تجھے جنا ہے"

کہتے ہیں کہ اس باب میں تم لوگ نصاریٰ پر کاہیکو اعتراض کرتے ہو؟ آج کی رات کل کی رات کے کیسی مشابہ ہے؟۔

خدا اور علی کے بیٹے

نیز اس میں ہے کہ تم لوگ اللہ کے بیٹے ہو تم لوگ سب کے سب علی (برتر) کے بیٹے ہو۔

یہ تو پہلے سے بھی زیادہ مصیبتناک ہے اور ایسا ہی ہے جیسا

Marfat.com

نصاریٰ کے یہاں ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ ناپاک۔

خدا کی شان

اسی کے چوالیسویں مزمور میں ہے کہ "اے اللہ تیرا عرش عالم میں اور ابد (دوام) میں ہے عدل کی شاخ تیری سلطنت کی شاخ ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت ہے۔ تیرے خدا نے تیرے شریکوں کے درمیان تیرے روغن فرحت لگایا"

خدا کے شریک

یہ بھی دوامی خرابی اور ہمیشہ کی ہلاکت اور پشت شکن آفت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے بالمقابل ایک دوسرے خدا کا اثبات ہے جس نے اس کی مدارات کے لیے اس کے تیل لگایا نیکی اس کی محبت کے صلے میں ہے۔ اللہ کے شرکا کا اثبات ہے۔ اور بغیر کسی دشواری کے یہ دین نصاریٰ ہے۔ لیکن ایسے خدا کا اثبات ہے جو اللہ سے کم ہے۔ اور یہ یہود کے نزدیک علانیہ ظاہر ہے جیسا کہ ہم بعد کو انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

خدا کی بیوی اور بیٹی

۱۵۴ اس کے کچھ ہی بعد اس طرح اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے کہ "تیری داہنی طرف تیری زوجہ کھڑی ہے۔ جس کا جوڑا سونے کا ہے۔ اے بیٹی سن اور اپنے کان لگا اور دیکھ اور اپنے کنبے اور اپنے باپ کے گھر سے اُنس و رغبت کر۔ تیری خواہش میں بادشاہ ہے اور وہی رب اور اللہ ہے۔ لہٰذا خوشی سے اُسے سجدہ کر۔"

ماشاء اللہ کہاں تو یہ تھا کہ ہم تو اولاد ہی کو برا سمجھ رہے تھے۔ وہ تو بیوی اور سسروں کو بھی لے آئے۔ تبارک اللہ۔ لہٰذا ہم تو نصاریٰ پر قطعاً ان کی کوئی فضیلت نہیں سمجھتے۔ اس بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

خدا کی انسانیت

کتاب مذکور کے اس مزمور میں جو ایک سو سات کی تعداد کو پورا کر رہا ہے مسطور ہے کہ "رب نے میرے رب سے کہا تو میری داہنی جانب بیٹھ جا تاکہ میں تیرے

Marfat.com

دشمنوں کو تیرے قدموں کی کرسی بنادوں"

یہ بھی کفر وجنون میں اپنے ماقبل ہی کی طرح ہے، رب کے اوپر کوئی رب ہے۔ ایک رب کے داہنے جانب دوسرا رب بیٹھتا ہے اور ایک رب پر دوسرا رب حکومت کرتا ہے، بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

خدا نے صیہون کو جنا

اسی کتاب کے مزمور ہشاد و ششم میں ہے کہ روح القدس صیہون سے کہتا ہے کہ اسے مرد کہا جاتا ہے حالانکہ مرد نے اس مقام میں جنا اور وہ وہی بلند نبی ہے جس کی اسی رب نے بنیاد ڈالی جس نے اسے پیدا کیا۔ امت کے کتب خانے کے نزدیک شمار کیا جاتا ہے کہ اس نے وہاں جنا ہے۔" یہی وہ دین نصاریٰ ہے جس کی وجہ سے یہود انھیں برا کہتے ہیں کہ اللہ نے صیہون کو جنا۔ اگر اس سے پہاڑ منہدم ہو جائیں تو تعجب نہ ہوگا۔

خدا کیسے کھڑا ہوا

مزمور ہفتاد و ہفتم میں ہے کہ "رب کھڑا ہوا جس طرح اپنی نیند سے بیدار ہونے والا، جس طرح وہ ظالم جس سے نشے کا اثر بھاگ رہا ہو۔ جیسا کہ بیل کھڑا ہوتا ہے۔"

بیل جیسا خدا

اسی کتاب میں ہے کہ "اپنے اس رب سے ڈرو جس کی قوت بیل کی قوت کی طرح ہے"

کثیر حماقت اور ذلیل کفر میں بھی اسی قسم کا فعل نہ سنا گیا ہوگا۔ کبھی تو اللہ تعالیٰ کے قیام کو نیند سے بیدار ہونے والے سے تشبیہ دیتا ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں جس وقت آدمی نیند سے اٹھتا ہے تو اس سے زیادہ کسلمند اور اس سے زیادہ لیٹنے کا محتاج اور اس سے زیادہ حرکت میں ثقیل کوئی نہیں ہوتا۔

کبھی اس ظالم سے تشبیہ دیتا ہے جو نشے میں ہو۔ حالانکہ جو وقت آدمی کے نشہ اترنے کا ہوتا ہے اس وقت اس سے زیادہ بدکیفیت

Marfat.com

گراں چشم، بد دل درد سر میں مبتلا اور کمزور آواز والا کوئی نہیں ہوتا۔
کبھی اُسے جریش یعنی بیل کے مثل بناتا ہے۔ جریش کیا ہے
بخدا جریش بیلوں میں سے ایک بیل ہے جس کے سر کے بیچ میں
ایک سینگ ہوتا ہے۔ اور اللہ ان منحوس باتوں سے بری ہے۔ جو
ان باتوں پر ایمان لائے اس کا حق تازیانہ ہے کہ اس کا دماغ
درست ہو جائے۔ یا احمق ہو جائے، لوگوں کو پتھر مارنے لگے اور
اُس سے تکلیف شرعی ساقط ہو جائے۔ مصیبت سے خدا کی پناہ۔

خدا سب خداؤں کو حکم دے رہا تھا

اس کتاب کے مزمور ہشتاد و یکم میں ہے کہ اللہ خداؤں
کے مجمع میں کھڑا ہوا۔ خدا کے عزت ان سب
خداؤں کے درمیان کھڑا حکم دے رہا تھا۔" یہ حماقت
کفر قبیح سے آمیز ہے۔ خداؤں کا مجمع ان کے درمیان
اللہ کا کھڑا ہونا۔ اس کا اپنے ساتھیوں کے بیچ میں ٹھہرنا۔ اللہ جو
چاہتا ہے ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ نصاریٰ کے قول سے بھی
زیادہ خبیث ہے۔ کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک بھی خدا تین ہی ہیں
اور ان کمینوں رذیلوں کے نزدیک ان کی ایک جماعت ہے۔ بدنصیبی
سے خدا کی پناہ۔

فرزندانِ خدا

اسی کے مزمور ہشتاد و ہشتم میں ہے کہ "اللہ کے تمام
بیٹوں میں اللہ کے مثل کون ہے"۔
اسی کے بعد کہتا ہے کہ" داؤد مجھے والد پکارتا ہے اور میں نے
اُسے اپنا فرزند اکبر بنایا ہے"
اس کے بعد ہے کہ "عرش پر داؤد کی سلطنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔
یہ مضمون بھی ایسا ہی ہے جیسا اس کا ماقبل۔ خداؤں کو ایک باپ کے
بیٹے اور قبیلہ بنا دیا۔ ان سب خداؤں میں ایک ہے جو سب کا
سردار ہے کہ ان میں اس کا مثل کوئی نہیں ہے۔ دوسرے ہیں اُن میں
بلاشک نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔ ہم نعمت اسلام پر

Marfat.com

اس کی کثیر حمد کرتے ہیں جو ایسی سچی توحید کی ملت ہے جس کی اور جس کے اندر کی تمام باتوں کی صحت کی عقلیں شہادت دیتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی داؤد کی سلطنت کے ہمیشہ باقی رہنے کا وعدہ بھی جھوٹا ہے اور اس میں وہی مضمون ہے جو ملحدین دہریہ کے قول کے موافق ہے کہ لوگ مثل چارے اور گھاس کے ہیں کہ جب ان کی ارواح نکلتی ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں نہ یہ اپنا ٹھکانا جانتی ہیں اور نہ اس کے بعد کچھ سمجھتی ہیں۔

155 **مابعد الممات کا تذکرہ ہی نہیں**

دین یہود کا بھی اس طرف شدید میلان ہے اس لیے کہ ان کی توریت میں معاد و قیامت کا ذکر بالکل نہیں ہے اور نہ سزا و جزائے بعد موت کا ذکر ہے۔ اور یہی بلاتکلف دہریے کا مذہب ہے۔ ان لوگوں نے دہریت، شک، تشبیہ اور دنیا میں جس قدر حماقتیں ہیں سب کو جمع کرلیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کی کتاب کے ان مضامین کے متعلق جنھیں اللہ نے اٹھالینا چاہا" تبدیل و تحریف کرنے کو آگاہ کردیا اور جس مضمون کو ان کے مقابلے میں ہماری حجت بنانا چاہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معجزہ بنادیا اس کے بدلنے سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔

خوں بہا

مزمور ۷۲ میں ہے کہ عرب و بنی سبا اسے مال دیتے ہیں۔ اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس کے نزدیک خون کی قیمت ہوتی ہے"

یہی دیت (خوں بہا) کی صفت ہے جو صرف ہمارے دین میں ہے۔

اسی مزمور میں ہے کہ "مدینے سے اس طرح ظاہر ہوگا" یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کھلی ہوئی پیشنگوئی ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی کتابیں

جو کتابیں یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کی طرف

منسوب کرتے ہیں وہ تین ہیں۔ پہلی کا نام شار ہیر ہے۔ اس کے معنی شعر الاشعار ہیں۔ درحقیقت یہ کتاب جنونوں کا جنون ہے۔ اس لیے کہ یہ ایسا احمقانہ کلام ہے جو عقل میں نہیں آتا اور نہ انھیں لوگوں میں سے کوئی اس کی مراد جانتا ہے۔ یہ کتاب کبھی تو مذکر سے عشقیہ باتیں کرتی ہے اور کبھی مؤنث سے۔ اور کبھی اس سے لیدار بلغم آنے لگتا ہے جیسا کہ بیمار یا جس کا دماغ خراب ہو اسے آتا ہے۔ میں نے ان کے بعض لوگوں کو اس طرف جاتے دیکھا ہے کہ یہ کیمیا کے رموز ہیں۔ حالانکہ یہ دوسرا مضحکہ خیز وسوسہ ہے۔

من آں وقت بودم کہ آدمؑ نبود

دوسری کتاب کا نام مثل ہے جس کے معنی کہاوتوں کے ہیں اس میں نصائح ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں کچھ پیدا کرے اس نے کہا کہ ابد سے میں ہی ہوں اور قدیم میں ہی ہوں۔ قبل اس کے کہ زمین کا وجود ہو اور قبل اس کے کہ ستاروں کا وجود ہو۔ میں مس کر رہا تھا۔ اور میں جن رہا تھا حالانکہ ابتک زمین پیدا ابھی نہیں ہوئی تھی۔ نہریں نکلی بھی نہ تھیں۔ جب اللہ نے آسمان بنایا۔ میں موجود تھا۔ جب وہ ستاروں کی صحیح حد مقرر کر رہا تھا، انھیں ٹھونک رہا تھا، آسمانوں کو عالم بالا میں مضبوط کر رہا تھا، پانی کے چشموں کا اندازہ کر رہا تھا، وہ سمندر پر اپنے ستارے سے حلقہ کر رہا تھا اور پانی کے لیے قسمیں مقرر کر رہا تھا کہ وہ اپنی حد سے نہ بڑھے۔ اور جب کہ وہ زمین کی بنیادیں درست کر رہا تھا میں اس کے ہمراہ ان سب کاموں کے لیے تیار تھا۔

محل عبرت

کیا ملحدین کے ہاں اس سے کچھ زیادہ ہے؟ کیا یہ حماقتیں کسی معتدل آدمی کی طرف منسوب کی جا سکتی ہیں؟ چہ جائیکہ بنی اسرائیل کی طرف۔ کیا یہ شرک صحیح ہے۔ معاذ اللہ سلیمان علیہ السلام ایسی بات کیوں کہنے لگے۔ بجز ملحدین نے بھی

Marfat.com

ان کے الحاد پر یہی رشک کیا ہوگا۔ میں نے بعض یہود کو دیکھا کہ وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے حضرت سلیمانؑ نے محض اللہ کا علم مراد لیا ہے۔

کوئی بھی اس سے عاجز نہیں کہ وہ ہر کلام کو بلا دلیل جدھر جی چاہے پھیر دے۔ حالانکہ کلام کو اپنے مقام سے بیان کرنا اور اس کے معنی کو دوسرے معنی کی طرف لے جانا بغیر ایسی دلیل صحیح کے جس کا مراد لینا از روئے لغت ممتنع نہ ہو جائز نہیں۔

خدا کے بیٹے بیٹیوں کا حاکم

تیسری کتاب کا نام فوبلث ہے جس کے معنی جوامع ہیں۔ اس میں یہ مضمون ہے کہ انھوں نے اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے اپنی امت کے لیے بحیثیت امیر کے اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں پر بطور حاکم کے انتخاب کر لیجیے"۔

یہ بھی ایسا ہی ہے جیسا گزر چکا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بعید ہے کہ اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہوں۔ خاصکر بنی اسرائیل جیسے بیٹا بیٹی کہ اپنے کفر اور اپنے دین اور اپنی دنیاوی کمزوری اور اپنے احوال نفسی و جسمی کی رذالت میں ان کے مثل ہوں۔

جھوٹا وعدہ

کتاب حزقیا میں ہے کہ آقا کہتا ہے کہ میں بنی عیسو پر اپنا ہاتھ دراز کروں گا، ان کے ملک سے آدمیوں اور جانوروں کو لے جاؤں گا، انھیں فقیر کر دوں گا اور اپنی امت بنی اسرائیل کے ہاتھوں پر ان سے انتقام لوں گا۔

یہ وہ میعاد ہے جس کا کذب یقیناً ظاہر ہو گیا۔ اس لیے کہ خود کتب یہود کی تصریح کے مطابق تمام بنی اسرائیل برباد ہو گئے اور بنی عیسو اپنے شہروں میں باقی تھے۔ اس کے بعد بنی عیسو بھی ہلاک ہو گئے اور روئے زمین پر ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اس طرح پہچانا جائے کہ یہ اُن میں سے ہے۔ ان کے شہر مسلمانوں کے ہو گئے۔

Marfat.com

اُس کے باشندے قبیلۂ لخم وغیرہ کے عرب ہیں۔ اور اسی سے یہ بھی باطل ہوگیا کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ ایسا شروع میں ہوگا۔

کتاب شعیا میں ہے کہ "انھوں نے اللہ عزوجل کو دیکھا کہ وہ بوڑھا ہے اور اس کا سر اور ڈاڑھی سفید ہے" یہ تشبیہ ہے اور نبی اس سے بری ہے کہ ایسا کہے۔

خداوند بخواہش فرزند

اسی کتاب میں ہے کہ پروردگار نے وہ بات کہی جیسی بات کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی کہ "میں اوروں کو تو یہ قوت دیتا ہوں کہ وہ بچہ جنیں اور بھلا میں خود نہ جنوں۔ میں ہی اوروں کو بیٹا دیتا ہوں اور بھلا میں ہی بغیر بیٹے کے رہوں"۔

156 جو باتیں سنی گئیں ان میں یہ سب سے بڑھ کر مصیبتناک ہے کہ اللہ عزوجل بیٹے ہونے میں اپنے آپ کو اپنی مخلوق پر قیاس کرے۔ یہ سب قول نصاری سے بھی زیادہ بدتر ہے جو اللہ کی طرف ترک۔ بیٹا اور زوجہ کو منسوب کرتے ہیں ونعوذ باللہ من الخذلان (بدنصیبی سے خدا کی پناہ)۔

خود کردہ

ہم نے ان کتابوں سے جنھیں یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں بہت ہی قلیل حصہ بیان کیا ہے جو ان کتابوں کی رسوائی اور نیز ان کی تبدیل وتحریف پر دلالت کرتا ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ لوگ ایسے چھوٹے سے شہر میں رہتے تھے جو محدود احاطے میں تھا۔ پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انھیں کسی نبی سے ان کتابوں کا سند متصل کے ساتھ ملنا کیوں کر ممکن ہوا۔ خاصکر جب کہ ان لوگوں کے زمانۂ کفر میں ہر نبی ان سے خوفزدہ ہو اور قتل کیا جاتا ہو۔

خدا نکردہ

بلا شک ثابت ہوگیا کہ یہ کتابیں اس شخص کی پیدا کی ہوئی ہیں جس نے ان کے لیے نمازیں

(دعائیں) بنائیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں اور وہ شرائع بنائیں جن کے متعلق وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ یہ ان کے علماء کا ثابت شدہ عمل ہے کہ جب ان کا دین ظاہر ہوا اور ان کے عبادت خانے پھیل گئے تو ان کے مجمع ہونے لگے جن میں وہ لوگ ہر شہر میں اپنا دین سیکھتے تھے اور ان کے علما انھیں سکھاتے تھے۔ برخلاف اس کے جو ہم واضح کر چکے ہیں کہ اپنی سلطنت کے زمانے میں جب یہ لوگ سالہا سال سے کافر و جاہل تھے۔ سوائے بیت المقدس کے ان کی قطعاً کوئی مسجد نہ تھی۔ نہ کوئی علمی مجمع ہوتا۔ نہ کوئی عالم انھیں کسی طریقے سے بھی کوئی تعلیم دیتا۔ اور نہ کوئی ان کی کتابوں کا حافظ و محافظ تھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اگر ہم ان کی کتب انبیا کو تلاش کریں تو ان میں بے انتہا کذب و تناقض و اختلاف ملے گا۔ لیکن ہم نے جتنا بیان کر دیا ہے یہی کافی ہے۔

یہود کا دعویٰ	بعض یہود نے قبل اس کے کہ ان سے توریت اور ان کتب کا جو انبیا کی طرف منسوب ہیں کذب خاص بیان کیا جائے ان کی تبدیل و تحریف کے دعوے

پر اعتراض کیا اور کہا کہ بنی اسرائیل کے زمانہ سلطنت میں بھی اور اس کے بعد بھی انبیا ہوتے رہے اور یہ محال ہے کہ یہ انبیا ان کتابوں کو تبدیل و تحریف پر برقرار رکھتے (اور تصحیح نہ کرتے)۔

باطل است آنچہ مدعی گوید	اس قول کا جواب یہ ہے کہ کہا جائے (اگر معترض یہودی ہے کہ) تم جھوٹے ہو۔ تمھاری کتابوں کے کسی جز میں بھی

یہ نہیں ہے کہ زربابل بن صیلتال بن صدقیا بادشاہ کے ہمراہ کبھی کوئی نبی بیت المقدس واپس آیا ہو۔ یا ان کے اقرار کے مطابق کبھی کوئی نبی بیت المقدس میں اس بادشاہ کے ہمراہ رہا ہو۔ یہ واقعہ اس سے بہت زمانے پہلے کا ہے کہ عزرا الوراق ان کے لیے توریت لکھے۔

Marfat.com

ان لوگوں کے زربائیل کے ہمراہ بیت المقدس واپس آنے سے بھی پہلے کا ہے کہ ان کے آخری نبی دانیال سرزمین بابل میں وفات پا چکے تھے۔ لیکن وہ انبیاء جو سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل میں ہوئے تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ سب کے سب یا تو بہت بری طرح قتل کر دیے جاتے تھے یا انہیں ڈرایا جاتا تھا اور دھتکار کر جلاوطن کر دیا جاتا تھا اور بجز خفیہ طریقے کے ان کی کوئی بات سنی نہیں جاتی تھی سوائے اس مدت کے کہ جس میں صرف پانچ مومن بادشاہ بنی یہوذا یا بنی بنیامین میں سے گزرے۔ اور یہ بہت قلیل مدت تھی کہ جس کے بعد ہی کفر کا ظہور ہوا اور توریت جلائی گئی اور انبیاء قتل کیے گئے اور یہی توریت کا خاتمہ تھا۔ اور اسی حال پر ان کی دولت کا بھی اختتام ہو گیا۔ ہر نبی اپنے سے پہلی کتاب کی تصحیح کے لیے نہیں بھیجا جاتا تھا۔ لہذا انبیاء کے ان میں ہونے سے ان کا جو اعتراض تھا وہ بھی بالکل باطل ہو گیا۔

اگر وہ معترض نصرانی ہے جو مسیح و زکریا و یحییٰ علیہم السلام کو مانتا ہے تو اس سے کہا جائے گا بلاشک مسیح کے پاس توریت اسی حالت میں تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اتارا تھا اور ان کے پاس نازل شدہ انجیل بھی تھی "ویعلمہ التوراۃ والانجیل ورسولا الی بنی اسرائیل" (یعنی اللہ مسیح کو توریت و انجیل کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں بنی اسرائیل کا رسول بناتا ہے) سوائے اس کے کہ ان کے آسمان پر اٹھ جانے کے بعد ان سے اس کے نقل و روایت کرنے میں ایسے عوارض پیش آئے جو ان عوارض سے زیادہ شدید و بدترین تھے جو موسیٰ علیہ السلام تک نقل و روایت میں پیش آئے۔

کوئی بڑی جماعت عالم میں قطعاً ایسی نہ تھی جس کی نقل و روایت مسیح تک متصل و پے در پے ہو۔ اور مسیح تک نقل و روایت صرف

Marfat.com

پانچ آدمیوں کی طرف رجوع کرتی ہے اور وہ متّی باطرہ بن لونا۔
یوحنا بن سبذای۔ یعقوب بن یوسف اور یہوذا بن یوسف ہیں فقط۔
پھر ان پانچ سے صرف تین آدمیوں نے نقل کیا اور وہ لوقا طبیب
۱۵۷ انطاکی۔ مارقس ہارونی اور یوحنس بنیامینی ہیں۔ اور یہ سب کے سب
جھوٹے ہیں کہ ان کا کھلم کھلا جھوٹ بولنا واضح ہو چکا ہے جیسا کہ
اس کے بعد ہم انشاء اللہ اُسے واضح کریں گے۔

باوجود اس کے کہ دین میں ان سب کا کذب و فریب
ثابت ہو چکا ہے خود ان کی کتب کی تصریح کے مطابق یہ لوگ
دین یہود کے غلبے اور سبت کے لزوم (یعنی ہفتے کی تعظیم) کی وجہ
سے چھپتے پھرتے تھے۔ اور خفیہ طور پر تثلیث کی دعوت دیتے تھے۔
پھر بھی ان کی تلاش تھی۔ ان میں سے کوئی بھی جہاں کہیں ظاہر ہوا گرفتار
ہو گیا اور قتل کر دیا گیا۔ لہذا توریت و انجیل مسیح علیہ السلام کے
اٹھ جانے سے پورے طور پر باطل ہو گئی۔ اور اس جواب کی
تو اس وقت حاجت ہے کہ پہلے ان کی توریت اور کتب کا
وہ کذب ظاہر نہ کیا جائے جو ہم نے ظاہر کیا ہے لیکن اس کے بعد کہ
ہم نے ان کتابوں کا ایسا کذب عظیم واضح کر دیا ہے جس میں کسی
تاویل کی بھی گنجایش نہیں تو یہ اعتراض ہی ساقط ہے۔ اس لیے کہ
یقین باطل کو کوئی شے درست نہیں کر سکتی جس طرح یقین حق
کو بھی کوئی چیز بگاڑ نہیں سکتی۔ لہذا انھیں اب جاننا چاہیے کہ
جو چیز حق تمیقن کے مقابلے میں لائی جائے تاکہ اس (حق)
کو باطل کیا جائے یا کوئی چیز کذب یقینی میں حائل کی جائے
تاکہ اسے صحیح بنایا جائے تو یہ محض بیہودہ شور اور طمع کاری۔ اور
دھوکا اور تخییل اور بلا شک فاسد حیلہ سازی ہے۔ اس لیے کہ یہ
قطعاً ناممکن ہے کہ ایک بنیاد میں دو یقین کبھی بھی متعارض ہوں۔
وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

Marfat.com

اسلام میں تورىت وانجیل

اگر کہا جائے کہ تم لوگ بھی تو توریت و انجیل کو مانتے ہو اور ان دونوں میں تمہارے نبی کی صفات کے متعلق جو مضامین ہیں ان سے یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں استشہاد کرتے ہو۔ اور خود تمہارے نبی نے بھی ان کے مقابلے میں زانی محصن کے رجم کے قصے میں نص توریت سے استشہاد کیا ہے (محصن یعنی شادی شدہ۔ رجم یعنی سنگسار) مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن صوریا یہودی نے آیت رجم پر (جو توریت میں تھی) ہاتھ رکھ لیا تو عبد اللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا۔

اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت لے کے فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو تجھ میں ہے۔"

تمہارے قرآن میں ہے کہ "یا اہل الکتاب لستم علی شیئ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم" (اے اہل کتاب تم کسی شے پر نہیں ہو۔ تاوقتیکہ تم توریت و انجیل کو اور جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری جانب اتارا گیا ہے اسے قائم نہ کرو)۔

نیز اسی میں ہے کہ "قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین" (آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور پڑھ کے سناؤ)۔

پھر اسی میں ہے "انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء (بیشک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت و نور ہے جس کے مطابق یہود کے لیے وہ انبیا جو اسلام لائے تھے اور ربانیین اور احبار و علما جن کو کتاب اللہ یاد کرادی گئی تھی فیصلہ کیا کرتے تھے

Marfat.com

اور وہی اس کتاب کے نگران تھے۔)۔

اس میں ہے " ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون" (اہل انجیل کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں یہی لوگ بدکار ہیں)۔

اسی میں ہے کہ " ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم" (اور اگر یہ لوگ توریت وانجیل کو اور اس کو جو ان کے پروردگار کی جانب سے ان کی طرف نازل کیا گیا ہے قائم کرتے تو بلاشک اپنے اوپر سے بھی کھاتے (یعنی بارش ہوتی) اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی (یعنی زراعت سے بھی۔)

اسی میں ہے کہ " یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم" (اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس قرآن پر جو ہم نے نازل کیا ہے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمھارے ساتھ ہے)۔

توریت وانجیل کی حیثیت

ہم کہیں گے، وباللہ التوفیق، کہ یہ سب حق ہے سوائے اس قول کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو تجھ میں ہے کیونکہ یہ باطل ہے اور ہرگز ثابت وصحیح نہیں ہے۔

یہ سب ہمارے اس قول کے مطابق ہے کہ توریت وانجیل میں تبدیل وتحریف ہوگئی اس میں اس شخص کے لیے کوئی حجت ودلیل نہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ یہ دونوں کتابیں جو یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں اسی حالت میں ہیں جیسی کہ نازل ہوئی تھیں جیسا کہ انشاء اللہ ہم ابھی اس کو برہان واضح سے بیان کریں گے۔
ہمارا توریت وانجیل کا ماننا صحیح ہے۔ اس سے متعلق تمھاری

Marfat.com

فریب دہی کے کیا معنی ہیں؟ حالانکہ ہم نے کبھی ان کا انکار نہیں کیا بلکہ ہم تو اسے کافر کہتے ہیں جو ان دونوں کتابوں کا انکار کرے ہم لوگ محض اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام پر توریت کا نازل کرنا حق ہے۔ زبور کا داؤد علیہ السلام پر نازل کرنا حق ہے۔ انجیل کا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کرنا حق ہے۔ اور صحیفوں کا ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام پر نازل کرنا حق ہے۔ اور ان کتابوں کا جن کا نام نہیں بتایا گیا ان انبیا پر جن کا نام نہیں بتایا گیا نازل کرنا حق ہے۔ ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "صحف ابراهیم و موسیٰ (یعنی آخرت کا دنیا سے بہتر ہونا ابراہیم و موسیٰ کے صحیفوں میں بھی ہے) اور فرماتا ہے "وانہ لفی زبر الاولین" (یعنی یہی بات پہلے انبیا کی کتابوں میں بھی ہے)۔

ہم کہہ چکے اور کہتے ہیں کہ کفار بنی اسرائیل نے توریت و زبور کو بدل دیا۔ انھوں نے بڑھایا بھی اور گھٹایا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعض حصے کو جیسا کہ چاہا ان پر حجت قائم کرنے کو باقی رکھا۔ لا یسأل عما یفعل وهم یسئلون" (یعنی اللہ جو کرتا ہے اس سے باز پرس نہیں ہو سکتی اور لوگوں سے باز پرس کی جائے گی) لا معقب لحکمہ (اس کے حکم کے بعد پھر کوئی حکم دینے والا نہیں)

کفار نصاریٰ نے اسی طرح انجیل کو بدل دیا۔ انھوں نے بڑھایا بھی اور گھٹایا بھی اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اس کے بعض حصے کو ان پر حجت قائم کرنے کو باقی رکھا۔ "لا یسأل عما یفعل وهم یسئلون" (وہ جو کرے اس سے باز پرس نہیں ہو سکتی اوروں سے باز پرس ہوگی)۔ ۵۸

کتب مذکورہ میں ان لوگوں نے جو کچھ بدلا تھا وہ فنا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھا لیا جیسا کہ صحیفے اور بقیہ انبیا کی تمام کتابیں فنا ہو گئیں۔ ہم اسی کے قائل ہیں۔ توریت و زبور کے کذب کے متعلق ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اسے ہم نے واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ انجیل کے کذب کو بھی بیان کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔ ان لوگوں کی اس فریب کاری کا فساد ظاہر ہو گیا کہ ہم لوگ توریت و انجیل و زبور کو مانتے ہیں۔ اور اس سے انھیں اپنی ان جھوٹی اور بدلی ہوئی کتابوں کی تصحیح میں کوئی فائدہ نہ پہنچا جو ان کے ہاتھوں میں ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انھیں سے استدلال	یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں ان کتابوں کی

Marfat.com

اُن پیشینگوئیوں سے ہمارا استشہاد و استدلال جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں تو یہ بھی حق ہے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کتابوں کے جن مضامین کو اٹھا لینا منظور تھا اس نے ان کے بدلنے کو ان لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ جیسا کہ اس نے ان کے ہاتھوں کو ان انبیا کے قتل کے لیے آزاد کر دیا جن کو اس قتل سے کرامت و بزرگی دینا منظور تھی کہ یہ انھیں مختلف طریقوں سے قتل کریں۔ ان دونوں کتابوں کے جن مضامین کو ان کے مقابلے میں بطور حجت باقی رکھنا چاہا اُن کے بدلنے سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ جنھیں انبیا علیہم السلام کی نصرت و مدد کی بزرگی دینا تھی ان لوگوں کے ہاتھوں کو روک دیا کہ وہ لوگوں کو ایذائے انبیا سے روکتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم نوح علیہ السلام و قوم فرعون کو بطور عذاب غرق کر دیا۔ دوسروں کو بطور شہادت غرق کر دیا۔ ایک قوم کو مہلت دی تاکہ وہ اور زیادہ گناہ کریں۔ ایک دوسری قوم کو مہلت دی تاکہ وہ زیادہ فضیلت حاصل کریں۔ یہ وہ امور ہیں جن کا کسی مذہب والا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلے ہوئے معجزات اور روشن دلائل میں اضافہ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین!

لہٰذا ان لوگوں کا یہ اعتراض کہ ہم نے ان کے مقابلے میں ان کی بدلی ہوئی کتابوں کے اُن مضامین سے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے استشہاد و استدلال کیا ہے باطل ہو گیا۔

مسائلہ رجم

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زانی محصن کے رجم کے مسئلے میں توریت سے استشہاد اور ابن صوریا کے آیت رجم پر ہاتھ رکھنے پر عبد اللہ بن سلام کا اس کے ہاتھ پر مارنا بھی حق ہے۔ وہ اسی طور پر ہے جو ہم نے ابھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کے رسوا کرنے اور ان پر

Marfat.com

حجت قائم کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایسے دلائل واضحہ وقاہرہ سے ثابت کرنے کے بعد جو ایسی نقل و روایت سے ثابت ہیں جو ہر عذر کو قطع کرنے والی ہے ان تمام امور سے ان لوگوں پر محض حجت قائم کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے پھر ہم اُن کی بدلی ہوئی کتابوں کے اُن مضامین کو لائیں گے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے رسوا کرنے اور ان کی گمراہی کو خاموش اور ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ورنہ ہمیں قطعاً ان مضامین کی کوئی حاجت نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جھوٹی روایت

یہ روایت کہ نبی علیہ السلام نے توریت کو لیا اور فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو تجھ میں ہے۔ تو یہ خبر جھوٹی اور موضوع ہے۔ ایسی اسناد سے نہیں آئی ہے جن میں خبر ہو۔ ہم باطل میں کلام کرنے کو حلال نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ثابت ہی ہو۔ کیونکہ یہ اس تکلف میں ہے جس سے ہمیں ممانعت کی گئی ہے جس طرح حق کی توہین اور اس میں اعتراض جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "یا اھل الکتاب لستم علی شیئ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم" (یعنی اے اہل کتاب تم کسی چیز میں نہیں ہوتا وقتیکہ تم توریت و انجیل کو اور قرآن کو قائم نہ کرو جو تمھارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے)۔ تو یہ بھی حق ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں اور اسی کے مطابق ہم لوگ قائل ہیں۔ اور انھوں نے جو کچھ ان کتابوں سے نکال ڈالا تھا اس کے اٹھ جانے کی وجہ سے اب انھیں ان کے قائم کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اس لیے یہ لوگ کسی چیز پر نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں تو

Marfat.com

یہ لوگ اس وقت توریت و انجیل کے قائم کرنے والے ہوں گے اور اسی وقت ان کتابوں کے مومن ہوں گے جب یہ ان احکام پر ایمان لائیں جو اللہ نے اُن میں نازل کیے تھے خواہ وہ موجود ہوں یا معدوم۔ اور ان احکام کی تکذیب کریں جو ان میں بدل دیے گئے اور جو اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کتابوں میں نازل نہیں کیے تھے اور یہی ان دونوں کی سچی اقامت ہے چنانچہ ہمارے قول کا صدق بغیر کسی تاویل کے اسی آیت کی نص سے موافق روشن ہو گیا والحمد للہ رب العالمین۔

قدر تے داری بگو ور تو تے داری بیار

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین" (اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور اُسے پڑھ کے سناؤ) تو ہاں یہ بھی درست ہے۔ یہ آیت اُس کذب کے بارے میں ہے جو ان لوگوں نے بولا تھا اور اپنی عادت کے موافق اُسے توریت کی طرف منسوب کیا تھا جو اُس کذب سے زائد تھا جو ان کے اسلاف نے اپنی توریت میں وضع کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت کو منگا کر ان کے جدید کذب میں بھی انھیں ساکت کر دیا کہ اگر وہ سچے ہوں تو توریت لے آئیں (مگر نہیں لائے) لہذا ان کا کذب ظاہر ہو گیا۔

قبل اس کے کہ ہم ان کی توریت کی نصوص سے واقف ہوں بارہا ان کے علماء کی طرف سے ہمارے اور ان کے مناظرات میں اس آیت کو پیش کیا گیا ہے۔ اس قوم کو اتنا جھوٹ بولنا دشوار نہیں۔ یہ لوگ جب اپنی مجلس سے بچنا چاہتے ہیں تو یہ بغیر کذب کے نہیں ہوتا۔ اور یہ کمینہ عادت ہے اور موجب ننگ و عار اور طالب صحت اس کو کبھی پسند نہ کرے گا۔ اور ہم تو ایسی باتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

Marfat.com

ہدایت ونور	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من

۱۵۹ کتاب اللہ" (بیشک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت ونور ہے جس کے مطابق یہود کے لیے انبیائے مسلمین اور ربانیین اور وہ علماء جن کو کتاب اللہ حفظ کرا دی گئی تھی فیصلہ کیا کرتے تھے. اور وہی اس کتاب کے نگران تھے) ہاں یہ بھی بظاہر حق ہے جیسا کہ وہ ہے. ہم قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت نازل کی تھی اور انبیائے مسلمین اُسی کے مطابق احکام جاری کرتے تھے. مثلاً موسیٰ وہارون وداؤد وسلیمان اور جو انبیاء ان کے درمیان میں ہوئے. اور وہ ربانیین وعلماء جو انبیاء نہ تھے بلکہ انبیاء کی طرف سے حکام تھے اور ان انبیاء کے زمانے میں جو ربانیین وعلماء توریت میں تبدیل پیدا ہونے سے پہلے تھے. اور یہی ہمارے قول کا مطلب ہے. اس آیت میں، نہ تصریحاً نہ دلالۃً یہ مضمون تو نہیں ہے کہ اس کے بعد بھی توریت میں قطعاً تبدیل نہیں ہوئی.

جن مسلمانوں نے اپنے جہل کی وجہ سے یہ گمان کیا کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن یہودیوں کے رجم کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے زنا کیا تھا اور وہ دونوں محصن (شادی شدہ) تھے. تو انھوں نے باطل کا گمان کیا، کذب کے قائل ہوئے، محال کی تاویل کی، اور قرآن کی مخالفت کی. اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کے ساتھ اس آیت میں ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے" وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولو

Marfat.com

شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ" (اور ہم نے حق کے ساتھ آپ پر کتاب نازل کی ہے جو اپنے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی محافظ ہے۔ لہٰذا آپ ان لوگوں میں اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے اُسے چھوڑ کے ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک طریقہ اور راستہ بنا دیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو سب کو ایک جماعت بنا دے۔)

اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک" (اور آپ ان کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے بچتے رہیے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو ان بعض احکام سے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیے بہکا نہ دیں) ۔کلام اللہ عزوجل کی یہ وہ نص و تصریح ہے کہ جو اس کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔

انجیل کے مطابق فیصلہ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ" (اہل انجیل کو چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں) تو یہ بھی اپنے ظاہر معنی میں حق ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کے دین کی پیروی کرنے کے احکام نازل فرمائے ہیں۔ وہ لوگ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے انجیل میں نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کرنے والے نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں محض ان احکام کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے جو اس نے انجیل میں نازل کیے ہیں جس کی طرف منسوب ہو کر یہ لوگ اہل انجیل کہے گئے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ ہرگز حکم نہیں دیا ہے کہ اس کی پیروی کریں جس کا نام انجیل رکھ لیا گیا ہے حالانکہ وہ انجیل نہیں ہے اور نہ اس صورت میں جیسی کہ وہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے۔ آیت ہمارے قول کے موافق ہے اس میں نہ نص کے طور پر اور نہ دلیل کے طور پر، یہ نہیں ہے کہ انجیل میں تبدیل نہیں ہوئی۔ اس میں نص ان نصاریٰ کو جو اپنے کو اہل انجیل بتاتے ہیں یہ لازم کیا گیا ہے کہ وہ اسی کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔

توراۃ و انجیل قائم نہ رہنے دی

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیہم من ربہم لاکلوا من فوقہم ومن تحت ارجلہم" (اور اگر یہ لوگ توریت و انجیل کو اور اس کو جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان کی جانب نازل کیا گیا ہے قائم کرتے تو بلاشک اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے نیچے سے بھی۔) تو یہ بھی حق ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور انھیں اس توریت و انجیل کے قائم کرنے کی جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی ان کی تبدیل کے بعد کوئی گنجائش نہیں سوائے اس کے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں تو اس وقت یہ ان کے اندر نازل کیے ہوئے احکام کے ایمان اور جو ان میں نازل نہیں ہوا ہے اس کے انکار کی وجہ سے توریت و انجیل کے حقیقی قائم کرنے والے ہوں گے۔

تصدیق کی صورت

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم" (اے اہل کتاب اس پر ایمان لاؤ کہ ہم نے نازل کیا ہے" وہ اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمھارے پاس ہے)۔ تو ہاں یہ بھی حق ہے یہ عام ہے مگر اس پر دلیل قائم ہے کہ یہ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کی:

Marfat.com

"مُصدق لما معکم" سے محض حق ہے کہ اس کے انا ممکن ہے۔
اس لیے کہ ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ حق بھی ہے اور باطل بھی۔ اور باطل کی تصدیق قطعاً جائز نہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس (قرآن) کو نازل کیا ہے جو اس حق کی تصدیق کرنے والا ہے جو ان کے ساتھ ہے (نہ کہ باطل کی جو ان کے ساتھ ہے۔)

ہم کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت و انجیل میں حق کو باقی رکھا ہے۔ تاکہ وہ ان کے مقابلے میں حجت ہو اور ان کی رسوائی میں اضافہ۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔ لہذا جو ہم نے بیان کیا اس سے ان کا ہر قسم کا اعتراض باطل ہو گیا والحمد للہ رب العالمین۔

من از بیگانگاں دیگر چہ نالم	ہمیں مسلمانوں کی ایک جماعت کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے جہل کی وجہ سے اُس توریت و انجیل کے

محرف و مبدل ہونے کا انکار کرتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور انھیں اس پر محض نصوص قرآن و حدیث میں مشغولی کی کمی نے آمادہ کیا ہے۔

کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد	کیا تم سمجھتے ہو کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو سنا ہے کہ "یا اهل الكتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق

وانتم تعلمون" (اے اہل کتاب تم حق کو باطل میں کیوں لاتے ہو اور
۱۶۰ حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو)۔ اللہ تعالیٰ کے اس
کلام کو "وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون" (اور اہل کتاب
کا ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ
کے اس کلام کو "وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب لتحسبوه
من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله

Marfat.com

وماھو من عند اللہ۔ الی آخر الآیۃ" (اور بیشک ان میں سے ایک وہ فریق ہے جو کتاب کے ساتھ اپنی زبانوں کو الٹتے پلٹتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ یہ کتاب کی بات ہے حالانکہ وہ کتاب کی نہیں ہوتی۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو "یحرفون الکلم عن مواضعہ" (یہ لوگ کلمات کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں) اس قسم کی آیات قرآن میں بہت کثرت سے ہیں جو مسلمان اس کے قائل ہیں کہ اہل کتاب کی نقل و روایت نقل متواتر ہے جو علم و یقین کو واجب کرتی ہے۔ اور اس سے حجت قائم ہو جاتی ہے۔

ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ اس میں کوئی اختلاف نہیں کرتے کہ انھوں نے ان کتابوں کا جو حصہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے نقل کیا ہے اس میں نہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قطعاً کوئی ذکر ہے اور نہ آپ کی نبوت کی پیشینگوئی۔ لہٰذا اگر یہ قائلین ان اہل کتاب کی بعض نقل و روایت میں تصدیق کرتے ہیں تو انھیں واجب ہے کہ یہ ان کی بقیہ نقل میں بھی تصدیق کریں خواہ انھیں پسند ہو خواہ ناپسند۔

اگر یہ لوگ اہل کتاب کی بعض نقل کی تصدیق کریں اور بعض کی تکذیب تو انھوں نے تناقض اختیار کیا اور ان کا مکابرہ (یعنی عقل کے خلاف کرنا) ظاہر ہو گیا۔ اور یہ باطل ہے کہ کوئی روایت ایک ہی طریقے سے آئی ہو اور اس کا کچھ حصہ حق ہو اور کچھ باطل۔ انھوں نے تناقض اختیار کیا۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی مسلمان تحریف توریت و انجیل کے انکار کو کیسے حلال سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ وہ کلام اللہ سنتا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ سیماھم فی

Marfat.com

وجوههم من اثر السجود ذالك مثلهم في التوراة ومثلهم
في الانجيل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على
سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار" (محمد اللہ کے رسول ہیں۔
اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلے میں بہت
سخت ہیں آپس میں مہربان ہیں۔ اسے دیکھنے والے تو انھیں
رکوع وسجدے کی حالت میں دیکھے گا۔ وہ اللہ کے فضل ورضا کی
تلاش میں رہتے ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ ان کے چہروں میں سجدے
کا اثر و نور ہے۔ ان کی یہ صفات توریت میں ہیں۔ اور انجیل میں
ان کی صفت یہ ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہوں گے کہ جس نے
اپنا اکھوا نکالا پھر اسے قوت پہنچائی پھر وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے
تنوں پر قائم ہو گیا (اور درخت بن گیا) جس سے بونے والے خوش
ہوتے ہیں۔ تاکہ ان لوگوں سے کفار کو رنج وحسد میں ڈالے)۔
حالانکہ ان آیات کا کوئی مضمون بھی ان کتابوں میں نہیں ہے
جو یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں اور جنھیں وہ توریت و انجیل
کہتے ہیں۔ لہذا ان جاہلوں کو بھی بغیر اپنے رب کی تصدیق کے
چارہ نہیں کہ یہود و نصاریٰ نے توریت وانجیل کو بدل دیا۔ ورنہ
یہ لوگ اپنی حماقت کی طرف رجوع کریں اور اپنے رب عزوجل کی
تکذیب کریں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کریں اور انھیں میں
شامل ہو جائیں اس وقت پھر ان سب سے ان دونوں کتابوں
کی تبدیل کے متعلق ایک ہی قسم کا سوال ہوگا جیسا کہ ہم نے واضح
کر دیا ہے اور ان کتابوں کا کھلا ہوا اور صاف جھوٹ ہم نے بیان
کر دیا ہے جو اس قسم کا ہے کہ اگر اس امر کی کوئی نص نہ بھی ہوتی کہ
انھوں نے ان دونوں کتابوں کو بدل دیا ہے تب بھی ہم ان کی
تبدیل کو یقینی جانتے جیسا کہ ہم ان چیزوں کو یقینی جانتے ہیں جن کا
ہم ہے جو اس سے مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کے متعلق کوئی

Marfat.com

نص نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہاں تو مشاہدہ و نص دونوں جمع ہیں۔

نہ تصدیق نہ تکذیب

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی میں پڑھ کر سناتے تھے اور اہل اسلام کے لیے عربی میں اس کی تفسیر کرتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو نہ تکذیب۔ اور یہ کہو کہ ہم تو اس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے اور ہمارا خدا اور تمھارا خدا ایک ہی ہے۔

یہ ہمارے قول کی نص ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔ جس چیز کی تصدیق کے متعلق قرآن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وارد ہوئی ہم اس کی تصدیق کریں گے جس کی تکذیب کے متعلق کوئی نص اتری یا اس کا کذب ظاہر ہوگیا ہم اس کی تکذیب کریں گے۔ جس کی تصدیق یا تکذیب کے متعلق کوئی نص نازل نہیں ہوئی اور ممکن ہے کہ وہ سچ ہو اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہو تو نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے نہ تکذیب۔ ہم وہی کہیں گے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم وہی کہیں گے جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کی نبوت کے متعلق کہا ہے جن کے علم کی کوئی نص نہیں آئی ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

مسلمان اہل کتاب سے بے نیاز ہیں

۱۶۱ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ تم اہل کتاب سے کیسے کوئی بات پوچھتے ہو۔ حالانکہ تمھاری وہ کتاب جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی جدید ہے جس کو تم پڑھتے ہو وہ خالص ہے کہ اس میں کوئی آمیزش نہیں۔ آنحضرتؐ نے تم سے فرمایا ہے کہ اہل کتاب نے کتاب الٰہی کو بدل دیا اور اس میں تغیر کر دیا اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ دی اور کہدیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس سے

Marfat.com

حقیر قیمت حاصل کریں۔ ابن عباس سے جو روایات ہیں ان میں سے سب سے زیادہ صحیح سند اسی روایت کی ہے اور بعینہ یہی ہمارا قول ہے اس امر میں صحابہ میں سے بھی ابن عباس کا کوئی مخالف نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ان کے پاس کعب احبار ایک کتاب لائے اور کہا کہ یہ توریت ہے۔ تو کیا میں اسے پڑھ سکتا ہوں؟ حضرت عمرؓ بن خطاب نے انہیں جواب دیا کہ اگر تمہیں یقین ہو کہ یہ وہی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی تو اسے تم رات دن پڑھا کرو۔ اور اس عمرؓ نے تو اس کی تحقیق نہیں کی ہے!

ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان علماء یہود کے کلام کثیر کا ایک مختصر حصہ بیان کریں گے جن سے یہود نے اپنی کتاب اور اپنا دین حاصل کیا ہے۔ یہ لوگ اپنی توریت وکتب انبیاء اور اپنی تمام شرائع کی نقل میں انہیں علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہماری غرض اس سے یہ ہے کہ ہر ذی فہم ان لوگوں کے فسق وکذب کی مقدار دیکھ لے۔ اور اسے واضح ہو جائے کہ یہ لوگ کذاب اور دین حق سے برگشتہ کرنے والے تھے۔ وباللہ تعالےٰ التوفیق۔ اس کے متعلق ان لوگوں کا یہی اقرار کافی ہے کہ انہوں نے ان قربانیوں کے عوض میں جن کا اللہ نے حکم دیا تھا نمازیں (دعائیں) بنائی ہیں۔ اور یہ کھلم کھلا دین کی تبدیل ہے

خوف لعنت

ان کے علماء نے بیان کیا ہے' اور وہ ان کی کتب میں مشہور ہے اور یہ لوگ اس کے آگے اس کا انکار بھی نہیں کرتے' کہ برادران یوسفؑ نے جب اپنے بھائی کو فروخت کیا تو ان لوگوں نے ہر اس شخص پر لعنت چڑھادی جو ان کے والد کے پاس ان کے فرزند یوسف کی زندگی کی خبر پہنچائے۔ اور اسی لیے یہ اللہ عزوجل نے اس کے متعلق

Marfat.com

انھیں خبر دی اور نہ کسی فرشتہ نے۔

خدا ڈر گیا

تمھیں اس امت کے جنون پر تعجب کرنا چاہیے جو اس کی معتقد ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے ڈر گیا کہ اس پر ان لوگوں کی لعنت پڑ جائے گی جنھوں نے اپنے نبی بھائی کو فروخت کر دیا۔ اور اپنے نبی باپ کی انتہائی نافرمانی و حق تلفی کی اور انتہائی جھوٹ بولے۔ بس و اللہ اگر ان کی کتابوں میں صرف یہی ایک کذب اور یہی ایک حماقت اور یہی ایک کفر ہوتا تو بھی یہ لوگ اسی ایک کی وجہ سے تمام امتوں میں سب سے زیادہ احمق اور سب سے زیادہ کافر اور سب سے زیادہ جھوٹے ہوتے۔ چہ جائیکہ ان کے تو بہت سے کفریات ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں اور انشاء اللہ اور بیان کریں گے۔

یارب ایسا نہ کرنا

ان کی بعض کتب میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر عذاب نازل کرنا چاہا تو ہارون علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب ایسا نہ کرنا کیونکہ تجھ پر ہمارے حقوق اور ذمہ داریاں ہیں۔ اس لیے کہ میں نے اور میرے بھائی نے تیرے لیے بہت بڑی سلطنت قائم کر دی ہے۔

خدا پر احسان رکھنا

یہ ایک دوسری قیامت ہے بھلا ہارون علیہ السلام اس جنون کو کیوں سمجھنے لگے۔ کہاں یہ جنون و تکبر اور کہاں وہ روشن حق جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین" (اے نبی یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ۔ بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمھیں ایمان کا راستہ بتا دیا۔ اگر تم سچے ہو)۔

خدا کی تصویر

ان کی بعض کتب میں ہے کہ وہ دونوں تصویریں

Marfat.com

جو موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے تابوت (صندوق) اور شامیانے کے پردے کے پیچھے بنائی تھیں اُن دونوں تصویروں میں ایک اللہ کی تصویر تھی اور اس کے ساتھ ایک موسیٰ کی تصویر تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے کفر سے بلند و برتر ہے۔

خدا کی آنکھ کی پتلی

ان کی بعض کتب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جس نے تمہیں ستایا اس نے میری آنکھ کی پتلی کو ستایا۔

بُت کا زور

ان کی بعض کتب میں ہے کہ وہ سبب جس کی وجہ سے چالیس برس تک موسیٰ کے ساتھ بنی اسرائیل تیہ میں سرگرداں رہے یہاں تک کہ سب کے سب مر گئے بعض یہ تھا کہ فرعون نے مصر سے شام والے راستے پر ایک بت بنایا تھا جس کا نام اس نے باعل صفون رکھا تھا اور اسے ہر اس شخص کے لیے طلسم بنا دیا تھا جو مصر سے بھاگے تاکہ یہ طلسمی بت اُسے حیران کرے اور نکلنے نہ دے۔

پس تمہیں اس پر تعجب کرنا چاہیے جو اسے جائز رکھے کہ فرعون کا طلسم اللہ پر غالب ہو سکتا ہے۔ اور موسیٰ اور اُن کے ہمراہیوں کی سرگردانی کو جائز رکھے یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ اچھا تو فرعون کی یہ قوت اس وقت کہاں تھی جب وہ دریا میں غرق کیا گیا۔

پیغمبر زادی سے زنا

۱۶۲ ان کی بعض کتابوں میں ہے کہ جب دینہ بنت یعقوب علیہ السلام کو شکیم بن حمور نے غصب کر لیا اور اس کے ساتھ زنا کیا تو وہ حاملہ ہو گئی اور اس کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ اور ایک پھر گدھ اس زنا کے بچے کو اچک لے گیا اور اسے مصر اٹھا لے گیا تو وہ یوسف کی گود میں گر پڑی۔ پھر یوسف نے اسے اچک لیا

Marfat.com

اور اس سے شادی کر لی۔

یہ اُن خرافات کے مشابہ ہے جنھیں عورتیں رات کو کہانی کہنے کے وقت بیان کرتی ہیں۔

مطلق خدا

ان کی بعض کتب میں ہے کہ یعقوبؑ نے اپنے بیٹے نفتالی ہی کے متعلق اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے کہا کہ یہ "ایل مطلق" ہے (یعنی خدائے مطلق)۔ اس لیے کہ اُس نے دن کے ایک گھنٹے میں ابراہیم علیہ السلام کے گاؤں سے جو بیت المقدس کے قریب تھا اس پوری زمین تک قطع کیا جو مصر میں تھی۔ اور حضرت خلیل کے گاؤں میں واپس آگیا۔ یہ اُس کی تیز رفتاری کے سبب سے تھا نہ اس وجہ سے کہ زمین اس کے لیے لپیٹ دی گئی تھی۔ اس سفر کی مقدار انتیس دن کی مسافت ہے۔

مردہ جادو سے زندہ

ان کی بعض کتب میں ہے جس کی صحت میں ان میں کوئی اختلاف بھی نہیں کہ ساحرین حقیقۃً مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ نام دعائیں اور کلام ہیں۔ جو انھیں جانتا ہے خواہ وہ فاسق ہو یا صالح طبائع کو بدل سکتا ہے۔ معجزات لا سکتا ہے اور مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ایک بوڑھی ساحرہ نے شاہ شاول یا طالوت کے کہنے سے شموائل نبی کو اُن کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ جب یہ صحیح ہے تو پھر ان لوگوں کو کیوں یقین نہیں آتا کہ موسیٰ اور جن کی نبوت کو یہ لوگ مانتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ساحر تھے۔ اس کے متعلق فرق کرنے کی گنجائش نہیں۔

ایک انڈا تیرہ شہر پر گرا

ان کی بعض کتب میں ہے کہ ان کے بعض علما نے جو ان کے نزدیک قابل تعظیم ہیں ان سے بیان کیا کہ انھوں نے ایک پرندے کو ہوا میں اڑتے دیکھا۔

Marfat.com

اس نے ایک انڈا دیا جو تیرہ شہروں پر گرا اور اس نے ان سب کو چکنا چور کر دیا۔

نیزے پر اٹھالیا ان کی بعض کتب میں ہے کہ وہ مدنیہ عورت جس کا ذکر توریت میں ہے جس سے زمری بن خالو نے جو خاندان شمعون سے تھا زنا کیا تو فینحاس بن العزار بن ہارون نے اپنا نیزہ زمری کے بھونک دیا۔ وہ نیزہ اس کے اور اس عورت کے جو اس کے نیچے تھی آر پار ہو گیا پھر اس نے ان دونوں کو اپنے نیزے میں آسمان کی طرف اٹھالیا جو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دو چڑیاں ہیں جو سیخ میں پروئی ہوئی ہیں۔ اور اس نے کہا کہ جو تیری نافرمانی کرے گا ہم اس کے ساتھ ایسا ہی کریں گے۔

سُرین کی پیمایش ان کے ایک بہت بڑے عالم نے جو ان کے نزدیک قابل تعظیم ہے کہا ہے کہ اس عورت کے سرین کی پیمایش بقدر دو مد (یعنی تقریباً سات سیر) رائی کے تھی۔

سات سو گز کی ڈاڑھی ان کی بعض کتب میں ہے کہ فرعون کی ڈاڑھی کی لمبائی سات سو گز کی تھی۔ واللہ یہ وہ مضحکہ خیز باتیں ہیں جن سے بچہ مرجانے والی کی تسلی ہو اور رنج وغم دور ہوں۔

کیا انھیں جیسوں سے دین کو نقل کرنا چاہیے۔ اس قوم کی تباہی ہے جس نے اپنی کتابیں اور اپنا دین اس جیسے جھوٹے بیحیا سے اور اس کے مشابہ لوگوں سے حاصل کیا ہے۔

مقدار خراج ان کی بعض قابل تعظیم کتب میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی خراج کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ چھتیس ہزار قنطار سونا تھی۔ (ایک قنطار سونا تقریباً سو پونڈ وزن ہوتا ہے)۔ حالانکہ یہ لوگ مانتے ہیں کہ وہ صرف فلسطین واردن و غور کے بادشاہ تھے۔ رفح۔ غزہ۔ عسقلان۔ صور۔ صیدا۔ دمشق۔ عمان۔

Marfat.com

بلقار۔ مواب اور جبال الشراۃ کے کبھی بادشاہ نہیں ہوئے۔ یہ وہ آمدنی ہے کہ اگر وہ تمام سونا جمع کر لیا جائے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس مقدار کو نہیں پہنچے گا تو کہاں سے ادا کیا گیا ہوگا؟ ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ علماء جنھوں نے ان لوگوں کے لیے یہ خرافات تیار کی ہیں وہ حساب میں بالکل کند ذہن تھے۔ اور ان میں حیاء بھی بہت ہی کم تھی۔

دستار خوان کی وسعت

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے دستر خوان کے لیے سالانہ ساڑھے گیارہ ہزار سے زیادہ گائیں اور چھتیس ہزار بکریاں ہوتی تھیں اور اونٹ اور شکار اس کے علاوہ تھے۔

غور تو کرو کہ اتنے گوشت کے لیے جو ہم نے بیان کیا کتنی روٹی درکار ہوتی ہوگی؟ ان لوگوں نے ازروئے عدد اس کی مقدار صرف ان کے دستار خوان کے لیے سالانہ چھ ہزار مد بیان کی ہے (ایک مد تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے) تمھیں جاننا چاہیے کہ بنی اسرائیل کی بستیاں ان نفقات و اخراجات سے تنگ تھیں۔

اس کے ساتھ ان لوگوں کا یہ قول بھی ہے کہ سلیمان علیہ السلام اس تعداد سے دو ثلث (تہائی) گیہوں سالانہ اور اتنا ہی تیل ۱۶۳
بادشاہ صور کو ہدیۃً دیتے تھے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ یہ چیزیں کاہیکو اسے دیتے تھے۔ کیا یہ محض اس وجہ سے تھا کہ وہ بھی سلطنت میں ان کا ہمسر تھا؟ یہ کلمات جھوٹے اور شنیع ہیں جن میں کوئی خفا نہیں۔ یہ ایسی خبریں ہیں جو باہم تناقض ومخالف ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں روزانہ سو دستار خوان سونے کے بچھائے جاتے تھے کہ ہر دستار خوان پر سو پیالے سونے کے ہوتے تھے۔ تین سو طباق سونے کے ہوتے تھے کہ ہر طباق میں تین سو پیالیاں سونے کی ہوتی تھیں

Marfat.com

ذرا ان بیہودہ جھوٹوں پر تعجب تو کرو۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ جس نے یہ توریت بنائی ہے وہ حساب میں بہت کند ذہن تھا علم ساحت (پیمائش۔ اقلیدس) میں بھی کوتاہ تھا۔ اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ پیالے کا دائرے کا قطر ایک بالشت سے کم ہو۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو پھر وہ صُحَیْفَہ (چھوٹی پیالی) ہوگا نہ کہ بادشاہ کے کھانے کا صحفہ (یعنی بڑا پیالہ)۔

بدیہی طور پر واجب ہے کہ ان دسترخوان کی پیمائش دس بالشت سے دس بالشت ہو (۱۰×۱۰) نہ کہ اس سے کم۔ اور یہ بھی اس کے حاشیہ اور کنارے کے علاوہ ہونا چاہیے۔ سونے کا ایسا دسترخوان جس کی یہ حالت ہو اسے سوائے ہاتھی کے اور کوئی ہلا بھی نہیں سکتا۔ اس لیے کہ تمام اجسام میں سونا سب سے زیادہ وزنی اور سب سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ یہ بھی قطعًا ناممکن ہے کہ ان دستارخوانوں میں سے ہر دسترخوان میں تین ہزار رطل (پونڈ) سے کم سونا ہو۔ تو پھر وہ کون ہوگا جو اس کو اٹھاتا ہوگا، کون ہوگا جو اس کو بچھاتا ہوگا، کون ہوگا جو اس کو دھوتا ہوگا، کون ہوگا جو اس کو پونچھتا ہوگا، اور کون ہوگا جو اس کو پھراتا ہوگا۔ پھر یہ سونا اور یہ طباق کہاں سے آئے ہوں گے؟

ملک سلیمانؑ

اگر کہا جائے کہ تم لوگ بھی تو اس کی تصدیق کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسی سلطنت دی تھی جو ان کے بعد کسی کے لیے مناسب نہ تھی اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن اور پرندوں کو ان کا مطیع بنا دیا تھا، انھیں چڑیوں اور چیونٹیوں کی بولی سکھائی تھی۔ ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی۔ جن ان کے لیے محرابیں اور مورتیں اور پیالے اور ہانڈیاں بنایا کرتے تھے۔ ہم کہیں گے ہاں۔ ہم تو اسے کافر سمجھتے ہیں جو اس پر ایمان نہ لائے۔ مگر ان دونوں باتوں میں

Marfat.com

کھلا ہوا فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا جس کی ہم بھی تصدیق کرتے ہیں وہ اُن معجزات میں سے ہے جن کے مثل انبیاء علیہم السلام لایا ہی کرتے ہیں۔ جو سب کا سب بنیاد عالم ہی سے ممکن کے تحت میں داخل ہے۔ اور جس کو ان لوگوں نے بیان کیا ہے وہ اس باب سے خارج ہے اور بنیاد عالم ہی سے حد کذب و محال میں داخل ہے۔

فرضی تعداد

ان کی بعض قابل تعظیم کتب میں ہے کہ ذارح بادشاہ سودان نے دس لاکھ سپاہیوں کے ہمراہ بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ بادشاہ اسا بن ابنا تین لاکھ بنی یہوذا اور پچاس ہزار بنی بنیامین کے سپاہیوں کے ہمراہ اس کے مقابلے کو آیا اور بادشاہ سودان کو شکست دی۔

یہ کذب فاحش اور ممتنع ہے اس لیے کہ سودان کے قریب تر مقام سے جو نوبہ ہے دریائے نیل کے سمندر میں گرنے کے مقام تک تقریباً تیس دن کی مسافت ہے اور دریائے نیل کے گرنے کے مقام سے بیت المقدس تک تقریباً دس دن کی مسافت ہے اور جنگل اور بیابان ہی بیابان ہیں۔ دس لاکھ سپاہیوں کو بڑے بڑے آباد شہر ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ خشک بیابان تو برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر مصر میں بھی خود مصر کے تمام علاقے ہیں۔ پھر کیسے کوئی اس میں سے بیت المقدس تک جا سکتا ہے۔ یہ لشکروں کی ترتیب اور ممالک کے حالات کے اعتبار سے ناممکن ہے۔

بہت ہی بعید ہے کہ بادشاہ سودان کے یہاں جہاں ان لوگوں کے بڑے بڑے شہر ہیں اور ان لوگوں کی کثیر تعداد ہے بیت المقدس کا نام بھی آیا ہو چہ جائیکہ وہ اس پر چڑھائی کرنے کا تکلف کرتا۔ اس لیے کہ یہ شہر نوبہ سے دور ہیں۔ شہر نوبہ و حبشہ و بجاۃ کا رقبہ تو بہت چھوٹا اور آبادی قلیل ہے۔ اور یہ سب جھوٹی

Marfat.com

اور بیہودہ خرافات باتیں ہیں۔

خدا کی ناک کی پیمایش

ان کی ایک کتاب میں جس کا نام شعر توما ہے جو تلموذ کی لکھی ہوئی ہے اور تلموذ وہ ہے جو ان لوگوں کی فقہ و احکام دین و شریعت میں مستند و معتمد ہے اور وہ ان میں بغیر کسی کے اختلاف کے اُن کے روسائے علماء و احبار میں مانا جاتا ہے۔ کتاب مذکور میں ہے کہ ان کے خالق کی پیشانی کی پیمایش اوپر سے ناک تک پانچ ہزار گز ہے۔ اللہ تعالیٰ حدود و پیمایش و جہات و صور سے بری ہے۔

خدا کا تاج اور انگوٹھی

اسی تلموذ کی ایک دوسری کتاب میں ہے جس کا نام سادر ناشیم ہے اور اس کے معنی "تفسیر احکام حیض" ہیں کہ ان کے خالق کے سر پر ایک "تاج" ہے جس میں ایک ہزار قنطار سونا ہے (قنطار کا وزن تقریباً سو پونڈ ہوتا ہے)۔ اور اس کی انگلی میں ایک انگوٹھی ہے جس سے سورج اور ستارے روشن ہیں۔ اور جو فرشتہ اس تاج کا خادم ہے اس کا نام صندلفون ہے۔ اللہ تعالیٰ ان خرافات سے بری ہے۔ ۱۶۴

ان کے تمام علماء کا (اللہ ان پر لعنت کرے) اتفاق ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور انبیاء کو گالی دے گا تو اُسے سزا دی جائے گی اور جو علماء کو گالی دے گا تو وہ مرجائے گا یعنی اُسے قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا اس سے تمہیں تعجب کرنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ یہ وہ ملحدین ہیں جن کا کوئی دین نہیں ہے کہ اپنے آپ کو انبیاء علیہ السلام اور اللہ عزوجل پر فضیلت دیتے ہیں۔

علمائے یہود سے (کیونکہ جو ان کے نیچے درجے والوں سے ظاہر ہوتا ہے اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں) اور جیسا کہ ہم نے

Marfat.com

ان کے دوسرے علماء کو بیان کرتے سنا کہ معنیٰ جس کو یہ لوگ برا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ ان کے ان علماء نے کہ جن سے ان لوگوں نے اپنا دین۔ توریت اور کتب انبیاء علیہم السلام حاصل کیں اتفاق کر کے بولس البنیامینی لعنہ اللہ کو رشوت دی کہ وہ اسے دین عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر کرنے کا، ان کے پیروؤں کے گمراہ کرنے کا، انھیں الوہیت مسیح کے عقیدے کی طرف لے جانے کا حکم دیا۔ اور اس سے کہا کہ ہم سب مل کر اس معاملے میں تمھارے گناہ کو برداشت کریں گے۔ اس نے یہی کیا اور اس طریقے سے یہ گمراہی جہاں تک پہنچ گئی ظاہر ہے

یقیناً یہ وہ عمل ہے جسے کوئی صاحب دین قطعاً سہل نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس سے خالی نہیں کہ ان احبار (علمائے یہود) لعنہم اللہ کے نزدیک مسیح علیہ السلام کے پیرو یا تو حق پر ہیں یا باطل پر۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

اگر ان کے نزدیک یہ لوگ حق پر ہیں تو پھر انھوں نے ایک اہل حق کی گمراہی کو اور ان کے ہدایت و دین سے نکال کے کھلی ہوئی گمراہی میں داخل کرنے کو کیسے حلال سمجھ لیا۔ یہ وہ امر ہے کہ جسے واللہ کوئی اللہ پر ایمان لانے والا ہرگز نہیں کر سکتا۔

اگر وہ لوگ ان کے نزدیک گمراہی و کفر پر ہیں تو پھر انھیں ان کے لیے اسی کو کافی سمجھنا چاہیے تھا۔ مومن تو صرف یہی کوشش کرتا ہے کہ کافر یا گمراہ ہدایت پائے۔ یا یہ کوشش کرتا ہے کہ کفر میں اس کی رائے اور مضبوط ہو اور اس کے لیے کفر کے ایسے دروازے کھولتا ہے جو اس سے بھی شدید و فحش ہوتے ہیں جس پر وہ پہلے تھا۔ یہ بھی وہ امر ہے جسے کوئی مومن تو قطعاً نہیں کر سکتا۔ اس کو سوائے اس ملحد کے کوئی نہیں کر سکتا جو یہ چاہتا ہے کہ جو لوگ اس کے علاوہ ہیں یہ ان سے تمسخر کرے۔ ایشوں سے

Marfat.com

ان لوگوں نے اپنا دین اور کتب انبیاء حاصل کی ہیں جیسا کہ خود انہیں اقرار ہے۔ لہٰذا اس سے بھی تمہیں تعجب کرنا چاہیے۔

ابن سبا کی تحریک

یہ وہ امر ہے جسے ہم ان لوگوں سے بعید نہیں سمجھتے۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے یہی طریقہ ہمارے اندر اور ہمارے دین کے اندر اختیار کیا ہے۔ مگر اس میں ان کی کامیابی بہت دور ہے۔ اور یہ عبداللہ بن سبا یہودی کے اسلام سے ہوا ہے اس کا عرف ابن السودا الیہودی الحمیری ہے (اس پر خدا کی لعنت ہو) یہ اس لیے اسلام لایا تاکہ یہ جن مسلمانوں پر قابو پائے انھیں گمراہ کرے۔ اس نے اس کمینہ گروہ کے لیے ایک طریقہ پیدا کر دیا جو علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں ہلاک ہونے والے تھے کہ وہ الوہیت علی کا عقیدہ اختیار کریں جیسا کہ لوبس نے مسیح علیہ السلام کے پیروؤں کے لیے طریقہ نکالا کہ وہ الہیت مسیح کا عقیدہ اختیار کریں۔ یہ (شیعہ) لوگ باطنیہ وغالیہ ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ ان میں سب سے خفیف کفر والے شیعہ امامیہ ہیں۔ ان سب فرقوں پر اللہ کی بیشمار لعنتیں ہوں اور ہمیشہ رہیں۔

خدا کی قدر

ان سب میں بدتر وہ شخص ہے کہ جس کو بغیر آپس کے اختلاف کے انھوں نے اپنے ان تشیر علمائے متقدمین سے نقل کیا ہے جن سے انھوں نے اپنا دین حاصل کیا ہے اور اپنی توریت وکتب انبیاء نقل کی ہیں کہ جس کا نام اسماعیل تھا جو بیت المقدس کی بربادی کے بعد ہی ہوا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو کبوتری کی طرح کراہتے اور روتے ہوئے سنا اور وہ کہہ رہا تھا کہ خرابی ہے اس کی جس نے اس (اللہ) کے گھر کو اجاڑ دیا اور اس کی دیوار کو بنیاد تک منہدم کر دیا اور اس کے قصر کو گرا دیا اور اس کے مقام سکینہ کو منہدم کر دیا میری تباہی ہے کہ

Marfat.com

یں میں نے اپنا گھر اجاڑ دیا۔ میری تباہی ہے کہ میں نے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو جدا کر دیا۔ میری کمر ٹیڑھی رہے گی تاوقتیکہ میں اپنا گھر نہ بناؤں اور اپنے بیٹوں بیٹیوں کو اس میں واپس نہ لاؤں۔ (اس کے بعد) یہی کمینہ، گندہ کمینوں کا لڑکا اسماعیل کہتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری چادر پکڑ کے مجھ سے کہا کہ اے میرے فرزند اسماعیل کیا تو نے میری بات سنی؟ میں نے کہا کہ یا رب نہیں۔ پھر مجھ سے کہا کہ اے میرے فرزند اسماعیل مجھے دعا دے۔ یہ سڑا ہوا مردار کتا کہتا ہے کہ پھر میں نے اسے دعا دی اور میں چلا گیا۔

لقد ذل من بالت علیه الثعالب

"وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں موتتی ہوں" واللہ موجودات میں اس سے زیادہ رذیل اور اس سے زیادہ سڑیل کون ہو گا جو اس ناپاک کتے (اسماعیل) کی دعا کا محتاج ہو؟ لہذا تمہیں ان عظیم الشان و بدترین وجوہ کفر پر تعجب کرنا چاہیے جو اس قصے میں پروئے ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دینا ہے کہ وہ بار بار اپنے لئے خرابی و تباہی کی بد دعا کر رہا تھا۔ حالانکہ درحقیقت تباہی و بربادی اس کی ہے جو اس قصے کی تصدیق کرے اور اس ملعون کی ہے جس نے یہ قصہ بنایا ہے۔ ۱۶۵

خدا کی پشیمانی

از ان جملہ اللہ تعالیٰ کو اس سے موصوف کرنا ہے کہ وہ اپنے کیے پر نادم ہوا۔ وہ کیا چیز تھی جس نے اسے ندامت کی دعوت دی؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ عاجز تھا۔ یہ ایک دوسرا تعجب خیز امر ہے۔ جب وہ اس پر نادم ہوا تو پھر اس نے ان کی جدائی اور ان پر نجاست ڈالنے کو باقی کیوں رکھا کہ یہ ان کے پاخانے کے مقامات میں خارش پیدا کرنے کی حد تک پہنچ جائے؟ عالم میں اس سے زیادہ احمق صفت کسی کی نہ ہو گی کہ جو اسی فعل کو باقی رکھے جس پر اسے اس قدر ندامت ہو۔

Marfat.com

منجملہ ان کے اس کا اللہ کو گریہ وزاری کا موصوف بنانا ہے اور منجملہ ان کے اس کا اپنے پروردگار کو اس امر کا موصوف بنانا ہے کہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آیا اس (اسماعیل) نے اس کی بات سنی یا نہیں۔ یہاں تک کہ اس کے متعلق اسے اس سے دریافت کرنا پڑا اب سب سے بڑھ کر ظرافت خود اس کا اپنے متعلق یہ خبر دینا ہے کہ اس نے جھوٹا جواب دیا (یعنی باوجود سننے کے یہ کہہ دیا کہ یا رب میں نے نہیں سنا) اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ پر قناعت کی اور اس کے نزدیک جائز ہو گیا۔ اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جھوٹا ہے۔

منجملہ ان کے اس کا اس ویران مقام میں رہنا ہے جو انسانوں میں مجنونوں کا اور حیوانوں میں رذیل جانوروں کا ٹھکانا ہوتا ہے مثلاً لومڑیاں اور جنگلی بلیاں وغیرہ۔

منجملہ ان کے اس کا اللہ تعالیٰ کو کمر کے ٹیڑھے ہونے سے موصوف کرنا ہے۔

منجملہ ان کے اس کا اس گندے اور گندی اور گندے کے بیٹے سے دعا کا طلب کرنا ہے۔ قسم ہے اس اللہ کی کہ جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ کبھی کوئی ملحد اور دین سے برگشتہ کرنے والا اس حد تک نہ پہنچا ہوگا جن حدود تک یہ ملعون اور اس کے تعلیم کرنے والے پہنچ گئے۔ ہمارا تو اللہ ہی مددگار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے کفر اور ان کے ان اقوال کو بیان نہ کیا ہوتا کہ "ید اللہ مغلولۃ" (اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے)، "و اللہ فقیر ونحن اغنیاء" (اللہ محتاج ہے اور ہم لوگ بے نیاز ہیں)۔ تو ہماری زبان ان مضامین پر نہ چلتی جو ہم نے بیان کیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ہم سے ان کے کفر کی حکایت بیان کی ہے اس سے ہمیں بھی یہ سہل ہو گیا۔ اس کہنے کی خدا اس پر لعنت کرے تمام خبروں میں اس خبر سے زیادہ عجیب کوئی خبر نہیں جو اس نے اپنے دل سے

Marfat.com

بیان کی ہیں وہ خبر حسب ذیل ہے:

خدا ماتم کرتا ہے

تمام یہود یعنی ان میں سے جو ربانیین ہیں وہ سب اللہ عزوجل پر غضب ہونے پر اور اس کے عیب بیان کرنے پر اور اس کے حکم کے ذلیل کرنے پر متفق ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "عید الکبود" کی شب کو جو تشرین اول یعنی اکتوبر کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے' المیططرون کھڑا ہوتا ہے۔ اُن کے یہاں اس لفظ کے معنی "رب صغیر" کے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ اُن کے کفر سے بلند و برتر ہے)۔ اور کہتا ہے اور وہ کھڑے کھڑے اپنے بال اکھیڑتا رہتا ہے اور تھوڑا تھوڑا روتا جاتا ہے' کہ میری تباہی ہے کیونکہ میں نے اپنا گھر ویران کر دیا اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو یتیم کر دیا۔ میرا قد جھک گیا' میں اسے نہ اٹھاؤں گا تاوقتیکہ میں اپنا گھر نہ بنالوں اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو اس میں واپس نہ لے آؤں۔ وہ (رات بھر) اسی کلام کو دوہراتا رہتا ہے۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ ان لوگوں نے شروع اکتوبر کے دس روز الگ کر لیے ہیں جس میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی دوسرے رب کی پرستش کرتے ہیں۔ انھوں نے شرک خالص حاصل کر لیا ہے۔ وہ "رب صغیر" جس کے لیے انھوں نے مذکورہ بالا دس دن الگ کر لیے ہیں جن میں اللہ عزوجل کے علاوہ یہ لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صندلفون فرشتہ ہے جو اس تاج کا خادم ہے جو ان کے معبود کے سر پر ہے۔ یہ نصاریٰ کے شرک سے بھی بڑھ کر ہے۔

میں نے بعض یہود سے اس کو بتایا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میططرون بھی ایک فرشتہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میری تباہی ہو کہ میں نے اپنا گھر اجاڑ دیا اور میں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو جدا کر دیا اور یہ سوائے اللہ عزوجل کے

Marfat.com

کسی نے نہیں کیا۔ اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس فعل کا انتظام اس فرشتے نے کیا تو ہم کہیں گے کہ یہ محال و ناممکن ہے کہ فرشتہ اس فعل پر نادم ہو جو اس نے اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ تو فرشتے کا کفر ہوگا، اگر وہ ایسا کرے گا۔ چہ جائیکہ اس فرشتے کی اس فعل پر تعریف کی جائے؟ یہ سب محض ان کی حیلہ سازی ہے جو اس وقت کرتے ہیں جب کہ ان خرافات کو ان کے منہ پر مارا جاتا ہے۔ ورنہ اس امر میں خود ان کی دو قسمیں ہیں۔

ایک تو یہ کہتے ہیں کہ وہ (یعنی جس نے بیت المقدس کو ویران کیا) خود اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ اس کی توہین و تحقیر کرتے ہیں اور اس کے عیوب بیان کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہتے ہیں کہ وہ دوسرا رب ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہے۔ تمھیں جاننا چاہیے کہ یہود اپنے کنائس یعنی عبادت خانوں میں ماہ ایلول و تشرین اول کی پے در پے چالیس راتوں میں قیام کرتے ہیں۔ یہ دونوں مہینے ستمبر (سمتبر) و اکتوبر ہیں۔ شور کرتے ہیں اور اپنے مصائب پر بد دعا کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ "اے اللہ اس حالت میں تو ہمیں کیوں سلامت رکھتا ہے۔ حالانکہ دین صحیح اور سب سے پہلا نشان ہمارا ہی ہے۔ اے اللہ تو کس لیے ہم سے بہرہ بنتا ہے حالانکہ تو سنتا ہے اور کس لیے تو اندھا بنتا ہے حالانکہ تو دیکھتا ہے۔ 166
یہی بدلہ ہے اس کا جو تیری بندگی کی طرف بڑھے اور تیرے اقرار کی طرف سبقت کرے۔ اے اللہ تو کفران نعمت کرنے والے کو سزا کیوں نہیں دیتا اور احسان کی جزا کیوں نہیں دیتا۔ پھر تو ہمارا حق کم کرتا ہے اور ہمیں ہر ظالم کے لیے سلامت رکھتا ہے حالانکہ تو کہتا ہے کہ تیرے احکام عادلانہ ہیں"

تم ان بدمعاشوں کی حماقت پر اور ان کمینوں کی رذالت پر تعجب کرو جو اپنے پروردگار عزوجل پر احسان جتاتے ہیں۔ اللہ کے

Marfat.com

اور اس کے ملائکہ و مرسلین کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔ واللہ ان کے رب نے ان کے حق میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور ان کا حق سوائے دنیا میں رسوائی کے اور آخرت میں دائمی عذاب کے ہے ہی کیا۔ اور اللہ تعالیٰ بغیر کسی کمی کے ان کو ان کا پورا پورا حق دے گا۔ تم اللہ کی حمد کرو کہ اس نے اسلام سے ہم پر احسان عظیم کیا جو ایسا روشن دین ہے جس کی تصدیق عقول کرتی ہیں۔ جس نے ہم پر اس کتاب سے احسان عظیم کیا جو اس نے اپنے پاس سے نور مبین اور حقایق واضحہ کے ساتھ اتاری۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے اس احسان پر جو اس نے اپنے کرم سے کیا ہے اس وقت تک ثابت قدم رکھے جب تک ہم اس سے ملیں اور نہ ہم پر اس کا غضب ہو اور نہ ہم گمراہ ہوں۔ ہم نے توریت یہود اور ان کی کتب سے جو ظاہر کذب اور روشن اختلافات نکالے ہیں وہ یہاں پر ختم ہو گئے جس کے ساتھ اس امر میں کوئی شک نہ رہا کہ یہ سب بدلی ہوئی بنائی اور جھوٹی کتابیں ہیں ان کے بڑوں کی بنائی اور گڑھی ہوئی شریعت ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہ رہا۔ نہ ان کے دین کے فساد میں کسی قسم کا کوئی شبہہ رہا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

دیکھو خبردار کسی ایسے شخص کا فریب تم پر نہ چلنے پائے جو خرافات اور جھوٹی باتوں سے تمہارا مقابلہ کرے۔ کیونکہ ہم لوگ اپنے دین میں کسی چیز کی ہرگز تصدیق نہیں کرتے سوائے اس کے جو قرآن میں آیا ہو یا جو ثقات کی اسناد سے اس طرح ثابت ہوا ہو کہ وہ ثقہ بہ ثقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے جو اس کے علاوہ ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ باطل ہے۔

Marfat.com

تمھیں جاننا چاہیے کہ ہم نے ان کی رسوائیوں میں سے کثیر میں سے صرف قلیل ہی لکھا ہے۔ لیکن جو کچھ بھی لکھا ہے وہ ان لوگوں کے تمام امور کے کہ جن پر یہ لوگ قائم ہیں فساد کے بیان میں قطعاً کافی ہے۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جزو ثانی

انجیل کی دروغ بیانی

۲ انجیل و کتب نصاری کا ہم انشاء اللہ وہ کذب بیان کریں گے جو خود ان کی اناجیل میں منصوص ہے اور وہ تناقض واختلاف بیان کریں گے جس میں ایسا امر ہوگا کہ جو اسے دیکھے گا کہ اسے اس میں کوئی شک نہ ہوگا کہ ان (نصاری) لوگوں کو عقل نہیں ہے اور یہ سب کے سب اللہ کی نصرت و مدد سے دور ہیں۔

ان کے دین کے فساد میں تو اس شخص کے نزدیک ذرا بھی مشکل نہیں جسے کچھ بھی عقل ہے۔ اور ہمیں اس امر میں کسی برہان کی حاجت نہیں کہ اناجیل و بقیہ کتب نصاری نہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہیں اور نہ مسیح علیہ السلام کی جانب سے جیسا کہ ہمیں توریت اور ان کتب میں حاجت تھی جو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں اور یہود کے ہاتھوں میں ہیں۔

تمام یہود اس کے مدعی ہیں کہ وہ توریت جو ان کے پاس ہے وہ اللہ عزوجل کے پاس سے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ ہمیں اس کے متعلق ان کے دعوے کے بطلان پر برہان قائم کرنے کی حاجت تھی۔

خود عیسائیوں کا بیان کہ انجیل منزل من اللہ نہیں

نصاری نے ہمیں اس تمام مشقت سے بے نیاز کر دیا ہے کیونکہ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ اناجیل اللہ کے پاس سے مسیح پر نازل کی گئی ہیں اور نہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان اناجیل کو مسیح ان کے پاس لائے ہیں۔ بلکہ

Marfat.com

یہ سب لوگ شروع سے آخر تک اریوسی وملکی ونسطوری ویعقوبی و مارونی و بولقانی سب کے سب اس امر میں اختلاف نہیں کرتے کہ یہ چار کتب تواریخ ہیں جن کو چار شخصوں نے تالیف کیا ہے اور وہ مختلف زمانوں میں مشہور ہیں

انجیل متی
ان میں سب سے پہلی تاریخ وہ ہے جسے متی اللاوانی شاگرد مسیح نے مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے نو سال بعد تالیف کیا ہے۔ اسے بزبان عبرانی ملک شام کے شہر یہوذ میں لکھا ہے جو خط متوسط میں تقریباً اٹھائیس ورق کی ہوگی۔ ۳

انجیل مرقس
دوسری وہ تاریخ ہے جو مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے بارہ سال بعد مارقس الہارونی نے تالیف کی جو شمعون الصفا بن تو ماکا شاگرد تھا شمعون کا نام باطرہ تھا۔ مارقس نے اسے ملک روم کے شہر انطاکیہ میں بزبان یونانی لکھا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شمعون مذکور ہی نے تالیف کی تھی مگر اس کے شروع سے اپنا نام مٹا کے اسے اپنے شاگرد مارقس کی طرف منسوب کر دیا۔ شمعون مذکور مسیح کا شاگرد ہے۔ یہ انجیل بخط متوسط چوبیس ورق کی ہوگی۔

انجیل لوقا
تیسری وہ انجیل ہے جو لوقا طبیب انطاکی شاگرد شمعون باطرہ نے تالیف کی ہے۔ اس نے اسے مارقش مذکور کی تالیف کے بعد شہر آخایہ میں بزبان یونانی لکھا ہے یہ بقدر انجیل متی کے ہوگی۔

انجیل یوحنا
چوتھی وہ تاریخ ہے جسے یوحنا بن سیذای شاگرد مسیح نے مسیح کے اٹھنے کے انہتر برس بعد تالیف کی ہے۔ اس نے اسے شہر اثینیہ (اثینس) میں بزبان یونانی لکھا یہ بھی بخط متوسط چوبیس ورق کی ہوگی۔ خود اسی یوحنا نے اپنے ساتھ متی کی انجیل کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا۔

ان چاروں انجیلوں کے بعد سوائے الاقرکیس کے نصاریٰ کی کوئی ایسی قدیم کتاب نہیں ہے جس کی وہ تعظیم کرتے ہوں۔ یہ وہ کتاب ہے جو لوقا طبیب مذکور نے واقعات حواریین اور اپنے ساتھی بولس البنیامینی کے تذکرے اور ان لوگوں کے حالات و واقعات قتل میں تالیف کی ہے جو مختلف خطوط میں پچاس ورق کی ہوگی۔

کتاب الوحی والاعلان یوحنا بن سیذای مذکور نے تالیف کی ہے یہ وہ کتاب ہے جو انتہائی حماقت وبیہودگی میں ہے۔ اس نے جو کچھ خواب میں دیکھا ۴

Marfat.com

اور شب میں اسے بحالت خواب جہاں لے گئے، وہ سب اس نے اس میں بیان کیا ہے، اسی قسم کے اور بھی بیہودہ خرافات ہیں۔

سات رسائل قالونیہ بھی ہیں جن میں سے تین رسائل یوحنا ابن سیذائی مذکور کے ہیں، دو رسالے باطرہ شمعون مذکور کے ہیں۔ ایک رسالہ یعقوب بن یوسف النجار کا ہے اور دوسرا اس کے بھائی یہوذا ابن یوسف کا ہے۔ ہر رسالہ ایک ورق سے دو ورق تک کا ہے اور نہایت ردی و احمقانہ ہیں۔

بولس شاگرد شمعون باطرہ کے پندرہ رسالے ہیں جو سب کے سب چالیس ورق کے ہوں گے۔ جو حماقت شیخی اور کفر سے بھرے ہوئے ہیں۔

ان کی کسی کتاب کے متعلق اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ اُن کے متاخرین میں سے مذہبی پیشواؤں کی تالیفات ہیں۔ مثلاً چھ عدد مجامع البطارقۃ والاساقفۃ الکبار اور ان کی بقیہ مجامع الصغار، ان لوگوں کی فقہ جو ان کے احکام میں ہیں اور جسے رکدید بادشاہ نے تیار کیا ہے۔ اور اسی پر اندلس کے نصاریٰ عمل کرتے ہیں۔

پھر بقیہ نصاریٰ کے احکام بھی ہیں جنھیں ان کے لیے ہر ایسے اسقف نے تیار کیا جس سے اللہ نے تیار کرادیا اس میں جیسا کہ ہم نے کہا ہے ان لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

پھر ان کے شہداء کی خبریں ہیں۔ فقط

نصاریٰ کی تمام نقل اس کے اول سے آخر تک یہ لوگ جہاں کہیں بھی ہو صرف تین شخصوں کی طرف راجع ہے جن کا ہم نے نام بتایا۔ اور وہ لوبس اور مارقش اور لوقا ہیں۔ یہی تین آدمی صرف پانچ آدمی سے نقل کرتے ہیں۔ اور وہ باطرہ (شمعون) اور متی اور یوحنا اور یعقوب اور یہوفا ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ یہ

Marfat.com

سب کے سب مخلوقات میں سب سے جھوٹے اور سب سے زیادہ خبیث تھے جیسا کہ اس کے بعد ہم انشاء اللہ تعالی بیان کریں گے۔

بولس نے الافرکیس اور اپنے گیارہ رسائل میں بیان کیا ہے کہ وہ باطرہ کے ساتھ پندرہ روز سے زائد نہیں رہا۔ پھر دوبارہ اس سے ملاقات بھی اس کے ساتھ بہت کم رہا اور پھر تیسری مرتبہ اس سے ملا تو دونوں گرفتار کر لیے گئے اور دونوں کو مصلوب کر کے اللہ کی لعنت کی طرف بھیج دیا گیا۔

اناجیل اربعہ اور وہ کتب جن کے متعلق ہم نے بیان کیا کہ ان پر ان لوگوں کا اعتماد ہے وہ مشرق سے مغرب تک ایک ہی نسخے پر اور ایک ہی حالت پر نصاریٰ کے تمام فرقوں کے پاس ہیں جن میں کسی کو بھی ایک کلمہ گھٹانا یا بڑھانا غیر ممکن ہے سوائے اس کے کہ ایسا کرے تو تمام نصاریٰ میں اس کی رسوائی ہو۔ وہ مارقس و لوقا و یوحنا تک اسی طرح پہنچی نہیں جس طرح تھیں۔ اس لیے کہ یوحنا ہی وہ شخص ہے جس نے انجیل متی کو متی سے نقل کیا ہے۔ رسائل بولس بھی اسی طرح بولس تک پہنچے تھے۔

جاننا چاہیے کہ نصاریٰ کی حالت یہود کی حالت سے بعید کمزور تھی۔ اس لیے کہ یہود کی تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور ان کے بعد بھی سلطنت اور بہت بڑی جماعت تھی! ان میں بہت سے انبیاء تھے جو ظاہر تھے، صاحب حکومت تھے، اور ان کی فرمانبرداری کی جاتی تھی۔ مثلاً موسیٰ و یوشع و شموال و داود و سلیمان علیہم السلام۔

توریت میں جو کچھ کمی بیشی ہوئی وہ صرف سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئی۔ جب کہ ان لوگوں میں کفر و بت پرستی کا ظہور رہا، انبیاء قتل کیے جانے لگے، توریت جلادی گئی اور بیت المقدس کو بار بار لوٹا گیا۔ ان سب کا کفر برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی

Marfat.com

حالت پر ان کی سلطنت تلف ہو گئی ہے۔ نصاریٰ تو نہ خود ان میں سے کسی کو اس میں اختلاف ہے اور نہ کسی غیر کو کہ مسیح پر ان کی زندگی میں صرف ایک سو بیس مرد ایمان لائے، اسی طرح الافرکیس میں ہے، چند عورتیں ایمان لائیں جن میں وکیل ہیرودس کی عورت وغیرہا تھیں۔ یہی عورتیں مسیح پر اپنا مال خرچ کرتی تھیں اور اسی طرح ان کی انجیل میں تصریح ہے۔

جو شخص بھی مسیح پر ایمان لاتا تھا خواہ ان کی زندگی میں خواہ ان کے بعد وہ سب لوگ پوشیدہ اور خوف کی حالت میں رہتے تھے۔ دین مسیح کی خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنا چہرہ ملت مسیح کی دعوت دینے کے لیے کھول نہ سکتا تھا اور نہ ان کے دین کو ظاہر کرتا تھا۔

ان میں سے جس کسی پر قابو پاتے اسے قتل کر دیتے، ۵

یا سنگسار کر ڈالتے، جیسا کہ یعقوب بن یوسف النجار کو اور اس اشطبین کو جس کو یہ لوگ سب سے پہلا شہید کہتے ہیں اور دوسروں کو قتل کیا گیا،

یا صلیب پر چڑھاتے جیسا کہ باطرہ اور اندریاس اور اس کے بھائی اور شمعون برادر یوسف انجار اور فلیش اور بونس وغیرہم کو مصلوب کیا گیا۔

یا تلوار سے قتل کرتے جیسا کہ یعقوب برادر یوحنا اور طوماس اور برتلوما اور یہوذ ابن یوسف انجار اور متی کو قتل کیا گیا۔

یا زہر دے کے مار ڈالتے جیسا کہ یوحنا بن سبدائی کو قتل کیا گیا۔

مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے بعد تین سو برس تک تمام عیسائی اسی حالت پر رہے کہ نہ تو کبھی ظاہر ہوتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا ٹھکانا تھا جس میں امن سے رہتے۔

Marfat.com

اسی درمیان وہ انجیل جاتی رہی جو اللہ عزوجل کی جانب سے اتاری گئی تھی سوائے اس کی چند فصلوں کے جنھیں اللہ تعالٰی نے ان لوگوں پر حجت قایم کرنے کو اور ان کے رسوا کرنے کو باقی رہنے دیا۔ بادشاہ قسطنطین کے نصرانی ہونے تک یہ لوگ اسی حالت پر رہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا قسطنطین کے عیسائی ہونے کے بعد سے نصاریٰ ظاہر ہوئے، اپنے دین کو آشکارا کیا، اکٹھا ہوئے اور امن سے رہنے لگے۔

بادشاہ قسطنطین کے نصرانی ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس کی ماں ہلانی (ہیلن) ایک نصرانی کی لڑکی تھی۔ اس پر اس بادشاہ کا باپ عاشق ہو گیا اور اس سے شادی کر لی جس سے قسطنطین پیدا ہوا۔ اس کی ماں نے خفیہ طور پر اسے نصرانیت کی تربیت کی۔ جب اس کا باپ مر گیا اور وہ بادشاہ ہوا تو اس نے اپنی سلطنت کے سالہا سال کے بعد نصرانیت ظاہر کی۔ اس کے باوجود وہ اس کے اظہار پر قادر نہ ہوتا تاوقتیکہ وہ رومیہ سے ایک ماہ کی مسافت پر قسطنطنیہ منتقل نہ ہو گیا اور قسطنطنیہ کو بنا نہ لیا۔

بایں ہمہ اریوس خود اور ان کے بعد ان کا بیٹا اسی کے قائل تھے کہ مسیح خدا کے بندے اور پیدا کیے ہوئے ہیں، وہ صرف اللہ تعالٰی کے نبی ہیں۔

جس دین کی یہ حالت ہو تو محال ہے کہ اس میں نقل متصل ثابت ہو۔ اس لیے کہ جو چیز خفیہ طور پر محض تلوار کے نیچے حاصل کی جاتی ہے اس میں بکثرت غلط باتیں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس کے ماننے والے اس کی حمایت پر قادر نہیں ہوتے اور نہ اس کے بدلنے کو روک سکتے ہیں۔

جب قسطنطین کے نصرانی بننے سے ان لوگوں کا دین ظاہر ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ تو اچانک ان میں گروہ مانیہ

Marfat.com

(یعنی ایرانی فیلسوف "مانی" کا فرقہ) کا داخل ہونا پھیل گیا۔ ان میں جو غیر مانیہ تھے وہ دھوکا دیتے تھے اور ان لوگوں سے چھپاتے تھے۔ اس وجہ سے انھیں موقع مل گیا کہ ان لوگوں میں جو گمراہی چاہیں داخل کر دیں۔ ان لوگوں کو قطعاً اس کی قدرت نہ ہوئی کہ شمعون باطرہ سے یا یوحنا سے یا متی سے یا مارقش سے یا لوقا سے یا بولس سے کوئی کھلی ہوئی علامت یا واضح معجزہ نقل کرتے۔ اس لیے کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ خفیہ و پوشیدہ رہتے تھے اور زندگی بھر دین یہود کو سبت وغیرہ کی پابندی سے ظاہر کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ ان پر بھی قابو پا لیا گیا اور یہ سب قتل کر دیے گئے۔

وہ تمام معجزات جو نصاریٰ ان لوگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ سب جھوٹی اور گڑھی ہوئی باتیں ہیں کہ اس قسم کی باتوں کا دعویٰ کرنے سے کوئی بھی عاجز نہیں۔ یہ انھیں معجزات کی طرح ہیں جو یہود اپنے احبار و صاحب قوت لوگوں کے متعلق دعویٰ کرتے ہیں۔ اور انھیں کے مثل ہیں جیسا کہ مانیہ مانی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بالکل برابر سرابر۔ اور جیسا کہ روافض اپنے بزرگوں کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے بعض گروہ صالحین کی ایک جماعت کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔ مثلاً ابراہیم بن ادہم و ابو مسلم الخولانی و شیبان الراعی وغیرہم کے لیے حالانکہ یہ سب جھوٹ اور تہمت اور بیدا کی ہوئی باتیں ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے جن لوگوں کا ذکر کیا ان کی نقل ایسے شخص کی طرف رجوع کرتی ہے جس کو کوئی نہیں جانتا اور نہ اس کے کلام سے حجت قائم ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی دلیل عقلی یا سماعی ثابت ہوئی جو اس کی تصدیق کرے۔ اور یہی حالت اصحاب مانی کی مانی کے ساتھ تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ تین مہینے تک ظاہر رہا کیونکہ اس کے ساتھ بہرام بن بہرام بادشاہ نے مکر کیا اور اُسے اس وہم میں ڈالا کہ یہ بھی اس پر ایمان لے آیا ہے

Marfat.com

یہانتک کہ وہ اس کے تمام اصحاب پر قابو پا گیا۔ پھر مانی کو اور اس کے تمام اصحاب کو مصلوب کر کے اللہ کی لعنت کی طرف بھیج دیا گیا۔

ہر وہ معجزہ جو ایک گروہ ہے دوسرا گروہ اس طور پر نقل نہ کرے جو علم ضروری و یقینی کا موجب ہو یہانتک کہ وہ (سلسلۂ روایت و نقل کسی ایک گروہ کے) مشاہدے تک پہنچ جائے تو اس سے کسی پر بھی حجت قائم نہیں ہوتی اور نہ اس کے بنانے سے کوئی ایسا شخص عاجز ہے جس کے لیے حجت قائم نہ ہو۔

تثلیث کی بنیاد

نصاریٰ کے قول تثلیث کا اور اس کا کہ مسیح بھی خدا اور خدا کے بیٹے ہیں اور لاہوت کے ناسوت کے ساتھ متحد ہونے کا اور لاہوت کے ناسوت میں شامل ہوجانے کا کل دارومدار و معتمد صرف ان کی اناجیل پر اور ان الفاظ پر ہے جو کتب یہود میں ہیں جن سے ان کا تعلق ہے مثلاً زبور و کتاب اشعیا و کتاب ارمیا اور توریت کے چند کلمات اور کتاب سلیمان و کتاب زخریا۔ مگر ان کے معانی و تاویل میں یہود ان سے سخت اختلاف کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دعوے کے مقابلے میں دوسرا دعویٰ ہے۔ اور جو اس طرح ہو وہ باطل ہے۔

نصاریٰ نے یہ فریب کاری کی ہے کہ توریت و کتب انبیا جو ان کے اور یہود کے ہاتھوں میں ہیں وہ برابر ہیں ان میں ان لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہود کی ان تمام کتابوں کی نقل کو صحیح ثابت کردیں ان الفاظ کو جو ان کتابوں میں ہیں اپنے دعوے و تاویل میں انھیں حجت بنائیں کہ اس کے سوا ان لوگوں کے ہاتھوں میں قطعاً کوئی حجت نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حیلہ۔ حالانکہ ہم اللہ کی مدد و قوت سے بعینہ انھیں کتابوں کا

Marfat.com

فساد واضح کر چکے ہیں۔ اور یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ ان میں جھوٹ کی کثرت کی وجہ سے یہ سب بنائی اور بدلی ہوئی ہیں۔ نیز ان کتابوں کی نقل کا فساد اور ان لوگوں تک ان کی سند کا منقطع ہونا کہ جن کی طرف یہ منسوب کی گئی ہیں ایسے طور پر واضح کر چکے ہیں کہ کسی کو کسی طرح بھی اس کا جواب دینا ممکن نہیں۔

نصاریٰ کی تمام نقل کا فساد اور ان کا یہ اقرار کہ ان کی اناجیل اللہ کی نازل کی ہوئی نہیں ہیں، اللہ کی مدد و قوت سے ابھی بیان کر چکے ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنھیں چند مؤلفین نے تالیف کیا ہے۔ لہٰذا ان کا یہ تعلق اور سہارا بھی باطل ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انشاء اللہ ہم ان کے اس دعوے کی تکذیب بیان کریں گے کہ جو توریت یہود کے پاس ہے اور ان کے پاس ہے وہ برابر ہے۔ اور وہ بھی بیان کریں گے جس میں یہ اس توریت کی نص کے مخالف ہیں جو یہود کے پاس ہے کہ ان کے ہر شخص کے نزدیک ان کے کھلے ہوئے جھوٹے دعوے کا کذب ظاہر ہو جائے جو انھوں نے اس توریت کی نصوص کی تصدیق میں کیا ہے جو یہود کے پاس ہے اور ان کی نصوص توریت کی تکذیب کو بھی دیکھ لے۔ کہ اس سے ان کا وہ استدلال باطل ہو جائے جو نقل یہود توریت سے ہے۔ کیونکہ اپنی جھٹلائی ہوئی چیز کو صحیح بتا کر اس سے استدلال کرنا کسی کے لیے بھی صحیح نہیں۔

اللہ عزوجل کی مدد سے ہم اناجیل کے مناقضات و اختلافات اور کھلا ہوا رسوا کن جھوٹ جو ان تمام میں موجود ہے بیان کریں گے وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

اس طرح بالکل اشکال رفع ہو جائیں گے اور ہر شخص خواہ وہ ہم میں کا ہو یا ان میں کا یا کسی اور مذہب کا خواص کا یا عوام کا یکساں طور پر وہ بھی ان دونوں گروہوں کے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں

Marfat.com

اُن کے بطلان کو جان جائے گا جس کو یہ ایسی باتیں چھپا کر دھوکا دیتے ہیں جن سے ہم انھیں رسوا کرتے ہیں۔
ہر اس شخص کے نزدیک جو ہمارے اس کلام کا مطالعہ کرے گا یہ ثابت ہو جائے گا کہ جن لوگوں نے اناجیل لکھیں اور انھیں تالیف کیا وہ لوگ بڑے جھوٹے تھے' علانیہ جھوٹ بولتے تھے۔ اس لیے کہ ان کتابوں میں جو واقعات ان لوگوں نے بیان کیے ہیں اُن میں باہم یہی لوگ ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں' نیز یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ یہ لوگ دین سے برگشتہ کرنے والے اور ان کے فریب میں آجانے والوں کے ہلاک کرنے والے تھے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے ہمیں وہ دین اسلام دیا ہے جو ہر کھوٹ سے محفوظ اور ہر ایجاد و ساخت سے بری ہے! جو اللہ کی طرف سے آیا ہے نہ اس کے سوا کسی اور کی طرف سے۔

مضامین جو توریت کے خلاف نصاریٰ ثابت کرتے ہیں

نصوص توریت کی تکذیب جو یہود کے پاس ہے

ادعائے نصاریٰ کہ وہی توراۃ معتمد علیہ ہے جو ستّر مشائخ نے بطلیموس کے لیے عزرا کی کتابوں سے ترجمہ کی ہے

یہود و نصاریٰ میں اختلافات	اس توریت یہود میں سے ہے جس میں یہود کے

Marfat.com

ربانیہ اور عانانیہ اور عیسویہ فرقوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب آدم نے زندگی کے ایک سو تیس[۱۳۰] برس گزار دیئے تو ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو انھیں کا سا تھا اور اسی قسم کا تھا، اس کا نام انھوں نے شیث رکھا۔ نصاریٰ کے نزدیک بغیر ان میں کسی کے اختلاف کے اور بغیر ان کے تمام فرقوں کے اختلاف کے یہ ہے کہ جب آدم دو سو تیس[۲۳۰] برس کے ہو گئے تب ان کے یہاں شیث پیدا ہوئے۔ جو توریت یہود کے پاس ہے۔ اس میں ویسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا۔

جب شیث ایک سو پانچ[۱۰۵] برس کے ہو گئے تو اینوش پیدا ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ جب شیث دو سو پانچ[۲۰۵] برس کے ہو گئے تو اینوش پیدا ہوئے۔ جو توریت یہود کے پاس ہے اس میں اس طرح ہے جو ہم نے بیان کیا۔

اینوش جب نوّے[۹۰] برس کے ہو گئے تو قینان پیدا ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ اینوش جب ایک سو نوے[۱۹۰] برس کے ہو گئے تو قینان پیدا ہوئے۔ جو توریت یہود کے پاس ہے اس میں اسی طرح ہے جو ہم نے بیان کیا۔

جب قینان ستر برس کے ہو گئے تو مہلال پیدا ہوئے۔ تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ جب قینان ایک سو ستر[۱۷۰] برس کے ہو گئے تو مہلال پیدا ہوئے جو توریت یہود کے پاس ہے اس میں ایسا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مہلال جب پینسٹھ[۶۵] برس کے ہو گئے تو یارد پیدا ہوئے۔ تمام نصاریٰ کے نزدیک مہلال جب ایک سو پینسٹھ[۱۶۵] برس کے ہو گئے تو یارد پیدا ہوئے۔

یارد کی عمر میں جب ان کے یہاں خنوخ پیدا ہوئے دونوں گروہ متفق ہیں۔ اور توریت یہود میں اسی طرح ہے جو ہم نے بیان کیا۔

Marfat.com

خنوخ جب پینسٹھ برس کے ہو گئے تو ان کے یہاں متوشالخ پیدا ہوئے۔ خنوخ کی پوری عمر تین سو پینسٹھ برس کی تھی۔ تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ جب خنوخ ایک سو پینسٹھ برس کے ہو گئے تو ان کے یہاں متوشالخ پیدا ہوئے۔ اور خنوخ کی تمام عمر پانچ سو پینسٹھ برس تھی۔

اس فصل میں دونوں فرقوں کے درمیان میں دو مقام پر ایک کی طرف سے دوسرے کی تکذیب ہے پہلے تو خنوخ کی عمر میں کہ جب ان کے یہاں متوشالخ پیدا ہوئے اور دوسرے عمر خنوخ کی مقدار میں۔ دونوں گروہ متوشالخ کی عمر پر متفق ہیں جب ان کے یہاں لامخ پیدا ہوئے اور لامخ کی عمر پر جب ان کے یہاں نوح پیدا ہوئے۔ اور نوح کی عمر پر جب ان کے یہاں سام و حام و یافث پیدا ہوئے۔ اور سام کی عمر پر جب ان کے یہاں ارفخشاذ پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ایسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا کہ ارفخشاذ جب پینتیس برس کے ہوئے تو ان کے یہاں شالخ پیدا ہوئے۔ اور ارفخشاذ کی عمر چار سو پینتیس برس تھی۔ تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ ارفخشاذ جب ایک سو پینتیس برس کے ہو گئے تب ان کے یہاں قینان پیدا ہوئے ارفخشاذ کی عمر چار سو پینسٹھ برس تھی۔ اور قینان جب ایک سو تیس برس کے ہو گئے تو ان کے یہاں شالخ پیدا ہوئے۔

ان دونوں گروہوں میں صرف اسی ایک فصل میں تین مقام پر اختلاف ہے۔ ایک تو ارفخشاذ کی پوری عمر میں۔ دوسرے ارفخشاذ کی اس عمر میں جب ان کے یہاں ان کا بیٹا پیدا ہوا۔ تیسرے ارفخشاذ و شالخ کے درمیان نصاریٰ کا قینان کا اضافہ۔ اور یہود کا قینان کو نکال ڈالنا۔

یہود کی توریت میں ایسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا کہ

Marfat.com

شالخ جب تیس[۳۰] برس کے ہوگئے[۴۳۴] تو ان کے یہاں عابر پیدا ہوئے۔ اور شالخ کی عمر چار سو تیس برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ شالخ کی عمر جب ایک سو تیس[۱۳۰] برس کی ہوگئی تو ان کے یہاں عابر پیدا ہوئے۔ شالخ کی پوری عمر چار سو ساٹھ[۴۶۰] برس تھی۔

اس فصل میں دونوں فریق کی باہمی تکذیب دو مقام پر ہے، ایک تو اس سن شالخ میں جب ان کے یہاں عابر پیدا ہوئے۔ دوسرے عمر شالخ کی مقدار میں۔

یہود کے نزدیک جیسا ہم نے بیان کیا توریت میں ہے کہ فالغ جب تیس[۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں راغو پیدا ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ فالغ جب ایک سو تیس[۱۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں راغو پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ راغو جب بتیس[۳۲] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں شاروع پیدا ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ راغو جب ایک سو بتیس[۱۳۲] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں شاروع پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ شاروع جب تیس[۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں ناحور پیدا ہوئے، شاروع کی تمام عمر دو سو تیس[۲۳۰] برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ شاروع جب ایک سو تیس[۱۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں ناحور پیدا ہوئے۔ اور شاروع کی تمام عمر تین سو تیس[۳۳۰] برس تھی۔

اس فصل میں بھی دونوں فرقوں میں دو مقام پر باہمی تکذیب ہے ایک تو پوری عمر شاروع میں، اور دوسرے اس سن شاروع میں جب ان کے یہاں ناحور پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ ناحور جب انتیس برس کے ہوئے تو ان کے یہاں تارخ پیدا ہوئے۔ اور ناحور کی

Marfat.com

پوری عمر ایک سو اڑتالیس ۱۴۸ برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ ناحور کی عمر جب اناسی برس کی ہوئی تب ان کے یہاں تارخ پیدا ہوئے اور ناحور کی تمام عمر دو سو آٹھ برس تھی۔

اس فصل میں بھی دونوں فرقوں میں دو مقام پر باہمی تکذیب ہے ایک تو ناحور کی پوری عمر میں۔ دوسرے اس عمر ناحور میں جب ان کے یہاں تارخ پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ تارخ کی پوری عمر دو سو پانچ برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک تارخ کی پوری عمر دو سو آٹھ برس تھی۔ چنانچہ ان دونوں گروہوں کے درمیانی اختلاف مذکور سے اس حساب سے جو یہود کے نزدیک دنیا کی تاریخ میں ہے نصاریٰ کے نزدیک تاریخ دنیا میں ساڑھے تیرہ سو برس ۱۳۵۰ کا اضافہ ہو گیا۔ اور یہ انیس مقام ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ان کے نزدیک بھی توریت کا اختلاف صحیح ہو گیا۔ اس قسم کی باہمی تکذیب کا اللہ عزوجل کی جانب سے ہونا قطعاً ناممکن ہے نہ یہ قطعاً کسی نبی کا کلام ہو سکتا ہے اور نہ عامۃ الناس میں سے کسی عالم صادق کا۔ لہذا اس سے بلاشک توریت کا اور ان کتب کا اس طور پر منقول ہونا باطل ہو گیا جو علم صحیح کا موجب ہو۔ یہ نقل فاسد ہے جس میں آمیزش ہے اور اختلاف ہے۔ اور لامحالہ نصاریٰ کو ان پانچ میں سے کوئی وجہ ماننا پڑے گی۔ کہ ان میں سے سب سے نکلنے کی انھیں کوئی گنجائش نہیں۔

یا تو وہ یہود کی نقل توریت کی اور اس کی کہ وہ موسیٰ سے اور موسیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے اور ان کی تمام کتب کی تصدیق کریں۔ اور حجت قائم کرنے اور مناظرہ کرنے میں ان کا یہی طریقہ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو انھوں نے اپنے اوپر اور اپنے ان بزرگوں پر جن سے انھوں نے اپنا دین نقل کیا ہے

Marfat.com

کذب کا اقرار کر لیا۔ کیونکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قول کی مخالفت کی۔
یا یہ موسیٰ علیہ السلام کی اُن اخبار میں تکذیب کریں جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہیں اور وہ لوگ یہ نہیں کرتے۔
یا یہ لوگ یہود کی نقل توریت کی اور ان کی کتب کی تکذیب کریں، تو پھر ان کا تعلق اُن اخبار سے باطل ہو جائے گا جو ان کتب میں ہیں جن کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ مسیح علیہ السلام کے متعلق پیشنگوئی ہے۔ کیونکہ یہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسی خبر سے احتجاج کرے جس کی نقل کو وہ صحیح نہ مانتا ہو۔
یا یہ لوگ یہ کہیں جیسا کہ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس ہے اس میں انھوں نے ان ستر مشائخ کے ترجمے پر اعتماد کیا ہے جنھوں نے بطلیموس کے لیے توریت و کتب انبیاء علیہم السلام کا ترجمہ کیا ہے۔ اگر وہ یہ کہیں تو وہ مشائخ لامحالہ دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہ ہوں گے۔ یا تو وہ لوگ اس (ترجمے) میں سچے ہوں گے یا اس میں جھوٹے ہوں گے۔ اگر وہ اس میں جھوٹے ہیں تب تو ان کی بات خود ہی گر گئی۔ والحمد للہ رب العالمین کیونکہ تب تو کھلم کھلا کذب ہی کی طرف ان کا رجوع ہوا۔ اور اگر وہ مشائخ اس (ترجمے) میں سچے تھے تو دو توریتیں ہو گئیں جو آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ایک دوسرے کی جھٹلانے والی اور ایک دوسرے کے معارض ہیں۔ ایک توریت ستر مشائخ کی اور ایک توریت عزرا کی اور یہ باطل و ناممکن ہے کہ یہ دونوں کی دونوں اللہ کی طرف سے ہوں اور حق ہوں۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ سب کے سب ان دونوں توریتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور دونوں پر ایمان رکھتے ہیں سوائے توریت سامریہ کے (کہ اسے عیسائی نہیں مانتے) لامحالہ ضروری ہے کہ ان دونوں میں سے

۹

Marfat.com

ایک سچی ہو اور دوسری جھوٹی۔ بہرحال جو بھی جھوٹی ہو نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں گروہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس امت میں کوئی خیر نہیں جو یقین باطل کے ساتھ ایمان رکھے۔

اگر ان ستر مشایخ کی توریت ہی جھوٹی ہے تو یہ مشایخ بہت برے، بڑے جھوٹے اور ملعون ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے کلام اللہ کو گڑھا اور بدلا۔ اور جس کی صفت یہ ہو اس سے نہ دین کا حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی کسی نقل کا قبول کرنا۔

اگر عزراہی کی توریت ہی جھوٹی ہے تو وہ کذاب تھا کیونکہ اس نے کلام اللہ کو بدل دیا۔ اور کذاب سے دین کی کوئی شئے لینا جائز نہیں۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

یا یہ ہو کہ دونوں ہی توریتیں جھوٹی ہوں۔ اور یہی وہ حق اور یقین ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اس وجہ سے کہ ہم ان کا وہ کذب پہلے ہی بیان کر چکے ہیں جو رسوا کن ہے اور اس امر کا موجب ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے کہ یہ بدلی ہوئی اور بنائی ہوئی ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

صرف اسی فصل میں غور کرو تو اسی میں ان دونوں فرقوں کے دین کے بطلان کا یقین کرنے کے لیے کافی وجوہ ہیں۔

یہ جائیکہ وہ تمام امور جو ہم نے بیان کیے ہیں جب اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ انوریت یہود و توریت نصاریٰ میں اور اختلافات بھی ہیں مگر اسی قدر کافی سمجھا گیا۔ ہم اللہ رب العالمین کا بہت شکر کرتے ہیں کہ اس نے اسلام کی نعمت سے ہم پر بڑا احسان کیا ہے جس کو بڑی بڑی جماعتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بذریعۂ نقل پہنچایا ہے، آپ معصوم ہیں اور ہر کذب سے اور ہر محال سے بری ہیں۔ آپ کی سچائی کی عقول شہادت دیتی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

اناجیل کے مناقضات اور ان میں جو کھلا ہوا جھوٹ پایا جاتا ہے

خلق کی ابتداء سے انجیل متی اللا دانی کی ابتدا ہوتی ہے اور یہ تالیف و مرتبے میں سب سے پہلی ہے۔

اس کے سب سے پہلے کلمے میں ہے کہ "یہ مصحف ہے نسبت یسوع مسیح بن داؤدؑ بن ابراہیم کا۔

ابراہیمؑ کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے۔ اور اسحاق کے یہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے اور یعقوبؑ کے یہاں یہوذا اور ان کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوذا کے یہاں مساۃ تامار سے فارص و تارخ پیدا ہوئے۔ فارص کے یہاں حضروم پیدا ہوئے۔ اور حضروم کے یہاں آرام پیدا ہوئے اور آرام کے یہاں عمیناذاب پیدا ہوئے۔ عمیناذاب کے یہاں نحشون پیدا ہوئے جو مصر سے نکلنے والوں میں اور زوجۂ ہارون علیہ السلام کے بھائی تھے۔ نحشون کے یہاں شلمون پیدا ہوئے اور شلمون کے یہاں مساۃ راحاب سے بوعز پیدا ہوئے، بوعز کے یہاں مساۃ راعوث سے عوبیذ پیدا ہوئے، عوبیذ کے یہاں یشائی پیدا ہوئے، یشائی کے یہاں داؤدؑ بادشاہ پیدا ہوئے، داؤدؑ بادشاہ کے یہاں شلمون پیدا ہوئے، شلمون کے یہاں رحبعام پیدا ہوئے رحبعام کے یہاں ابیو پیدا ہوئے، ابیو کے یہاں آشا پیدا ہوئے، آشا کے یہاں یہوشافاط پیدا ہوئے، یہوشافاط کے یہاں یہورام پیدا ہوئے، یہورام کے یہاں احزیاہو پیدا ہوئے احزیاہو کے یہاں

Marfat.com

۱۰ یوتام پیدا ہوئے یوتام کے یہاں احاز پیدا ہوئے' احاز کے یہاں احزیا پیدا ہوئے۔ احزیا کے یہاں منشا پیدا ہوئے۔ منشا کے یہاں آمون پیدا ہوئے' آمون کے یہاں یوشیاہو پیدا ہوئے یوشیاہو کے یہاں بابل کی روانگی کے وقت یخنیا اور ان کے بھائی پیدا ہوئے' اس کے بعد یخنیل کے یہاں صلتئیل پیدا ہوئے صلتئیل کے یہاں روبابیل پیدا ہوئے' روبابیل کے یہاں ابیوذ پیدا ہوئے' ابیوذ کے یہاں الیاخیم پیدا ہوئے' الیاخیم کے یہاں آزور پیدا ہوئے' آزور کے یہاں صادوق پیدا ہوئے' صادوق کے یہاں اخیم پیدا ہوئے' اخیم کے یہاں البوذ پیدا ہوئے' البوذ کے یہاں البعزار پیدا ہوئے۔ البعزار کے یہاں متان پیدا ہوئے متان کے یہاں یعقوب پیدا ہوئے۔ یعقوب کے یہاں یوسف پیدا ہوئے جنھوں نے آل مریم کو پیام نکاح دیا تھا جن کے یہاں یسوع پیدا ہوئے اور وہ مسیح کہلاتے ہیں۔

ابراہیم سے داؤد تک چودہ باپ دادا ہوئے اور داؤد سے رحلت کے وقت تک چودہ باپ دادا ہوئے اور وقت رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا ہوئے۔ اور ابراہیم سے مسیح تک بیالیس اولاد ہوئیں۔

اس فصل میں بھی توریت کی طرح نقل میں اس توریت و کتب یہود کے خلاف ہے جو یہود کے پاس ہیں۔ اور وہ دونوں کتاب ملاخیم و کتاب و براہیامیم ہیں۔ یہاں تو تارخ بن یہوذا کہا ہے اور توریت میں زارح بن یہوذا ہے۔ یہ نام میں اختلاف ہے اور دونوں خبروں میں سے ایک جھوٹ ہے حالانکہ انبیاء جھوٹ نہیں بولتے

یہاں کہا ہے احزیا ہو بن یہورام۔ اور کتب یہود میں احزیا بن یورام ہے۔ یہ بھی ناموں میں اختلاف ہے حالانکہ وحی الٰہی میں

Marfat.com

اس کا بھی احتمال نہیں ہے۔ لہذا بلاشک دو میں سے ایک نقل کاذب ہے۔

یہاں یوثام بن احزیا ہو کہا ہے۔ اور کتب مذکورۂ یہود میں یوثام بن عزیا بن امصیا بن اش بن احزیا ہے۔ جو کتب یہود میں ہے اس کے لحاظ سے یہاں تین باپ دادا کو نکال دیا گیا اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

اگر یہ لوگ کتب یہود کو سچا کہیں (اور وہ ان کتب کی تصدیق کرتے ہیں) تو پھر متی جھوٹا اور جاہل تھا۔ اور اگر وہ متی کو سچا کہیں تو پھر کتب یہود جھوٹی ہیں۔ ان میں سے ایک کا جھوٹا ہونا لازم ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ایک شے اور اس کی ضد کی ساتھ ہی ساتھ تصدیق کر دی۔

اس جگہ کہا ہے کہ احزیا ہو ابن احاز بن یوثام۔ اور کتب مذکورۂ یہود میں ہے کہ حزقیا بن احاز بن یوثام۔ یہ بھی نام میں اختلاف ہے جس کا وحی میں احتمال نہیں۔ دو میں سے ایک نقل بیشک جھوٹی ہے۔

اس جگہ یخنیا بن یوشیا ہو بن اموں کہا ہے اور ان کتب یہود میں جن کا ہم نے ذکر کیا یخنیا بن الیاقیم بن یوشیا بن اموز ہے۔ متی نے الیاقیم کو نکال ڈالا اور یوشیا بن اموں کے نام میں اختلاف کر دیا۔ یہ بھی بہت بڑی بات ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ان کا جھوٹ بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایک شے اور اس کی ضد کی ساتھ ہی ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔

یہ لوگ اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ متی رسول معصوم تھا اور اللہ کے نزدیک موسیٰ اور بقیہ تمام انبیاء سے بزرگتر تھا۔ وہی اپنی انجیل کے سب سے پہلے کلمہ کہتا ہے کہ یہ مصحف ہے نسبت مسیح بن داؤد بن ابراہیم کا وہ محض یوسف النجار کا نسب لایا ہے جو ان لوگوں کے نزدیک مریم کے شوہر ہیں، یہی ان کے خدا کی ماں کے شوہر اور ان کے خدا کے پرورش کرنے والے ہیں۔ پھر وہ کیسے کہتا ہے کہ

Marfat.com

نسبت مسیح بیان کرے گا پھر نسبت یوسف النجار کو لاتا ہے۔ حالانکہ اس کے نزدیک بھی مسیح وہ قطعاً نہیں ہیں جو یوسف کا بیٹا تھا اس ناپاک نے وہ جھوٹ بولا ہے جس میں کوئی خفا نہیں ۔ اور کسی طور پر بھی اس نسب میں مسیح کا قطعاً کوئی دخل ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ انھیں یوسف النجار کا بیٹا بنائیں۔ حالانکہ نہ وہ اس کے 11
قائل ہیں اور نہ ہم اور نہ جمہور یہود۔

وہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے تھے جو مریم سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ خدا تھے جو خدا اور ایک عورت کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔

ہم لوگ اور ہمارے ساتھ یہود کے فرقۂ عیسویہ اور نصاریٰ کے اریوسیہ و بولقانیہ و مقدونیہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ و آدمی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کے شکم میں بغیر مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور جمہور یہود (خدا اُن پر لعنت کرے) یہ کہتے ہیں کہ اُن کی ولادت ناجائز طریقے سے ہوئی۔ معاذ اللہ۔ یہود کے کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ یوسف النجار کے بیٹے تھے۔

ہم تو متی کو بھی یہود ہی کے قول کا شاہد اور اسی کا ماننے والا دیکھتے ہیں۔ ورنہ وہ کیونکر اس طرح شروع کرتا کہ "نسب مسیح داؤد تک بیان کرے گا"، پھر صرف یوسف النجار کا نسب داؤد تک بیان کرتا ہے اگر وہ اُن کی والدہ مریم کا نسب بیان کرتا تو بھی اس کے قول کے لیے ایک ظاہری مخرج ہوتا۔ اُس نے تو قطعاً مریم کا نسب بھی بیان نہیں کیا۔ اس کمینے کو شرم نہ آئی کہ اس نے جو چیز شروع کی تھی اس کی تحقیق کرتا۔

اس نے یوسف النجار کا نسب تمام کرنے کے بعد کہا ہے کہ رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا ہوئے۔ اور ابراہیم سے مسیح تک تمام لڑکے بیالیس ہوئے۔ اس ملعون نے اپنے کذب کو

Marfat.com

مؤکد و مستحکم کر دیا اور اس کو بھی کہ مسیح یوسف کے بیٹے ہیں۔ لامحالہ دو میں سے ایک بات ہے۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا کہ رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا ہوں۔ مسیح نہ تو کسی کے بیٹے ہوں نہ کسی کے باپ دادا کس طرح ابراہیم سے مسیح تک بیالیس[۴۲] لڑکے ہو سکتے ہیں جب کہ مسیح کو ان ولادات میں کوئی دخل نہ ہو سوائے اس قسم کے دخل کے جو انھیں اہل چین و اہل ہند و اہل طلغة و سقر و سقرال کی ولادت میں دخل ہے اور کوئی فرق نہیں۔ یہ زمانے بھر کی رسوائیاں ہیں جن کا وہی مرتکب ہو سکتا ہے جو تمام مخلوق میں ناپاک ترین ہو۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

ایک دوسرا کذب اور مزید جہل بھی ہے اور وہ اس کا یہ قول کہ ابراہیم سے داؤد تک چودہ باپ دادا ہوئے۔

یہ محض جھوٹ ہے کیونکہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ (باپ دادا) تیرہ[۱۳] تھے۔ ابراہیم[۱]۔ اسحاق[۲]۔ یعقوب[۳]۔ یہوذا[۴]۔ زارح[۵]۔ حضروم[۶]۔ ارام[۷]۔ عمیناذاب[۸]۔ نحشون[۹]۔ شلمون[۱۰]۔ بوعز[۱۱]۔ عوبیذ[۱۲]۔ اور یشائی[۱۳]۔ یہ تیرہ باپ دادا ہوئے پھر داؤد ہوئے۔ یہ ناجائز ہے کہ خود داؤد کو اپنے باپ دادا میں شمار کیا جائے۔ اور انھیں خود اپنا باپ بنایا جائے یہ بیان کی غلطی ہے

اس کے بعد کہا ہے کہ داؤد سے رحلت تک چودہ باپ دادا ہوئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ متی کی تصریح کے مطابق رحلت کرنے والے یخنیا تھے اور اسی کے قول کے مطابق سلتئیل ان کے یہاں رحلت کے بعد ہی پیدا ہوئے۔ اور وہ (باپ دادا) یہ تھے۔ شلمون[۱]۔ رجعام[۲]۔ ابیو[۳]۔ آشا[۴]۔ یہوشافاط[۵]۔ یہورام[۶]۔ احزیاہو[۷]۔ یوثام[۸]۔ احاز[۹]۔ احزیاہو[۱۰]۔ منشا[۱۱]۔ آموں[۱۲]۔ یوشیاہو[۱۳]۔ اور یخنیا[۱۴]۔ داؤد پہلے شمار کیے جا چکے ہیں۔ اگر انھیں یہاں بھی شمار کریں تو یہ لوگ اس سے پہلی فصل میں کذب کو ثابت کریں گے۔ اور اگر انھیں وہاں شمار کریں گے تو

Marfat.com

وہ اس دوسرے میں جھوٹ بولیں گے۔ یا یخنیا کو خود اپنا ہی باپ بنائیں گے۔ اور یہ بدحواسی ہے۔

اس کے بعد کہا ہے کہ رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا تھے۔ یہ وہ فصل ہے جس نے دو بڑے بڑے جھوٹ جمع کر دیے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب صلتیئیل کو شمار کر لیا جائے تو پھر ان کے بعد سے یوسف النجار تک صرف بارہ ہی آدمی ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں صلتیئیل۔ رو بابیل۔ ابیوذ۔ الیاخیم۔ آزور۔ صادوق۔ اخیم۔ الیوذ۔ الیعازار۔ ماتان۔ یعقوب اور یوسف۔ اگر ان میں یخنیا کو بھی شمار کیا جائے تو یہ لوگ تیرہ ہوئے۔ حالانکہ وہ چودہ کہتا ہے۔ لہذا اس حماقت و گمراہی پر تعجب کرو۔ اور اس شخص کی شیخی پر تعجب کرو جس کے نزدیک یہ جائز ہے اور وہ اسے دین سمجھتا ہے۔ ۱۲

اگر اس کی مراد یہ ہو کہ یہ لوگ مسیح کے باپ دادا تھے۔ تو یوسف مسیح کے والد ہوئے۔ حالانکہ ان کے نزدیک یہ کافر ہونے کے لیے کافی ہے (کہ مسیح کو بجائے ابن اللہ کے ابن یوسف کہا جائے) تو پھر متی کافر ہوا یا جھوٹا اور جاہل ہوا۔ ان میں سے ایک بات ضروری ہے۔

پھر اس کا یہ کہنا کہ ابراہیم سے مسیح تک بیالیس بچے ہوئے۔ یہ بھی کھلا ہوا جھوٹ اور شدید جہل ہے۔ اس لیے کہ جب ابراہیم کو شمار کیا جائے اور ان کے بعد سے یوسف تک اور یوسف کو بھی شمار کیا جائے تو بھی یہ لوگ صرف چالیس ہوتے ہیں۔ لہذا اس شخص سے تعجب کرو جو اس حماقت کو دین الٰہی بتائے اور اپنی سلامت پر اللہ کی حمد کرو۔

یہ وہ رسوا کن جھوٹ ہے جو نسب داؤد علیہ السلام میں نحشون بن عمینا ذاب تک ہے۔ اس لیے کہ ان کی توریت کی تصریح کے مطابق نحشون ہی وہ ہیں جو مصر سے نکلے تھے۔ اور یہی بنی یہوذا کے مقدم و پیشوا تھے۔ نص توریت کے مطابق یہ بیت المقدس میں

Marfat.com

داخل نہیں ہوئے۔ اس لیے کہ مصر سے نکلنے والوں میں جو لوگ بیس سال یا زیادہ عمر کے تھے وہ سب کے سب وادی یتہ میں مر گئے۔

جب ولادات کو شلمون بن نحشون سے جو سرزمین بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے داؤد علیہ السلام تک شمار کیا جائے تو یہ لوگ صرف چار پائے جائیں گے۔ اور وہ داؤد بن یشای بن عوبیذ بن بوعذ بن شلمون ہیں۔ داؤد وہ ہیں جو مصر مذکور میں داخل ہوئے تھے۔ یہود و نصاریٰ ساتھ ہی ساتھ اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ شمعون مذکور کے یوشع و بنی اسرائیل کے ہمراہ ارض مقدس میں داخل ہونے سے داؤد علیہ السلام کی ولادت تک پانچ سو تہتر[۵۷۳] برس کا زمانہ تھا۔

اس بنا پر یہ کہنا پڑے گا کہ شمعون جب ارض مقدس میں داخل ہوئے ان کی عمر ایک سال سے بھی کم تھی۔

یہ بھی کہنا پڑے گا کہ ان میں سے کسی کا بھی مذکورہ بالا لڑکا اس کی ایک سو انچاس[۱۴۹] برس کی عمر سے کم میں پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ ان کی کتابیں مثلاً کتاب ملاخیم و کتاب براہیامیم وغیرہ شہادت دیتی ہیں اور اس امر کا یقین دلاتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص ایک سو تیس[۱۳۰] برس بھی زندہ نہ رہا سوائے یہوراع کاہن ہارونی کے۔ یہ کس قدر جھوٹ اور کیسی رسوائی اور کس قدر عظیم الشان بدنامی ہے۔ کہ یہ لوگ ایک جھوٹ سے فرصت نہیں پاتے کہ دوسرے میں پھنس جاتے ہیں اور ایک خرابی سے بچنے نہیں پاتے کہ دوسری خرابی میں آجاتے ہیں۔ ونعوذ باللہ من البلاء (امتحان و مصیبت سے خدا کی پناہ)۔

تعجب کرو کہ اس جھوٹے نے اپنی کتاب و تالیف کس غرض کے لیے شروع کی تھی اور جمع کیا کر دیا۔ یہ فصل باوجود اپنے اختصار کے اور چند سطریں ہونے کے کذب و جہل سے بھری پڑی ہے۔

Marfat.com

احسن ما فی خالد وجهه ⁂ فقس علی الغائب بالشاهد

(خالد میں جو چیز سب سے اچھی ہے وہ اس کا چہرہ ہی ہے (جو بہت ہی خراب ہے) ۔ لہذا حاضر سے غائب پر قیاس کر لو) (کہ جو اس کی اچھی سے اچھی چیز ہے یعنی چہرہ جب وہی اچھا نہیں تو بھلا اس کے اور اعضا کیا اچھے ہوں گے اسی طرح انجیل کی جب ابتدا ہی جھوٹ سے ہوئی ہے اور وہ بھی تاریخی و بدیہی واقعات وانساب میں تو پھر عقائد و اعمال مذہب کا کیا حال ہو گا۔)

لوقا طبیب نے اسی کے باب ثالث میں مسیح علیہ السلام کا نسب بیان کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ یہ گمان کیا جاتا تھا کہ وہ یوسف النجار کے بیٹے تھے جن (یوسف) کا نسب عالی سے تھا، عالی کا ماثان سے، ماثان کا لاوی سے، لاوی کا ملکی سے، ملکی کا متاع سے، متاع کا یوسف سے، یوسف کا متاثیا سے، متاثیا کا حاموص سے، حاموص کا ماحوم سے، ماحوم کا اشلا سے۔ اشلا کا ابحا سے، ابحا کا ماہات سے، ماہات کا ہینشا سے، ہینشا کا شمعی سے، شمعی کا مصداق سے، مصداق کا یہندع سے۔ یہندع کا یوحنا سے۔ یوحنا کا ایشا سے۔ ۱۴
ایشا کا زربائیل سے، زربائیل کا صلتئیل سے صلتئیل کا یبزی سے، یبزی کا ملکی سے، ملکی کا اوی سے، اوی کا اربیع سے، اربیع کا قرصام سے، قرصام کا الموادان سے، الموادان کا ہار سے، ہار کا یشوع سے، یشوع کا یونا سے، یونا کا الیاخیم سے، الیاخیم کا ملکا ایاز سے، ملکا ایاز کا یمتاع سے، یمتاع کا متاثا سے، متاثا کا ناثان سے ناثان کا نسب داؤد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ پھر لوقا نے داؤد کا نسب حرف بحرف وہی بیان کیا ہے جو متی نے بیان کیا ہے۔

ذرا اس مصیبت پر غور تو کرو جو ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ کہ وہ کیسی بیہودہ کیسی وحشتناک، کیسی گندی کیسی ناپاک کیسی رذیل اور کیسی ذلیل ہے۔ متی کذاب مسیح کو یوسف النجار کی طرف منسوب کرتا ہے

Marfat.com

پھر یوسف کو اُن بادشاہوں کی طرف منسوب کرتا ہے جو سلیمان بن داؤد علیہا السلام کی اولاد سے تھے۔ لوقا یوسف النجار کو اُن باپ دادا کی طرف منسوب کرتا ہے جو متی کے بیان کے علاوہ ہیں۔ یہانتک کہ وہ یوسف کو ناثان بن داؤد تک نکال لے جاتا ہے جو سلیمان بن داؤد کے بھائی تھے۔

لامحالہ یہ ضروری ہے کہ دو میں سے ایک نسب غلط ہو۔ اور متی یا لوقا جھوٹا ہو۔

یا یہ ہے کہ دونوں نسب جھوٹے ہیں تو یہ دونوں ملعون جھوٹے ہیں۔

یہ قطعاً ناممکن ہے کہ دونوں نسب سچے ہوں۔ حالانکہ ان لوگوں کے نزدیک (اللہ ان کے چہرے درست کرے، ان کی صورتیں ٹھیک کرے، ان پر مصیبت لائے، اور ہلاکت و لعنت نازل کرے) لوقا بھی بزرگی میں تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے۔

ان کی اناجیل کا یہ حال ہے۔ بس اے مومنین سلامت و حفاظت پر اللہ کا شکر کرو۔

ان کے گمراہ کرنے والے اکابر میں سے جو گزر چکے ہیں، بعض نے کہا ہے کہ ان دونوں نسبوں میں سے ایک تو نسب ولادت ہے اور دوسرا نسب اس شخص کا ہے جس نے انھیں متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جیسا کہ زمانہ قدیم میں بنی اسرائیل میں ہوا کرتا تھا کہ جو شخص لاولد مر جاتا تھا اور اس کی عورت سے کوئی دوسرا شادی کر لیتا تھا تو اس عورت کے یہاں اس زندہ شوہر سے جو اولاد ہوتی تھی وہ مردہ شوہر کی طرف منسوب ہوتی تھی۔

ان میں سے جو بھی ہمارے سامنے یہ مجنونانہ جواب پیش کرے گا ہم اس سے کہیں گے اس جواب کو کس نے تم سے کہا۔ اور تم نے لوقا یا متی کے لیے اس کو کہاں پایا۔ دعویٰ کرنے سے تو کوئی بھی

Marfat.com

عاجز نہیں اگر دلیل سے اس کی تائید نہ ہو تو وہ باطل ہوتا ہے۔

ان دونوں نسبوں میں کونسا نسب ولادت ہے اور کونسا نسب اضافت۔ وہ جو بھی جواب دے اس پر اس کے قول کو واپس کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ دعویٰ بھی بلا دلیل ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ لوقا نے یہ نہیں کہا کہ فلاں کے یہاں فلاں پیدا ہوا جیسا کہ اسے متی نے کہا ہے۔ بلکہ لوقا نے کہا ہے کہ "وہ منسوب ہے عالی کی طرف" ہم کہیں گے کہ اس نے اسی طرح عالی کے باپ دادا کے متعلق بھی کہا ہے۔ ایک باپ سے دوسرے باپ تک یہاں تک کہ داؤد تک، پھر ابراہیم تک پھر نوح تک، پھر آدم تک۔ برابر برابر، نام بنام، ایک باپ کے بعد دوسرا باپ۔ کوئی فرق نہیں۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ داؤد کا ابراہیم سے ابراہیم کا نوح سے، نوح کا آدم سے نسب بھی اضافی ہی ہے حقیقی نہیں ہے۔ جیسا کہ تم یوسف سے عالی تک کہتے ہو۔ یہ عجیب بات ہے۔ جب انھیں اس دعوے کے صحیح ثابت کرنے کی گنجایش نہیں تو یہ کذب ہے۔ اور دو میں سے ایک نسب میں کذب کھلم کھلا واضح ہو گیا۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

ایک ہی واقعے میں متی کا بیان اور ہے

انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے کہ پھر یسوع یعنی مسیح بیابان میں چلے گئے اور وہاں انھیں روح القدس لے گئے اور وہیں ٹھیرے رہے کہ ابلیس ان کا اپنے طور پر امتحان کرے۔ پھر جب چالیس دن رات گزر گئے تو وہ بھوکے ہوئے تو ابلیس ان کے پاس آ کے کھڑا ہوا اور ان سے کہا کہ اگر تم اللّٰہ کے بیٹے ہو تو ان پتھروں کو حکم دو، یہ تمھارے لیے روٹی بن جائیں گے۔
۱۴ یسوع نے کہا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ انسان کی زندگی صرف روٹی ہی سے نہیں ہے۔ ہر اس کلمے میں ہے جو اللّٰہ تعالیٰ کے منہ سے نکلے۔

Marfat.com

اس کے بعد ابلیس مدینۂ مقدسہ میں آیا، وہ (یسوع) اس کی عمارت کے بالائی حصے پر کھڑے ہوئے تھے، اس نے ان سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو تم اوپر سے گرا دیے جاؤ گے کیونکہ لکھا ہوا ہے کہ فرشتے بھیجے جائیں گے جو تم کو روک لیں گے اور تمھاری حفاظت کریں گے۔ یہانتک کہ تمھارے قدم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ یسوع نے اسے جواب دیا اور اس سے کہا کہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص بندے کو اس کے خدا پر قیاس نہ کرے گا۔ دوبارہ ابلیس ان کے پاس آیا اور وہ ایک بلند پہاڑ کے بالائی حصے پر تھے، اس نے ان کے سامنے تمام دنیا کی زینت اور اس کا شرف ظاہر کیا اور ان سے کہا کہ اگر تم مجھے سجدہ کرو تو میں تمھیں اس سب کا مالک بنا دوں گا جو تم دیکھتے ہو۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ اے مناق اپنے قدم چلا جا۔ کیونکہ یہ لکھ دیا گیا ہے کہ کوئی شخص سوائے آقا کے جو اس کا خدا ہے کسی کی عبادت نہ کرے۔ اور نہ اس کے سوا کسی کی خدمت کرے۔ بس اس وقت ابلیس ان سے مایوس ہو گیا۔ ان کے پاس سے ہٹ گیا۔ ملائکہ آ گئے اور انھوں نے ان کی خدمت اپنے ذمے لے لی۔

لوقا کا بیان اور ہے

انجیل لوقا کے باب چہارم میں ہے کہ یسوع اُردن سے اس طرح روانہ ہوئے کہ روح القدس ان کے اندر سمایا ہوا تھا۔ روح القدس انھیں چٹ پر میدان لے گیا۔ وہ اس میں چالیس روز ٹھیرے ابلیس نے اپنے طور پر ان کا امتحان لیا، یسوع نے ان چالیس دنوں میں کچھ نہیں کھایا، جب انھوں نے اس (چلہ) کو پورا کر لیا تو انھیں بھوک لگی۔ ابلیس نے ان سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو اس پتھر کو حکم دو کہ روٹی بن جائے۔ یسوع نے اسے جواب دیا اور اس سے کہا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ آدمی کی زندگی

Marfat.com

صرف روٹی ہی نہیں ہے۔ ہر اس کلمے میں ہے جو اللہ کے لیے ہو۔ ابلیس نے انھیں ایک بلند و عالی پہاڑ کا راستہ بتایا' اسی وقت ایک فرشتے نے ساری دنیا ان کے آگے پیش کی اور ان سے کہا کہ میں تمھیں اسی سلطنت کا مالک بنادوں گا اور تمھیں اس کی بزرگی دیدوں گا اس لیے کہ میں اس کا مالک ہوں اور میں اس کو دوں گا جو میری موافقت کرے۔ اگر تم مجھے سجدہ کرو تو پھر یہ سب تمھارا ہی ہوگا۔ یسوع نے اُسے جواب دیا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ تم اپنے آقا کی جو تمھارا خدا ہے عبادت کرنا اور اسی کی خدمت کرنا۔ وہ انھیں برشام لے گیا اور انھیں اس پر چڑھادیا اور گھر کے بالائی حصے پر ایک پتھر پر انھیں کھڑا کردیا اور ان سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو یہاں سے گرو۔ اس لیے کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ تمھارے بچانے اور ہاتھوں میں اٹھانے کے لیے فرشتے بھیجے گا یہاں تک کہ تمھارے قدم میں پتھر کی چوٹ بھی نہ لگے گی اور نہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچے گی۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ تم اپنے معبود آقا کا امتحان نہ لینا۔

شیطان نے خدا کے بیٹے کی رہنمائی کی

اس فصل میں چند عجائب ہیں کہ ان سے زیادہ عبرتناک سننے میں نہیں آئے۔ سب سے پہلے ایک ایسے شخص کا جو ان لوگوں کے نزدیک سچا ہے یہ تسلیم کرنا ہے کہ ابلیس نے مسیح کی رہنمائی کی اور وہ اس کے مطیع ہو گئے اور اس کے ساتھ چلے گئے۔ ایک مرتبہ بلند پہاڑ کی طرف اور دوسری مرتبہ اس نے بیت المقدس کی ایک بلند چٹان کی طرف ان کی رہبری کی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جب ابلیس نے مسیح کی رہنمائی کی تو انھوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس سے خالی نہیں کہ جب اس نے ان کی رہنمائی کی تو انھوں نے مطیع و سامع ہو کر اس کی رہنمائی قبول کی۔

Marfat.com

ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ وہ شیطان کے حکم کے ماتحت گھوم رہے تھے۔ واللہ یہ مرتبہ تو بڑا ہی رذیل مرتبہ ہے۔

یا یہ ہو کہ اس نے زبردستی ان کی رہنمائی کی ہو، تو یہ مرتبہ بھی ان پچھاڑے ہوئے لوگوں کا ہے جنھیں شیطان دیوانہ بنا دیتا ہے۔ انبیاء ان دونوں حالتوں سے بری ہیں۔ چہ جائیکہ جو ان کے دعوے کے مطابق خدا اور خدا کا بیٹا ہو۔ اس بدحواسی سے زیادہ احمقانہ بات کبھی سننے میں نہ آئی ہوگی۔ ہم اللہ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

پروردگار سے سجدے کا مطالبہ

پھر دوسری قیامت بھی ہے۔ ان انتہائی حماقت والوں کے نزدیک ابلیس کیسے طمع کر سکتا ہے کہ اس کا خالق اسے سجدہ کرے گا، اس کا رب اس کی عبادت کرے گا اور وہ اس کے آگے جھکے گا جس میں لاہوت کی روح ہے۔ ابلیس اپنے رب اور اپنے خدا کو کیسے اس کی دعوت دے سکتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے واللہ میں تو یقین کرتا ہوں کہ ابلیس کا کفر اور اس کی حماقت کبھی اس درجے کو نہیں پہنچ سکتی۔ یہ ایک دائمی مصیبت ہے۔

پروردگار کو للچانا

ایک اور تعجب ہے کہ ابلیس دنیا کے رب کو، اس کے خالق کو، اس کے اور اپنے مالک کو، اس کے اور اپنے معبود کو کیسے یہ امید دلا سکتا ہے کہ وہ اسے زینت دنیا کا مالک بنا دے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا
ہمارے عوام کہیں کہ اسے اپنی روٹی کا ایک ٹکڑا دیدے۔ یہ ۱۵
وہ وساوس ہیں کہ جس کی زبان سے جاری ہوں وہ شفاخانے میں رہنے کا مستحق ہے۔ یا وہ نفس پرست کافر احمقوں کی قوم کو دین سے برگشتہ کرنے والا ہے۔ جو انھیں گرانا ہے اٹھاتا نہیں۔

Marfat.com

جو اللہ چاہتا ہے ہوتا ہے۔

اگر وہ کہیں کہ ابلیس نے محض ناسوت کو دعوت دی اور اس نے صرف اسی کو مراد لیا۔ تو ہم کہیں گے کہ تمہارے نزدیک لاہوت و ناسوت متحد ہیں یعنی یہ دونوں ملکر شے واحد بن گئے ہیں۔ مسیح تو تمہارے نزدیک خدائے معبود ہیں۔ یہاں تم کہتے ہو کہ ابلیس نے مسیح کی رہنمائی کی۔ اور مسیح اس کے مطیع ہو گئے۔ ابلیس نے انھیں اپنی عبادت اور اپنے سجدے کی دعوت دی سلطنت دنیا کا شوق دلایا، مسیح سے اس نے کہا اور مسیح نے اس سے کہا، یا یسوع سے اس نے کہا اور یسوع نے اس سے کہا، بقول تمہارے ابلیس نے محض ناسوت کو خطاب کیا، یعنی نصف۔ اس نے صرف نصف یسوع و نصف مسیح کو خطاب کیا اور اس نے زینت دنیا کا صرف نصف مسیح کو شوق دلایا۔ تو لوقا و متی بہر حال جھوٹے ہوئے اور اہل کذب یہی دونوں ہو گئے۔ اور کیونکر نہ ہوں حالانکہ ان دونوں کے کلام کی تصریح نے ان کی زبانوں کو قطع کر دیا ہے۔ کہ اس سے جہنم میں روکا جائے گا۔ یہ لازم آتا ہے کہ ابلیس نے لاہوت ہی کو دعوت دی تھی اس لیے کہ اس نے ان سے یہ کہا تھا کہ "اگر تم ابن اللہ ہو تو ایسا کرو۔"

اگر اناجیل میں صرف یہی ایک تاریک نصل ہوتی جب بھی کافی ہوتا چہ جائیکہ اس میں اس کے بہت سے نظائر ہیں۔ اور ہم سلامت پر اللہ کی حمد کرتے ہیں۔

صفات مشترکہ پر فخر کیسا؟

اسی فصل میں ہے جس پر ہم نے کلام کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام روح القدس سے بھر گئے، اور انجیل لوقا کے شروع باب میں ہے کہ یحییٰ بن زکریا شکم مادر میں روح القدس سے بھر گئے اور والدہ یحییٰ بھی روح القدس سے بھر گئیں۔ ہم تو مسیح کے لیے روح القدس سے

Marfat.com

کوئی خاص بات نہیں سمجھتے سوائے اس کے جو یحییٰ و والدۂ یحییٰ کے لیے روح القدس سے ہے اور کوئی فرق نہیں۔ تو پھر مسیح کو ان دونوں پر کونسی فضیلت ہوئی۔

متی بخلاف مرقس

انجیل متی کے باب ثالث میں ہے کہ جب مسیح کو یحییٰ بن زکریا کے قید کی خبر پہنچی تو وہ جلجال میں چلے گئے اور شہر ناصرہ کو خالی کر دیا، سمندر کے کنارے کوہ ناحوم بین زابلون و نفتالی کے ساتھ سکونت اختیار کر لی کہ اشعیا نبی کی پیشگوئی کو پورا کریں، کیونکہ انھوں نے کہا تھا کہ سرزمین زابلون و نفتالی اور سمندر کا وہ راستہ جو اردن کے پیچھے ہے اور جلجال الاجناس اور وہاں جو لوگ تاریکی میں ہوں گے وہ سب نور عظیم دیکھیں گے۔ اور جو وہاں موت کی تاریکیوں میں رہتا ہو گا ان سب پر نور نمودار ہو گا۔ اسی مقام سے یسوع نے نصیحت شروع کی اور کہا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی سلطنت قریب ہے جس وقت وہ بحر جلجال کے کنارے جا رہے تھے کہ یکایک انھوں نے دو بھائیوں کو دیکھا جن میں ایک کا نام شمعون باطرہ تھا اور دوسرے کا اندریاس۔ یہ دونوں شکاری تھے اور سمندر میں اپنے جال ڈال رہے تھے۔ یسوع نے ان دونوں سے کہا کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو لو تو میں تم دونوں کو شکاری آدمی بنا دوں گا۔ ان دونوں نے اسی وقت اپنے جال چھوڑ دیے اور دونوں ان کے ساتھ ہو لیے۔ یسوع نے اس مقام سے حرکت کی، انھوں نے اور دو بھائیوں کو دیکھا، یہ دونوں یعقوب و یوحنا بن سبذائے تھے جو ایک کشتی میں اپنے والد کے ہمراہ تھے اور اپنے جال تیار کر رہے تھے۔ یسوع نے ان دونوں کو بلایا، اسی وقت ان دونوں نے اپنے جال اور اپنے والد اور اپنے سامان کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ ہو لیے۔

یہ حرف بحرف کلام متی کی تصریح ہے جو اس کی انجیل میں ہے۔

Marfat.com

۱۶ **مرقس بخلاف متی**

انجیل مارقس کے شروع باب میں ہے کہ اُس نے کہا ہے کہ یحییٰ پر مصیبت آنے کے بعد یسوع اللہ کی سلطنت میں جلجال میں آئے اور کہا کہ زمانہ پورا ہو گیا اور اللہ کی سلطنت قریب آ گئی۔ لہٰذا توبہ کرو اور انجیل کو قبول کرو۔ جب وہ بحر جلجال کے قریب سے گزرے تو انھوں نے شمعون و اندریاس کو دیکھا' یہ دونوں سمندر میں اپنے جال ڈال رہے تھے اور دونوں شکاری تھے۔ ان سے یسوع نے کہا کہ میرے ساتھ ہو لو تو میں تم دونوں کو دو آدمیوں کے لیے شکاری بنا دوں گا۔ ان دونوں نے اُسی وقت جال چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ ہو لیے۔ اس کے بعد یسوع کچھ ہی ٹھیرے تھے کہ انھوں نے یعقوب بن زبدی اور اُن کے بھائی یوحنا کو دیکھا۔ یہ دونوں کشتی میں اپنے جال درست کر رہے تھے۔ یسوع نے ان دونوں کو بلایا تو ان دونوں نے اپنے بچوں کو دو مزدوروں کے ہمراہ اجرت پر کشتی میں چھوڑ دیا اور یسوع کے ساتھ ہو لیے۔

یہ مارقس کے کلام کی حرف بحرف تصریح ہے جو اس کی انجیل میں ہے۔

لوقا بخلاف ہر دو

انجیل لوقا کے باب چہارم میں کہا ہے کہ۔ اور جس وقت چند جماعتیں اکٹھا تھیں کہ ان پر کلام اللہ سننے کے شوق کا غلبہ ہوا۔ اور وہ (یسوع) اُس وقت بحر بشیرات کے کنارے کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک انھوں نے سمندر میں دو کشتیاں دیکھیں جن سے ان کے بیٹھنے والے اپنے جال دھونے کے لیے اترے۔ اُن میں سے ایک کشتی میں جو شمعون کی تھی یسوع داخل ہوئے' انھوں نے شمعون سے خواہش کی کہ وہ انھیں ساحل سے تھوڑی دور لیجائیں۔ وہ کشتی میں بیٹھ گئے اور ان جماعتوں کو نصیحت کرنے لگے۔ جب انھوں نے

Marfat.com

نصیحت بند کردی تو شمعون سے کہا کہ گہرائی سے ہٹ جاؤ اور تم لوگ شکار کے لیے اپنے جال ڈال دو۔ شمعون نے ان سے کہا کہ اے معلم (استاد) ہم لوگوں نے ساری رات مشقت اٹھائی اور کچھ نہ پایا، پھر بھی تمھارے حکم اور تمھارے کہنے سے جال ڈالتے ہیں۔ جب انھوں نے اسے ڈالا تو بہت سی بڑی بڑی مچھلیاں پھنس گئیں کہ قریب تھا ان کی کثرت کی وجہ سے جال پھٹ جائے ان لوگوں نے دوسری کشتی والوں سے مدد مانگی اور ان سے درخواست کی کہ اس کے نکالنے میں مدد کریں یہ سب لوگ اس پر اکٹھا ہو گئے اور ان سے دونوں کشتیاں بھر دیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ دونوں غرق ہو جائیں۔ جب شمعون باطرہ نے اسے دیکھا تو یسوع کو سجدہ کیا اور کہا کہ اے میرے آقا آپ میری طرف سے نکال دیجیے اس لیے کہ میں ایک گناہگار انسان ہوں، اور یہ اور ان کے تمام ساتھی بکثرت مچھلیاں پانے کی وجہ سے حیرت میں تھے اور یعقوب و یوحنا فرزند ان زبدی بھی حیران تھے۔ یسوع نے شمعون سے کہا کہ تم نہ ڈرو تم آج دو آدمیوں کا شکار کرو گے۔ یہ سب لوگ اپنی کشتی سے ساحل کے دوسرے کنارے پر نکل آئے اور ان لوگوں کا جو کچھ تھا سب چھوڑ دیا اور یسوع کے ساتھ ہو لیے۔

یہ کلام لوقا کی حرف بحرف تصریح ہے جو انجیل میں ہے۔

یوحنا سب کے خلاف

انجیل یوحنا بن سیذای کے باب اول میں کہا ہے کہ دوسرے روز یحییٰ بن زکریا المعمدان کھڑے تھے اور ان کے شاگردوں میں سے دو شاگرد بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انھوں نے یسوع کو پیادہ چلتے دیکھا تو کہا کہ یہ (یعنی یسوع) اللہ کا بچہ ہے۔ ان کے اس کلام کو دونوں شاگردوں نے سنا اور وہ دونوں یسوع کے ساتھ ہو لیے۔ یسوع نے جب انھیں اپنے ساتھ آتے دیکھا تو ان کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہوئے اور کہا تم دونوں کیا ڈھونڈتے ہو۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ اے معلم آپ کا ٹھکانا کہاں ہے۔ یسوع نے کہا کہ آؤ اور دیکھو۔ یہ دونوں اُن کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ ان دونوں نے ان کا ٹھکانا دیکھا اور اس دن رات کو یہ دونوں انھیں کے پاس رہے۔ اور یہ دونوں دس بجے تک رہے۔ دونوں شاگردوں میں سے جو یسوع کے ساتھ ہو لیے تھے ایک اندریاس برادر شمعون باطرہ تھے جو بارہ میں سے ایک تھے۔ پھر شمعون اپنے بھائی سے ملے، وہ بھی اُن دو میں سے ایک تھے جنھوں نے
۱۷ یحییٰ سے سنا تھا اور ان کے ساتھ ہو لیے تھے جبکہ انھوں نے یسوع کو دیکھا اور اُن سے کہا تھا کہ ہم نے مسیح کو پا لیا۔ پھر وہ انھیں اپنے پاس لے گئے۔ جب مسیح نے انھیں دیکھا تو اُن سے کہا کہ تم شمعون بن یوحنا ہو۔ اور تمھارا نام صفا ہے۔ اس (صفا) کا ترجمہ پتھر ہے

یہ حرف بحرف کلام یوحنا کی تصریح ہے جو اس کی انجیل میں ہے۔

کیا کیا حماقتیں ہیں

ذرا ان رسوائیوں پر غور اور تعجب کرو۔ متی اور مارقش اس پر متفق ہیں کہ شمعون باطرہ اور اُن کے بھائی اندریاس فرزندان یوحنا کی مسیح سے سب سے پہلی ملاقات یحییٰ بن زکریا کے قید ہونے کے بعد ہوئی۔ جب کہ مسیح نے ان دونوں کو اس حالت میں پایا کہ یہ دونوں شکار کے لیے سمندر میں اپنے جال ڈال رہے تھے۔

لوقا کہتا ہے کہ یسوع نے سب سے پہلے ان دونوں کو اس وقت پایا جب یہ دونوں ان کے ساتھ ہو گئے جس وقت مسیح نے انھیں اس طرح پایا کہ وہ دونوں کشتی سے اپنے جال دھونے کے لیے اترے تھے۔ اور دونوں کے دونوں رات بھر کے تھکے ہوئے تھے اور انھیں کوئی شکار نہ ملا تھا۔

Marfat.com

یوحنا کہتا ہے کہ سب سے پہلے جب یہ دونوں اُن کے ساتھ ہوگئے وہ وقت تھا کہ جب اندریاش برادر شمعون باطرہ نے انھیں دیکھا تھا اور وہ (اندریاش) یحییٰؑ بن زکریا کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ یحییٰؑ کے شاگرد تھے۔ یحییٰؑ اس زمانے میں لوگوں کے لیے ستون کھڑا کر رہے تھے۔ جب اندریاش نے یحییٰؑ کو مسیح کو دیکھنے کے وقت یہ کہتے سنا کہ یہ اللہ کا بچہ ہے تو انھوں نے یحییٰؑ کو چھوڑ دیا اور مسیحؑ کے ساتھ ہولیے۔ یہ دس بجے کا وقت تھا۔ اُس شب کو انھیں کے پاس رہے۔ پھر اپنے بھائی شمعون باطرہ کے پاس گئے اور انھیں خبر دی اور انھیں بھی مسیحؑ کے پاس لائے اور وہ بھی مسیح کے ساتھ رہے اور یہ ان کی مسیحؑ کے ساتھ سب سے پہلی صحبت تھی۔

ان میں سے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ باطرہ اور ان کے بھائی اندریاش کی مسیحؑ کے ساتھ سب سے پہلی ملاقات یحییٰؑ بن زکریا کے قید ہونے کے بعد ہوئی۔ اور یہ متی و مارقش کا قول ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ شمعون باطرہ اور اندریاش کی مسیحؑ سے سب سے پہلی ملاقات یحییٰؑ کے قید ہونے سے پہلے ہوئی۔ اور یہ یوحنا کا قول ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ باطرہ و اندریاش کی مسیحؑ سے سب سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ مسیحؑ نے ان دونوں کو شکار کے لیے اپنے جال سمندر میں ڈالتے دیکھا اور ان دونوں نے جال چھوڑ دیے اور دونوں اسی وقت سے مسیحؑ کے ساتھ ہو گئے، اور یہ قول متی و مارقش کا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ باطرہ و اندریاش کی مسیحؑ سے سب سے پہلی ملاقات جب ہوئی کہ جب اندریاش نے انھیں دیکھا اور وہ یحییٰؑ کے ساتھ کھڑے تھے اور وہ اس زمانے میں یحییٰؑ کے شاگرد تھے۔ انھوں نے مسیح کو پیادہ جاتے دیکھا تو یحییٰؑ نے کہا کہ یہ اللہ کا

Marfat.com

بچہ ہے۔ اندریاس نے یحییٰؑ کو چھوڑ دیا اور اسی وقت سے مسیحؑ کے ساتھ ہو گئے۔ پھر وہ اپنے بھائی شمعون کے پاس گئے اور انھیں آگاہ کیا کہ انھوں نے مسیحؑ کو پا لیا ہے اور وہ انھیں بھی مسیحؑ کے پاس لائے اور وہ بھی اسی وقت سے مسیحؑ کے ساتھ ہو گئے اور یہ قول یوحنا کا ہے۔

یہ چار جھوٹ ہیں جو ایک ہی واقعے میں ہیں۔

پہلا جھوٹ تو اس وقت کے بارے میں ہے کہ سب سے پہلے جس میں ان دونوں کی مسیحؑ سے ملاقات ہوئی۔

دوسرا جھوٹ اس مقام میں ہے جہاں سب سے پہلے ان لوگوں کی مسیحؑ سے ملاقات ہوئی ہے۔

تیسرا جھوٹ ان لوگوں کا مسیحؑ سے ملاقات کی ترتیب میں ہے کہ آیا وہ دونوں ساتھ ساتھ ملے یا پہلے ایک ملا پھر دوسرا۔

چوتھا جھوٹ اس حالت کی صفت میں ہے جس پر مسیحؑ نے ان دونوں کو سب سے پہلی ملاقات میں پایا۔

ہم یہ بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ یہ چاروں اختلافات بلاشک کذب ہیں۔ اس قسم کی بات کا اللہ عزوجل کی جانب سے ہونا یا کسی نبی کی طرف سے ہونا یا کسی مرد صادق کی طرف سے ہونا قطعاً ناممکن ہے۔ یہ کسی کذاب و نفس پرست کی طرف سے ہے جو اس کی پروا نہیں کرتا کہ وہ کیا کہتا ہے۔

اس میں سب سے زیادہ عجیب و غریب ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ یوحنا بن سیدای نے انجیل متی کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا۔ جب یوحنا نے انجیل متی میں یہ قصے اس کے خلاف دیکھے ہوں گے جو اس کے پاس تھے تو لامحالہ یہ سمجھ گیا ہو گا کہ متی کا قول جھوٹا ہے یا یہ سمجھا ہو گا کہ وہی سچ ہے۔ دو میں سے ایک

Marfat.com

بات کا ہونا ضروری ہے۔

۱۸ اگر متی کا قول جھوٹا تھا تو یوحنا نے اسے جائز سمجھا کہ وہ اپنے ایسے بزرگ ساتھی کا جو ان کے یہاں موسیٰ و بقیہ انبیاء سے بھی بڑا ہے کذب بیان کرے۔

اگر متی کا قول حق ہے تو یوحنا نے ان واقعات میں جن کو اس نے اپنی انجیل میں بیان کیا کذب لانے کا قصد کیا۔ ان دو میں سے ایک بات ضروری ہے اور صرف یہی ایک بات اس امر کے واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ کذابین وملعونین کی بنائی ہوئی یہ انجیلیں جن کے چہرے برے ہوں اور انھیں اللہ کی لعنت گھیرے رہے۔

ادعائے تکمیل تورات وصحف انبیاء

انجیل متی کے باب چہارم میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ میں توریت کو اور کتب انبیاء کو توڑنے کے لیے آیا ہوں میں تو ان سب کے پورا کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں حق ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ آسمان و زمین کے فنا ہونے تک توریت کی ایک باء (ب) اور نہ کوئی اور حرف فنا ہوگا۔ یہانتک کہ سب تکمیل ہو جائے گا۔ جو شخص ایک چھوٹا سا عہد بھی حلال کرے گا اور لوگوں کو اس کے حلال کرنے پر آمادہ کرے گا تو وہ آسمانوں کی سلطنت میں اسے حقیر پکارا جائے گا۔ جو اسے پورا کرے گا اور لوگوں کو اس کے پورا کرنے پر آمادہ کرے گا اُسے آسمانوں کی سلطنت میں عظیم پکارا جائے گا۔

انجیل متی کے سولھویں باب میں ہے کہ زمین و آسمان بدل جائیں مگر میرا کلام نہیں بدلے گا۔

کیا خوب تکمیل کی

یہ وہ نصوص ہیں جو توریت کے قیام ودوام کو

Marfat.com

چاہتی ہیں اور نسخ سے بالکل روکتی ہیں۔

نقض تورات

فصل اول مذکور کی چند ہی سطر گزری تھیں کہ متی نے بیان کیا ہے کہ مسیحؑ نے لوگوں سے کہا کہ یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے اسے چاہیے کہ وہ طلاق نامہ لکھدے" اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو اپنی عورت کو طلاق دے گا وہ زنا ہی کے لیے طلاق دے گا کیونکہ اس نے اس عورت کے لیے زنا کی راہ بنا دی اور جو مطلقہ عورت سے نکاح کرے گا وہ زنا کرے گا۔" حالانکہ یہ اس توریت کے حکم کا توڑنا ہے جس کے متعلق بیان کیا تھا کہ وہ اسے توڑنے نہیں آئے بلکہ اسے پورا کرنے آئے ہیں۔

پھر یہ لوگ پولس ملعون سے حکایت کرتے ہیں کہ اس نے ختنہ کرنے سے منع کیا حالانکہ وہ شرائع توریت میں سب سے زیادہ تاکیدی حکم ہے۔

شمعون باطرہ سے جس پر خدا کا غضب ہے حکایت کرتے ہیں کہ اس نے سور کو اور ہر جانور کو اور ہر کھانے کو جسے توریت نے حرام کیا تھا حلال کر دیا۔

ان لوگوں نے اول سے آخر تک توریت کے تمام شرعی احکام جو سبت اور یہود کی عیدوں اور دوسرے امور کے متعلق تھے سب توڑ ڈالے۔ حالانکہ اس عمل کے باوجود وہ لوگ اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ مسیحؑ اور ان کے بعد ان کے تمام شاگرد سبت اور اعیاد یہود اور ان کے فصح کے مرتے دم تک پابند رہے۔

(سبت = یوم شنبہ کو کہتے ہیں۔ یہ دن یہود کے لیے ایسا ہی محترم تھا جیسے ہمارے لیے جمعہ۔ اس میں انھیں شکار و جنگ و جدل کی ممانعت تھی۔ فصح = یہود کی وہ عید ہے جس میں بنی اسرائیل کی مصر سے فرعون کے پنجۂ ظلم سے رہائی کی یادگار و خوشی منائی جاتی ہے۔

Marfat.com

نیز فصح۔ نصاریٰ کے یہاں اپریل کے پہلے جمعے سے دو شنبے تک کی عید ہے اس میں ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح کو قتل کے بعد دوسری زندگی ملی ہے اہل اسلام اُن کے قتل کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ وہ شرعی و تاریخی شہادت سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے گرفتار کرنے والوں کو جب ان پر قابو نہ ملا تو انھوں نے اپنے انعام کے لالچ میں جھوٹ موٹ اُن کا قتل مشہور کر دیا اور مسیح کے آسمان پر اٹھ جانے سے یہود کو اس خبر کا یقین بھی آ گیا، اگر تلاش کا مطالبہ کیا ہوتا تو ان کا فریب اسی وقت کھل جاتا)۔

اُسی مسیح کو شب عید فصح ہی میں گرفتار کیا گیا تھا اور وہ بھی یہود کے طریقے اور شریعت کے مطابق عید فصح منایا کرتے تھے۔ پھر مسیح کا یہ کہنا (کہ وہ توریت توڑنے نہیں آئے) کیسے صحیح ہوگا؟۔

اب ان لوگوں کو مسیح کی طرف کھلم کھلا جھوٹ منسوب کرنا پڑے گا۔ اس لیے کہ انھوں نے یہ خبر دی تھی کہ وہ توریت کو توڑنے نہیں آئے۔ اس کے بعد انھوں نے اس کو توڑ دیا۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ وہ اسی کے لیے آئے تھے جس کے متعلق انھوں نے خبر دی تھی کہ وہ اس کے لیے نہیں آئے یعنی اس کے توڑنے کے لیے۔

19 یہ وہ جھوٹ ہے جس سے بچنا ممکن نہیں۔ لامحالہ انھیں یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مسیح پر بھی خدا کا غضب ہے آسمانوں کی سلطنت میں انھیں حقیر پکارا جائے گا نہ کہ عظیم۔ اس لیے کہ خود انھیں نے یہ خبر دی ہے کہ جو شخص عہود توریت کے ایک چھوٹے سے عہد کو بھی حلال کرے گا تو ایسا ہوگا۔ حالانکہ انھوں نے اس کے بڑے بڑے عہود کو حلال کر دیا۔

انھوں نے طلاق کو حرام کر دیا حالانکہ توریت نے اسے حلال کیا تھا۔

Marfat.com

اُس قصاص کو منع کردیا جسے توریت لائی تھی۔ اور کہا کہ "کہا گیا ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت" اور میں کہتا ہوں کہ کسی کو بھی برائی سے بدلہ نہ دو بلکہ جو تمہارے داہنے گلے پر تھپڑ مارے تم بایاں بھی اس کے سامنے کردو۔"

ان لوگوں کو اس کے بغیر چارہ نہیں کہ یہ لوگ اول سے آخر تک اور بڑے سے چھوٹے تک سب سے پہلے خود اپنے ہی اوپر اللہ کی اور مسیح کی نافرمانی و مخالفت کی شہادت دیں۔ یہ لوگ آسمان کی سلطنت میں حقیر پکارے جائیں گے کیونکہ ان لوگوں نے اول سے آخر تک توریت کے حکم کو توڑ دیا۔

نسخ ممکن نہیں

یہاں ان لوگوں کو نسخ کا دعویٰ کرنا قطعاً ممکن نہیں۔ اس لیے کہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ان لوگوں نے مسیح سے یہ حکایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ "میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ آسمان و زمین کے فنا ہونے تک توریت کی ایک با (ب) اور اس کا ایک حرف بھی فنا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ پوری کی پوری تمام و کمل ہو گی۔" انھوں نے نسخ کو تو بالکل ہی روک دیا۔ اس میں ایک عجیب بے نظیر بات اور حماقت و گمراہی ہے۔ اگر ہم خود ان لوگوں کا مشاہدہ نہ کر چکے ہوتے تو ہم کبھی نہ مانتے کہ کسی کا یہ مذہب بھی ہے۔ خدا سے ہم سلامت کی دعا کرتے ہیں۔

حلال و حرام میں کلام

انجیل متی کے اٹھارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے سب بارھوں حواریوں سے کہا، جن میں یہوذا الاسخریوطی بھی تھا جس نے تیس درہم کی رشوت پر یہود کو مسیح کا پتا بتا دیا تھا، کہ "تم نے جن چیزوں کو زمین میں حرام کر لیا ہے یہ آسمان میں بھی حرام ہوں گی۔ اور تم نے جن چیزوں کو زمین میں حلال کر لیا ہے

Marfat.com

یہ آسمان میں بھی حلال ہوں گی" انجیل متی کے سولھویں باب میں ہے کہ انھوں نے یہ قول صرف باطرہ سے کہا۔

یہ حق کہاں سے ملا؟

یہ تناقض عظیم کی تصریح ہے۔ بھلا حواریین یا باطرہ کو تحلیل و تحریم کا حق کیسے ہو سکتا ہے؟ باوجود مسیحؑ کے اس کہنے کے کہ وہ تبدیل توریت کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ اس کے پورا کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اور جو اس کے عہود میں سے ایک چھوٹا سا عہد بھی توڑے گا اسے آسمانوں کی سلطنت میں حقیر پکارا جائے گا۔ اور توریت کی ایک با(ب) یا ایک حرف فنا ہونے سے پہلے آسمان و زمین فنا ہو جائیں گے۔

نص توریت میں ہے بشرطیکہ یہ سچ کہا گیا ہو کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جسے تختۂ دار پر کھینچا جائے۔ حالانکہ یہی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیحؑ کو تختۂ دار پر کھینچا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ باطرہ شمعون برادر لوسف اور اندریاش برادر باطرہ اور فلیش اور بوس کو تختۂ دار پر کھینچا گیا۔ مسیحؑ کے قول کی بنا پر کہ توریت فنا نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ سب کی سب پوری نہ ہو جائے یہ سب لوگ اللہ کی لعنت میں ملعون ہوئے۔ لہٰذا اس بدنصیب فرقے کی گمراہی پر تعجب کرو۔ کیونکہ ان رسواکن باتوں سے زیادہ مصیبتناک باتیں کبھی نہیں سنی گئیں۔

تکلیف مالایطاق

انجیل متی کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ جو شخص بے سبب اپنے بھائی پر ناراض ہو تو وہ مستوجب قتل ہے۔ اگر تمھاری داہنی آنکھ تمھیں تکلیف پہنچائے تو اسے نکال ڈالو اور اپنے سے دور کر دو۔ کیونکہ تم سے اس کا چلا جانا تمھارے بدن کے دوزخ میں ڈالنے سے بہتر ہے۔

Marfat.com

اگر تمہارا اپنا ہاتھ تمہیں تکلیف دے تو تم اس سے بھی الگ ہو جاؤ کیونکہ تم سے اس کا چلا جانا تمہارے بدن کے آگ میں ڈالنے سے بہتر ہے۔

عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت میں

یہ وہ شرائع ہیں کہ وہ لوگ بغیر کسی باہمی اختلاف کے اس کا اقرار کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا یہ لوگ ان پر عمل کرنے سے رکے ہوئے ہیں اور ان میں سے کسی کا پورا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ خود اپنے اقرار کے مطابق مسیح کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔

ختنہ کرنے کو مناسب نہیں سمجھتے حالانکہ ختنہ کرنا اُن کے مسیح کا مذہب ہے اور وہ خود بھی ختنہ شدہ تھے۔

مسیح اور ان کے شاگرد مرتے دم تک برابر یہود کے سے روزے رکھتے تھے۔

یہود کی عید فصح مناتے تھے۔

یوم سبت کی پابندی کرتے تھے۔

نصاریٰ نے اِن تمام امور کو بدل دیا اور شنبے کے بجائے یکشنبہ مقرر کر لیا۔ مسیح کے اٹھنے کے سو سال سے بھی زائد بعد ایک دوسرا روزہ ایجاد کر لیا۔ لہٰذا اتنا ہی کفر و گمراہی کے لیے کافی ہے ان میں سے کسی کو بھی اس سے انکار کی مجال نہیں۔

اگر وہ یہ کہیں کہ مسیح ہی نے انہیں ان کے بزرگوں کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ ہم کہیں گے کہ وہ تم پر لازم نہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ آج تمہارے بطاریق (مذہبی پیشوا) اُن امور کے مٹانے پر اتفاق کریں جو تمہارے پہلے بطارقہ نے مسیح کے اٹھنے کے سو برس بعد ایجاد کیے تھے اور تمہارے لیے دوسرے روزے ایجاد کیے اور شنبے کے علاوہ ایک دوسرا دن مقرر کیا اور ایک دوسری

Marfat.com

عید فصح بنائی، اور تمہیں اسی تنظیم سبت (شنبہ) وصوم یہود و عید فصح یہود کی طرف واپس کر دیں جس پر خود مسیحؑ تھے؟ تو کیا تم پر ان لوگوں کی پیروی لازم ہو گی؟

اگر وہ کہیں کہ نہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ کیوں اور کونسا فرق ہے ان کی پیروی میں جنھوں نے ان امور کی مخالفت کی ہے جن کی تصریح خود مسیحؑ اور اُن کے حواریین نے کی ہے اور ان کی اُن امور میں پیروی کرنے میں جو انھوں نے ابھی ایجاد کیے ہیں؟

اگر وہ کہیں کہ اُن لوگوں کو تو جو شریعت بتائی گئی تھی اس کے بدلنے سے ممانعت کی گئی تھی اور اس پر ان پر لعنت کی گئی تھی تو ہم ان سے کہیں گے کہ کونسی لعنت اور کونسی ممانعت مسیحؑ کی تبدیل عہود توریت کی ممانعت سے زیادہ بڑی ہے؟ جن لوگوں کی تبدیل کو تم لوگ مانتے ہو انھوں نے اُس (شریعت) کو بدل دیا ہے۔ تو پھر مسیحؑ کے بعد والوں کا منع کرنا خود مسیحؑ کے منع کرنے سے زیادہ قوی ہو گیا۔

اگر وہ لوگ کہیں کہ ہاں ہم انھیں (بعد والوں) کی پیروی کریں گے تو انھوں نے (گویا) مان لیا کہ اُن کے دین کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور وہ محض انھیں امور کا اتباع ہے جو ان کے اکابر نے اس شریعت کو بدل کر مقرر کیے ہیں جن پر وہ خود تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر تمھارے بعض بطریق ایک شریعت ایجاد کریں اور دوسرے بطریق دوسری شریعت ایجاد کریں اور ان کے ہر گروہ پر غیر مشروع عمل کی وجہ سے ان پر لعنت کی جائے تو پھر کیا حال ہو گا؟ پھر کونسا دین زیادہ گندہ زیادہ گمراہ کن اور زیادہ فاسد اس دین سے ہو گا جس کی حالت یہ ہو۔ اگر انھیں ذرا سی بھی عقل ہو تو جو کچھ ہم نے اس فصل میں بیان کر دیا ہے وہ اس دین کے بطلان کے لیے جس پر وہ ہیں

Marfat.com

کافی ہے۔ ہر وہ دین جس کا مرجع متی رذیل کی طرف اور یوحنا دھوکا دینے والے کی طرف اور مارقش مرتد کی طرف اور لوقا زندیق کی طرف اور باطرہ ملعون کی طرف اور بولس بہکانے والے کی طرف ہو کہ وہ ان لوگوں کو ان کے دین میں گمراہ کرے، وہ اسی کا مستحق ہے کہ اس کی یہی صفت ہو۔ ہم اللہ کے بڑے احسان کا جو ہم پر ہے شکر کرتے ہیں۔

نسبت ابن اللّٰہی

انجیل متی کے پانچویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری دعا اس طرح ہونا چاہیے جس طرح میں تم سے بیان کرتا ہوں "اے ہمارے آسمانی باپ تیرا نام مقدس ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم لوگ ان تمام چیزوں کے محتاج ہو گے۔ آخر انجیل میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے

۲۱ باپ کے پاس جو میرا اور تمہارا معبود ہے جانے والا ہوں۔

ہم تو مسیح کی فرزندی الٰہی میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھتے جو اور لوگوں کے لیے نہ ہو اور کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ کہاں سے صرف مسیح ہی کو اللہ کی فرزندی میں منحصر کرتے ہیں اور تمام لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ مسیح کو اس قول میں جھوٹا کہیں۔

لامحالہ دو میں سے ایک بات اختیار کریں۔ (یعنی یا تو اوروں کو بھی اللہ کا بیٹا مانیں یا مسیح کو جھوٹا کہیں)۔ ان لوگوں نے جو لوگ مسیح کے سوا ہیں انھیں کہاں سے اس امر میں مخصوص کر دیا کہ اللہ انھیں کا خدا ہے اور یہ نہیں کہا کہ اللہ مسیح کا بھی خدا ہے۔ جیسا کہ خود مسیح اپنی زبان سے کہتے ہیں

لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ ہی مسیح کا بھی خدا ہے۔ اور بقیہ لوگ بھی اللہ کے فرزند ہیں۔ یا یہ کہ یہ لوگ مسیح کو ان کے

Marfat.com

نصف کلام میں جھوٹا کہیں۔ اور تمہیں فساد و گمراہی میں یہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ وہ کسی کا باپ ہو یا کوئی اس کا بیٹا ہو یا مسیح اس کے بیٹے ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مسیح و غیر مسیح سب کا یکساں طور پر معبود و خدا ہے۔

خدا اور انسان کا بیٹا!!

یہ لوگ تمام اناجیل کے ایک سے زیادہ مقامات میں حکایت کرتے ہیں کہ جب مسیح خود اپنے متعلق کوئی خبر دیتے ہیں تو وہ اپنے کو انسان کا بیٹا بتاتے ہیں۔ اور یہ ناممکن اور حماقت ہے کہ خدا انسان کا بیٹا ہو۔ یا اکٹھا خدا اور انسان کا بیٹا ہو۔ اور انسان کے یہاں خدا پیدا ہو۔ اس سے زیادہ کیا حماقت و کفر و محال ہوگا۔ ہم گمراہی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

کیفیت احیائے موتے!

انجیل متی کے نویں باب میں ہے کہ جس وقت یسوع یہ کہہ رہے تھے تو یکایک اس مقام کے شرفا میں سے ایک شخص ان کے سامنے آیا اور ان سے کہا کہ میری بیٹی مر گئی ہے اور میں آپ سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ آپ اس کے پاس چلیں اور اسے اپنا ہاتھ لگائیں کہ وہ زندہ ہو جائے۔ پھر بیان کیا ہے کہ جب وہ اس سردار کے مکان میں داخل ہوئے اور انھوں نے نوحہ کرنے والیوں اور رونے والیوں کو دیکھا تو ان سے کہا کہ چپ رہو۔ کیونکہ یہ لڑکی مری نہیں ہے بلکہ سو رہی ہے۔ ساری جماعت نے ان کا ٹھٹھا اڑایا۔ جب وہ جماعت اس لڑکی کے پاس سے چلی گئی تو مسیح وہاں گئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے زندہ کھڑا کر دیا۔

یہی قصہ انجیل لوقا کے ساتویں باب میں مذکور ہے۔ سوائے اس کے کہ اس نے اس قصے میں یہ کہا ہے کہ لڑکی کے باپ نے مسیح سے یہ کہا کہ وہ قریب مرگ ہے اور وہ اس کے ساتھ

Marfat.com

۲۲ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راستے میں اُسے ایک قاصد ملا جس نے یہ خبر دی کہ لڑکی مر گئی اب مسیح کو ساتھ نہ لو۔ مسیح نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ اور مطمئن رہو وہ زندہ ہو جائے گی۔ پھر جب یہ دونوں گھر پر پہنچے تو مسیح کے ساتھ اس گھر میں صرف باطرہ و یوحنا و یعقوبؑ اور لڑکی کے والد اندر گئے۔ وہاں ایک جماعت رو رہی تھی اور اپنا سینہ اور منہ پیٹ رہی تھی۔ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ نہ روؤ۔ کیونکہ یہ سو رہی ہے۔ مری نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اس کی موت سے واقف ہونے کی وجہ سے مسیح کا مضحکہ اڑایا مسیح نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور اُسے پکارا اور کہا کہ اے لڑکی اُٹھ کھڑی ہو۔ چنانچہ اُس کی روح اس میں واپس آ گئی۔ اور لڑکی اسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مسیح نے حکم دیا کہ اُسے کھانا کھلایا جائے۔ اُس کے والدین کے پاس آئے اور حکم دیا کہ انھوں نے جو کچھ کیا ہے اُس کو کسی سے نہ بتائیں۔ ایسا ہی انجیل مارقش کے پانچویں باب میں بیان کیا گیا ہے۔

روایت پر تبصرہ

اس فصل میں بہت سے مصائب ہیں جن میں سے ایک بھی اُس کے لیے کافی ہے کہ یہ انجیل موضوع اور جھوٹی ہے۔

علانیہ جھوٹ بولے

اول یہ ہے کہ وہ لوگ مسیح سے یہ حکایت کرتے ہیں کہ وہ علانیہ جھوٹ بولے کیونکہ انھوں نے اُن لوگوں سے یہ کہا کہ لڑکی مری نہیں۔ وہ زندہ ہے سو رہی ہے مری نہیں ہے۔ اگر وہ اس میں سچے ہیں کہ وہ مری نہیں تو پھر نہ تو وہ کوئی معجزہ لائے نہ عجیب چیز۔ اور معاذ اللہ نبی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چہ جائیکہ جو خدا بھی ہو۔ اور ان لوگوں کو یہ سمجھنے کا حق نہیں ہے کہ یہی معجزہ ہے کہ وہ بیہوشی سے صحتیاب ہو گئی۔ اس لیے کہ اُن کی انجیل میں تصریح ہے کہ مسیح نے

Marfat.com

اس کے باپ سے کہا کہ تم مطمئن رہو تمہاری لڑکی زندہ ہو جائے گی۔ لہٰذا دو میں سے ایک قول میں کذب ضرور ہے۔

دونوں روایتوں میں تناقض

دوم یہ کہ متی نے یہ بیان کیا ہے کہ لڑکی کا باپ اس وقت مسیح کے پاس آیا ہے جب وہ مر گئی تھی۔ اس نے مسیح کو اس کی موت کی خبر دی۔ اور انھیں بلایا کہ وہ اسے زندہ کر دیں۔

لوقا کہتا ہے کہ اس کا باپ مسیح کے پاس اس وقت آیا جب وہ بیمار تھی اور مری نہ تھی۔ اور انھیں لایا کہ وہ اسے اچھا کر دیں۔ راستے میں قاصد ملا کہ ان کو ساتھ نہ لیجاؤ کیونکہ وہ مر گئی۔ ان دونوں کمینوں میں سے ایک بلاشک جھوٹا ہے۔ ان دونوں پر خدا کی لعنتیں اور اس کا غضب ہو۔ لہٰذا کذاب سے دین حاصل کرنا جائز نہیں۔

اخفائے اعجاز

سوم یہ کہ مسیح کا اس معجزے کے لانے کے وقت اور لوگوں سے تنہا ہونا سوائے لڑکی کے والدین کے اور اپنے تین اصحاب کے، پھر مسیح کا ان لوگوں سے اس کے پوشیدہ رکھنے کی خواہش کرنا عجیب ہے۔ حالانکہ معجزات کے لیے نہ تنہائی تلاش کی جاتی ہے اور نہ وہ لوگوں سے چھپائے جاتے ہیں۔

معجزے سے عجز

اناجیل میں اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں کہ مسیح بعض اوقات ایک معجزے پر بھی قادر نہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ بلاطس کے سامنے اور ایک مرتبہ یہود کے سامنے اور جن لوگوں نے ان سے معجزہ طلب کیا تھا انھوں نے ان سے کہا کہ تم لوگ کوئی معجزہ نہ دیکھو گے سوائے معجزۂ یونس کے جو تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ جس کی یہ حالت ہو تو وہ محض مشکوک خبریں اور بناتے ہوئے

Marfat.com

جھوٹ ہیں اور ایسے لوگوں کی روایات ہیں جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

غلط بخشی

انجیل متی کے دسویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کو اپنے پاس جمع کیا اور انھیں یہ طاقت دی کہ وہ ناپاک ارواح کو دور کردیں اور ہر مرض سے اچھا کردیں۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) شمعون باطرہ۔ (۲) اندریاش برادر شمعون۔ (۳) یعقوب بن یبذای (۴) یوحنا برادر یعقوب۔ (۵) فیلبس۔ (۶) برثلوما۔ (۷) طوما۔ (۸) متی الجابی۔ (۹) یعقوب۔ (۱۰) یہوذ برادر یعقوب۔ (۱۱) شمعون کنعانی۔ (۱۲) یہوذا الاسخریوطی جس نے اس کے بعد مسیح کا پتا بتادیا تھا۔ یسوع نے ان بارہ شاگردوں کو بھیجا اور ان سے کہا کہ "مجنسوں کے راستے میں نہ چلنا اور نہ سامریین کے شہروں میں داخل ہونا۔ مگر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑ کے پاس حاضر ہونا" ۲۲

کافر کے لیے کرامت

اس فصل میں دو بڑی مصیبتیں ہیں۔ ایک تو اس کا یہ کہنا کہ مسیح نے ان بارہ آدمیوں کو جنھیں نامزد بھی کردیا ارواح نجسہ پر۔ اور ہر مرض کے اچھا کرنے کی قدرت عطا کی۔ ان لوگوں میں یہوذا کا بھی نام لیا اور انکار کے لیے کوئی وجہ بھی نہ چھوڑی بلکہ تصریح کردی کہ یہ وہی یہوذا تھا جس نے اس کے بعد یہود کو مسیح کا پتا بتا دیا تھا۔ یہانتک کہ یہود نے انھیں گرفتار کر لیا اور اپنے گمان کے مطابق انھیں مصلوب بھی کردیا کوڑے اور تھپڑ بھی مارے اور انھیں خوب رسوا کیا۔ حالانکہ یہ لوگ جھوٹے تھے خدا ان پر لعنت کرے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقرب بنائے اور اسے جن پر اور ہر مرض سے اچھا کرنے پر قدرت دے جس کو وہ جانتا ہو کہ یہ وہی شخص ہے جو مسیح کا

Marfat.com

پتا بتائے گا اور اس کے بعد کافر ہو جائے گا۔
اس کے ساتھ ہی اپنی انجیل میں یوحنا کا یہ قول بھی ہے کہ یہوذا اندکور چور تھا۔ اور مسیح کو جو ہدیہ بھیجا جاتا تھا اُسے اچک لیتا اور لے جاتا تھا۔ لہٰذا دو میں سے ایک وجہ ضروری ہے کہ تیسری وجہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یا تو مسیح کو یوحنا کے خبر دینے کے مطابق یہوذا کی چوری اور اس کی بد باطنی کی اطلاع تھی اور اس کے باوجود انھوں نے اسے آیات ومعجزات عطا کر دیئے۔ اور اُسے اپنے اور لوگوں کے درمیان میں واسطہ بنایا اور اُسے تحلیل وتحریم کا حق دے دیا۔ اور وہ جو کچھ حلال یا حرام کرے گا وہ آسمانوں میں بھی حرام وحلال ہو جائے گا۔ یہ ایک مصیبت ہے اور کفار کی وقعت بڑھانا ہے۔ غیر مستحق کو مقدم وپیشوا بنانا ہے۔ دین کے ساتھ تمسخر ہے۔ یہ خدا کی صفت نہیں ہے اور نہ ایسے شخص کی صفت ہے جس میں نیکی ہو۔

الزام غفلت

یا یہ ہو کہ یہوذا کی بدنیتی جس سے اور لوگ واقف تھے مسیح پر پوشیدہ ہو تو یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے کہ خدا نے جسے پیدا کیا وہ اسی کے حال سے غافل ہو۔
کیا ان قصوں سے زیادہ احمقانہ اور ان کے حق سمجھنے والوں سے زیادہ احمق بھی کبھی کوئی سنا گیا ہو گا؟
دوسری مصیبت عظمٰی اس کا یہ کہنا ہے کہ ہجنسوں کے راستے میں نہ چلنا اور سامرین کے شہروں میں نہ گھسنا اور خاندان بنی اسرائیل کی کھوئی اور منتشر ہونے والی بھیڑ کے پاس حاضر ہونا۔

مخالفت ونافرمانی

مسیح نے انھیں فقط بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑ کے پاس بھیجا تھا۔ اور ان کے اقرار کے مطابق مسیح نے انھیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس کو ان کے اُٹھنے کے بعد پورا کریں۔ کیونکہ مسیح ایک زمین پر

Marfat.com

رہنے کے زمانے تک کسی نے بھی انہیں چھوڑا۔ اور نہ وہ قطعاً کسی دوسرے شہر میں تبلیغ کے لیے گئے۔ پھر ان لوگوں نے مسیح کی مخالفت و نافرمانی کی کیونکہ یہ مجنونوں ہی کے راستے پر چلا کیے۔ چنانچہ یہ لوگ خود اپنے اقرار کے مطابق اللہ کے نافرمان اور فاسق تھے۔

ترغیب فرار

اسی باب میں ان لوگوں کے اقرار کے مطابق یہ ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب تم لوگ تلاش کیے جاؤ تو دوسرے ان والے شہر میں بھاگ جانا۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم لوگ بنی اسرائیل کے شہروں کا احاطہ نہ کرو گے تاوقتیکہ انسان کا بیٹا نہ آجائے۔

بظاہر خود مسیح کا آسمان پر اٹھنے کے بعد سب لوگوں کے پاس دنیا کی طرف لوٹنا مراد ہے۔

جھوٹا وعدہ

انجیل مارقش کے ساتویں باب میں اور انجیل لوقا کے نویں باب کے شروع میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ ان ٹھیرنے والوں میں بعض وہ جماعتیں ہیں جو موت نہ چکھیں گی تاوقتیکہ اللہ کے فرشتے کو قدرت کے ساتھ آتا نہ دیکھ لیں۔

جھوٹ کا ظہور

اس قول کا کذب تو علانیہ ظاہر ہو گیا کیونکہ ان لوگوں نے بنی اسرائیل کے اور دوسروں کے شہروں کا بھی احاطہ کر لیا اور ان لوگوں نے وہ ۲۴ بھی نہیں دیکھا جو مسیح نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اس روز جو لوگ اُن کے سامنے موجود ہیں اُن میں سے ہر شخص کے مرنے سے پہلے مسیح قدرت کے ساتھ علانیہ واپس آئیں۔

معاذ اللہ کوئی نبی ہی نہیں جھوٹ بول سکتا چہ جائیکہ جو خدا بھی ہو۔

تنہا یہی فصل اگر اس جگہ کوئی عاقل ہوتا تو اسے یہ سمجھنے کے لیے

Marfat.com

کافی ہوتی کہ جن لوگوں نے یہ انجیلیں لکھی ہیں وہ بڑے جھوٹے اور بدکار تھے۔

دفع دخل

اگر وہ یہ کہیں کہ تمھاری صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بنی النجار کے ایک لڑکے کی طرف اشارہ فرمایا جو آپ کے سامنے تھا کہ اگر یہ لڑکا اپنی عمر پوری کرے گا تو یہ قیامت کو پائے گا پھر وہ لڑکا بچپن ہی میں مر گیا۔ اور اعراب جب آپ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی تو آپ اُن کے بچے کی طرف اشارہ فرماتے تھے کہ اس کے اپنی عمر پوری کرنے تک۔ اُسے موت نہ آئے گی تاوقتیکہ قیامت نہ قائم ہوئے۔

غلط فہمی

ہم کہیں گے کہ یہ لفظ غلط ہے۔ اس حدیث میں قتادہ اور معبد بن ہلال ہیں انھوں نے اس کو انس سے اس معنی حدیث کے اعتبار سے روایت کر دیا جو ان کے وہم میں آئے۔ اور اسی کو ثابت بن اسلم البنانی نے انس سے بلفظہ اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم پر تمھاری قیامت قائم ہوگی۔

کیا فرمایا تھا، اور کیا سمجھے

اسی طرح اس کو ثقہ راویوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ اس کو ثابت نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اپنی عمر پوری نہ کرنے پائے گا کہ اس پر تم لوگوں کی قیامت قائم ہو جائے گی۔ یعنی ان مخاطبین کی وفات اس کے سامنے ہوگی۔

یہ وہ حق ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

Marfat.com

اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ ثابت البنانی بہ نسبت قتادہ و معبد کے الفاظ روایت کے زیادہ ماہر و حافظ ہیں چہ جائیکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی ان سے موافقت کریں۔ ہم راویوں کی غلطی کا انکار نہیں کرتے جب کہ اس پر برہان قائم ہو کہ یہ خطا و غلط ہے۔ قرآن میں اور اُن روایات میں جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزند وغیرہ کے طریق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی بھی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

اگر یہود و نصاریٰ بھی اپنی کتابوں کے ناقلین کے بارے میں اسی طرح کی بات کہیں تو ہم اُن پر سختی نہ کریں اور نہ ہم ان کی نقل میں غلطی پائے جانے کو برا سمجھیں۔ ہم تو محض انھیں اس پر برا سمجھتے ہیں کہ وہ اس کذب خالص کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

نصاریٰ کی اس بات کو ہم برا سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ جس کا کذب ثابت ہو چکا ہے اسے بھی معصوم بناتے ہیں اس سے اپنا دین بھی اخذ کرتے ہیں۔ اور اس کو برا سمجھتے ہیں کہ وہ ہر متناقض خبر اور ہر ایسے قضیے کو کہ جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تکذیب کرتا ہے حق مانتے ہیں۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

عداوت کی پیغام بری

خود اسی باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ میں اہل زمین کے درمیان بجائے تلوار کے صلح پیدا کراؤں گا۔ میں محض اس لیے آیا ہوں کہ آدمی اور اس کے بیٹے میں۔ بیٹی اور اس کی ماں میں۔ بہو اور اس کی ساس میں تفریق کرادوں کہ آدمی اپنے خاص لوگوں سے عداوت کرے۔"

خصومت کی تبلیغ

انجیل لوقا کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں محض اس لیے

Marfat.com

آیا ہوں کہ زمین میں آگ ڈالوں۔ محض میرے ہی لیے اس کے
مشتعل ہونے اور تمام روئے زمین میں پیاس کی شدت نے ارادہ ۲۸
کیا ہے اور اس کے مکمل کرنے تک میں اسی پر مامور ہوں۔ کیا تم
لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ اہل زمین کے درمیان میں صلح کراؤں گا!
نہیں۔ میں تو اس لیے آیا ہوں کہ ان میں مخالفت پیدا کراؤں۔
جو پانچ ہوں گے وہ جدا جدا ہو کر ایک گھر میں تین دو کے خلاف
ہوں گے اور دو تین کے خلاف۔ باپ بیٹے کے خلاف بیٹا باپ
کے خلاف۔ بیٹی ماں کے خلاف۔ ماں بیٹی کے خلاف۔ ساس بہو
کے خلاف اور بہو ساس کے خلاف۔

یہ دونوں فصلیں جیسی کچھ ہیں تم بھی دیکھتے ہو۔

آشتی کی تبلیغ

انجیل لوقا کے نویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں جانیں ضایع کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ ان کے سلامت رکھنے کے لیے۔

انجیل یوحنا کے دسویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ جو میرا کلام سنے اور اسے یاد نہ رکھے تو میں اس کے خلاف حکم نہیں دیتا۔ کیونکہ میں اس لیے نہیں آیا کہ دنیا کے خلاف حکم دوں اور اسے سزا دوں۔ لیکن میں اہل دنیا کو تبلیغ کرنے آیا ہوں!

اجتماع ضدین

یہ دونوں فصلیں اپنے قبل کی دونوں فصلوں کی ضد ہیں۔ اور دونوں معنی میں سے ہر ایک صراحۃً دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ان کی مراد صرف یہ ہے کہ وہ ان جانوں کے تلف کرنے کے لیے مبعوث نہیں ہوئے جو ان پر ایمان لائیں۔ تو ہم کہیں گے کہ انھوں نے عام رکھا ہے۔ خاص نہیں کیا ہے۔

سخن سازی

یہ تاویل کہ" ان کی مراد صرف یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر ایمان لانے والے لوگوں کے تلف کرنے کے لیے

Marfat.com

مبعوث نہیں ہوئے" اس کے بطلان کی دلیل یہ ہے کہ انجیل لوقا کے نویں باب میں اس فصل کی تصریح ہے جیسا کہ ان شاء اللہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے مسیح کا قول بیان کیا ہے کہ انھوں نے اپنے آگے چند قاصد روانہ کیے۔ ان لوگوں نے سامریہ کی طرف سے اپنا راستہ اختیار کیا کہ وہ سامریہ میں مسیح کے لیے تیاری کریں اور مسیح کے یرشلام جاتے وقت وہ لوگ انھیں قتل نہ کریں۔ جب یوحنا و یعقوب نے یہ حالت دیکھی تو مسیح سے عرض کی کہ اے ہمارے آقا۔ کیا آپ اس رائے سے متفق ہیں کہ آپ ان لوگوں کے لیے بد دعا کریں، ان پر آسمان سے آگ گرائیں اور ان کے اکثر لوگوں کو جلا دیں۔ جیسا کہ الیاس نے کیا تھا۔ مسیح نے انھیں جواب دیا اور ڈانٹا اور کہا کہ وہ ذات کہ تم لوگ جس کی ارواح ہو اس نے اس انسان کو جانیں ضایع کرنے کے لیے نہیں بھیجا ہے بلکہ ان کے سلامت رکھنے کے لیے بھیجا ہے۔ پھر یہ لوگ دوسرے قلعے کی طرف روانہ ہو گئے۔

بات بنائے نہ بنی

اب تو اشکال رفع ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ مسیح جن جانوں کے سلامت رکھنے کے لیے بھیجے گئے ہیں انھوں نے ان سے بعض جانوں کو چھوڑ کر بعض جانیں مراد نہیں لیں۔ تمام جانیں مراد لی ہیں خواہ وہ ان کے ساتھ کفر کریں یا ان پر ایمان لائیں۔ نہ یہ کہ جیسا یہ لوگ سنتے تھے۔ مسیح نے یہ اس وقت کہا تھا جب ان کے اصحاب نے ان لوگوں کے ہلاک کرنے کی خواہش کی تھی جنھوں نے مسیح کو قبول نہیں کیا۔ لہذا پہلے کلام سے اس کلام کا باہمی تناقض ثابت ہو گیا۔ معاذ اللہ مسیح رسول علیہ السلام جھوٹے نہ تھے۔ بے شک یہ جھوٹ ان چاروں فاسقوں کا ہے کہ یہ گھڑی ہوئی اور بدلی ہوئی انجیلیں لکھیں۔

اثبات نبوت مسیح

اس فصل میں اس امر کی نص جلی اور کھلی ہوئی

Marfat.com

تصریح ہے کہ مسیح مبعوث و مامور تھے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ وہ اہل حق کے قول کے مطابق نبی تھے۔ بشرطیکہ اس فصل میں یہ لوگ سچ بولے ہوں۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

پیغمبر کے برابر ثواب

اسی باب میں ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ جو کسی نبی کو قبول کرے اور نبی کے نام پر ہو تو اُسے اس نبی کے اجر کے برابر جزا دی جائے گی۔

ادعائے محال

یہ کذب و محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخرت میں جو لوگوں کی باہمی فضیلت ہے وہ محض ان کے اجر و ثواب کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ انھیں عطا کرے گا نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ جس شخص کا اجر دوسرے شخص سے زائد ہو گا تو وہ بلا شک اس سے افضل ہو گا اور دوسرا بلا شک اس سے کم ہو گا۔ جس کا اجر دوسرے کے اجر کے برابر ہو تو بلا شک یہ دونوں فضیلت میں برابر ہوں گے۔ یہ بات اتنی بدیہی ہے کہ حس سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر ان تمام لوگوں کا اجر جو اپنے نبی کی پیروی کریں اس نبی کے اجر کے برابر ہو گا تو پھر تمام اہل ایمان قیامت میں برابر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کو ایک پر فضیلت نہ ہو گی۔ یہ بھی بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کذب محال ہے۔ اور اگر ایسا ہو تو لازم آئے گا کہ تمام نصاریٰ کا اجر باطرہ اور تمام شاگرد اور بولس و مارقش و لوقا کے اجر کے برابر ہو۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ اور نہ یہ امکان میں داخل ہے۔ لہذا یہ سب متفق ہوئے کہ ان کے خدا نے جھوٹ کہا۔ اور معاذ اللہ نہ کوئی نبی جھوٹ بولے گا اور نہ کوئی مومن صادق وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

یحییٰ نبی سے بڑھ کے تھے

انجیل متی کے بارھویں باب میں ہے کہ

Marfat.com

مسیح نے کہا' اور وہ یحییٰ بن زکریا کا ذکر کر رہے تھے' کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ نبی سے بڑھ کر تھے۔ اور انھیں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "میں تمھارے سامنے اپنا فرشتہ بھیجنے والا ہوں کہ وہ تمھارے لیے تمھارا راستہ تیار کرے"

نبی سے بڑھ کے ہونا ممکن نہیں

اس فصل میں دو مقام پر کذب ہے۔ اول تو یحییٰ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ نبی سے بڑھ کر تھے۔ اور یہ محال ہے اس لیے کہ اس سے خالی نہیں کہ یحییٰ وغیر یحییٰ جو اور لوگ ہیں۔ یا تو ان کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے یا وحی نہیں بھیجی جاتی۔ کوئی تیسری قسم ممکن نہیں۔

اگر انھیں وحی بھیجی جاتی ہے تو وہ نبی ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ انسانوں میں کوئی ایسا شخص پایا جائے جو نبی سے بڑھ کر ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ رسول نبی ہو۔ اور یحییٰ ان لوگوں کے اجماع کے مطابق رسول اللہ تھے۔

اگر اس کے پاس وحی نہیں بھیجی جاتی تو یہ مرتبہ ہے جس میں کافر و مومن برابر ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ جس پر وحی نہ بھیجی جاتی ہو وہ اس کے مثل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے لیے منتخب کر لیا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اس سے بڑھ کر ہو۔

انسان کو فرشتہ بنا دیا

دوسرا جھوٹ ان کا یہ کہنا ہے کہ "یحییٰؑ وہی ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ میں اپنا فرشتہ تمھارے سامنے بھیجنے والا ہوں" اس قول کی بنا پر یحییٰؑ فرشتہ ہوئے۔ اور یہ کذب خالص ہے۔ اس لیے کہ وہ انسان تھے جو ایک مرد اور ایک عورت کے بیٹے تھے۔ زندہ رہے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ یہ فرشتے کی صفت نہیں ہے۔ اور یحییٰؑ فرشتہ نہ تھے۔ اسی فصل میں اس کے بعد یہ ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ یحییٰؑ آدمی تھے۔ لہذا یہ قول ہر حال میں جھوٹا ہوا۔ اور معاذ اللہ

Marfat.com

نبی یا اور کوئی بزرگ شخص جھوٹ نہیں بولتا۔ ثابت ہو گیا کہ یہ متی یا جی اور رذیل ہی کا جھوٹ ہے۔ لہذا اس پر وہی ہو جو اس کے نسے کذابین پر ہو۔

تعریف مع تنقیص

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں امین ہوں۔ تم سے کہتا ہوں کہ انسانوں میں کوئی شخص یحییٰ المعمدان سے اشرف پیدا نہیں کیا گیا۔ لیکن جو آسمانوں کی سلطنت میں چھوٹا ہے وہ بھی یحییٰ سے بڑا ہے۔

وہی افضل وہی ارذل

اس فصل میں غور کرو گے تو تمہیں ان لوگوں میں ایک دائمی مصیبت اور دشمنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک نظر آئے گی یہ ناممکن ہے کہ مسیح اس بات کو کہیں یا کوئی بچہ جو اپنی فلاح کا امیدوار ہے یا کوئی امت جو احمق ہے اس بات کو کہے۔ سوائے اس کے کہ اس کی عقل ہی میں فتور ہو۔

یہ بڑا سخت دعویٰ ہے کہ آدمیوں میں یحییٰ سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔ جب ایسا ہو جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ آسمانی سلطنت کا چھوٹے سے چھوٹا بھی یحییٰ سے بڑا ہے۔ تو لامحالہ ہر وہ شخص جو آسمانی سلطنت میں داخل ہو گا وہ یحییٰ سے بڑا ہو گا۔ اس سے یہ لازم آیا کہ بنی آدم کا ہر مومن یحییٰ سے افضل ہے۔ اور یحییٰ ہر مومن سے چھوٹے اور کمتر ہیں۔ بھلا یہ نفس بر متی تابکے۔ یہ کذب تابکے۔ دین میں یہ بدترین حماقت تابکے؟ اور یہ تناقض تابکے۔ واللہ مسیح نے ہرگز یہ زٹل نہیں کہی۔ اس کو کذاب متی اور اس کے معاصرین نے کہا ہے۔ اور ان سب پر اللہ کی لعنت۔ بلاشک یہ لوگ نہایت بیحیا اور دین سے برگشتہ کرنے والے تھے۔

انتہائی کتاب و ثبوت

۲۷ اسی باب میں مذکور ہے کہ مسیح نے ان

Marfat.com

لوگوں سے کہا کہ ہر کتاب اور ہر نبوت کی انتہا یحییٰؑ پر ہے۔

ایک دروغ کے دو فروغ

اس فصل میں باوجود اس کے مختصر ہونے کے دو جھوٹ ہیں۔

پہلا فروغ

ایک تو ان کا یہ کہنا کہ یحییٰؑ نبی سے بڑھ کر ہیں اس کے ساتھ ہی انجیل میں یہ بھی ہے کہ یحییٰؑ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی ہیں تو انھوں نے کہا کہ نہیں" اور اس جگہ یہ کہا ہے ہر نبوت کی انتہا یحییٰؑ پر ہے۔ چنانچہ کبھی تو وہ نبی نہیں ہوتے۔ اور کبھی وہ ایسے نبی ہو جاتے ہیں جو آخر انبیا ہیں اور کبھی وہ نبی سے بڑھ کر ہو جاتے ہیں۔ تبارک اللہ۔ یہ بدحواسی۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ تا بکے؟

پچھلا فروغ

دوسرا جھوٹ ان کا یحییٰؑ کے بارے یہ کہنا کہ ہر نبوت کی انتہا یحییٰ پر ہے" حالانکہ انتہا کے بعد کچھ نہیں ہوتا اور وہ اس بنا پر آخر الانبیا ہوئے۔

انجیل متی کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ "میں تمھارے پاس انبیا و علما کو بھیجنے والا ہوں۔ تم لوگ ان میں سے بعض کو سولی دو گے اور قتل کرو گے۔ تو انھوں نے اس قول کی تکذیب کردی کہ یحییٰؑ آخر الانبیا ہیں اور نبوت کی انتہا انھیں پر ہے"

نصاریٰ اقرار کرتے ہیں کہ یحییٰؑ کے بعد بھی انبیا ہوئے۔ ایک نبی لوس کے پاس آئے اور انھوں نے پیشینگوئی کی کہ لوس کو سولی دی جائے گی۔ اس کو لوقا نے الافرکسیس میں بیان کیا ہے۔ ان لوگوں نے مسیحؑ کے قول کی اور مسیحؑ کی تکذیب کردی۔ اس میں سے کچھ بھی ہونا جب بھی (اس مذہب سے بدگمان ہونے کو) کافی تھا۔

نصاریٰ کی مخالفت کا گلہ

باب مذکور میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تمھارے پاس یحییٰؑ آئے۔ وہ

Marfat.com

کھاتے پیتے نہ تھے۔ تم نے کہا کہ وہ مجنون ہیں۔ پھر تمھارے پاس انسان کا بیٹا (یعنی خود مسیحؑ) آیا جو کھاتا پیتا ہے۔ تم نے کہا کہ یہ صاحب خوان ہے۔ بڑا شرابی ہے۔ آز ادمنش ہے۔ گناہگاروں اور خراج مانگنے والوں کا دوست ہے۔

کذب اور مخالفت

اس فصل میں کذب اور نصاریٰ کی مخالفت ہے۔

کذب تو یہ ہے کہ یہاں یہ کہا ہے کہ یحییٰؑ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے یہاں تک کہ انھیں اسی وجہ سے مجنون کہا گیا۔ اور انجیل مارقش کے باب اول میں ہے کہ انھیں یحییٰؑ بن زکریاؑ کی غذا اٹڈی (ملخ) اور صحرائی شہد تھا۔ یہ تناقض ہے اور دو میں سے ایک خبر بلاشک جھوٹی ہے۔

قول نصاریٰ کی مخالفت یہ ہے کہ بیان کیا ہے یحییٰؑ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور مسیحؑ کھاتے پیتے تھے۔ بلاشک جس شخص کو انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز کردے تو اس نے اس کا درجہ اُن لوگوں سے بلند کر دیا۔ جن کو اُس نے کھانے پینے سے بے نیاز نہیں کیا ہے۔ اس بنا پر بلاشک مسیحؑ سے یحییٰؑ افضل ہوئے۔

کھاتا پیتا خدا!!

تیسرا قصہ یہ ہے کہ مسیحؑ کا اپنے متعلق خود اقرار ہے کہ وہ کھاتے پیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کے نزدیک اُن کے خدا ہیں۔ پھر خدا کیونکر کھاتا پیتا ہے!۔ نفس پرستی بھی اس سے زیادہ کیا ہوگی؟

اگر وہ یہ کہیں کہ مسیحؑ میں جو ناسوت کا حصہ تھا وہ کھاتا پیتا تھا۔ تو ہم کہیں گے کہ بہرحال یہ بھی تمھارا جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ جب تمھارے نزدیک ساتھ ساتھ لاہوت و ناسوت ہیں جب وہ دو چیزیں ہیں تو اگر صرف ناسوت کھاتا ہے تو دو میں سے صرف ایک چیز نے کھایا اور دوسری نے نہیں کھایا۔

اس وقت تمھیں قائل ہونا پڑے گا کہ آدھے مسیحؑ نے کھایا پیا۔

ورنہ تم ہر حال میں جھوٹے ہوئے۔ اور تمھارے بزرگ بھی اپنے اس قول میں جھوٹے ہوئے کہ مسیح نے کھایا۔ اور تم نے مسیح کی طرف جھوٹ منسوب کیا کہ انھوں نے اپنے متعلق یہ خبر دی کہ وہ کھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ آدھے مسیح کھاتے تھے نہ کہ پورے مسیح۔ بہر حال یہ قوم کی قوم کمینہ ہے۔

کوئی نہیں جانتا

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ بیٹے کو باپ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور باپ کو بیٹے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نہیں جانتے اور جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں

یہ نہایت عجیب بات ہے۔ اس لیے کہ بغیر آن میں سی کے اختلاف کے مسیح اُن کے نزدیک خدا کے بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو ان کے کفر سے بلند و برتر ہے وہ مسیح کا والد اور باپ ہے۔ کمینہ باطرہ اپنے تمام گندے رسائل میں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ "ہمارے رب مسیح کے والد اللہ نے یہ کہا اور یہ کیا وغیرہ وغیرہ" پھر یہاں کہا ہے کہ مسیح نے کہا کہ باپ کو سوائے بیٹے کے کوئی نہیں جانتا اور بیٹے کو سوائے باپ کے کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا بدیہی طور پر لازم آیا کہ تمام شاگرد اور تمام نصاریٰ نہ تو قطعًا اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں اور نہ مسیح کو بالکل پہچانتے ہیں وہ سب خدا اور بیٹے سے ناواقف ہیں۔ جو خدا کو نہ جانے اور اُسے نہ پہچانے وہ کافر ہے۔ لہٰذا یہ سب کے سب اور آن کے اگلے پچھلے سب کافر ہوئے۔

یا پھر مسیح نے اس کلام میں جھوٹ بولا یا متی کمینہ جھوٹ بولا۔ واللہ اس میں سے ایک بات ضروری ہے۔ اللہ نے اپنے بندے و رسول مسیح کو کذب سے بچایا ہے۔ اب وہی رہ گئے اور وہ دونوں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلندی دی حق ہے'

Marfat.com

بیشک نصاریٰ اللہ سے ناواقف ہیں اور پاجی متی ہی فریب کار اور جاہل ہے۔ بس ان سب پر اللہ کی طرف سے وہی نازل ہو جس کے یہ مستحق ہیں۔

اس ملعون کلام میں جسے ان لوگوں نے مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے اس امر کا قطعی فیصلہ ہے کہ ملائکہ اور کل انبیائے سابقین میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا۔ لہذا احمق متی کی اس بڑی بدکاری اور اس کے ذہن میں ان کی پیروی کرنے والوں پر تمہیں تعجب کرنا چاہیے۔ اور ہم سلامت رہنے پر اللہ کا بہت شکر کرتے ہیں۔

اظہار معجزہ سے انکار

باب مذکور میں ہے کہ بعض توراویں نے مسیح سے کہا کہ اے معلم و استاد۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس کوئی معجزہ لائیں۔ تو مسیح نے انہیں جواب دیا کہ اے نسل بدی و نسل زنا۔ تم معجزہ طلب کرتے ہو۔ حالانکہ تم سوائے معجزۂ یونس نبی کے اس میں سے کوئی معجزہ نہ دیکھو گے۔ بس جس طرح یونس نبی تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہے اسی طرح انسان کا بیٹا زمین کے شکم میں تین دن تین رات رہے گا۔

ابطال نصرانیت کے لیے اسی قدر کافی ہے

اگر ان کی انجیل میں صرف یہی ایک ملعون فصل ہوتی تب بھی بیشک ان کی تمام اناجیل اور ان کے تمام دین کے بطلان میں کفایت کرتی۔ کیونکہ اس نے دو بہت بڑی باتوں کو جمع کر لیا ہے۔

ایک تو اس کا ثابت کرنا ہے کہ مسیح اپنے مخالفین کے پاس کبھی کوئی معجزہ نہیں لائے۔ اور ان لوگوں کے دعوے کے مطابق مسیح کا اس کے متعلق اقرار۔ کہ وہ معجزات مسیح جن کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں وہ محض خفیہ و پوشیدہ تھے کہ محض اس مختصر و قلیل جماعت کے

Marfat.com

سامنے ہوئے جو مسیح کے پیرو تھے۔ اس قسم کی نشانی سے مخالف پر حجت قائم نہیں ہوتی۔

یا اس کا ثابت کرنا ہے کہ مسیح پر بہتان باندھا گیا اس امر میں کہ انھوں نے یہ بتایا کہ یہ لوگ کوئی معجزہ نہ دیکھیں گے حالانکہ مسیح انھیں معجزات دکھایا کرتے تھے۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

فصل ثانی جو قیامت عظیمہ ہے وہ ان لوگوں کا مسیح کی جانب سے یہ حکایت کرنا ہے کہ مسیح نے اپنے متعلق یہ کہا کہ جس طرح یونس مچھلی کے پیٹ میں تین شبانہ روز رہے اسی طرح وہ بھی شکم زمین میں تین شبانہ روز رہیں گے۔ حالانکہ یہ بدترین جھوٹ ہے جس میں کسی حیلے کی بھی گنجائش نہیں۔ اس لیے کہ ان سب کا اس پر اجماع ہے اور ان کی تمام اناجیل میں بھی ہے کہ وہ غروب آفتاب کے قریب یوم جمعہ کو جب شنبے کی رات ہو رہی تھی دفن کر دیے گئے۔ یکشنبے کی شب کو قبل فجر قبر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لہٰذا وہ صرف ایک رات اور کچھ حصہ دوسری رات اور ایک دن اور کچھ حصہ دوسرے دن شکم زمین میں رہے۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ یا تو یہ مسیح ہی کا ہے نعوذ باللہ یا اصحاب اناجیل کا کذب ہے۔ اور یہی لوگ اہل کذب ہیں۔ وحسبنا اللہ۔

ملکوت عزوجل بقدر خردل

انجیل متی کے تیرھویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ آسمان کی سلطنت اس رائی کے دانے کے مشابہ ہے جسے ایک شخص اپنے کھیت میں ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ تمام بیجوں میں سب سے باریک ہوتا ہے۔ مگر جب اگتا ہے تو وہ تمام روئیدگیوں سے بلند ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آسمان کا پرندہ اس کی شاخوں پر اترتا ہے اور اس پر رہنے لگتا ہے۔

رائی سے بھی آگاہ نہ تھے

مسیح علیہ السلام یہ کلام کہنے سے بری ہیں۔ جس کمینے نے اسے کہا ہے اسے فن زراعت میں

بہت کم تجربہ ہے۔ حالانکہ ہم نے رائی کا درخت دیکھا ہے اور ہم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا ہے جنھوں نے اسے دور کے ملکوں میں دیکھا ہے مگر نہ تو ہم نے کبھی دیکھا اور نہ ہی اس کے دیکھنے والوں نے بتایا کہ اس کے کسی حصے پر بھی پرندے کا ٹھہرنا ممکن ہے۔ اس قسم کی فروگذاشت نبی سے ہرگز نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ اللہ عزوجل سے!

وطن میں بے قدری کی شکایت

باب مذکور کے آخر میں ہے کہ مسیح اپنے وطن واپس آئے اور ان کی جماعتوں کو ایسی نصیحتیں کرنے لگے۔ جن سے وہ لوگ تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انھیں یہ علوم اور یہ قدرت کہاں سے دیدی گئی۔ کیا یہ لوہار کے بیٹے نہیں۔ کیا ان کی ماں مریم نہیں۔ کیا ان کے بھائی یعقوبؑ و یوسفؑ و یہوذا نہیں۔ ان کے بھائی کیا یہ سب لوگ نہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ پھر انھیں کہاں سے یہ دیدیا گیا۔ یہ لوگ ان کے بارے میں شک کرتے تھے۔ یسوع نے اُن لوگوں سے کہا کہ نبی سوائے اپنے گھر اور وطن کے کہیں اپنی حرمت نہیں کھوتا۔ ان لوگوں کے شک کرنے اور کفر کرنے کی وجہ سے اُس مقام پر انھوں نے بہت سے عجائب کی اطلاع نہیں دی۔

انجیل مارقش کے پانچویں باب میں ہے کہ جماعت مسیح کی بات سنتی تھی اور اُن کی نصیحت پر سخت تعجب کرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ مسیح کو یہ کہاں سے دیا گیا۔ جو حکمت ان کو عطا کی گئی یہ کیسی ہے؟ یہ عجائب جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے یہ کہاں سے ہیں؟ کیا یہ لوہار کے اور مریم کے بیٹے اور یوسفؑ و یعقوبؑ و یہوذا و شمعون کے بھائی نہیں ہیں؟ کیا وہی لوگ ان کے بھائی نہیں ہیں جو یہاں ہمارے ساتھ ہیں۔ یسوع ان لوگوں کو جواب دیتے تھے کہ سوائے اپنے وطن اور اہل قبیلہ اور اپنے اہل بیت کے اور کہیں نبی بے حرمت نہیں ہوتا۔ مسیح کو اس جگہ کسی معجزے کے

۳۰

Marfat.com

کرنے کی قوت نہ تھی۔ لیکن انھوں نے چند مریضوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور انھیں اچھا کر دیا۔

انجیل لوقا کے آٹھویں باب میں ہے کہ "جب مسیح کے والد اپنے گھر میں داخل ہوئے" اور اس کے کچھ ہی بعد کہا ہے کہ "مسیح سے ان کے ماں باپ تعجب کرتے تھے" اور اس کے کچھ ہی بعد ان کی ماں مریم کا ان سے کلام ہے کہ "تمھیں تمھارے باپ ڈھونڈ رہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھی۔ اسی کے ساتویں باب میں ہے کہ مسیح کی ماں اور مسیح کے بھائی مسیح کے سامنے آئے" اور انجیل یوحنا کے اٹھارھویں باب میں ہے کہ "اس کے بعد وہ کفرناحوم میں اترے اور ان کے ہمراہ ان کی والدہ اور ان کے بھائی اور ان کے شاگرد بھی تھے" انجیل یوحنا کے نویں باب میں ہے کہ مسیح کے بھائی مسیح پر ایمان نہیں لائے تھے"

مصائب تثلیت

ان فصول میں تین مصیبتیں ہیں جنھیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک مصیبت کر کے بیان کریں گے۔

خدا کے باپ ماں اور بھائی

سب سے پہلی مصیبت چاروں انجیلوں کا اس پر متفق ہونا ہے کہ مسیح کے انسانوں میں سے ایک والد تھے جو مشہور تھے اور بھائی اور بہنیں تھیں۔ بھائیوں کے نام بھی بتائے کہ وہ چار مرد تھے اور بہنیں ان کے علاوہ تھیں۔ اس معاملے میں کوئی دشواری نہیں ہے سوائے ان کی والدہ کے اس قرار کے کہ والد مسیح نے والدہ مسیح کے ہمراہ تلاش کیا۔ والد یوسف الحداد (لوہار) یا یوسف النجار (بڑھئی) تھے۔ لیکن والدہ مسیح کے متعلق ہم اور یہود اور جمہور نصاریٰ اس پر متفق ہیں کہ وہ اسی طرح مسیح کو اپنے حمل میں لیے ہوئے تھیں جس طرح عورتوں کا حمل ہوتا ہے اور اسی طرح ان کے یہاں مسیح پیدا ہوئے جس طرح عورتوں کے یہاں ان کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ سوائے ایک

Marfat.com

گروہ نصاریٰ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح مریم کے حمل میں نہ تھے۔ وہ ایک ہی وقت اُن کے کان میں داخل ہوئے اور مقام ولادت سے نکل آئے۔ جس طرح پانی پرنالے میں (کہ اوپر سے داخل ہوتا ہے اور نیچے سے نکلتا ہے)۔ ہمارے لیے یہ امر باقی رہ گیا ہے کہ مسیح کی والدہ علیہا السلام کیسے کہتی ہیں کہ حداد یا نجار مسیح کے باپ اور والد تھے؟ اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ ماں کے شوہر کو لغت میں باپ کہا جاتا ہے تو ہم کہیں گے کہ اچھا مان لو کہ یہ ایسا ہی ہے۔ مگر ان لوگوں کے بارے میں کیا عمل ہوگا جن لوگوں کے بارے میں تمام اناجیل متفق ہیں کہ وہ مسیح کے بھائی اور بہنیں ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ یوسف النجار یا الحداد ہی کی اولاد ہیں۔

ایک گروہ نصاریٰ قایل تھا کہ مسیح یوسف نجار کے بیٹے ہیں

عبرانی زبان میں ایسا ہرگز نہیں پایا گیا کہ سوتیلے باپ کے اس لڑکے کو جو دوسری ماں سے ہے بھائی کہا جائے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ یہ کہیں کہ یہ سب مریم کے یہاں نجار سے پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کے متقدمین کے ایک گروہ نے یہی کہا۔ جن میں یلیان۔ مطران۔ طلیطلہ ہیں ہم تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے برارت ظاہر کرتے ہیں جو یہ کافر کہتے ہیں کہ خدائے معبود کے لیے ماں یا ماموں یا خالہ یا خالہ کا بیٹا ہو یا سوتیلا باپ یا بھائی یا بہن ہو۔ ان عقول کی تباہی ہو جن میں یہ سماتا ہے کہ اللہ کے لیے سوتیلا باپ ہو سکتا ہے جو اس کی ماں کا شوہر ہو۔

بندش سبیل تاویل

ان لوگوں کو یہ کہنا ممکن نہیں کہ کتاب انجیل کی مراد محض یہ ہے کہ وہ لوگ مسیح کے دینی بھائی بہن تھے اس لیے کہ یوحنا نے اس اشکال کو بھی رفع کر دیا ہے اور کہا ہے کہ مسیح کے ہمراہ اُن کے بھائی اور شاگرد تھے۔ اُن نے

Marfat.com

ان (ابراہیوں) کے دو طبقے قرار دیے ہیں۔ و نیز یوحنا نے کہا ہے کہ مسیح کے بھائی ان پر ایمان نہیں لائے تھے۔

واللہ اگر ہم نے خود نصاریٰ کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا تو ہم تو کبھی نہ مانتے کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اپنے فضلے سے اور اپنے حصۂ زیریں سے خارج ہونے والی چیز (یعنی پاخانہ پیشاب وغیرہ) سے کھیلتا ہے (یعنی بالکل ہی پاگل ہوگیا ہے) وہ بھی اس حماقت (یعنی دین نصاریٰ) کی تصدیق کرے گا۔ لیکن بابرکت ہے وہ ذات جس نے ہمیں اس سے یہ دکھادیا کہ کوئی شخص نہ اپنی آنکھ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ اپنے کان سے اور نہ اپنی عقل سے بجز اس کے کہ ہدایت و گمراہی کا پیدا کرنے والا ہی اس کی رہنمائی فرمائے۔ اور ہم اسی اللہ سے درخواست کرتے ہیں جس نے ہمیں ملت اسلام کی رہنمائی فرمائی جو روشن و واضح اور ہر ایسی چیز سے محفوظ ہے جس سے عقل نفرت کرے کہ جب اس نے ہمیں ہدایت دیدی تو اس کے بعد وہ ہمیں بھٹکنے نہ دے۔ یہانتک کہ ہم اس سے اسی ملت حق اور اسی مذہب حق اور اسی دین حق پر ملیں اور ہم ملل کفر اور گمراہی کے دینوں اور غلط مذہبوں سے بچے رہیں۔ ہم نے جو کچھ بیان کر دیا ہے اس میں اس امر کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ جن لوگوں نے انجیلیں تالیف کی ہیں یہ لوگ بڑے نفس پرست اور دین کو کھیل بنانے والے اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بہکانے والے تھے۔

۴۱ **سلب قدرت اعجاز** دوسری مصیبت ان لوگوں کا یہ اقرار ہے کہ اس مقام پر مسیح کو کسی معجزے کی قدرت وقوت نہ تھی۔ اگر ان لوگوں کو عقل ہوتی تو وہ ضرور جانتے کہ یہ خدا کی صفت نہیں ہے۔ وہ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلکہ یہ صفت تو اس بندۂ مخلوق و مدبر کی ہے جو اپنے معاملات پر بالکل قادر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

قل انما الآیات عند اللہ" (آپ کہہ دیجئے کہ معجزات اور نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں)۔

آہنگرزادگی

تیسری مصیبت ان لوگوں کا یہ اقرار ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے سنا کہ یہ مسیح کو حداد کی نسل کی طرف منسوب کرتے ہیں حداد کو ان کا باپ بناتے ہیں اور مسیح اُن لوگوں کو اس بات سے منع نہیں کرتے۔ حالانکہ اس میں خود ان سب لوگوں کے قول کی جو مخالفت ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن یہ امر کہ مسیح نے اس کذب و باطل کو سنا اور اس کو قائم رکھا اور اس سے منع نہ کیا۔ یہ ایک بری صفت اور دین میں فریب دہی ہے۔

حق برزبان جاری

ان فصول میں وہ حق بات بھی ہے جس کی تبدیل پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو زادی نہیں دی۔ اور وہ یہ قول ہے کہ "سوائے اپنے وطن و اہل بیت کے نبی کہیں اپنی حرمت نہیں کھوتا" اے بچوں کی سی سمجھ والو! اور اے چڑیوں کے سے دماغ والو اگر تمہیں عقل ہوتی تو کیا یہ تمہارے لیے کافی نہ تھا کہ تم بھی مسیح کے بارے میں وہی کہتے جو خود انھوں نے اپنے بارے میں کہا ہے۔ جس کی سچائی اور صحت کی معائینہ و مشاہدہ شہادت دیتا ہے اور اس رعونت او شیخی کو ترک کردیتے کہ ایک ہزار برس سے جس کے ثابت کرنے پر قادر نہ ہوئے جس کا اپنے دلوں میں اعتقاد رکھتے ہو۔ اور نہ زبانوں سے اس کے تعبیر کرنے پر قادر ہوسکے۔ تم نے جب کبھی ان کمینوں کے وجوہ میں کسی وجہ کا بھی قصد کیا تو تم پر اس سے ایک ایسا دروازہ کھل گیا جس کی تمھیں طاقت نہ تھی و نعوذ باللہ من الضلال (اور ہم گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

آسمان کی کنجی

انجیل متی کے سولھویں باب میں ہے کہ مسیح نے باطرہ سے کہا کہ میں آسمانوں کی کنجیاں تمھارے حوالے

Marfat.com

کر کے بری ہوتا ہوں لہذا اب جس چیز کو تم زمین میں حرام کردوگے وہ آسمانوں میں بھی حرام ہو جائے گی۔ اور جس چیز کو تم زمین میں حلال کردوگے وہ آسمانوں میں بھی حلال ہو جائے گی۔

اس کلام کے چار سطر بعد ہے کہ مسیح نے خود باطرہ سے کلام مذکور کے متصل ہی کہا کہ "اے مخالف میری پیروی کر۔ اور میری مخالفت نہ کر۔ کیونکہ تو اللہ کی مرضی سے ناواقف ہے اور تو صرف آدمیوں ہی کی مرضی جانتا ہے"۔

دو خرابیاں

اس فصل میں باوجود اس کے اختصار اور نجاست کے جیسی کہ وہ بعض فصلیں ہیں کہ اسی کے مشابہ ہیں جن کا ذکر بھی سخت ناپسندیدہ ہے۔ دو بہت بڑی خرابیاں ہیں۔

خدا کی بادشاہی بندے کے سپرد کردی

ایک تو یہ کہ مسیح باطرہ کمینے کو آسمانوں کی کنجیاں سپرد کر کے بری الذمہ ہو گئے اور انھوں نے اسے ایک ایسے خطۂ الوہیت کا مالک بنادیا کہ وہ سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کے اور کسی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ جو کچھ زمین میں حرام کردے گا وہ آسمانوں میں بھی حرام ہو جائے گا اور جو کچھ زمین میں حلال کردے گا وہ آسمانوں میں بھی حلال ہو جائے گا۔

آپ بری الذمہ ہو گئے

دوسری خرابی یہ ہے کہ مسیح نے اپنے بری الذمہ ہونے اور آسمانوں کی کنجیاں باطرہ کے حوالے کرنے اور اُسے خطۂ ربوبیت کا بادشاہ بنانے کے بعد ہی، خواہ اس طرح کہ وہ تحریم و تحلیل میں اللہ تعالیٰ کا شریک ہو خواہ اس طرح کہ وہ اللہ عزوجل سے الگ اور اس صفت میں منفرد و یکتا ہو، اسی وقت اس سے فرمایا کہ وہ آن کا مخالف و مقابل ہے، اللہ عزوجل کی مرضیوں سے جاہل ہے۔ وہ

Marfat.com

صرف آدمیوں کی مرضیاں جانتا ہے۔

واللہ اگر اس قول کے قائل آخری بات میں سچے ہیں تو انہوں نے پہلی بات میں حماقت کی، کیونکہ انہوں نے وہ کام جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لیے مناسب نہیں، ایک ایسے جاہل کے سپرد کیا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں جانتا، جو خود مسیح کا مخالف ہے اور جو صرف آدمیوں کی مرضی جانتا ہے۔ یہ دائمی خرابی ہے۔ کیونکہ جو شخص اس صفت کا ہو وہ اس کا بھی اہل نہیں کہ اس کے کسی پاخانے یا گھوڑے کی کنجیاں سپرد کی جائیں۔

اگر مسیح نے سچ کہا اور پہلی بات ان کی درست تھی تو بے شبہ وہ دوسری بات میں جھوٹ بولے۔ واللہ یہ پہلی بات جو ان لوگوں نے مسیح کے متعلق بیان کی ہرگز مسیح نے نہیں کہی۔ اس لیے کہ وہ ایسے کافر کا کلام ہے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہے۔ ۳۲
یہ بعید نہیں کہ مسیح نے دوسرا کلام اس سے کہا ہو۔ واللہ وہ کلام حق ہے جس پر خود باطرہ ملعون و منافق شاہد ہے۔ خدا اس کا چہرہ بگاڑ دے اور اس پر اللہ کا غضب و عذاب ہو۔

پھر کیا ہوگا

تیسری عجیب بات یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انجیل متی کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اس خطبے میں جو یہاں تنہا باطرہ کو دیا ہے بقیہ بارہ شاگردوں کو بھی شریک کیا تھا جن میں وہ چور اور کافر بھی تھا جس نے ہودسے تیس درہم رشوت لے کر انھیں مسیح کا پتا دیا تھا اور مسیح نے ان سب سے کہا تھا کہ تم لوگ جو چیز زمین میں حرام کر دو گے وہ آسمان میں بھی حرام ہو جائے گی اور جو چیز زمین میں حلال کر دو گے وہ آسمانوں میں بھی حلال ہو جائے گی۔ اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اگر ان لوگوں میں اس کام میں باہم اختلاف ہو جو مسیح نے ان کے سپرد کیا ہے کہ ان میں سے بعض ایک شے کو حلال کریں اور بعض حرام کریں تو

Marfat.com

کیسا ہوگا؟۔ زمین اور آسمانوں میں صورت حال کیسی ہوگی؟ بلاشک اہل زمین و آسمان ان کمینوں کے ساتھ ایک مصیبت میں پڑ جائیں گے جو ایک ہی چیز کی حلت و حرمت کے متعلق ہوگی۔

اگر کہا جائے کہ ان کا اختلاف ناممکن ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ سبحان اللہ۔ اس سے بڑا کونسا اختلاف ہوگا جو یہوذا نے اپنا اسلام حلال سمجھ کر یہود کے حوالے کر دیا (یعنی مسیح کو) اور اس پر اُس نے تیس درہم بطور رشوت لے لیے سوائے اس کے کہ مسیح نے اُسے خطۂ الٰہیت سے معزول کر دیا ہو جس کا پہلے اُسے مالک بنایا تھا۔

میری جان کی قسم جو شخص اس پر قادر ہے کہ وہ اسے اس کا مالک بنا دے تو وہ اس پر بھی ضرور قادر ہے کہ وہ اسے اس سے معزول کر دے یہ مرتبہ بھی ان رذیلوں کے پاس جا کر واقعی ذلیل ہو گیا کیونکہ چور اور بیخبر لوگ اس کے مالک بنتے ہیں۔ پھر بغیر کسی دشواری کے اس سے معزول ہو جاتے ہیں۔ اللہ اس سے برتر ہے۔

واللہ اگر پہاڑ اور زمین پارہ پارہ ہو جائیں اور بلند آسمان گر پڑیں اور ہر ذی روح ان کمینوں کا کفر سن کر چلا اُٹھے تو یہ بہت بڑی بات نہ ہوگی۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

یہ قول بھی دو وجہ سے خالی نہیں ہو سکتا جن کی کوئی تیسری وجہ نہیں ہو سکتی۔ یا تو مسیح کی مراد یہ ہو کہ باطرہ اور کل شاگرد یہ خطہ جن کے سپرد کیا گیا ہے۔ بغیر اللہ عزوجل کی وحی کے نہ تو کوئی چیز حلال کریں گے نہ حرام کریں گے۔ اگر یہ ہے تو پھر وہ قول جس کو ہم نے پہلے بیان کیا ہے جھوٹا ہے کہ نبوت کی انتہا یحییٰ بن زکریا پر ہے۔ اس لیے کہ اس قول کی بنا پر یہ سب شاگرد انبیا ہوئے۔

یا ان کی مراد یہ ہو کہ انھوں نے باطرہ اور اس کے ساتھیوں کو شروع حکم ہی میں بغیر اللہ تعالیٰ کی وحی کے یہ حق دیدیا ہے کہ وہ لوگ اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کے مختار رہیں۔

Marfat.com

اس قول پر یہ لازم آئے گا کہ یہ لوگ جب کوئی چیز حرام کریں اللہ تعالیٰ بھی ان کی تحریم کے اتباع میں اس چیز کو حرام کر دے۔ اور یہ لوگ جس چیز کو حلال کریں اللہ تعالیٰ بھی ان کی تحلیل کے اتباع میں اس چیز کو حلال کر دے۔

اگر اس طرح ہو تو بلا شک وہ بڑا ذلیل خطہ ہو گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کمینہ باطرہ اور اس کے احمق ساتھی خدائے قدوس پر حاکم ہوں گے۔ اور خدائے عزوجل ان کے تابع ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے بری و برتر ہے۔

آسمانی سلطنت پانے والوں کا حشر

ہم تو نہیں دیکھتے کہ گندے باطرہ اور اس کے کمینے ساتھیوں نے آسمانوں کی کنجیاں اور خطۂ الٰہیہ حاصل کیا ہو سوائے اس کے کہ ان کو یہی ملا کہ ان کی ڈاڑھیاں نوچی گئیں اور کوڑے مارے گئے اور سولیاں دی گئیں۔ باطرہ کی تو یہ حالت ہوئی کہ اس کا پاخانے کا مقام اوپر کیا گیا اور اس کا سر نیچے کیا گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

کیسے حواری تھے

ہر مسلمان کو جاننا چاہیے کہ یہ لوگ جن کو نصاریٰ مسیح کا حواری بتاتے ہیں مثلاً باطرہ اور باجی متی اور ۴۴
کمینے یوحنا و یعقوب و یہوذا ہرگز مومن نہ تھے چہ جائیکہ حواری یعنی مددگار ان رسول ہوں۔ یہ لوگ کذاب اور اللہ تعالیٰ سے برگشتہ کرنے والے تھے۔ الوہیت مسیح علیہ السلام کا جو اقرار کرتے ہیں اور اس کے معتقد ہیں وہ ان کے بارے میں غلو کرنے (حد سے بڑھنے) والے ہیں جس طرح فرقۂ سبائیہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حد سے بڑھ گیا جیسا کہ خطابیہ کا قول ابو الخطاب کے خدا ہونے کے متعلق ہے اور حسین بن منصور الحلاج کے ساتھیوں کا قول حلاج کی الٰہیت کے بارے میں ہے اور جیسا تمام کفار باطنیہ کا قول ہے۔ ان سب پر اللہ کی لعنت و غضب ہو۔

وہ لوگ جنھیں یہود کی جانب سے فریب دیا گیا ہے جیسا کہ

Marfat.com

خود یہود کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کا دین تباہ کریں اور انہیں گمراہ کر دیں جیسے عبد اللہ بن سبا الحمیری کا مقرر کیا جانا اور مختار بن ابی عبید اور ابی عبد اللہ العجانی اور ابی زکریا الخیاط اور علی النجار اور علی بن الفضل الجندی اور تمام قرامطہ و مشارقہ کے مبلغین تاکہ وہ شیعۂ علی رضی اللہ عنہ کو گمراہ کریں۔ یہ لوگ اس میں اس حد تک کامیاب ہو گئے جو مشہور ہے۔ اللہ نے اس سے اُن لوگوں کو محفوظ رکھا جو شیعہ نہ تھے۔

لیکن وہ حوارین جن کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی ہے وہ لوگ سچے اولیاء اللہ تھے اور ہم اللہ عزوجل سے اُن کی محبت کے طالب ہیں۔ ہم اُن کے نام نہیں جانتے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن کے نام نہیں بتائے۔ مگر ہم یہ مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں اور قطعی جانتے ہیں کہ باطرہ کذاب اور متی باجی اور یوحنا بھکا نیوالا اور یہوذا اور یعقوب کمینے۔ اور مارقش فاسق اور لوقا فاجر اور بولس جاہل ہرگز ہرگز حواری نہ تھے۔ یہ اُس گروہ میں تھے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وکفرت طائفۃ" (ایک گروہ نے مسیح کے ساتھ کفر کیا)۔ وباللہ التوفیق۔

سب کچھ بتادیا

انجیل متی کے سولھویں باب کے آخر میں ہے کہ اسی وقت سے یسوع نے اپنے شاگردوں کو وہ بتا دیا جو یسوع مناسب سمجھتے تھے۔ یعنی یرشلام میں داخل ہونا۔ وہاں کے باشندوں کے اکابر و علماء سے عذاب کا اٹھانا۔ اور ان لوگوں کا مسیح کو قتل کرنا اور تیسرے روز مسیح کا اٹھنا۔ باطرہ ان سے تنہائی میں ملا اور ان سے کہا کہ "اے میرے آقا آپ اس کو معاف کر دیجئے اور آپ کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔"

انجیل متی کے سترھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ عنقریب انسان کے بیٹے کا لوگوں کے ہاتھوں میں امتحان

Marfat.com

لیا جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔ اور وہ تیسرے روز زندہ ہوگا۔ یعنی خود مسیح۔ ان شاگردوں کو اس سے انتہائی غم ہوا۔

انجیل مارقش کے آٹھویں باب کے شروع میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ عنقریب انسان کا بیٹا آدمیوں کے ہاتھوں میں آزمایا جائے گا۔ لوگ اُسے قتل کر دیں گے۔ جب وہ قتل کر دیا جائے گا تو تیسرے روز اٹھ کھڑا ہوگا۔ مگر یہ لوگ اس کلام سے ان کی مراد کو نہ سمجھے۔ ۴۴

انجیل لوقا کے آٹھویں باب کے ختم کے قریب ہے کہ مسیح نے بارہ شاگردوں سے کہا کہ میں یرشلام کی طرف اچڑھنے والا ہوں۔ اور ان تمام امور کو مکمل کروں گا جن کی انسان کے بیٹے کے متعلق انبیاء نے خبر دی ہے۔ لوگ اسے مجنوں کے پاس لے جلیں گے۔ اس سے تمسخر کریں گے۔ اسے کوڑے ماریں گے۔ اس کے منہ پر تھوکیں گے۔ کوڑے مارنے کے بعد قتل کریں گے اور وہ تیسرے روز زندہ ہو جائے گا۔ مگر مسیح نے ان لوگوں کو جو کچھ تعلیم دی وہ اسے نہ سمجھے۔ یہ ان کے نزدیک راز سربستہ تھا۔

تین کھلے جھوٹ

ان فصول میں تین کذب ہیں جو بڑے ہیبتناک کذب ہیں۔ ایک تو اناجیل مذکورہ کا اس پر متفق ہونا جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مسیح نے اپنے متعلق انھیں یہ خبر دی کہ وہ قتل کر دیے جائیں گے۔ حالانکہ چاروں انجیلیں سب کی سب مسیح کی سولی کے بیان کے وقت سب کی سب اس پر متفق ہیں کہ وہ تختۂ دار پر اپنی موت سے مرے اور ہرگز قتل نہیں کیے گئے۔ سوائے اس کے کہ بعض اناجیل میں ہے کہ اُن کے مرنے کے بعد ایک بدمعاش نے ان کے پہلو میں اپنا نیزہ مارا تھا اور نیزہ مارنے سے خون اور پانی نکلا تھا۔ اس میں خود مسیح کا جھوٹ ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ وہ سب اس پر متفق ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مسیح نے انھیں خبر دی کہ وہ قتل کیے جائیں گے حالانکہ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ

Marfat.com

قتل نہیں کیے گئے۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے۔ معاذ اللہ نہ تو کوئی نبی جھوٹ بولتا ہے اور نہ جھوٹی پیشینگوئی کرتا ہے۔ یہ تو جھوٹ بولنے والوں کی علامت ہے نہ کہ اہل صدق کی علامت۔

دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا تمام اناجیل مذکورہ کا اس پر اتفاق ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ وہ تیسرے دن اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر تمام اناجیل اس پر متفق ہیں کہ وہ دوسری ہی شب میں زندہ ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ وہ یوم جمعہ کو ہفتے کی شب کے آتے ہی دفن کر دیے گئے تھیں یہ کافی ہے کہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ان کے حنوط (عطر میت) بھی عجلت کی وجہ سے نہیں رگایا گیا تاکہ ان لوگوں پر شنبے کی رات نہ آجائے۔ اور وہ شب یکشنبہ کو قبل فجر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے جسے انھوں نے مسیح کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ وہ اس قسم کی باتوں سے بری ہیں۔

تیسرا جھوٹ متی کا یہ خبر دینا ہے کہ یہ لوگ مسیح کے قول کی مراد سمجھ گئے اور وہ اس خبر سے بحد غمگین ہوئے۔ باطرہ نے ان سے عرض کیا کہ اے میرے آقا آپ اس کو معاف کر دیجئے اور آپ کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ مارقش و لوقا کا یہ خبر دینا کہ وہ لوگ مسیح کے اس کلام کی مراد نہیں سمجھے۔ یہ کھلم کھلا ایک دوسرے کو جھوٹا بناتا ہے۔ جو بچوں ہی سے سرزد نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ معصومین سے؟ لہذا یقیناً ان لوگوں کا عظیم الشان کذب روشن ہو گیا جنھوں نے یہ انجیلیں بنائی اور گھڑی ہیں۔ اور یہ لوگ فاسق تھے اور ان میں ذرا بھی نیکی نہ تھی۔ وباللہ التوفیق۔

ایمان ہوتا تو پہاڑ ہٹ جاتا

انجیل متی کے سترھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو تم ضرور ضرور پہاڑ سے کہتے کہ اس جگہ سے ہٹ جا وہ ہٹ جاتا اور کوئی چیز تمھاری نافرمانی نہ کرتی۔"

Marfat.com

اس کے قبل اسی کے متصل یہ ہے کہ مسیح کے شاگرد ایک شخص کے اچھا کرنے سے جس پر جن تھا عاجز رہے۔ مسیح نے اُسے اچھا کر دیا۔ شاگردوں نے اُن سے کہا کہ ہم لوگ اس کے اچھا کرنے سے کیوں عاجز رہے۔ مسیح نے کہا کہ اپنے شک کرنے کی وجہ سے۔

انجیل متی کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے انجیر کے ایک سبز درخت کو بددعا دی تو وہ اسی وقت خشک ہو گیا۔ اُن کے شاگردوں نے تعجب کیا تو مسیح نے اُن سے کہا کہ میں امین ہوں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم لوگ ایمان لاتے اور شک نہ کرتے تو تم نہ صرف درخت انجیر میں یہی کر سکتے بلکہ جب تم اس پہاڑ سے کہہ دیتے کہ اکھڑ جا اور سمندر میں گر جا تو تمھاری بات پوری ہوتی۔

۳۵ انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا وہ وہی افعال کر سکے گا جو میں خود کر سکتا ہوں بلکہ وہ اُن سے بھی بڑے افعال کر سکے گا۔

جھوٹ کے اقانیم ثلاثہ

ان فصول میں تین بڑے بڑے جھوٹ کے مصائب ہیں۔ شاگردان مذکور اور اُن کے بعد آج تک کے یہ تمام اشقیاء اس سے خالی نہیں کہ یا تو یہ مسیح کے مومن ہیں یا غیر مومن۔ کسی تیسری قسم کی گنجائش نہیں۔

اگر یہ سب مومن ہیں تو پھر مسیح نے ان فصول میں ان لوگوں سے جو وعدہ کیا ہے وہ علانیہ جھوٹا ہے۔ حالانکہ وہ کذب سے بری ہیں ان میں سے ایک بھی کبھی اس پر قادر نہ ہوا کہ ایک پتا بھی ان کا حکم مانتا چہ جائیکہ ان کو پہاڑ کے اکھیڑنے اور اسے سمندر میں ڈالنے کی قدرت ہوتی؟

اگر یہ لوگ مسیح کے غیر مومن ہیں تو یہ سب لوگ خود اپنے اس اقرار کے مطابق کفار ہیں۔ اور کافر ہیں کوئی خبر نہیں۔ نہ کافر کی تصدیق جائز ہے اور نہ کافر سے دین کا حاصل کرنا جائز ہے۔

جب ہم اُن سے سوال کریں تو انھیں جواب دینا ضروری ہے کہ آیا

Marfat.com

تمہارے دلوں میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے یا نہیں۔ اور تم مسیح پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں؟۔

اگر وہ کہیں کہ ہاں ہم مسیح پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان ہمارے دلوں میں بھی ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ مسیح نے یقیناً جھوٹ کہا جو انھوں نے یہ خبر دی کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ پہاڑ کو اکھڑ جانے کا حکم دے گا تو وہ اکھڑ جائے گا۔ واللہ تم میں سے ایک شخص بھی اپنی بد دعا سے ایک درخت کے خشک کرنے پر بھی قادر نہیں اور نہ پہاڑ کے اپنے مقام سے اکھاڑنے پر۔

اگر وہ کہیں کہ ہمارے دلوں میں نہ تو ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اور نہ ہم مسیح پر ایمان رکھتے ہیں، تو ہم کہیں گے کہ واللہ تم نے واقعی سچ کہا۔" انظر کیف کذبوا علی انفسهم وضل عنهم ما کانوا یفترون" (دیکھ تو کہ ان لوگوں نے خود اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولا اور ان سے وہ گم ہو گیا جس کا افترا کیا کرتے تھے)۔ اللہ عزوجل اور اس کے انبیاء سچے ہیں۔ متی وباطرہ و یوحنا و مارقش ولوقا اور تمام نصاریٰ جھوٹے ہیں اور یہی لوگ کذاب ہیں۔

میں نے بعض علمائے نصاریٰ سے یہ بیان کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس سے مسیح کی مراد رائی کا درخت ہے جو تمام کھیتوں سے بلند ہوتا ہے یہاں تک کہ اس میں پرندے رہ سکتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ اناجیل میں رائی کے درخت کی مثل نہیں کہا۔ رائی کے دانے کی مثل کہا ہے۔ ان لوگوں کے اقرار کے مطابق خود مسیح ہی نے اس کی صفت بھی بیان کر دی ہے کہ وہ تمام بیجوں میں سب سے زیادہ باریک ہوتا ہے۔

نیز وہ یا تو مومن ہے یا کافر۔ لیکن جو شک کرنے والا ہے تو جب اس کے ایمان میں شک داخل ہوا وہ باطل ہو گیا اور صاحب شک کفر میں رہ گیا۔ چہ جائیکہ خود مسیح ہی نے ان کے اقرار کے مطابق ہیں اس

Marfat.com

تاویل فاسد کے متعلق کسی شک میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسیح نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کے شک کرنے کی وجہ سے۔ البتہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی تمہارا ایمان ہوتا تو تم ضرور بالضرور پہاڑ سے کہتے۔

انجیل یوحنا میں کہا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ "اگر تم لوگ ایمان لاتے اور شک نہ کرتے" یقیناً ان نصوص سے صرف وہ تصدیق ہی مراد لی ہے جو شک کے خلاف ہے نہ کہ انتہائی عمل صالح۔

انجیل یوحنا میں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا وہ وہی افعال کر سکے گا جو میں خود کر سکتا ہوں ہم اسی ایمان بالمسیح کو تم سے پوچھتے ہیں کہ آیا وہ تمہارے دلوں میں ہے یا نہیں۔ جو تمھیں مناسب معلوم ہو جواب دو۔

میں تو اگر یہ قول کسی مدعی نبوت سے سن لیتا تو یقیناً میں کبھی اس کے کذاب ہونے میں تردد نہ کرتا و اللہ اس کو مسیح نے ہرگز نہیں کہا۔ اس جھوٹ کے موجد صرف یہی کمینے متی و یوحنا وغیرہما ہیں۔ اور پورا تعجب فصل مذکور میں متی کے اس اقرار پر ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مسیح نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لوگ آسیب زدہ کے اچھا کرنے سے محض اپنے شک کی وجہ سے عاجز رہے۔ مسیح نے ان کے شک کی اور اس کی شہادت دی کہ اگر ان کے ایمان ہوتا تو اس سے عاجز نہ رہتے۔

یہ لوگ مسیح سے جس شک کی حکایت کرتے ہیں مسیح بھی اس سے خالی نہیں کہ وہ یا تو کاذب تھے یا صادق۔ اگر کاذب تھے تو یہ بری صفت ہے
۳۶ اور کاذب نبی ہی نہیں ہوتا چہ جائیکہ خدا ہو۔ اگر صادق تھے تو وہ لوگ جن سے نصاریٰ نے اپنا دین لیا ہے اور انھیں شاگرد اور انبیاء سے بالاتر بتاتے ہیں یہ لوگ کفار اور شک کرنے والے تھے۔ تو یہ لوگ اپنا دین شک کرنے والے کفار سے کیسے اخذ کرتے ہیں؟ ان دونوں

Marfat.com

میں سے ایک سے بھی نکلنے کی ان کو گنجائش نہیں۔ اگر ان کی تمام اناجیل میں صرف یہی ہوتا جب بھی وہ ان اناجیل کے اور جس گندے دین پر وہ ہیں اس کے ابطال کے لیے کافی تھا۔

تعجب ہے کہ مسیحؑ ان کے متعلق شک کی کیونکر شہادت دیتے ہیں حالانکہ انھیں نے جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں ان لوگوں کو خطۂ الٰہیۃ و خطۂ ربوبیت کا اس امر میں مختار بنایا کہ وہ جس چیز کو زمین میں حرام کردیں گے وہ آسمان میں بھی حرام ہوجائے گی اور جسے زمین میں حلال کریں گے وہ آسمان میں بھی حلال ہوجائے گی۔ پھر یہ بات اس بات کے ساتھ کیسے جمع ہوسکتی ہے۔ کیا اس تناقض کو وہ شخص لاسکتا ہے جس کا دماغ صحیح ہو یا وہ جس میں تھوڑی سی خرابی ہو۔ واللہ یہ تہمت لگانے والے کذاب کی گھڑی ہوئی بات اور نفس پرست کھلنڈرے کی ایجاد ہے۔ (نعوذ باللہ عزوجل من الخذلان (ہم بدنصیبی و ترک نصرت سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں)۔

دو دلوں کی یکدلی

انجیل متی کے اٹھارھویں باب کے آخر کے قریب ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب تم میں سے دو آدمی کسی امر پر متفق ہوجائیں گے تو وہ روئے زمین کی جس چیز کی بھی دعا کریں گے میرا آسمانی باپ ان کی دعا قبول کرے گا۔ اور جس جگہ دو یا تین آدمی میرے نام پر متفق ہوں گے تو میں ان میں کا دریائی ہوں گا۔

یہ کیسی یکدلی تھی

یہ فصل بحد مضحکہ خیز ہے اور ایسا کذب ہے جس کا ظہور بھی ٹل نہیں سکتا۔ اس سے خالی نہیں کہ یا تو اس پیام سے انھوں نے خاص اپنے شاگرد مراد لیے ہیں۔ یا اپنے تمام مومنین۔ دو میں سے جو امر بھی ہو وہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ اس میں کوئی شک نہ کرے گا کہ ان کے شاگردوں نے یہ دعا مانگی کہ وہ جس کو اپنے دین کی دعوت دیں وہ ان کی دعوت کو قبول کرے اور جو اصحاب مسیح

فتنے میں مبتلا ہیں وہ اس سے رہا ہو جائیں۔ مگر اس نے جس کا نام مسیح نے آسمانی باپ رکھا اس میں سے کچھ بھی انہیں نہ دیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ان لوگوں نے کبھی اس میں سے کسی چیز کی دعا نہیں کی۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ ایک دوسری مصیبت ہے۔ اگر ایسا ہے تب تو یہ لوگوں کے لیے دغا باز اور ان کی بھلائی نہ چاہنے والے بلکہ ان کی تباہی میں کوشش کرنے والے ہوئے۔ یہ بعید از عقل ہے۔ یہ مرتبہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں کیونکہ آپ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ آپ کے پروردگار نے آپ سے فرمایا کہ "سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم" (ان منافقین کے لیے برابر ہے خواہ آپ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں یا ان کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ کرے گا)۔

آپ نے ہمیں خبر دی کہ آپ نے دعا فرمائی کہ آپ کے بعد ہماری قوت ہمارے ہی درمیان کر دی جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق آپ کی دعا قبول نہیں فرمائی۔ یہی وہ حق ہے جس میں کوئی اضافہ نہیں ہے۔ اور یہی وہ قول ہے کہ صدق جس کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ نہ تو آپ نے اس چیز پر فخر کیا جو آپ کو نہیں دی گئی اور نہ آپ نے اپنی ذات کو اس کے مرتبے سے گرایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اگر کوئی مومن بدی کرے

۴۷ باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تمہارے ساتھ تمہارا کوئی مومن بھائی بدی کرے تو تم اپنے اور اس کے درمیان تنہا اس پر عتاب کرو۔ اگر وہ تمہاری بات سن لے تو تم نے اسے نفع پہنچا دیا۔ اور اگر نہ سنے تو اپنے ساتھ ایک یا دو شخصوں کو لے لو کہ تم ہر بات کو دو یا تین گواہوں کی شہادت سے ثابت کر سکو۔ اگر وہ نہ سنے تو اس کی خبر سے جماعت کو مطلع کرو۔ اگر وہ جماعت کی بھی نہ سنے تو وہ تمہارے نزدیک

Marfat.com

مجوسی یا مرتد کا سا ہونا چاہیے۔

اس کے چند سطر بعد کہا ہے کہ اس وقت پاطرہ ان کے قریب آیا کہ اے میرے آقا اگر میرے ساتھ میرا بھائی برائی کرے تو آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں کہ میں اسے سات مرتبہ معاف کروں۔ یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سات بار نہیں کہتا بلکہ ستر سات میں یعنی ۷۰×۷=۴۹۰ بار۔

معاف بھی کرتے ہیں اور کافر بھی بناتے ہیں

تیسری بار جو کہا ہے یہ اس قول کی ضد ہے کہ وہ تیرے نزدیک بمنزلہ مجوسی و مرتد ہونا چاہیے اور دونوں میں جمع کی کوئی صورت نہیں۔

خدامی و ہاند خدامی دہد

انجیل متی کے بیسویں باب میں ہے کہ سبدی کے دونوں بیٹوں کی ماں اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ مسیح کے پاس آئی۔ ان کی طرف متوجہ ہوئی اور رغبت ظاہر کی مسیح نے اس سے کہا کہ تو کیا چاہتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرے ان دونوں لڑکوں میں سے ایک کو اپنی داہنی طرف اور دوسرے کو اپنی بائیں طرف اپنی سلطنت میں بٹھائیں۔ یسوع نے دونوں لڑکوں سے کہا تم دونوں سوال کرنا بھی نہیں جانتے۔ کیا تم دونوں اس پیالے کے پینے پر قناعت کرو گے جو میں پیتا ہوں۔ دونوں نے کہا کہ ہم صبر کریں گے۔ یسوع نے ان سے کہا کہ تم دونوں کو میرا پیالہ پلایا جائے گا۔ تم دونوں کو اپنے داہنے اور بائیں بٹھانے کا مجھے حق نہیں سوائے اس کے کہ جس کو میرا باپ مجھ سے یہ حق دلائے۔

خود مسیح میں قدرت نہیں

اس فصل میں اس امر کا بیان ہے کہ کوئی کام بھی مسیح کے سپرد نہیں۔ وہ باپ کے مغایر ہیں جیسا کہ یہ لوگ اپنے دین کے خلاف کہتے ہیں جب وہ باپ کے مغایر ہیں اور دونوں خدا ہیں تو یہ دونوں دو جداگانہ خدا ہوں گے جن میں ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہے۔ اس لیے کہ یسوع کے اقرار کے مطابق یسوع کو کسی کے مقرب بنانے کی قدرت

Marfat.com

نہیں ہے سوائے اس کے جس کو یہ حق و فضیلت وہ ذات عطا کرے جس کو یہ لوگ باپ کہتے ہیں۔

کاش مجھے علم ہوتا کہ یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔

ایک تو یسوع کا وہ اعتراف و اقرار جو یہ اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ اپنے داہنے یا بائیں طرف کسی کو بٹھانا اُن کے اختیار میں نہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں کھینے سے کھینے کو یعنی باطرہ کو دینے پر قادر ہو گئے اور وہ وہی کرتے ہیں جو باپ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکومت اُن کے سپرد کر کے سبکدوشی حاصل کر لی۔ اور اس کے بعد اب تک اللہ تعالیٰ کسی پر بھی حکم نہیں کرتا۔ اسی قسم کی دوسری رسوا کن و مہلک باتیں کہ باہم ایک دوسری کو جھٹلا رہی ہیں اور اس امر کی شہادت دے رہی ہیں کہ وہ قطعاً اللہ کی طرف سے نہیں نہ کسی نبی کی طرف سے ہیں۔ بلکہ کسی کذاب کافر کی بنائی ہوئی ہیں۔ و نعوذ باللہ تعالیٰ۔

خرِ عیسیٰ

انجیل متی کے اکیسویں باب میں ہے کہ جب مسیح اورشلیم کے قریب پہنچے اور اس مقام میں تھے جس کا نام بیت فاجی ہے جو کوہ زیتون کے قریب ہے تو انھوں نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بھیجا اور ان سے کہا کہ اس قلعے تک چلے جاؤ جو تمھارے سامنے ہے۔ وہاں تمھیں ایک گدھی ملے گی اپنے بچے کے ساتھ بندھی ہوئی ہوگی۔ ۳۸
ان دونوں کو کھول دینا اور میرے پاس لے آنا۔ اگر کوئی تمھیں روکے تو کہنا کہ آقا ان دونوں کو چاہتے ہیں تو اسی وقت وہ تمھیں چھوڑ دے گا۔ یہ اس لیے تھا کہ اس سے پیشگوئی کرنے والے نبی کا قول پورا ہو جنھوں نے کہا تھا کہ دخترِ صیہون سے کہدو کہ تیرا بادشاہ متواضع ہو کر ایک گدھی اور خچر کے بچے پر تیرے پاس آئے گا۔

دونوں شاگرد روانہ ہوئے اور انھوں نے وہی کیا جیسا انھیں حکم ملا تھا۔ گدھی اور اس کے بچے کو لے آئے۔ اپنی چادریں ان پر ڈالدیں اور

Marfat.com

یسوع کو اُن پر بٹھا دیا۔

انجیل مارقس کے آخر میں نویں باب میں ہے کہ جب مسیح بیت فاجی متصل کوہ زیتون پہنچے تو انھوں نے اپنے دو شاگردوں کو بھیجا اور ان سے کہا کہ اس قلعے تک چلے جانا جو تمھارے قرب وجوار میں ہے۔ جب تم (بستی میں) داخل ہو گئے تو ایک ایسا گدھے کا بچہ بندھا ہوا پاؤ گے جس پر اب تک کوئی آدمی سوار نہ ہوا ہو گا۔ اسے کھول کر میرے پاس لے آؤ اگر کوئی تم سے کہے کہ یہ کیا کرتے ہو تو اس سے کہنا کہ آقائے مسیح کو اس کی ضرورت ہے۔ تو وہ اس کو تمھارے لیے چھوڑ دے گا۔ یہ دونوں شاگرد روانہ ہوئے۔ انھوں نے ایک گدھے کا بچہ پایا جو مشک بنانے والوں میں دروازے کے صحن کے سامنے بندھا ہوا تھا۔ اُسے کھولا تو ان سے وہاں کے کسی کھڑے ہونے والے نے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے کہ تم گدھے کا بچہ کھولتے ہو۔ ان لوگوں نے اُسے وہی جواب دیا جو یسوع نے حکم دیا تھا ان لوگوں نے بچے کو چھوڑ دیا۔ یہ اس بچے کو یسوع کے پاس ہنکا لائے۔ اپنی چادریں لا دیں اور اس پر یسوع سوار ہو گئے۔

گدھی یا گدھا؟ یہ دو واقعات ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ متی کہتا ہے کہ یسوع گدھی اور اس کے بچے پر سوار ہوئے اور مارقس کہتا ہے کہ بچے پر سوار ہوئے۔ تعجب اس پر ہے کہ یہ نبی کے اس قول سے استشہاد کرتے ہیں کہ تیرے پاس تیرا بادشاہ آئے گا جو گدھی اور گدھے کے بچے پر سوار ہو گا" حالانکہ مسیح کبھی اورشلیم کے بادشاہ نہیں ہوئے۔ یہ دوسرا جھوٹ ہے۔

سب سے زیادہ مضحکہ خیز ان لوگوں کا استشہاد ہے جو انھوں نے یسوع کے واقعے کی صحت ثابت کرنے کے لیے ان کے گدھی پر سوار ہونے سے کیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اورشلیم میں سوائے مسیح کے گدھی پر سوار ہو کے کوئی انسان کبھی داخل نہ ہوا ہو گا۔ واللہ یہ تو احمقوں کی ہنسی آنے والی باتوں میں سے ایک بات ہے۔

Marfat.com

مجھے میرے دوست حسین بن بقی نور اللہ وجہہ نے خبر دی کہ انھوں نے ایک نصرانی عالم کو اس فصل سے آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ یہ تو محض ایک رمز (راز) ہے اور حمارہ (گدھی) سے مراد توریت ہے۔

میرے دوست نے کہا کہ مجھے اس کی بات سے ہنسی آئی۔ اور اس سے کہا کہ تو پھر فلو (گدھی کا بچہ) انجیل ہو گی۔ وہ خاموش ہو گیا اور جان گیا کہ یہ ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جب مردے اٹھیں گے

انجیل متی کے تیرھویں باب میں ہے کہ یسوع نے ان لوگوں سے کہا کہ جب (قیامت میں) مردے اٹھیں گے تو نہ وہ شادی کریں گے نہ نکاح کریں گے۔ وہ اللہ کے ان ملائکہ کے مثل ہوں گے جو آسمان میں ہیں۔ 31

انجیل متی کے چھبیسویں باب میں اور نیز انجیل مارقش کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح جس شب میں گرفتار کیے گئے انھوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس کے بعد میں نے انگور سے پیدا ہونے والی چیز نہیں پی یہاں تک کہ میں آسے جبکہ وہ نئی ہو گی تمھارے ساتھ آسمانی سلطنت میں پیوں گا۔

انجیل لوقا کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیح نے بارہ حواریین سے کہا کہ تم وہ لوگ ہو جنھوں نے میرے ساتھ میرے تمام مصائب میں صبر کیا۔ میں تم سے مختصراً اس وصیت کو بیان کرتا ہوں جو مجھ سے مختصراً میرے باپ نے بیان کی کہ تم لوگ میری سلطنت میں میرے دسترخوان پر ضرور کھاؤ پیو گے۔ اور بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں پر حاکم بن کے تخت پر بیٹھو گے۔

اقرار و انکار

فصل اول میں ہے کہ لوگ آخرت میں نکاح نہ کریں گے اور اس کے بعد کی تینوں فصول میں ہے کہ جنت میں دسترخوانوں پر روٹی اور شراب کا کھانا پینا ہو گا۔ حالانکہ نصاریٰ ان سب باتوں کے منکر ہیں۔ اور انھیں مسیح کی تکذیب میں ذرا بھی

Marfat.com

دشواری نہیں ہوتی۔ باوجودیکہ وہ مسیح کو اپنا رب اور اپنے کو مسیح کا بندہ مانتے ہیں خاصکر جو فصل اول میں ہے کہ لوگ جنت میں فرشتوں کی طرح ہوں گے۔

فرشتے بھی کھاتے پیتے ہیں

جس توریت کی یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں اس میں بھی ہے کہ ملائکہ نے لوط کے یہاں گوشت روٹی اور گھی دودھ کھایا۔ جب ملائکہ کھاتے ہیں انسان جنت میں انھیں کے مثل ہوں گے۔ تو بموجب توریت و انجیل بلاشک لوگ کھائیں پییں گے۔

خدا نے بھی کھایا پیا

خاصکر جب ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ مسیح جب مر چکے اور وہ دنیا میں واپس آئے اور اپنے شاگردوں سے ملے تو انھوں نے ان سے کچھ کھانے کو مانگا۔ وہ لوگ ان کے پاس بھونی ہوئی مچھلی لائے۔ تو مسیح نے اپنی موت کے بعد وہ مچھلی ان لوگوں کے ساتھ کھائی اور شہد کا شربت پیا۔ جب خدا بھونی ہوئی مچھلیاں کھا سکتا ہے اور اس پر سے شہد پی سکتا ہے تو جنت میں انسان کے کھانے پینے میں کونسی فکر کی بات ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے نزدیک ایک عورت سے جس کا اس نے انتخاب کیا ایک بیٹا بنا لیا تو انسان کے جنت میں بیویاں بنانے میں کونسا تعجب ہو گیا؟ حالانکہ یہ انسان کی اس فطرت کے مطابق ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کمینوں کی حماقت میں البتہ عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ایک اور تعجب کی بات ہے اور وہ بارہ شاگردوں سے مسیح کا وعدہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں کے حاکم بن کر تخت پر بیٹھیں گے

ان شاگردوں میں یہوذا الاسخریوطی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اس پیشینگوئی کے مخاطب اس کے ساتھی ہوں اور وہ

Marfat.com

نہ ہو۔ اس لیے کہ مسیح نے واضح کر دیا ہے کہ بارہ شاگرد بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں پر حاکم ہوں گے۔ لہٰذا یقینی طور پر اس کا بھی ان میں ہونا لازم ہو گیا۔ حالانکہ یہی وہ شخص ہے جس نے تیس درہم رشوت لے کے یہود کو مسیح کا پتا بتا دیا تھا۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اس نے اس فعل میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے اس لیے کہ کسی دوسرے مقام پر کہا ہے کہ "اس انسان کی خرابی ہے جس کو یہ پسند تھا کہ کاش وہ پیدا نہ ہوتا" یا اس وعدہ مذکورہ میں مسیح نے جھوٹ کہا۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

۴۰ **مسیح کا استدلال** انجیل متی کے تئیسویں باب میں ہے کہ مسیح نے علمائے بنی اسرائیل کو اطلاع دی اور پوچھا کہ تم لوگ مسیح کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ داؤد کا بیٹا ہے۔ مسیح نے ان سے کہا کہ تو پھر داؤد روح القدس کے ساتھ اس کو خدا کیسے کہتے تھے۔ کیونکہ داؤد نے لکھا ہے کہ اللہ نے میرے خدا سے فرمایا کہ میری داہنی طرف بیٹھ جا کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے قدموں کی کرسی بنا دوں۔" اگر داؤد اسے خدا پکارتے تھے تو وہ ان کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے؟ کسی سے بھی مسیح کا جواب بن نہ پڑا۔

ابن داؤد ہونے سے انکار یہ سچ ہے اور مسیح علیہ السلام کا قول ہے۔ اور مسیح علیہ السلام نے منکر پر صحیح اعتراض کیا ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ یہ کمینے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کے متبعین میں منسوب کرتے ہیں اس فصل مذکور سے احتجاج و استدلال کرنے میں باہم اختلاف نہیں کرتے۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے مسیح ابن داؤد ہونے سے انکار کیا ہے اور یہ لوگ تمام اناجیل میں انھیں ابن داؤد کہتے ہیں۔ بس تعجب کرنا چاہیے۔

Marfat.com

سب کا آسمانی باپ

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم سب بھائی بھائی ہو۔ اور تم اپنے کو کسی زمین کے باپ کی طرف منسوب نہ کرو۔ کیونکہ تمھارا ایک ہی آسمانی باپ ہے۔

سب خدا کے بیٹے

اس فصل میں دو بہت بڑی شرمناک باتیں ہیں۔ ایک تو ان کا یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی شاگردوں کا بھی باپ ہے پھر تو ان شاگردوں کو بھی مسیح کے مثل اور برابر سرابر سمجھنا چاہیے۔ نصاریٰ مسیح کو کیوں مخصوص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ بغیر اس کے کہ جب وہ شاگردوں کا ذکر کرتے ہیں تو انھیں اللہ کا بیٹا نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری و برتر ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو یا وہ کسی کا باپ ہو۔

نفی نسب

دوسری شرمناک بات مسیح کا شاگردوں سے یہ کہنا ہے کہ تم لوگ کسی زمین کے باپ کی طرف اپنا انتساب نہ کرو۔ حالانکہ نصاریٰ و اناجیل "شمعون بن یوناو یعقوب و یوحنا بن سبدی و یہوذا و یعقوب بن یوسف" بولتے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے مان لیا کہ یہ لوگ مسیح کی نافرمانی پر قائم ہیں۔ کیونکہ مسیح نے تو انھیں منع کیا تھا کہ وہ اپنے کو زمین کے باپ کی طرف منسوب نہ کریں۔ اور یہ لوگ اس بارے میں مسیح کے حکم کی مخالفت کے پابند ہیں اور ان کی نافرمانی ہی کو دین بنائے ہوئے ہیں۔

مصائب کی پیشگوئی

انجیل متی کے چوبیسویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے آخر زمانے میں ہونے والے زلازل و مصائب کے بارے میں پیشگوئی کی اور ان سے کہا کہ دعا کرو کہ تمھارا بھاگنا جاڑے میں اور شنبے کے روز نہ ہو۔

Marfat.com

یوم سبت

یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ان لوگوں پر شنبے کی حفاظت ان کی حکومت کے ختم ہونے تک اور ان پر زلزلے آنے تک لازم تھی۔ حالانکہ یہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔ یہ وہ اُمت ہے جنہیں عقل ہی نہیں۔

جھوٹے نبی

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ
جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور وہ ۱۴
عجائب عظیمہ اور معجزات دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ غلطی کرے گا جو ان کی نیکی کا گمان کرے گا۔

انجیل مارقش کے تیرھویں باب میں ہے کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے انبیاء ہوں گے اور وہ معجزات اور نادر امور لائیں گے کہ ماننے والوں کو اگر ممکن ہو دھوکا دیں۔

توریت کی نقل

یہ فصل توریت یہود کی سفر خامس کی فصل اخیر کے ساتھ ہے جس کی نص (تصریح) یہ ہے کہ "اگر تم میں کوئی نبی ظاہر ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ اس نے خواب دیکھا۔ اور وہ تمہیں ہونے والی بات کی خبر دے اور وہ اسی طرح ہو بھی جائے جس طرح اس نے بیان کیا اس کے بعد تم سے یہ کہے کہ اپنے ہم جنس خداؤں کی پیروی کرو تو اس کی بات نہ سننا"

توریت کی اس فصل کے ساتھ جس میں یہ مضمون ہے کہ "ساحرین نے بھی وہی کیا جو موسیٰؑ نے کیا تھا کہ موسیٰؑ نے عصا کو سانپ اور پانی کو خون بنا دیا اور بہت سے مینڈک لے آئے" یہ موسیٰ و مسیح علیہما السلام کے اور ہر نبی کے جس کی نبوت کو یہ مانتے ہیں لائے ہوئے معجزات کے باطل کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس لیے کہ جب یہ ممکن ہے کہ نبی کاذب بھی معجزات لا سکتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ نبی صادق جھوٹی پیشینگوئی کر سکتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ ساحرین بھی وہ شے لا سکتے ہیں جو نبی کے معجزے کے مثل ہو تو پھر حق باطل کے ساتھ مل گیا۔ اور ایک کا دوسرے سے

Marfat.com

پہچاننے کا بالکل کوئی طریقہ نہ رہا۔ حالانکہ یہ حقایق کا فاسد کرنا اور دلیل حق کا باطل کرنا اور حواس کا جھٹلانا ہے۔

جب یہود و نصاریٰ کے نزدیک وہ ممکن ہے جو ہم نے توریت اور ان کی اناجیل سے بیان کیا تو پھر وہ کونسی چیز ہے جس سے ان لوگوں کو یہ اطمینان ہے کہ موسیٰ و مسیح علیہما السلام اور ان کے تمام انبیاء ساحر و کاذب نہ تھے۔

ہم تو اللہ کے سامنے اس امر کی سچی شہادت دیتے ہیں کہ یہ فصول مذکورہ کسی برہمن کی بنائی ہوئی ہیں جو بالکل نبوت ہی کا منکر ہے۔

یا مانی کی ہیں جو انبیائے مذکورین علیہم السلام کی نبوت کی تکذیب کرتا ہے موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے ہرگز ان باتوں میں سے کچھ نہیں فرمایا جو ان ناپاک وملعون فصول میں ہے۔

ہم لوگ تو اسے قطعاً جائز نہیں رکھتے کہ کوئی نبی جھوٹ بولے یا غیر نبی معجزہ لاسکے یا ساحر و کذاب یا صالح معجزے کی سی صنعت کر سکے۔

اگر کہا جائے کہ تم لوگ تو کہتے ہو کہ دجال معجزات لائے گا ہم کہیں گے کہ ہم تو اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ دجال تو صرف صاحب عجائب ہوگا جیسے ابو العجائب تھا۔ اور کوئی فرق نہیں۔ وہ تو ایک حیلہ گر شعبدہ باز ہوگا جو معمولی حیلے کرے گا جو ان کو جانتا ہے وہ بھی ویسے ہی حیلے کر سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا دجال کے ساتھ پانی کی نہر اور روٹی وغیرہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دیا کہ وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہت زیادہ ذلیل ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ دجال صاحب شبہ ہوگا (یعنی اس کے پاس جو چیزیں ہوں گی وہ حقیقی نہ ہوں گی جیسے

Marfat.com

متی کے کھلونے) وباللہ التوفیق۔

اقرار لاعلمی

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ اس وقت اور اس دن کو سوائے باپ کے کوئی شخص نہیں جانتا اور نہ ملائکہ وغیرہ اس دن اور اس وقت کو جانتے ہیں۔

۴۲ انجیل مارقس کے تیرھویں باب میں ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ زمین وآسمان جاتے رہیں گے اور میرا کلام کبھی فنا نہ ہوگا۔ لیکن وہ دن اور وہ ساعت اس کو سوائے باپ کے کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ انسان کا بیٹا نہ اور کوئی۔

لاعلم خدا نہیں ہوسکتا

یہ فصل بدیہی طور پر یہ ثابت کرتی ہے کہ مسیح اللہ تعالیٰ کے مغایر ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے خود خبر دی کہ اس جگہ ایک شے ہے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ اسے نہیں جانتے۔ اور جب ان کی نص انجیل میں ہے کہ بیٹا نہیں جانتا کہ وہ ساعت کب ہے اور باپ جانتا ہے کہ وہ کب ہے۔ تو بدیہی ویقینی وقطعی طور پر ہم جانتے ہیں کہ بیٹا باپ کے مغایر ہے۔ جب ایسا ہے تو یہ دو ہیں جو باہم مغایر ہیں۔ ایک ان میں سے اس چیز سے ناواقف ہے جس سے دوسرا واقف ہے۔ یہ وہ شرک ہے جس کی یہ لوگ حمایت کرتے ہیں۔ حالانکہ عقل بھی اس کا ابطال کرتی ہے کہ دو خدا ہوں جن میں ایک ناقص ہو۔

بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ جو اللہ تعالیٰ کے مغایر ہے وہ مخلوق ہے جس کی پرورش کی جاتی ہے (مربوب) اور ان لوگوں کی خام خیالی وبدخواہی باطل ہوگئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ورنہ اس کے سوا چارہ نہیں کہ اس فصل میں یہ لوگ مسیح کو جھوٹا بنائیں۔

مسیح کا انکار تین تین بار

انجیل متی کے چھبیسویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنی گرفتاری کی شب میں باطرہ سے فرمایا کہ میں امین ہوں۔ تجھ سے کہتا ہوں کہ اس شب کو مرغ کی بانگ

Marfat.com

سے پہلے تو تین مرتبہ میرا انکار کرے گا۔ باطرہ نے کہا کہ ایسا نہ ہوگا خواہ مجھے قتل ہی ہونا پڑے۔

انجیل مارقش کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیح نے باطرہ سے فرمایا کہ میں امین ہوں تجھ سے کہتا ہوں کہ بلاشک تو آج کے دن اسی شب میں قبل اس کے کہ مرغ دو مرتبہ اپنی آواز بلند کرے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ باطرہ بار بار کہہ رہا تھا کہ یہاں تک کہ اگر مجھے آپ کے ساتھ مرنا پڑے گا تب بھی میں آپ کا انکار نہ کروں گا۔

انجیل لوقا کے بائیسویں باب میں ہے کہ مسیح نے باطرہ سے فرمایا کہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ اس شب میں تاوقتیکہ تو تین بار میرا انکار نہ کرے مرغ بانگ نہ دے گا۔ بیشک تو نے مجھے نہیں پہچانا۔

انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ میں امین ہوں تجھ سے کہتا ہوں کہ مرغ بانگ نہ دے گا تاوقتیکہ تو تین بار میرا انکار نہ کر دے۔

متی و مرقش و یوحنا و لوقا سب اس پر متفق ہیں کہ مسیح نے باطرہ سے کہا کہ مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ ان میں سے ہر ایک نے باطرہ کے متعلق بیان کیا کہ اس نے غلام کے سامنے اور امت کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے جو آگ سے تاپ رہے تھے ایسا ہی کیا (کہ مسیح کا انکار کیا)۔

مارقش نے کہا کہ مسیح نے باطرہ سے کہا تھا کہ قبل اس کے کہ مرغ دو مرتبہ بانگ دے تو تین مرتبہ میرا انکار کرے گا۔ اور مارقش نے باطرہ کے متعلق ایسا ہی بیان کیا اور اس نے اُس رات کو یہی کیا۔

کاہن کی خادمہ نے اس سے کہا کہ تو یسوع کا ساتھی ہے تو اس نے انکار کیا۔ اس کے بعد مرغ نے بانگ دی خادمہ نے اُن حاضرین سے کہا جو وہاں کھڑے تھے کہ یہ شخص انھیں (مسیح کے ساتھیوں) میں سے ہے تو اس نے دوبارہ انکار کیا جو لوگ وہاں کھڑے تھے

Marfat.com

انھوں نے اُس سے کہا کہ سچ مچ تو اُنہیں میں سے ہے تو اُس نے تیسری بار بھی انکار کیا۔ پھر مرغ نے دوبارہ بانگ دی۔

مارقش کے قول پر متی ولوقا و یوحنا جھوٹ بولے۔ اس لیے کہ مرغ نے باطرہ کے تین بار مسیح کا انکار کرنے سے پہلے بانگ دی۔

یا اگر یہ لوگ سچے ہیں تو پھر مسیح اس واقعے کے متعلق خبر دینے میں جھوٹے ہیں۔ لامحالہ دو میں سے ایک بات ہے۔

متی و لوقا و یوحنا کے قول کے مطابق مارقش بھی اسی طرح جھوٹا ہے اس لیے کہ مرغ نے باطرہ کے تین بار انکار مسیح سے پہلے بانگ دیدی۔ ۴۳

یا مسیح جھوٹے ہیں۔ دو میں سے ایک بات ضرور ہے۔ ایک خبر میں لامحالہ کذب ضرور ہے۔

پھر ایک اور مصیبت ہے اور وہ یہ کہ متی و مارقش کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح نے باطرہ کو خبر دیدی تھی کہ اس شب میں وہ مسیح کا انکار کرے گا۔ اور باطرہ نے ان کی خبر کو رد کیا اور کہا کہ یہ نہیں ہوگا۔

اگر باطرہ کے نزدیک مسیح اُن لوگوں میں سے نہ ہوتے جو اپنی خبریں جھوٹے ہوتے ہیں تو باطرہ روبرو بار بار اُن کی تکذیب نہ کرتا۔

یا باطرہ ہی کافر تھا کہ اس نے اپنے رب یا نبی کی تکذیب کی۔ بہرحال دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

اگر باطرہ ہی کافر تھا تو پھر مرتد کافر اور خدا یا کسی نبی کی علانیہ تکذیب کرنے والے کو آسمانوں کی کنجیاں کیسے دیجا سکتی ہیں۔

یا کس طرح مرتبہ تحلیل و تحریم پر وہ شخص فائز ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ یا اس کے نبی کی تکذیب کرے۔

یا کیونکر ایسے شخص سے دین اخذ کیا جا سکتا ہے جو علانیہ اپنے رب کی تکذیب کرے یا نبی کی ایسی خبر کی تکذیب کرے جو اللہ کی طرف سے آئی ہو۔ تکذیب بھی ایسی آخر ساعت میں کرے کہ وہ اس ساعت میں

Marfat.com

اس نبی کے ہمراہ ہو اور اسی سے اس نبی کا عمل بھی ختم ہوگیا ہو ہم نے تو ایسی گندی عقل کی کوئی امت نہیں سنی جن کے دین کی کتاب اور ائمہ کی یہ صفت ہو (نعوذ باللہ من الخذلان)۔

انجیلوں میں اختلافات

انجیل متی کے ستائیسویں باب میں ہے کہ "جس تختے پر مسیح کو سولی دی گئی ہے اس کے اٹھانے کے لیے سیمون کو بطور بیگار کے پکڑا گیا تھا"

انجیل مارقش کے پندرھویں باب میں ہے کہ "وہ تختہ جس پر یسوع کو سولی دی گئی اس کے اٹھانے کے لیے سیمون القیروانی کو پکڑا گیا جو الکندرس وروفس کا باپ تھا"

انجیل لوقا کے بیسویں باب میں ہے کہ اس تختے کے اٹھانے کے لیے شمعون القیروانی کو بطور بیگار پکڑ لیا گیا۔

انجیل یوحنا کے انیسویں باب میں ہے کہ یسوع خود ہی اس تختے کو اٹھا لائے جس میں انھیں سولی دی گئی۔

یہ اس کے خلاف ہے جو اس کے ساتھیوں نے بیان کیا۔

میں نے بعض علمائے نصاریٰ کے سامنے اس پر تقریر کی تو اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تختہ بہت لمبا تھا اس لیے اسے خود یسوع اور شمعون مذکور نے اٹھایا تھا۔ (سیمون۔ سمعان۔ شمعون۔ باطرہ۔ ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں)۔

میں نے اس سے کہا کہ تمھیں یہ کہاں سے ثابت ہوا اور تم نے اسے کہاں پایا۔ حالانکہ مؤلفین انجیل کی خبروں کا سیاق وسلسلہ اس پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر تم کہو کہ ان دونوں کو اس تختے کے تھوڑی تھوڑی دور لے چلنے کے لیے بطور بیگار پکڑ لیا گیا تھا تو سیاق خبر میں اس کا دخل زیادہ ہوگا۔

انجیل متی کے ستائیسویں باب میں ہے کہ یسوع کے ساتھ دو چوروں کو بھی سولی دی گئی۔ ایک کو ان کی داہنی طرف اور ایک کو بائیں طرف۔ یہ دونوں یسوع کو گالیاں دے رہے تھے۔ اپنے

Marfat.com

سر ہلا رہے تھے اور مسیح کو کہہ رہے تھے کہ اے وہ شخص جو بیت المقدس کو منہدم کرتا ہے اور تین دن میں اُسے بناتا ہے اگر تو اللہ کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو بچالے اور تختۂ دار سے اتر آ۔

انجیل مارقش کے پندرھویں باب میں ہے کہ اُن کے ساتھ دو چوروں کو بھی سولی دی گئی ایک کو ان کے داہنی طرف اور دوسرے کو بائیں طرف جن دونوں کو مسیح کے ساتھ سولی دی گئی وہ دونوں انہیں عاجز سمجھتے تھے۔ ۴۴

انجیل لوقا کے بیسویں باب میں ہے کہ اور دو سولی دیے ہوئے چوروں میں سے ایک مسیح کو گالی دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر واقعی تم ہی مسیح ہو تو اپنی بھی جان بچا لو اور ہماری بھی جان بچا لو۔ دوسرے چور نے اُسے جواب دیا اور اس پر دانت نکالے اور کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا حالانکہ تو اپنی آخر عمر میں ہے اور اس عذاب میں ہے۔ ہم دونوں کو تو وہی سزا دی جا رہی ہے جس کے ہم مستحق ہیں اور اس شخص کا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ پھر اس نے یسوع سے کہا کہ اے میرے آقا جب آپ اپنی سلطنت میں پہنچ جائیں تو مجھے بھی یاد رکھیے گا۔ یسوع نے اس سے کہا کہ میں ابن ہوں آج تجھ سے کہتا ہوں کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

دو میں سے ایک قصہ ضرور جھوٹا ہے

متی و مارقش نے تو دونوں چوروں کے متعلق یہ بیان کیا کہ وہ دونوں مسیح کو گالی دے رہے تھے۔ لوقا بتاتا ہے کہ دو میں سے ایک گالی دے رہا تھا۔ دوسرا اس گالی دینے والے پر ناخوش ہو رہا تھا اور مسیح پر ایمان رکھتا تھا۔ صادق اس قسم کے واقعات میں جھوٹ نہیں بولتا۔

اس مقام پر یہ دعویٰ ممکن نہیں کہ ایک ہی چور نے ایک وقت انہیں گالی دی اور دوسرے وقت اُن پر ایمان لے آیا۔ اس لیے کہ

Marfat.com

لوقا کی خبر کا سیاق اس سے روکتا ہے۔ اور وہ بتاتا ہے کہ اس نے اپنے ساتھی کے گالی دینے پر اس طرح انکار و اعتراض کیا جو ایسے شخص کا سا اعتراض تھا جس نے کبھی اس پر اس کی مدد نہ کی ہو۔ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ یہ دونوں چور اور تیسرے حضرت مسیح سب کے سب تختۂ دار پر لٹکا دیے گئے لہذا بدیہی طور پر واجب ہو گیا کہ لامحالہ یا تو لوقا جھوٹا ہے یا وہ جھوٹا ہے جس نے اسے خبر دی۔ یا متی اور اور مارقش جھوٹے ہیں یا جس نے انھیں خبر دی۔

مرنے کے بعد جی اٹھے

آخر انجیل متی میں مسیح کی سولی اور یوسف الرامادی کی خواہش پر ان کے تختۂ دار سے اتارنے اور پتھر کی چٹان میں نئی کھودی ہوئی قبر میں ان کے دفن کرنے کے ذکر کے بعد ہے کہ یوسف نے انھیں بہت بڑی پتھر کی سل سے ڈھانک دیا۔

آخر انجیل مارقش میں مسیح کی سولی اور چودھری یوسف الرامادی کی خواہش پر ان کے اتارنے کے ذکر کے بعد ہے اور جمعے کی عشا کے وقت کہ ہفتہ داخل ہو گیا تھا یوسف نے انھیں ایک قبر میں دفن کر دیا۔

آخر انجیل لوقا میں مسیح کی سولی کے ذکر کے بعد ہے کہ یوسف الرامادی اول شب میں آئے اور انھوں نے اس میں رغبت ظاہر کی پھر بلاطش نے ان کے اتارنے کو منظور کر لیا اور یوسف نے انھیں (تختۂ دار سے) اتارا اور ایک نئی قبر میں دفن کر دیا۔

آخر انجیل یوحنا میں مسیح کی سولی کے ذکر کے بعد ہے کہ یوحنا الرامادی نے اس میں رغبت ظاہر کی اور انھیں اتارا اور ایک باغ کے اندر قبر میں دفن کر دیا۔

اس کے بعد متی نے کہا ہے کہ عشا کے وقت ہفتے کی رات کو جس کی صبح کو اتوار تھا مریم المجدلانیہ اور ایک دوسری مریم قبر کے معائنے کو آئیں تو اس مقام میں ان دونوں عورتوں کے ساتھ

Marfat.com

سخت زلزلہ آیا۔ پھر بادشاہ آقا آسمان سے اترے اور سامنے آئے اور انھوں نے قبر کا پتھر اٹھایا اور اس پر بیٹھ گئے۔ ان کا منظر برق کا منظر تھا اور ان کے کپڑے برف سے بھی زیادہ سفید تھے۔ پہرہ داران کے خوف سے چیخ اٹھے اور شل مردوں کے ۴۵
ہوگئے۔ بادشاہ نے ان دونوں عورتوں سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں سولی دیے ہوئے یسوع کو چاہتی ہو۔ وہ یہاں نہیں ہے اس لیے کہ وہ زندہ ہے۔ اور وہ تم سے پہلے جلجال پہنچ جائے گا جیسا کہ اس نے کہا ہے۔ لہٰذا تم دونوں اس مقام کی طرف نظر ڈالو جس میں آقا کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور اس کے شاگردوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ زندہ ہے اور وہ ابھی تم سے پہلے جلجال پہنچے گا۔ اور اسی مقام میں تم لوگ اسے دیکھو گے۔ یہ دونوں عورتیں بڑی خوشی خوشی تیزی کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ شاگردوں کے پاس آئیں اور انھیں واقعہ بتایا۔ یسوع نے ان دونوں عورتوں سے ملاقات کی اور کہا کہ السلام علیکما، دونوں ٹھہر کے یسوع کے قدموں سے چمٹ گئیں اور انھیں سجدہ کیا۔ یسوع نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں نہ ڈرو۔ اور جاؤ اور میرے بھائیوں کو خبر کردو تاکہ وہ جلجال روانہ ہوجائیں۔ وہیں وہ مجھے دیکھیں گے۔

پھر کوئی پہرہ دار شہر میں آیا اور اس نے پیشوایان یہود کے سرداروں کو اس واقعے کی اطلاع دی جو ان لوگوں کو پیش آیا تھا۔ ان لوگوں نے سپاہیوں کو بہت سا مال رشوت میں دیا کہ پہرہ دار یہ کہیں کہ مسیح کے شاگرد رات کو ان (پہرہ داروں) کے پاس آئے اور مسیح کو چرا کر لے گئے اور وہ (پہرہ دار) سو رہے تھے۔ پہرہ داروں نے یہی مشہور کیا۔ پھر اسی دن یہ خبر یہودیوں میں پھیل گئی۔

گیارہ شاگرد جلجال یعنی اس پہاڑ کی طرف روانہ ہوگئے جو یسوع نے انھیں بتایا تھا۔ جب انھوں نے یسوع کو دیکھا تو عاجزی کے ساتھ

Marfat.com

اُن کے آگے جھک گئے۔ بعض نے یسوع میں شک کیا۔
مارقش نے کہا ہے کہ جب ہفتے کا دن گزر گیا تو مریم المجدلانیہ اور مریم والدہ یعقوب وشلوما نے عطر خرید ا کہ وہ آ سے لائیں اور مسح کے لگا ئیں۔ اتوار کو بہت تڑکے وہ قبر کے پاس آئیں اور اس مقام پر پہنچ گئیں۔ آفتاب نکل چکا تھا اور وہ کہہ رہی تھیں کہ ہمارے لیے پتھر کو قبر سے کون ہٹا دے گا۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہیں کہ پتھر قبر سے ہٹ گیا ہے۔ وہ قبر میں داخل ہوئیں۔ دیکھا کہ داہنی جانب ایک جوان سفید چادر اوڑھے بیٹھا ہے۔ اس نے ان سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ کیونکہ یسوع ناصری جسے سولی دی گئی ہے وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ یہاں نہیں ہے۔ لہذا تم جاؤ اور اس کے شاگردوں سے اور باطرہ سے کہو کہ وہ زندہ ہو گیا ہے اور تم سے پہلے جلجال پہنچ جائے گا۔ وہیں تم لوگ اس سے ملو گے۔
وہ اتوار کو تڑکے اٹھ کھڑا ہوا اور مریم المجدلانیہ کو نظر آیا۔ وہ گئی اور اس نے ان لوگوں کو خبر دی جو یسوع کے ساتھ رہتے تھے۔ مگر ان لوگوں نے مریم کی تصدیق نہیں کی۔ اس کے بعد کسی اور حالت میں یسوع انھیں شاگردوں میں سے دو کو نظر آئے اور یہ دونوں کسی گاؤں کا سفر کر رہے تھے۔ ان دونوں نے بقیہ شاگردوں کو خبر دی پھر بھی ان لوگوں نے تصدیق نہیں کی۔ آخر کار جس وقت یہ بارہ شاگرد تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ یکایک وہ ان سب کو نظر آئے اور انھوں نے ان لوگوں کو ان کے کفر اور ان کے دلوں کی سختی پر ڈانٹا۔
لوقا نے کہا ہے کہ جب اتوار کو صبح ہو گئی تو بہت تڑکے چند عورتیں قبر کے پاس آئیں جو عطر لیے تھیں۔ دیکھا کہ پتھر قبر سے ہٹا ہوا ہے۔ وہ اس میں داخل ہوئیں مگر انھوں نے اس میں آقا کو نہیں پایا تو انھیں حیرت ہوئی۔ دو آدمی جو سفید کپڑوں میں تھے ان کے پاس آ کے کھڑے ہو گئے اور ان سے

Marfat.com

کہا کہ زندے کو مردوں میں نہ ڈھونڈو۔ وہ اُٹھ چکا ہے۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ یہ واپس گئیں اور انھوں نے گیارہ شاگردوں کو اور اس کو جو ان کے ساتھ تھا اطلاع دی۔ مگر ان لوگوں نے ان عورتوں کی تصدیق نہیں کی۔ باطرہ اُٹھ کر تیزی کے ساتھ قبر کی طرف گیا۔ خالی کفن دیکھا تو اسے تعجب ہوا۔ اور واپس ہوگیا۔

مسیح انھیں میں سے دو شخصوں کو نظر آئے جو قلعہ اماوس جارہے تھے کہ اورشلیم سے ساڑھے سات میل ہے۔ ان دونوں نے مسیح کو نہیں پہچانا یہاں تک کہ وہ اُٹھ گئے اور غائب ہوگئے۔ یہ دونوں اسی وقت اورشلیم واپس آئے اور گیارہ شاگردوں کو اپنے احباب کے ساتھ اکٹھا پایا۔ دونوں نے ان کو اس واقعے کی خبر دی۔

یہ لوگ اس واقعے میں غور کررہے تھے کہ یسوع ان کے
درمیان کھڑے ہوگئے اور کہا کہ السلام علیکم۔ میں وہی ہوں۔ لہٰذا ۴۶
نہ ڈرو اور نہ گھبراؤ۔ ان لوگوں نے انھیں شیطان سمجھا تھا۔ مسیح نے ان سے کہا کہ تم کیوں ڈر گئے۔ میرے قدموں اور ہاتھوں کو دیکھو میں وہی ہوں۔ کیونکہ شیطان کے تو نہ گوشت ہوتا ہے نہ ہڈیاں۔ اس کے بعد کہا کہ کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟۔ وہ لوگ بھونی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا اور شہد کا شربت لائے۔ انھوں نے کھایا اور بقیہ ان کی طرف چھوڑ دیا۔ پھر انھیں نصیحت کی اور ان کے پاس سے اٹھ گئے۔

یوحنا نے کہا ہے کہ اتوار کے روز صبح کو کہ تاریکیاں ابھی دور نہ ہوئی تھیں مریم قبر کے پاس آئی۔ دیکھا کہ پتھر قبر سے ہٹا ہوا ہے۔ وہ شمعون باطرہ اور دوسرے شاگرد یعنی خود اسی یوحنا کے پاس واپس آئی اور ان دونوں سے کہا کہ میرے آقا قبر سے نکال لیے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ لوگوں نے انھیں کہاں رکھا ہے۔ باطرہ اور دوسرے شاگرد قبر تک گئے اور انھوں نے کفن رکھا ہوا پایا۔ پھر یہ دونوں واپس گئے۔

Marfat.com

مریم قبر کے پاس کھڑی ہو کے رونے لگی۔ اس نے دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں۔ پھر انھوں نے اس سے کہا کہ تم کسے چاہتی ہو۔ یہ اُسے باغ والا سمجھی اس سے کہا کہ اے میرے سردار اگر تم نے مسیح کو لے لیا ہے تو مجھے بتا دو کہ انھیں کہاں رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ اے مریم۔ مریم متوجہ ہوئی اور کہا کہ اے میرے استاد۔ اس سے یسوع نے کہا کہ مجھے نہ چھونا۔ میں ابھی تک اپنے باپ کے پاس نہیں چڑھا۔ تو میرے بھائیوں کے پاس جا اور ان سے کہنا میں اپنے اور تمھارے باپ کے پاس جو میرا اور تمھارا خدا ہے چڑھنے والا ہوں۔ مریم نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو خبر کر دی۔

جس وقت سب شاگرد جمع تھے یسوع نمودار ہوئے۔ سب کے بیچ میں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ السلام علیکم۔ سامنے اپنے ہاتھ اور پہلو کو پھیلا دیا۔

اس کے بعد (یوحنا نے) بیان کیا ہے کہ طوما جو بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا اس ظہور میں ان لوگوں میں موجود نہ تھا جب وہ آیا اور ان لوگوں نے اسے خبر دی تو اس نے کہا کہ اگر میں ان کے ہاتھوں میں کیلوں (میخوں) کی پٹیاں نہ دیکھوں گا اور ان کے پہلو میں میخوں کے مقام میں اپنی انگلی نہ داخل کروں گا میں ایمان نہ لاؤں گا۔

جب آٹھ دن گذر گئے یہ سب لوگ اکٹھا ہوئے۔ دروازے بند تھے کہ یسوع نمودار ہوئے اور ان کے بیچ میں کھڑے ہو گئے طوما سے کہا کہ اپنی انگلی ڈال اور میری ہتھیلی دیکھ۔ اپنا ہاتھ لا اور اسے میرے پہلو میں داخل کر۔ کافر نہ ہو بلکہ مومن بن۔ طوما نے ان سے عرض کیا کہ اے میرے آقا اور میرے خدا۔

اس کے بعد وہ بحیرۂ طبریہ میں شمعون باطرہ کو اور طوما و نتنائیل کو اور سبدی کے دو لڑکوں کو اور ان کے سوا دو شاگردوں کو نظر آئے۔ یہ سب لوگ کشتی میں سوار ہو کر دریا میں شکار کھیل رہے تھے۔

Marfat.com

عجائب احوال

اس قصے پر اور اس میں جتنا جھوٹ اور خرابی ہے اس پر تعجب کرنا چاہیے۔ متی کہتا ہے کہ مریم اس ہفتے کی شب کی عشاء کے وقت جس کی صبح کو اتوار تھا قبر کے پاس آئیں اور انھوں نے مسیح کو اٹھا ہوا پایا۔

مارقس کہتا ہے کہ مریم اتوار کو طلوع آفتاب کے بعد قبر کے پاس آئیں تو انھوں نے مسیح کو اٹھا ہوا پایا اب تک تاریکی چھٹی نہ تھی۔ ان لوگوں کے یہ جھوٹ عورتوں کے قبر تک پہنچنے کے وقت میں ہیں۔

جو لوگ قبر تک آئے آیا وہ صرف ایک مریم تھی یا ایک مریم اور اس کے ساتھ دوسری مریم بھی تھی۔ یا یہ دونوں تھیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں بھی تھیں۔

متی کہتا ہے کہ مریم و مریم نے بادشاہ کو دیکھا جب وہ آسمان سے اترے اور انھیں دونوں کے سامنے ایک سخت زلزلے سے پتھر اٹھ گیا۔ پہرہ دار چیخ اٹھے۔ فرشتے نے ان دونوں عورتوں سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

مارقس کہتا ہے کہ ان عورتوں نے پتھر کو اکھڑا ہوا پایا۔ دو سفید پوش شخص ان کے پاس آکے کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے ان کو مسیح کا اٹھ کھڑا ہونا بتایا۔

یوحنا کہتا ہے کہ تنہا مریم آئی اور اس نے دیکھا کہ پتھر اکھڑا ہوا ہے۔ اس نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور وہ حیران ہو کے واپس آ گئی۔ اس نے شمعون اور یوحنا کو جو اس قصے کا حکایت کرنیوالا ہے خبر دی۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ قبر تک گئے۔ مگر انھوں نے اس میں کسی کو نہ پایا تو واپس آ گئے۔ یہ عورت پلٹی تو اس نے خود مسیح کو کھڑا دیکھا۔ مسیح نے اسے سلام کیا اور اپنے اٹھنے کی خبر دی۔

یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پتھر کے اکھڑنے کے وقت میں ہے۔

آیا قبر کے پاس ایک فرشتہ پایا گیا یا دو یا اس میں قطعاً کوئی فرشتہ

پایا ہی نہیں گیا؟

متی کہتا ہے کہ دو عورتیں ان لوگوں کے پاس مسیح کی وصیت لائیں۔ ان لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔ سب کے سب جلجال روانہ ہو گئے اور وہاں مسیح کے ساتھ جمع ہو گئے۔

مارقس کہتا ہے کہ مسیح مریم کو نظر آئے اور اس نے ان لوگوں کو خبر دی اور انھوں نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ پھر دو آدمیوں کو نظر آئے اور ان دونوں نے بھی انہیں خبر دی مگر ان لوگوں نے ان دونوں کی بھی تصدیق نہیں کی۔ پھر مسیح ان سب کے پاس اترے۔

لوقا کہتا ہے کہ ان لوگوں نے عورتوں کی تصدیق نہیں کی۔ باطرہ قبر تک گیا اور اس نے وہاں کچھ نہ پایا اور نہ کسی کو دیکھا مسیح اورشلیم میں ان لوگوں میں اترے۔ اس وقت ان لوگوں نے انہیں دیکھا اور انھوں نے ان لوگوں کے ساتھ بھونی ہوئی مچھلی کھائی۔

یہ اس شخص کی صفت ہے جس کا مقصد ان لوگوں کے پاس جانے سے محض بھوک اور کھانے کی طلب ہو۔

یوحنا کہتا ہے کہ وہ بجز طوما کے دس شاگردوں کو نظر آئے اور طوما کو اور شاگردوں کو نظر آئے۔

اختلاف دلیل دروغ

ایک ہی مقام کے ایک ہی قصے میں اس قسم کا اختلاف بلاشک کذب ہے جو معصومین سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کذاب تھے۔ نہ اپنی تقریر میں صدق کی کوشش کرتے تھے نہ اپنی تحریر میں۔

اسی قصے میں مارقس نے مسیح کا قول بیان کیا ہے کہ انھوں نے اپنے شاگردوں کے کفر اور ان کی سنگدلی و قساوت قلب کی مذمت کی۔ جب مسیح خود اپنے اٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کے کفر و قساوت قلب کی شہادت دیں تو ان لوگوں سے دین کا حاصل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

یا یہ کیسے ممکن ہے کہ کافر وسنگدل کو خدا آسمانوں کی کنجیاں دیدے اور اُسے تحلیل وتحریم کے مرتبے پر فائز کردے۔ لہذا یہ تمام امور اس امر کی برہان واضح ہیں کہ اناجیل ایسی کتابیں ہیں جو کذابین وکفار کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اسی قصے میں ہے کہ مریم اور تمام شاگرد مسیح کے بعد حفاظت سبت (احترام یوم شنبہ) اور اس کی تعظیم اور اس میں کام نہ کرنے کی پابندی کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دوسری خرابی ہے کہ اُن کے پاس عطر بیچا یا جاتا ہے جب اتوار آتا ہے۔ یقیناً ثابت ہو گیا کہ یہ بدنصیب دین مسیح پر نہیں ہیں اور نہ اس دین پر ہیں جس پر مسیح کے شاگرد گزر گئے۔ بلکہ ایک دوسرے دین پر ہیں۔ لہذا ان کی بربادی ودوری ہو۔ اللہ رب العالمین کا بہت بہت شکر ہے کہ اس نے ہم اہل اسلام کو نعمت عظمیٰ دی ہے۔

مسیح کی بیزاری دولتمندوں سے

انجیل مارقش کے دسویں باب میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا صاحب ثروت کے اللہ کی سلطنت میں داخل ہونے سے آسان ہے۔

مسیحی پھر بھی دولتمند ہیں

یہ قطعاً ان کا کلام ہے کہ کوئی غنی کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ حالانکہ اُن کے متبعین میں بکثرت امراء ہیں۔ ان میں سے ہر وقت ہر کنیسہ اور ہر دیر اور ہر شہر میں اساقفہ وقسیسین ورہبان سے زیادہ حریص کبھی کوئی قوم نہیں دیکھی۔ کہ یہ لوگ مال کے جمع کرنے اور دولت کے ذخیرہ کرنے اور اس میں بخل کرنے میں بغیر اس کے کہ یہ خود اس سے کوئی نفع اٹھائیں یا دوسروں کو فائدہ پہنچائیں سب سے زیادہ حریص ہیں۔ لہذا بموجب ان کے خدا کے کلام کے یہ لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے تاوقتیکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل ہو۔

Marfat.com

واللہ یہ حق ہے اور میں بھی تم لوگوں کے خلاف گواہ ہوں۔

جھوٹا وعدہ

انجیل مارقش کے دسویں باب میں ہے کہ باطرہ نے یسوع مسیح سے کہا کہ دیکھیے ہم لوگوں نے تو سب کو چھوڑ دیا اور آپ کے ساتھ ہو گئے۔ یسوع نے جواب دیا کہ میں امین ہوں۔ تم سے کہتا ہوں کہ جس شخص نے گھر یا بھائی بہنیں یا والد و والدہ یا بیوی یا اولاد یا کھیتیاں میری وجہ سے چھوڑیں تو اسے اب اسی زمانے میں سو گونہ زاید مکانات بھائی بہنیں ماں اولاد ۴۸
اور کھیتیاں مع ضروری اشیاء کے دیجائے گی اور عالم آیندہ میں حیات جاودانی ملے گی۔

پورا ہو سکتا ہی نہیں

یہ وعدہ جس کی ذمہ داری کی گئی ہے جھوٹا ہے جس کا پورا کرنا غیر ممکن ہے۔ یہی کافی ہے کہ یہ لوگ اس کو اس موقع پر لاتے ہیں کہ جو مسیح کے دین پر ہوگا اولاد بھائی بہن مائیں اُسے عوض میں دیا جائے گا۔ مسیح کے وعدے میں حیلہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو مسیح پر ایمان لائے اور اپنا مال ترک کرے اُسے اُس کھیت کے عوض میں جو وہ ترک کرے اُسی کے مثل سو کھیت ملیں گے گھر۔ کے بدلے سو گھر اب اسی وقت اور اسی دنیا میں فوراً۔ جو اس مال کے علاوہ ہوں گے جو آخرت میں ہے۔ یہ جیسا کچھ ہے تم بھی دیکھتے ہو۔

صالح اللہ ہے۔ مسیح چرواہے صالح ہیں

انجیل مارقش کے دسویں باب میں ہے کہ ایک شخص نے مسیح سے کہا کہ اے معلم صالح، مسیح نے اس سے کہا کہ تو مجھے صالح کیوں کہتا ہے۔ صالح تو صرف اللہ ہے۔ اور انجیل یوحنا کے نویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میں صالح چرواہا ہوں۔

ایک مرتبہ تو وہ اپنے صالح ہونے کا انکار کرتے ہیں اور

Marfat.com

کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی صالح نہیں۔ اور ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ وہ صالح ہیں۔ حالانکہ یہ سب اُن پر جھوٹ باندھا گیا ہے جو انھیں کمینوں کا بنایا ہوا ہے۔ انجیل مارقش کے آخر میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ ساری دنیا کے پاس جاؤ اور تمام مخلوق کو انجیل کی خوشخبری سناؤ۔ جو ایمان لائے گا اور اعتماد کرے گا وہ سلامت رہے گا اور جو ایمان نہ لائے گا اس پر عذاب کیا جائے گا۔ یہ نشانیاں اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گی جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور یہی اُن کی علامت ہوگی۔ وہ میرے نام سے جن کو بھگا دیں گے اور لغات جدیدہ میں کلام کریں گے۔ اژدھوں کو اکھاڑ دیں گے۔ اگر وہ کوئی ہلاک کرنیوالی (زہریلی) چیز پی لیں گے تو انھیں ضرر نہ کرے گی۔ مریضوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیں گے تو وہ تندرست ہو جائیں گے۔

مسیح کی انجیل اور تھی

اس نص میں دو تعجب خیز کذب ہیں جن میں سے ایک تو اُن کا یہ کہنا ہے کہ "انجیل کی خوشخبری سناؤ" یہ اس انجیل پر دلالت کرتا ہے جو مسیح اُن کے پاس لائے تھے اور اب وہ اُن کے پاس نہیں ہے۔ اُن کے پاس جو چار اناجیل ہیں وہ اس سے جداگانہ ہیں جو چار مشہور شخصوں کی تالیف ہیں جن میں سے ہر انجیل مسیح علیہ السلام کے اُٹھنے کے سالہا سال بعد اور زمانۂ طویل کے بعد تالیف کی گئی۔ لہٰذا ثابت ہو گیا وہ انجیل جس کے متعلق مسیح نے خبر دی کہ وہ اُسے اُن کے پاس لائے اور انھیں اس کی دعوت دینے کا حکم دیا وہ ان کے پاس سے جا چکی۔ اس لیے کہ وہ لوگ اُسے قطعاً پہچانتے تک نہیں۔ اور یہ بغیر اس کے ہو نہیں سکتا۔

غیر ممکن وعدے

یہ کہنا کہ مسیح نے وعدہ کیا کہ جو لوگ شاگردوں کی دعوت پر ایمان لائیں گے تو وہ ایسی لغات (زبانوں) میں بات کریں گے جنھیں وہ جانتے نہ ہوں گے۔ آسیب زدہ لوگوں سے جنون کو دور کر دیں گے۔ مریضوں پر ہاتھ رکھ دیں گے تو وہ

Marfat.com

اچھے ہو جائیں گے۔ اژدہوں کو اکھاڑ دیں گے اور زہریلی اور مہلک چیز پئیں گے تو وہ انہیں ضرر نہ پہنچائے گی۔

یہ ایسا وعدہ ہے جس کا کذب علانیہ ظاہر ہے۔

ان میں سے ایک بھی ایسی زبان میں کلام نہیں کرتا جس کو وہ نہ جانتا ہو۔

نہ ان میں سے کوئی شخص جن کو دور کرتا ہے۔

نہ کوئی بھی مریض پر ہاتھ رکھ کر اسے اچھا کرتا ہے۔

نہ ان میں سے کوئی اژدہے کو اکھاڑتا ہے۔

نہ ان میں سے کوئی زہر پیتا ہے کہ وہ اسے ایذا نہ پہنچائے۔ حالانکہ وہ سب اس کا اقرار کرتے ہیں کہ یوحنا مؤلف انجیل زہر ہی سے قتل کیا گیا۔

اللہ اس سے بری ہے کہ کوئی نبی ناکام جھوٹے وعدے لائے۔ چہ جائیکہ جو خدا ہو۔ تمھیں جاننا چاہیے کہ جن کمینوں نے یہ اناجیل لکھیں انھیں مسیح کی طرف کذب کا منسوب کرنا سب سے آسان تھا۔

خدا کے داہنے پہلو

اس فصل کے بعد اور اسی نسخے متصل ہے کہ جب رب نے اس کو بیان کیا تو آسمان پر اٹھا لیے گئے اور اللہ کی داہنی طرف بیٹھ گئے یہ احمقانہ شرک ہے۔ رب کی روح قبض کر لی جائے۔ یہ بلاشک تعجب خیز ہے۔ رب اللہ کی داہنی طرف بیٹھے۔ یہ دو رب اور دو خدا ہوئے کہ ایک بزرگ ہے دوسرے سے۔ اس لیے کہ بلاشک جس کو داہنی طرف بٹھایا گیا ہے وہ ارفع والا ہے اس سے جس نے داہنی طرف بٹھایا ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔ ۴۹

انجیل کی تصنیف کا ثبوت

انجیل لوقا کے شروع میں ہے کہ "ہم سے پہلے ایک جماعت نے ان اشیا کا حال بیان کرنے کا ارادہ کیا جو ہم میں کامل تھیں۔ مثل ان گروہ کے جس نے ہیں اس کی راہ بتائی۔ یہ ایسے لوگ تھے کہ

Marfat.com

حالات کا معائنہ کیا۔ وہ حالیں حدیث تھے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے شروع ہی سے خوبی کے ساتھ انھیں کے نقش قدم پر چلوں۔ اے کریم تیرے لیے اسے لکھوں کہ تو اس کلام کے حق کو سمجھے جسے تو جانے اور جس پر تو خبردار ہو اور تو اس کا ماہر ہو"

اس بیان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ انجیلیں اصل میں انسانی تالیف ہیں۔ جناب الٰہی سے نازل نہیں ہوئی ہیں۔ جیسا کہ تم نص کلام لوقا میں دیکھتے ہو۔

مشکوک سلسلۂ نسب

اول انجیل لوقا میں، جو اخبار مسیح میں اسی کی تالیف کی ہوئی تاریخ ہے، لوقا نے کہا ہے کہ ہیرودس والی ملک یہود کے بعد ایک کاہن ہوا ہے جس کا نام زکریا تھا جو دولت ابجا کا تھا اور اس کی بیوی بنات ہارون میں سے تھی جس کا نام الیشابات تھا۔

اس کے بعد ایک کلام ذکر کیا ہے جس میں جبرئیل ملک علیہ السلام کا مریم علیہا السلام والدۂ مسیح علیہ السلام کے پاس آنا بیان کیا ہے۔ جبرئیل نے بہت سی باتوں میں مریم سے کہا کہ الیشابات جو آپ کی رشتہ دار ہے باوجود عمر میں بڑی ہونے اور بانجھ ہو جانے کے حاملہ ہو گئی۔

اس نے بیان کیا کہ الیشابات ہارونیہ ہے اور مریم کی رشتہ دار ہے۔ اس بنا پر مریم بھی ہارونیہ ہوئیں۔ حالانکہ تمام نصاریٰ اور تمام اناجیل اس پر متفق ہیں کہ مسیح داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہیں اناجیل کے بہت سے مقامات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے باپ داؤد کی سلطنت کا وارث بنائے گا۔ نابینا اور پیٹ کی بیماری والے اور مریض اور آسیب زدہ لوگ اور جن انھیں "یا ابن داؤد" کہا کرتے تھے۔ مسیح ان لوگوں کے سامنے اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔ نصاریٰ و یہود اس امر میں بھی اختلاف نہیں کرتے کہ جن مسیح کا انتظار ہے وہ داؤد کی اولاد میں ہوں گے۔ حالانکہ مسیح نے ان تمام امور کے باوجود انجیل متی کے

Marfat.com

تیرھویں باب میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسیح نے اپنے اولاد داؤد میں ہونے سے انکار کیا ہے۔

یہ بدحواسی وتلون تابکجا؟

ان تمام امور کے باوجود جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ انھیں یوسف النجار داؤدی ہی کی اولاد میں منسوب کرتے ہیں جن کے متعلق وہ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مریم کے شوہر تھے۔ یہ بہت بڑی مصیبت اور خرابی ہے جس کی کوئی
۵۰ وجہ بھی نہیں گھڑی جا سکتی کہ وہ مسیح کو ایسے شخص کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کے یہاں وہ پیدا نہیں ہوئے۔ اس کذب کا کمترین صلہ جو دنیا میں ہے وہ عار وشرم ہے۔ گمراہی کی فضیحت ہے۔ اور آخرت میں دوزخ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

انجیل لوقا کے دوسرے باب میں ہے کہ جب مسیح کے والدین مسیح کو بیت المقدس میں لائے کہ ان کی طرف سے وہ قربانی ادا کریں جس کا ان دونوں کو حکم دیا گیا ہے۔ شمعون نے مسیح کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

اس کے بعد اسی باب میں ہے کہ ان کے والدین ہر سال ایام فصح (عید یہود) میں اورشلیم آیا جایا کرتے تھے۔ جب مسیح بارہ برس کے ہو گئے تو وہ والدین کی عادت کے مطابق یوم عید میں اورشلیم گئے۔ اس کے ختم ہونے پر واپس آکر یسوع اورشلیم میں رہ گئے۔ ان کے والدین اس کو نہ جانتے تھے۔ وہ یہ سمجھے کہ وہ راستے میں آرہے ہوں گے۔ دونوں دن بھر چلتے رہے۔ عزیزوں اور بھائیوں کے یہاں یسوع کو ڈھونڈتے رہے۔ جب انھیں نہ پایا تو ان کی تلاش میں اورشلیم واپس گئے۔ تیسرے روز انھوں نے یسوع کو بیت المقدس میں علماء کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا وہ ان کی باتیں سنتے تھے اور انھیں جواب دیتے تھے۔ ان کی بات کی اور جواب کی خوبی سے

Marfat.com

ہر سننے والا اور دیکھنے والا تعجب کرتا تھا۔ یسوع سے اُن کی والدہ نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند تم ہمیں کیوں نہ لے گئے حالانکہ تمہارے والد اور اُن کے ساتھ میں بھی بہت رنج کے ساتھ تمہیں ڈھونڈھ رہے تھے۔ پھر یسوع نے انھیں جواب دیا کہ تم دونوں نے مجھے کیوں تلاش کیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ مجھے اپنے باپ کے حکم کی پابندی ضروری ہے۔ یہ دونوں اُن کے جواب کو نہ سمجھے۔ یسوع اپنے والدین کے ساتھ ناصرہ چلے گئے اور دونوں کی اطاعت کرتے رہے۔

والد مسیح

نوجوان ان کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام سے بھی بزرگ تر ہے کس طرح جا بجا کہتا ہے کہ یوسف النجار والد مسیح تھے اور اس کو اس طرح دہراتا رہتا ہے کہ گویا یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

یا مریم اپنے بیٹے سے کس طرح کہتی ہیں کہ تمہیں تمہارے باپ نے تلاش کیا۔ اور بزعم نصاریٰ مسیح کے باپ سے وہ اپنا شوہر مراد لیتی ہیں یوسف اُن کے باپ کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ اُن کا تو کوئی باپ ہی نہ تھا۔ سوتیلے باپ پر اس قسم کا اطلاق (یعنی اُس کو باپ کہنا) محض اس شخص کے بارے میں کیا جاتا ہے جس کا باپ معلوم ہو۔ اُس کے سوتیلے باپ یعنی کفیل کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا باپ ہے۔ اس لیے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں (نہ نسب کا نہ میراث کا) لیکن وہ شخص کہ بنی آدم میں جس کا کوئی بھی باپ نہ ہو اُس کے بارے میں اُس کی ماں کے شوہر پر اُبوّت (پدری) کا اطلاق کرنا اشکال۔ تلبیس (دغا و فریب) اور خبیث تک رہبری کرتا ہے۔

یا اُن کے دعوے کے مطابق "خدا ان سب کے منہ توڑے" مریم کنواری کیسے رہ سکتی ہیں باوجودیکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ تیرہ سال سے زاید رہیں جس طرح ایک مرد اپنی عورت کے ساتھ رہتا ہے۔ دونوں ایک دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

یا اس کے باوجود ان لوگوں کے نزدیک یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر مرد کے پیدا کیے گئے؟ کہاں یہ گھڑا ہوا جھوٹ اور کہاں وہ شفاف نور جو اللہ تعالیٰ کا اپنی بولنے والی وحی میں سچا قول ہے جو اس نے اپنے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے کہ باطل نہ تو اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے فرماتا ہے۔

واذکر فی الکتاب مریم۔ اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا۔ فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمٰن منك ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما ذکیا۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اك بغیا۔ قال کذلك۔ قال ربك ھو علی ھین۔ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا۔ وکان امرا مقضیا۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا۔ فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ۔ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔ فنادھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریا۔ وھزی الیك بجذع النخلۃ تسقط علیك رطبا جنیا۔ فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔ فاتت بہ قومھا تحملہ۔ قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریا یاخت ھارون ماکان ابوك امرا سوء وما کانت امك بغیا۔ فاشارت الیہ۔ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا۔ قال انی عبد اللہ۔ اتینی الکتب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا این ماکنت۔ واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا۔ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلام علی یوم ولدت ولیوم اموت ولیوم ابعث حیا۔ ذلك عیسی بن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون۔ ماکان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون۔ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم۔ (سورۃ مریم پارہ ۱۶)

اس کتاب میں ذرا مریم کو بھی یاد کیجئے۔ جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے

Marfat.com

الگ ایک شرقی مکان میں گئیں۔ اور (غسل کے لیے) انھوں نے ان لوگوں کی آڑ کے لیے پردہ ڈال لیا۔ پھر ہم نے اُن کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا۔ اور اُن کے سامنے بالکل آدمی بنکر ظاہر ہوا۔ وہ کہنے لگیں کہ اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو میں تجھ سے رحمت والے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ میں تو تمھارے پروردگار کا فرستادہ ہوں۔ تاکہ تم کو ایک پاک لڑکا عطا کروں۔ وہ کہنے لگیں کہ میرے یہاں لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ ایسا ہی ہوتا ہے (مگر) تمھارا رب کہتا ہے کہ وہ مجھے آسان ہے۔ تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کی نشانی اور لوگوں کے لیے باعث رحمت بنائیں۔ اور یہ طے شدہ امر ہے۔ پھر انھیں لڑکے کا حمل رہ گیا۔ اور وہ اسے لیے ہوئے کسی دور مقام پر چلی گئیں۔ پھر دردِ زہ کی تکلیف اُنھیں ایک کھجور کے تنے تک لائی۔ وہ کہنے لگیں کہ اے کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور بالکل فراموش ہوجاتی۔ پھر فرشتے نے اُن کے پائینتی سے اُنھیں آواز دی کہ غم نہ کرو۔ تمھارے رب نے تمھارے پائینتی نہر جاری کردی ہے۔ اور تم کھجور کے اس (سوکھے ہوئے بے برگ وبار) تنے کو اپنی طرف جھکاؤ تو یہ تم پر تازہ تازہ کھجوریں گرائے گا۔ پھر تم کھانا پینا اور (فرزند سے) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنا۔ پھر اگر تمھیں کوئی آدمی نظر آئے تو کہنا کہ میں نے رحمت والے کے لیے نذر کا روزہ رکھا ہے لہذا آج میں ہرگز کسی بشر سے نہ بولوں گی۔ پھر وہ بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اے مریم تم نے عجیب بات کی۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تمھارے باپ کوئی برے آدمی تھے اور نہ تمھاری ماں بدکار تھیں۔ پھر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا (کہ واقعہ اس سے پوچھو) تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اُس سے کیسے بات کریں جو ابھی گہوارے میں بچہ ہے۔ بچے نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور

Marfat.com

مجھے نبی بنایا ہے۔ اور میں جہاں کہیں ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور مجھے تازیست نماز وزکوٰۃ کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور مجھے اپنی ماں کا فرمانبردار بنایا ہے اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا ہے اور مجھ پر یوم ولادت سے ہی سلام ہے اور اس دن بھی جس دن مروں گا اور اس دن بھی جس روز زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم۔ اسی سچی بات میں یہ لوگ شک کرتے ہیں (کہ کوئی تو انھیں معاذ اللہ خدا کا بیٹا بناتا ہے اور کوئی یوسف نجار کا)۔ اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ کسی کام کو طے کرتا ہے تو تو اس سے کہتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتا ہے۔ بیشک اللہ ہی میرا اور تمھارا پروردگار ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔)

۵۱ **امر حق**

یہی وہ واضح حق ہے جس کا ہر جزو دوسرے جزو کی تصدیق کرتا ہے نہ کہ وہ کذب کہ جس کا ہر جزو متناقض ہے۔ اور یہی وہ امر ہے جس کے سوا کچھ اور ممکن نہیں۔ اگر مریم کے شوہر ہوتے تو کوئی بھی ان کے یہاں ولادت پر اعتراض نہ کرتا۔

اگر مسیحؑ کے گہوارے کے اندر کلام کرنے پر برہان قائم نہ ہو تو نہ ہمارے نزدیک اور نہ کسی اور کے نزدیک یہ ممکن ہوتا کہ بغیر اس کے بچہ ان کے حل میں آجاتا۔ بلاشک یہ ایک جھوٹا دعویٰ ہوتا جس کی تصدیق کسی کو بھی جائز نہ ہوتی۔

خاصکر ان لوگوں کے اس دعوے کے ساتھ کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ تیرہ سال سے زائد ایک ہی گھر میں رہیں اور ان کی ولادت کے وقت والدین نے قربانی کی جیسا کہ بحکم توریت یہودی والدین اپنے بیٹوں کی طرف سے قربانی کرتے ہیں!

خصوصاً اس حالت میں کہ خود ان کی والدہ ان سے کہتی ہیں کہ "یہ تمھارے باپ ہیں"۔ اور "تمھارے باپ نے یہ کیا"

Marfat.com

اس سے بھی زیادہ مصیبتناک ان لوگوں کا یہ اقرار ہے کہ مسیح کے چار بھائی تھے شمعون۔ یہوذا۔ یوسف۔ یعقوب۔ اور بہنیں تھیں۔ نجار کی سوائے مریم کے کوئی اور بیوی بھی نہیں بتاتے کہ نجار کی یہ اولاد اسی سے ہوتی۔ یہ تو ہمیشہ کی جگ ہنسائی اور کمر توڑنے والی بات ہے۔ کہنے والوں کی زبان کو آزادی دینا ہے جو یہ کہیں کہ مریم کے یہاں مسیح شوہر سے پیدا ہوئے۔ یا (خدانخواستہ) زناکاری سے۔ معاذ اللہ۔ اللہ اس سے بری ہے۔ یہ تمام امور اس کو ثابت کرتے ہیں کہ نصاریٰ کو ان کا مذہب تباہ کرنے کے لیے یہود کی طرف سے فریب دیا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ من الخذلان۔

بڑھئی کا بیٹا

انجیل لوقا کے باب چہارم میں ہے کہ عام لوگ مسیح کی نصیحت پر جو وہ لوگوں کو کرتے تھے اور مسیح کے قول پر تعجب کرتے تھے اور ان کی شہادت دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیا یہ یوسف النجار کا بیٹا نہیں ہے۔ النجار بڑھئی کو کہتے ہیں مسیح ان سے کہتے تھے کہ ہاں۔ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ عنقریب میرے لیے کہوگے کہ اے طبیب تو اپنا آپ علاج کر۔ تو اپنے مقام میں وہی کر جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو تو نے کفرناحوم میں کیا ہے میں امین ہوں تم سے کہتا ہوں کہ کوئی نبی اپنے مقام میں قبول نہیں کیا جاتا۔

برہان تثلیث جس سے تثلیث کا ابطال ہوتا ہے

اس فصل میں تین بہت بڑی باتیں ہیں۔

اول ان کا مسیح کو یہ کہنا کہ یہ یوسف کا بیٹا ہے اور مسیح کا فرمانا ہاں۔ یہ اس امر کا صحیح مان لینا ہے کہ نجار کے بیٹے ہیں۔ معاذ اللہ۔

دوم یہ مسیح کا اعتراف اور ان لوگوں سے اس امر پر اتفاق کہ وہ جماعت کے سامنے کوئی معجزہ نہیں لائے۔ اور صرف یہی بیان کیا کہ وہ بیابان میں معجزات لائے۔

Marfat.com

سوم اور یہی حق بھی ہے مسیح کا ان لوگوں سے یہ کہنا کہ وہ نبی ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جو ان لوگوں کی تبدیل و تحریف سے بچ گیا۔ اور اللہ عزوجل نے اُن پر حجت کے لیے باقی رکھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جس کے لیے معافی ہے اور جس کے لیے نہیں ہے

انجیل لوقا کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ جو انسان کے بیٹے کے بارے میں کچھ کہے گا اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اور جو روح القدس کو گالی دے گا اُسے نہیں بخشا جائے گا۔

انسانیت کی بحث

ان لوگوں کے قول کا کافی ابطال ہے اس لیے کہ ان لوگوں کے نزدیک "انسان کا بیٹا" خود روح القدس ہے۔ اس مقام پر کلام مسیح کی نص اسے واضح کرتی ہے کہ انسان کا بیٹا اور روح القدس دو جداگانہ شخص ہیں جن میں سے ایک کا گالی دینے والا بخشا جائے گا اور دوسرے کا گالی دینے والا نہیں بخشا جائے گا۔ یہ بیان ہر اشکال کا اٹھانے والا ہے کیونکہ اگر مسیح ابن الانسان ہیں تو وہ روح القدس ہرگز نہیں ۵۲
جیسا کہ کلام مسیح کی تصریح ہے۔ اور اگر وہ روح القدس ہیں تو اسی طرح وہ ابن الانسان نہیں۔ اگر ابن الانسان ہی روح القدس ہو تو پھر مسیح جھوٹے ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ اور دونوں میں سے ایک کو ایسا بنایا ہے کہ اس کا گالی دینے والا بخشا جائے گا اور دوسرے کو ایسا کہ اس کا گالی دینے والا نہیں بخشا جائے گا اس مذہب کے باطل سمجھنے کے لیے اسی میں کفایت ہے۔

دعائے مغفرت

انجیل لوقا کے بیسویں باب میں ہے کہ لوگ جب اس مقام تک پہنچ گئے جس کا نام اجرد ہے تو وہیں انھوں نے مسیح کو سولی دی۔ اُن کے ساتھ داہنے

Marfat.com

اور بائیں دونوں خیانت کرنے والے چوروں کو بھی سولی دی۔ یسوع نے کہا کہ اے باپ ان کی مغفرت کر کیونکہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ناواقف ہیں اور اپنے فعل کو جانتے نہیں ہیں۔

اس فصل میں نصاریٰ پر دو بہت بڑی خرابیاں ہیں جو ان کے دین کے گندے ہونے اور ان کے مذہب کے علانیہ فساد کے واضح ہونے میں کافی ہیں۔

اوّل۔ ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ مسیح تمھارے نزدیک خدا ہیں یا نہیں۔ ان کے ہاں کہنے پر ان سے کہا جائے گا کہ پھر مسیح نے کس سے دعا مانگی اور کس کے آگے اپنی طلب پیش کی۔

اگر انھوں نے کسی دوسرے سے دعا کی تو وہ خدا ہو کے دوسرے خدا کو پکارتے ہیں۔ اور یہ شرک اور خداؤں کے درمیان تغایر ہے۔ اور یہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں۔

اگر انھوں نے خود اپنے ہی سے دعا کی تو یہ ایک جنونی حرکت ہے۔ ان کی شان تو یہی تھی کہ وہ کہہ دیتے کہ میں نے تمھاری مغفرت کر دی حالانکہ یہ لوگ اناجیل میں تصریح کرتے ہیں کہ مسیح جس کے گناہ چاہیں گے بخشدیں گے۔ پھر اس وقت وہ اس صفت سے کہاں چلے گئے تھے جب انھوں نے ایک دوسرے خدا سے دعا کی۔

دوم یہ کہ ان سے کہا جائے کہ آیا مسیح کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ تو ہم کہیں گے کہ پھر اس سے زیادہ رسوائی کیا ہوگی کہ ایک خدا دعا کرے اور وہ قبول نہ ہو۔ اور نہ کوئی اس سے زیادہ نحوست ہوگی۔ اور اس بنا پر ربوبیت و الوہیت میں سے ان کے ہاتھ میں سوائے اس کے کچھ نہیں جس طرح کھیت کی مینڈھوں میں بھاگنے والے بیل کی دم۔ جیسا کہ تمام مخلوق ہیں کہ وہ دعا کرتے ہیں جو کبھی قبول ہوتی ہے اور کبھی قبول نہیں ہوتی۔

اگر وہ کہیں کہ ان کی دعا قبول ہوگئی۔ تو ہم ان سے کہیں گے ا۔

Marfat.com

تمھیں جاننا چاہیئے کہ تم نے اور تمھارے تمام بزرگوں نے جو مسیح کے سولی دینے والے یہود کو قید کیا تو ان پر بڑا ظلم کیا۔ وہ اس قوم کا قید کرنا کیسے حلال سمجھتے تھے جسے اُن کے خدا نے معاف کر دیا تھا اور اپنے سولی دینے کی ملامت کو اُن سے دور کر دیا تھا۔ کیا تم لوگوں کو عقل نہیں جس سے تم اپنے مذہب کی گمراہیوں میں سے اس گمراہی کو پہچانو کہ دنیا میں اس کی سی گمراہی پر کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ ہر گمراہی اس سے کم ہے۔

اگر کہا جائے کہ تم لوگ اس پر کیا اعتراض کرتے ہو حالانکہ تم خود کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ایمان کی دعوت دی مگر انھوں نے قبول نہ کی۔ تو ہم کہیں گے کہ ہاں وہ نافرمان و گنہگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ایمان کا ارادہ نہیں کیا۔ انھیں اس نے محض اختیاری حکم دیا۔ مگر تم تو ہمیں بتاؤ کہ وہ کون تھا جسے ان لوگوں کے لیے دعوت دی گئی تھی کہ وہ ان لوگوں کو بخش دے۔ پھر ہم اُسے قبول کریں یا اس کی نافرمانی کریں۔ اس اعتراض سے چھٹکارا نہیں ہوسکتا۔

جاہل جو نبی کی بات سمجھنے سے عاجز ہیں

انجیل لوقا کے آخر میں ہے کہ مسیح سولی دیے جانے کے بعد اپنے دو شاگردوں کو نظر آئے اور وہ دونوں مسیح کو نہیں پہچانتے تھے۔ مسیح نے اُن سے کہا کہ وہ کون سی چیز ہے جس میں تم دونوں غور کر رہے ہو اور کس شے کے لیے غمگین ہو۔ دونوں شاگردوں میں سے ایک نے جس کا نام کلوباش تھا کہا کہ صرف تمھیں اورشلیم میں ایک مسافر ہو کیونکہ تم اس سے ناواقف ہو کہ اس زمانے میں وہاں کیا ہوا۔ مسیح نے پوچھا کیا ہوا۔ ان دونوں نے اُن سے مسیح ناصری کی خبر بیان کی جو نبی تھے اور اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک اپنے افعال و اقوال میں باعزت تھے۔ قسیسین کے سرداروں کے اُن کے قتل پر اور سولی دینے پر متفق ہونے کی ساری کیفیت بیان کی۔ مسیح نے ان دونوں سے کہا کہ اے جاہلو اور اے نادان لوگو جن کے قلوب انبیاء کی گفتگو ۵۴

Marfat.com

سمجھنے سے عاجز ہیں، کیا یہ واجب نہ تھا کہ مسیح اس سے ملتے اور اس کے بعد اپنی عظمت تک پہنچ جاتے۔

یہی اصحاب مسیح کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک اور انسانوں کے نزدیک نبی تھے اور مسیح خود ان کے دعوے کے مطابق سنتے ہیں اور اس کا انکار نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے مسیح کے بارے میں اسی طرح کیوں نہ کہا (یعنی بجائے نبی کے خدا کیوں نہ کہا)۔ البتہ شیطان نے ان کے دلوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور ان کی زبانوں کو یہ کہنے سے لپیٹ دیا۔ زمانے بھر میں ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ یہ لوگ اس کی شدید تکذیب کرتے رہتے ہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

جناب باری بحالت دعا وزاری (۱)

انجیل متی و لوقا و مارقش میں ہے کہ "مسیح نے اپنی گرفتاری سے پہلے سجدہ کیا۔ دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ تیرے نزدیک ہر چیز ممکن ہے۔ بس مجھے اس (موت کے) پیالے سے معاف رکھ۔ لیکن میں تجھ سے اپنی مراد نہیں مانگتا بلکہ تیری مراد مانگتا ہوں۔" لوقا نے اپنی انجیل میں یہ اضافہ کیا ہے کہ "انھیں آقا کا فرشتہ نظر آیا جو انھیں تسلی دے رہا تھا۔ مسیح نے اپنی دعا کو دراز کر دیا یہاں تک کہ ان کے پسینہ بہنے لگا۔ اس کے قطرے گرنے لگے جس طرح خون کے قطرے گرتے ہیں جب وہ زمین پر بہتا ہے۔" انجیل متی و مارقش میں ہے کہ وہ سولی کی حالت میں بڑی زور سے چلا رہے تھے کہ الٰہی۔ الٰہی تو نے مجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ پھر ان کا دم نکل گیا۔

بدحواسی کی باتیں

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا خدا کی یہی صفت ہوتی ہے۔ کیا خدا فرشتے کا محتاج ہوتا ہے کہ وہ اسے تسلی دے کیا خدا دعا کرتا ہے کہ اس سے کاسۂ موت کو ہٹا دیا جائے۔ کیا حال کی سختی سے خدا کو پسینہ آتا ہے جب اسے موت کا یقین ہو جاتا ہے۔ کیا خدا کو خدا زندہ رکھتا ہے؟ کیا حماقت میں

Marfat.com

اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہوگی؟۔

اگر وہ ہم سے کہیں کہ یہ تمام امور طبیعت ناسوتیہ کی خبر ہیں۔ تو ہم ان سے کہیں گے کہ تم ان تمام امور میں یہ کہتے ہو کہ مسیح نے کیا۔ اور مسیح نے کہا۔ حالانکہ مسیح تمہارے نزدیک دو طبیعتیں ہیں۔ ناسوتیہ ولاہوتیہ تمہارے فرقۂ یعقوبیہ کے نزدیک ایک ہی طبیعت ہے۔ تم سب یہ کہتے ہو کہ لاہوت ناسوت کے ساتھ متحد ہو گیا ہے۔ تو تم جھوٹ بولے اور تم نے یہ تمام امور لاہوت کی طرف منسوب کر دیے۔ تمہارے اس ملعون قاعدے کے مطابق حق یہ تھا کہ تم کہتے ہو کہ آدھے مسیح نے کیا اور آدھے مسیح نے کہا۔ بہر حال تم جھوٹ بولے اور ذلیل حرکت کی صاحب عقل کے لیے یہی کافی ہے۔

کلمے پر کلام

انجیل یوحنا کے شروع میں ہے۔ جو کفر میں تمام انجیلوں سے بڑی تناقض میں سب سے شدید اور رعونت و شیخی میں سب پر بھاری ہے۔ اس میں سب سے پہلا جملہ یہ ہے کہ ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ اللہ کے پاس تھا اور اللہ کلمہ تھا کہ اسی کلمے سے تمام اشیاء پیدا کی گئیں۔ بغیر اس کلمے کے کوئی شے پیدا نہیں کی گئی۔ وہ ذات جس نے پیدا کیا وہی اس (کلمے) میں حیات ہے۔

انتہائے تناقض

کسی نے اس کلام سے زیادہ تناقض میں بڑھا ہوا اور اس سے زیادہ احمقانہ کلام کسی نے سنا ہوگا۔ بھلا کلمہ کیونکہ اللہ ہو سکتا ہے اور اللہ کے پاس ہو سکتا ہے کیونکہ اس وقت اللہ خود اپنے ہی پاس ہو گیا۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ جس نے کلمے سے پیدا کیا وہی کلمے میں حیات ہے۔ تو اس بناء پر اللہ کی حیات مخلوق ہوئی۔ اور روح القدس بھی اس شخص کے کلام کی تصریح کے مطابق مخلوق ہے۔ اس لیے کہ ان سب کے نزدیک روح القدس ہی اللہ کی حیات ہے۔ حالانکہ یہ تمام نصاریٰ کے قول کے

Marfat.com

خلاف ہے۔ اس لیے کہ نص کلام یوحنا کے مطابق وہ حیات جو کلمے میں ہے مخلوق ہوئی اور نص کلام یوحنا کے مطابق اللہ ہی کلمہ ہے۔ اور یہ ملت نصاریٰ کا منہدم کرنا ہے۔

پھر اس سب سے زیادہ ہیبتناک یہ امر ہے کہ جب حیات کلمہ مخلوق ہوئی اور کلمہ ہی اللہ ہوا تو اللہ ان اعراض کا حامل ہوا جو اس میں پیدا کی گئی ہیں۔ لہٰذا تعجب کرنا چاہیے پھر تعجب کرنا چاہیے۔ اس فصل کے بعد جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ بیان کریں گے کہ کلمہ بشر تھا۔ باوجود اس کے اس قول کے کہ کلمہ ہی اللہ ہے۔ تو اللہ بشر ہوا۔ جیسا کہ اس کمینے یوحنا کے کلام کی نص ہے۔ اس پر اللہ کی طرف سے متواتر لعنتیں ہوں۔

شاعری

۵۴ اس کے بعد اس نے مسیح کا ذکر کیا ہے کہ وہ دنیا میں تھے۔ دنیا انھیں کی وجہ سے پیدا کی گئی۔ اور اہل دنیا نے انھیں کو نہیں پہچانا۔

آراستہ حماقت

یہ جھوٹ سے آراستہ کی ہوئی حماقت ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا میں ہو اور انھیں کی وجہ سے دنیا پیدا کی جائے۔ اگر وہ خدا تھے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو خود انھیں نے دنیا کو پیدا کیا۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ ان کی وجہ سے پیدا کی جائے۔ اگر وہ ایسے ہی تھے کہ دنیا ان کی وجہ سے پیدا کی گئی اور خود انھوں نے اسے پیدا نہیں کیا تو نہ وہ خدا ہوئے نہ خالق۔ دنیا محض آلات میں سے وہ ایک آلہ ہوئے جس سے دنیا پیدا کی گئی۔ معاذ اللہ۔ اللہ اس سے برتر ہے کہ وہ آلے کی مدد سے پیدا کرے۔ وہ اس طرح پیدا کرتا ہے جو اس نے اپنی اس وحی ناطق میں فرمایا ہے کہ اپنے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی ہے جس کے کلام میں تناقض نہیں اور جس کی اخبار میں تعارض نہیں ہے کہ "انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون" (اس کا کام محض اس طرح ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ

Marfat.com

ہو جاتی ہے)۔ اس کا یہ قول یہاں کہاں جمع ہو سکتا ہے کہ مسیح کے ذریعے سے دنیا پیدا کی گئی باوجود اس کے جو یہ لوگ مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں اُن کے دعوے کے مطابق کہ "مسیح نے کہا کہ میں بھی پیدا کرتا ہوں اور میرا باپ بھی پیدا کرتا ہے۔ اگر میں ویسا نہ کروں جیسا میرا باپ کرتا ہے تو تم لوگ میری تصدیق نہ کرنا" معاذ اللہ بھلا نبی یہ حماقت کیوں کرنے لگا اور ایسا جھوٹ کیوں بولنے لگا۔ تب تو دو متغایر وجد اگانہ خدا ہو جائیں گے کہ اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا غیر ہوگا۔ اُن میں سے ہر ایک اسی طرح پیدا کرتا ہے جس طرح دوسرا کبھی تو مسیح خدا ان کے پیدا کرتے ہیں اور کبھی آلہ بن جاتے ہیں جن کے ذریعے سے پیدا کیا جاتا ہے۔ خبردار۔ یہی کھلی ہوئی گمراہی اور شدید فساد ہے۔

خدا کی اولاد

اس کے بعد کہا ہے کہ ان میں سے (یعنی اہل دنیا میں سے) جو مسیح کو قبول کرے گا اور ان کے نام پر ایمان لائے گا تو وہ انھیں ایسی قدرت دیں گے کہ یہ سب اللہ کی اولاد بن جائیں گے۔ اور یہی ان پر ایمان لانے والے لوگ ہیں جو نہ تو خون سے پیدا ہوئے نہ گوشت کی خواہش سے اور نہ مرد کی باہ سے بلکہ یہ اللہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کلمہ ہی گوشت بن گیا۔ کلمہ ہی بشر ہو گیا۔ اُس نے ہم میں سکونت اختیار کی۔ ہم نے اس کی عظمت ایسی ہی دیکھی جیسی عظمت اللہ کے لڑکے کی ہے۔

بت کریں آرزو خدائی کی

اس فصل میں تو وہ باتیں ہیں کہ اگر اُن سے پہاڑ منہدم ہو جائیں تو تعجب خیز نہیں۔ ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔ لوگو اس کمینے کے قول میں غور کرو کہ مسیح پر ایمان لانے والے اللہ کے لڑکے ہیں۔ تب تو تمام نصاریٰ اللہ کے لڑکے ہوئے۔

شان ہے تیری کبریائی کی

مسیح کو تمام مسیحوں پر کونسی فوقیت رہی۔ وہ

Marfat.com

اللہ کے بیٹے ہیں تو یہ لوگ بھی اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس دین سے برگشتہ کرنیوالے اور ان کمینوں سے تمسخر کرنے والے کے قول پر تعجب کرو جن کمینوں نے اسی کی طرح دین نصاریٰ کی تقلید کی ہے کہ مسیح پر ایمان لانے والے نہ خون سے پیدا ہوئے نہ گوشت کی خواہش سے اور نہ مرد کی باہ سے بلکہ یہ لوگ اللہ سے پیدا ہوئے۔ وغیرہ۔ وغیرہ پھر یوحنا زندہ سیدائی اور اس کی زندہ عورت سے کیسے پیدا ہو گیا۔ یہ تو کھلم کھلا محض کذب و باطل کا اعلان ہے۔

اگر یہ لوگ کہیں کہ یہ مجاز ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ مجاز کا ہے میں۔ یہ تو خالص اور لچر جھوٹ اور حماقت ہے۔ بعینہٖ یہی بات تم لوگ مسیح کے متعلق کہتے ہو۔ پھر دونوں قولوں میں فرق کیا ہوگا۔ شاید یہ بھی مجاز ہو جیسا کہ وہ مجاز ہے۔ میں نے ان لوگوں سے زیادہ احمق کبھی نہیں دیکھا اور نہ ان کے رخساروں سے زیادہ بے شرم۔

اس قول پر تعجب کرو کہ کلمہ گوشت بن گیا اور ہم میں رہنے لگا۔ کلمہ گوشت کیونکر ہو جائے گا حالانکہ اس نے کہا ہے کہ کلمہ ہی اللہ ہے۔ تب تو اللہ گوشت اور خون ہو گیا اور ان ناپاکوں میں رہنے لگا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

انکار رویت الٰہی

اسی کے بعد کہا ہے کہ اللہ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ اس کے متعلق اس کے بیٹے نے جو حال بیان کر دیا جو اپنے باپ کے آغوش میں ہے۔

یہ ایک دوسری تعجب خیز بات ہے۔ ابھی اس نے کہا ہے کہ ۵۵
کلمہ ہی اللہ ہے اور کلمہ ہی گوشت بن گیا اور کلمہ ہی خون و گوشت بن گیا اور ان لوگوں میں اس نے سکونت اختیار کر لی۔ تو ان کے قول کے مطابق اللہ عزوجل گوشت بن گیا اور ان میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر کیسے اُسے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کا یہ کہنا کہ سوائے اس کے کہ جو اُس کے اکلوتے بیٹے نے حال بیان کر دیا جو اپنے باپ کے آغوش میں ہے

Marfat.com

اس سے لازم آیا کہ بیٹا باپ کے مغایر ہے۔ اس لیے کہ یہ تو محال و ناممکن ہے کہ اللہ خود ہی اپنے آغوش میں ہو۔ بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ ان کے نزدیک اُن کی اناجیل کی تصریحات کے مطابق بیٹا باپ کے مغایر ہے۔ حالانکہ وہ لوگ اس پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ کبھی باپ اور بیٹا ان کے نزدیک ایک ہوجاتے ہیں۔ تمام امور ان کی اناجیل میں منصوص ہیں۔ ان میں کا ہر واقعہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ بلاشک سب جھوٹ ہے۔ گمراہی سے خدا کی پناہ۔

یحییٰ کا اپنی نبوت سے انکار

انجیل یوحنا کے باب اول میں یحییٰ بن زکریا کی شہادت کا ذکر کیا ہے کہ جب یہود نے اورشلیم سے اُن کے پاس کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا اور ان لوگوں نے اُن سے مناظرہ کیا تو یحییٰ نے اقرار کیا۔ انکار نہیں کیا اور ان سے کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا الیاسؑ آپ کو دیکھتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کہ کیا آپ نبی ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں۔

جس پر نبوت کی انتہا تھی وہی نبی نہ رہا

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ باوجود اُس قول مسیح کے جو انجیل متی و مارقش میں ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ہر نبوت اور ہر کتاب کی انتہا یحییٰ پر ہے۔ ان کے بارے میں مسیح کا قول ہے کہ وہ نبی سے بڑھ کر ہیں۔

کبھی تو وہ نبی ہوتے ہیں اور ہر نبوت اُن پر ختم ہوتی ہے۔
کبھی وہ نبی سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔
کبھی وہ خود اپنے متعلق کہتے ہیں کہ نبی نہیں ہیں۔

ان اقوال میں سے کسی ایک میں کذب ضرور ہے۔ معاذ اللہ نہ مسیح جھوٹ بول سکتے ہیں نہ یحییٰ علیہما السلام۔ واللہ دونوں کمینے متی یا جی اور یوحنا نفس پرست جھوٹے ہیں۔

Marfat.com

خدائی بھیڑ کا بچہ اس کے بعد اسی باب میں کہا ہے کہ ایک اور روز یحییٰ نے مسیح کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا کہ یہ اللہ کا خروف ہے (خروف = بھیڑ کے بچے کو کہتے ہیں)۔

کیا سے کیا ہو گئے یہ ایک اور مصیبت ہے کہ جہاں وہ اللہ کا کلمہ اور اللہ کا بیٹا اور ایسے خدا تھے جو پیدا کرتا ہے وہیں وہ اللہ کا بھیڑ بچہ بن گئے۔ اللہ اس سے برتر ہے کہ اس کی طرف بھیڑ بچہ منسوب کیا جائے بجز خلق و ملک کی حیثیت کے۔ بھیڑ بچہ صرف اس شخص کی طرف منسوب ہوتا ہے جو اسے کھانے یا ذبح کرنے کے لیے لیتا ہے۔ یا اس کے لیے لیتا ہے جو اس کو بچھڑا بنانے کے لیے پالتا ہے یا بچے کے لیے لیتا ہے جو اس سے کھیلتا ہے اور اسے رنگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام امور سے برتر ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ نفس پرست اور بہکانے والے کی بنائی ہوئی بات ہے۔ ونعوذ باللہ من الضلال۔

خالص بیٹا اسی باب میں اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ یحییٰ بن زکریا نے عیسیٰ کے متعلق کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا خالص بیٹا ہے۔

میں اپنی جان، عقل اور بدن سے اللہ تعالیٰ کے سامنے شہادت دیتا ہوں کہ یہ وہ جھوٹ ہے جو یوحنا لعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے رسول کے فرزند یحییٰ بن زکریا پر باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ اس کے بچہ ہو۔ سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اسے یحییٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا کہ انھوں نے مسیح کے بارے میں کہا کہ یہ اللہ کا خروف (بھیڑ بچہ) اور اللہ کا سلیل (خالص بچہ) ہے۔ حالانکہ خروف بھیڑ اور مینڈھے کا بچہ ہوتا ہے۔ اے اللہ ان گندوں پر لعنت کر۔ ہم نے ان لوگوں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسولوں کی توہین کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

Marfat.com

۵۶ **خدا سب کچھ دے کے خود بری الذمہ ہو گیا**

انجیل یوحنا کے تیسرے باب میں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے مسیح کے متعلق کہا کہ باپ بیٹے سے راضی ہو گیا اور تمام اشیا اس کے حوالے کر کے خود بری الذمہ ہو گیا۔

انجیل یوحنا کے پانچویں باب میں ہے کہ یہود یحییٰ کو قتل کرنا چاہتے تھے اس لیے کہ انھوں نے نہ صرف یہی کیا تھا کہ ان کے تعظیم سبت کے طریقے کو فسخ کر دیا تھا بلکہ وہ اللہ کو باپ پکارتے تھے اور اپنے آپ کو اس کے مساوی کہتے تھے۔

اس کے کچھ بعد ہے کہ مسیح نے کہا کہ جس طرح باپ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور ان کو اٹھاتا ہے اسی طرح بیٹا بھی اس کو زندہ کرتا ہے جو اس کی موافقت کرے۔ اور باپ کسی پر حکومت نہیں کرے گا اس لیے کہ حکومت اس کے بیٹے کے سپرد کر دی جائے گی۔

خدا کی کنارہ کشی

یہ وہ مصیبت ہے جس نے ہر گذشتہ مصیبت کو ملا لیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کھلے ہوئے بدترین کفر پر کیسے کسی کی زبان چل سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت سے کنارہ کش ہو گیا لہٰذا وہ کسی پر حکومت نہ کرے گا۔ اس لیے کہ وہ حکومت اور تمام اشیا سے اپنے بیٹے کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو گیا۔ معاذ اللہ اللہ اس سے بری ہے۔ ہم نے یہ بات صرف بادشاہوں کو کرتے دیکھا ہے کہ جب وہ بوڑھے اور کمزور ہو جاتے ہیں اپنی لذت و راحت کے لیے الگ ہونا چاہتے ہیں اور حکومت کو اپنی اولاد کے لیے ترتیب دینا چاہتے ہیں کہ ان کے بعد کوئی دوسرا حکومت میں ان سے جھگڑا نہ کرے اس وقت وہ لوگ ظاہر میں حکومت ان لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں مگر باطن میں نہیں۔ یہ وہ کفر ہے کہ ہم تو یوحنا کافر سے پہلے کسی شخص کو پا نہ سکے جس کی زبان اس پر چلتی یہاں تک کہ ہم اسے سنتے۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ اللہ کا

Marfat.com

شکر ہے اُس کی کثیر وعظیم نعمت پر جو ہم پر ہے۔

قبضۂ حیات اپنی ذات میں

انجیل یوحنا کے پانچویں باب میں اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ مسیح نے کہا کہ جس طرح باپ نے اپنی ذات میں حیات کو جمع کر لیا اسی طرح اس نے اپنے بیٹے کو اپنی ذات میں حیات کے جمع کرنے کا مالک بنا دیا اور اُسے سلطنت دے دی اور اُسے حکومت وسلطنت و حیات کا مالک بنا دیا جیسی کہ وہ باپ کے لیے تھی۔ اس لیے کہ وہ انسان کا بیٹا ہے۔

اس سے زیادہ احمقانہ گفتگو بھی کسی نے سنی ہوگی کہ بیان کرتا ہے اس لیے کہ مسیح انسان کے بیٹے ہیں اللہ نے اُنھیں اپنے مساوی کر لیا۔ یہ سب اس کو ثابت کرتا ہے کہ مسیح غیر اللہ تھے اس لیے کہ یہ بدیہی ہے کہ بلاشک دینے اور مالک بنانے والا اُس کے مغایر ہے جس کو دیا اور مالک بنایا گیا۔

جسے خدا سمجھے تھے وہی بندگی کر رہا ہے

اسی باب میں اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ مسیح نے کہا کہ مجھے قوت نہیں ہے کہ میں اپنی ذات سے کچھ کر سکوں میں وہی حکم دیتا ہوں جو سنتا ہوں۔ اور میرا حکم عین عدل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ میں اپنا ارادہ نافذ نہیں کرتا سوائے اپنے باپ کے ارادے کے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ پھر اگر میں خود اپنے لیے شہادت دوں تو میری شہادت غیر مقبول ہے لیکن میرا غیر میرے لیے شہادت دیتا ہے۔

انجیل یوحنا کے چھٹے باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میں محض اس لیے آسمان سے نازل ہوا ہوں کہ اپنے اس باپ کا ارادہ پورا کروں جس نے مجھے بھیجا ہے نہ کہ اپنا ارادہ۔

انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میرا علم میرے لیے نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

Marfat.com

نیز انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ سے محبت کرتے تو ضرور باپ کے پاس میرے جانے سے خوش ہوتے اس لیے کہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔

درس عبرت

کیا معبودیت اور اللہ کے سامنے سچے تذلل میں اس سے زیادہ ہوسکتا ہے؟۔ یہ کلام اپنے سے چند سطر پہلے والے کلام کے ساتھ کیونکر جمع ہوسکتا ہے کہ مسیح اللہ کے مساوی ہیں۔ اللہ اب کسی پر حکومت نہیں کرتا۔ وہ تمام حکومت اپنے بیٹے کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو گیا۔ ان احمقانہ مناقضات و اختلافات میں اس کے لیے عبرت ہے جو عبرت حاصل کرنا چاہے۔

ایک اور عجیب بات یہاں اس کا یہ کہنا ہے کہ اگر میں اپنے لیے شہادت دوں تو میری شہادت غیر مقبول ہے۔ مگر انجیل یوحنا کے ساتویں باب کے آخر میں کہا ہے کہ اگر میں خود اپنے لیے شہادت دوں تو میری شہادت حق ہے۔ اس بدحواسی پر تعجب کرنا چاہیے۔ ۵۷

اسی طرح انجیل یوحنا کے چھٹے باب میں مذکور ہے کہ مسیح کے شاگردوں کی ایک جماعت نے جب یہ بدحواسی کی باتیں سنیں تو وہ مرتد ہو گئے اور مسیح سے جدا ہو گئے۔ جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد بیان کریں گے۔

پیٹ بھر آ تو پیغمبر مان لیا

انجیل یوحنا کے چھٹے باب میں ہے کہ مسیح نے جب پانچ ہزار آدمیوں کو پانچ روٹی اور دو مچھلیوں میں کھلایا اور ان کے شکم سیر ہونے کے بعد بارہ ٹوکری روٹی بچ گئی تو ساری جماعت نے کہا کہ یہ واقعی نبی ہیں۔

وائے تعجب۔ ان لوگوں نے مسیح کے بارے میں ایسی ہی بات کیوں نہ کہی۔ اگرچہ ایک ہی مرتبہ کہتے۔

اپنے خون اور گوشت کی دعوت

اس کے بعد اسی چھٹے باب میں ہے کہ مسیح نے ایسی بہت سی باتیں بیان کیں جو عقل میں نہ آتی تھیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ مسیح نے ان سے کہا کہ میں امین ہوں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم لوگ انسان کے بیٹے کا گوشت نہ کھاؤ اور

Marfat.com

اُس کا خون نہ پیو گے تو ہرگز تم اپنے اندر حیات دائمی نہ حاصل کرو گے۔ جو میرا گوشت کھائے گا اور میرا خون پیے گا وہ حیات دائمہ حاصل کرے گا میں اُسے قیامت کے روز اُٹھاؤں گا۔ میرا گوشت طعام صادق اور میرا خون شراب صادق ہے۔ جو شخص میرا گوشت کھائے گا اور میرا خون پیے گا وہ میرے اندر ہو گا اور میں اُس کے اندر رہوں گا۔"

یوحنا نے بیان کیا کہ اُن کے شاگردوں کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ کلام سخت ناگوار ہے۔ اسی لیے شاگردوں کی ایک جماعت مرتد ہو گئی اور اُن کے پاس سے چلی گئی۔

یہ کلمات واقعی وساوس ہیں جنھیں سوائے پاگل کے کوئی نہ کہے گا۔ اللہ نے اپنے نبی کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔

مسیح اپنے معجزے چھپاتے تھے

انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں ہے کہ مسیح کے بھائیوں نے کہا کہ تم یہوذا کے شہر میں جاؤ۔ یہاں سے نکل جاؤ۔ وہ عجائب جو نمودار ہوتے ہیں اپنے شاگردوں کو دکھاؤ کیونکہ کوئی شخص اس فعل کو نہیں چھپاتا جس کے متعلق وہ چاہتا ہے کہ آگاہی ہو۔ اگر تم بھی یہی چاہتے ہو تو سچائے اپنے اہل دنیا کو آگاہ کرو۔ مسیح کے بھائی مومن نہ تھے۔

اس میں یہ نمایاں ہے کہ مسیح اپنے معجزات چھپاتے تھے جیسا کہ تم بھی دیکھتے ہو۔

زانیہ کو رہا کر دیا

انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں ہے کہ ایک زانیہ عورت کو مسیح کے پاس لایا گیا مگر مسیح نے اس سے کچھ نہ کہا اور رہا کر دیا۔

حالانکہ یہ لوگ اس کے خلاف ہیں یعنی زانیہ کو سزا دیتے ہیں تو انھوں نے مسیح پر بہتان لگایا اور ظلم کیا۔ یا پھر انہیں اپنے اوپر ظلم و جور کی شہادت دینا چاہیے۔

مسیح کسی کے حاکم نہیں

انجیل یوحنا کے ساتویں باب کے آخر میں ہے کہ

Marfat.com

مسیح نے کہا کہ میں کسی پر حکومت نہیں کرتا۔ اگر میں حکم دوں تو میرا حکم عدل ہے۔ اس لیے کہ میں تنہا نہیں ہوں۔ لیکن میں ہوں اور میرا باپ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور تمہاری توریت میں کہا گیا ہے کہ دو مردوں کی شہادت مقبول ہے۔ میں اپنے متعلق شہادت دیتا ہوں اور میرے لیے وہ شہادت دیتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ فصل اس فصل کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتی ہے جو ہم انجیل یوحنا ہی کے تیسرے باب میں لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اب کسی پر حکومت نہیں کرتا اس لیے کہ وہ تمام حکومت اپنے بیٹے مسیح کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو گیا۔

اقرار آدمیت

انجیل یوحنا کے آٹھویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں آدمی ہوں۔ تمہارے پاس وہی حق لایا ہوں جو میں نے اللہ سے سنا ہے۔

خدا اور سہی

یہ خود مسیح کا اقرار ہے کہ وہ آدمی ہیں۔ جو سنتے ہیں فقط اسی کو پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے سامنے وہ شہادت بھی ہے جو انجیل متی کے بارھویں باب میں مسیح کے بارے میں شعیا نبی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کے بارے میں فرمایا کہ یہ میرا چنا ہوا غلام اور میرا وہ حبیب ہے جسے میں نے چھانٹ لیا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مسیح بھی انبیاء میں سے نبی اور اللہ کا بندہ ہیں۔

مسیح پر سنگباری کا سبب

۵۸ انجیل یوحنا کے نویں باب میں ہے کہ یہود نے مسیح سے کہا کہ ہم تم پر تمہارے عمل صالح کی وجہ سے سنگباری نہیں کرتے بلکہ محض تمہاری گالی کی وجہ سے اور تمہارے دعوئے خدائی کی وجہ سے حالانکہ تم انسان ہو۔ مسیح نے انھیں جواب دیا کہ کیا تمہاری کتاب زبور میں مرقوم نہیں ہے جہاں کہتا ہے کہ کیا تم لوگوں نے نہیں کہا کہ تم لوگ سب کے سب خدا ہو

Marfat.com

اور علی کے بیٹے۔ اگر اللہ نے جس نے اُن سب کو خدا بتایا ہے، اور اس کتاب کی تبدیل وتحریف ناممکن ہے تو اُس شخص کے بارے میں جس پر اللہ نے برکت کی اور اُسے دنیا کی طرف مبعوث کیا یہ کیوں کہتے ہو کہ اُس نے گالی بکی جبکہ میں نے کہا کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں اگر میں اپنے باپ کے سے افعال نہ کروں تو میری تصدیق نہ کرو۔

انجیل میں یہاں تک بیان کیا ہے" تاکہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے"۔

انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ" بلش حواری نے مسیح سے کہا کہ اے ہمارے آقا ہمیں باپ کو دکھا دیجئے۔ اور یہ ہمیں کافی ہوگا۔ مسیح نے اُسے جواب دیا کہ اتنے زمانے تک میں تم لوگوں کے ساتھ رہا اور تم لوگوں نے مجھے نہ پہچانا۔ اے بلش جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ پھر تو کیسے کہتا ہے کہ ہمیں باپ کو دکھا دیجئے۔ کیا تو ایمان نہیں لایا کہ میں ہی باپ میں ہوں اور باپ ہی مجھ میں ہے"۔

یہ سب یوحنا کے اُس قول کے ساتھ کیونکر جمع ہوگا جو ہم نے اُس کی اوائل انجیل میں ذکر کیا کہ باپ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

اندر ہی اندر

یوحنا مذکور کی انجیل کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں اپنے باپ کے اندر ہوں اور تم لوگ میرے اندر ہو اور میں تمھارے اندر ہوں۔

کیا فوقیت رہی

جب وہ باپ کے اندر ہوئے اور باپ اُن کے اندر ہوا۔ وہ شاگردوں کے اندر ہوئے اور شاگرد اُن کے اندر ہوئے، تو لامحالہ باپ شاگردوں کے اندر ہوا اور شاگرد باپ کے اندر ہوئے۔ پھر مسیح کو شاگردوں پر کونسی فوقیت رہی۔ مسیح اور شاگردوں کے اللہ کے اندر ہونے میں اور اللہ کے مسیح اور اور شاگردوں کے اندر ہونے میں مسیح اور شاگرد مساوی ہی ہوئے۔

Marfat.com

اس کلام سے سوائے کفر و توہین دین کے اور کوئی بات نہ سمجھ میں آتی ہے نہ عقل میں آ۔ اس لیے کہ اگر اللہ ان میں اپنی ذات سے ہے تو یہ لوگ اُس کے لیے مکان ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ محدود ہو گیا۔ یہ صفت مخلوق و حادث کی ہے۔

اگر اللہ اُن میں اپنی تدبیر سے ہے (یعنی ان سب کا مدبر ہے) تو وہ تو اسی طرح ہر زندہ و مردہ اور ہر جماد اور ہر عرض کی تدبیر کرتا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی فرق اور کوئی تفضیل نہیں۔

عیسائی بندے نہیں

انجیل یوحنا کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے شاگردوں سے کہا کہ میں اب سے تم کو بندہ نہ کہوں گا۔ اب تو بندہ وہ ہے جو نہیں جانتا کہ اُس کا آقا کیا کرتا ہے میں نے تمہارا نام بھائی رکھا ہے۔

باب مذکور کے آخر میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میں اللہ ہی سے نکلا ہوں اور باپ ہی سے صادر ہوا ہوں۔" ان دو فصلوں میں سے ایک میں یہ ہے کہ شاگرد لوگ عبودیت باری سے آزاد کر دیے گئے وہ مسیح کے بھائی ہیں۔ اور مسیح اللہ سے نکلے اور اسی سے صادر ہوئے تو پھر شاگرد بھی ایسے ہی ہوئے۔ مسیح کو شاگردوں پر کونسی فوقیت ہوئی۔ اس کلام کے احمقانہ ہونے کے باوجود اس کے پھوٹنے کے معنی بھی قطعاً نہیں معلوم ہو سکتے۔ پھوٹ نکلنا تو محض اجسام میں ہوتا ہے (مثلاً پہاڑ سے چشمے کا نکلنا)۔

خدا کو شرف بخشنے والے

انجیل یوحنا کے تیرھویں باب کے شروع میں ہے کہ مسیح نے آسمان کی طرف اپنی نظر اٹھا کے کہا کہ "اے باپ وقت آگیا ہے لہٰذا تو اپنے بیٹے کو شرف دے کہ تیرا بیٹا تجھے شرف دے" اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ "مسیح نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں نے روئے زمین پر تجھے شرف دیا۔"

خدا سے بھی بڑھا دیا

یہ بھی ہمیشہ کی مصیبت ہے۔ ان لوگوں نے مسیح کے

اللہ کے نبی ہونے پر قناعت نہ کی یہانتک کہ انھوں نے مسیح کو اللہ کی مساوات کے ساتھ موصوف کیا۔ پھر مسیح کی اللہ کے ساتھ مساوات پر بھی قناعت نہ کی یہانتک کہ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ مسیح کے حق میں پوری سلطنت وحکومت سے دستبردار ہو کر معزول ہو گیا۔ پھر اس کی معزولی ضعف پر بھی قناعت نہ کی یہانتک کہ مسیح کو اس قابل بنا دیا کہ وہ
۵۹ اللہ تعالیٰ کو شرف دیتے ہیں۔ کبھی تم نے اس کفر سے بھی بڑھ کر سنا ہے۔ واللہ۔ کبھی کسی اللہ پر ایمان لانے والے نے یہ کلام نہیں کہا۔ یہ لوگ محض دہریے تھے جو دین سے کھیلنے والے۔ بہروپ بھرنے والے تھے۔ لہٰذا ان پر ان تمام لعنتوں کی دو چند ہوں جو اللہ تعالیٰ ان کے سوا دوسرے کفار پر نازل کرے۔

قدرت حیات و ممات

انجیل یوحنا میں ہے کہ "مسیح نے کہا کہ میں ہی اپنے نفس کو مارتا ہوں اور میں ہی اسے جلاتا ہوں" اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مردہ ہو کر اپنے آپ کو زندہ کرلیں۔

بازگشت نظر

عیسائی انجیلوں کی یہ منتشر فصلیں ہیں جن میں کذب خالص اور وہ متناقضات ہیں جن میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ ان میں ایسی فصول بھی ہیں کہ ان میں سے ایک ایک فصل تین تین جھوٹوں کی جامع ہے۔ باوجود ان کی اناجیل کی قلت مقدار کے کم از کم ان کا پورا عقیدہ مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہ ہے کہ کبھی تو وہ حسب تصریح اناجیل ابن اللہ ہیں اور کبھی ابن یوسف کبھی ابن داؤد اور کبھی ابن الانسان کبھی خدائے رازق وخالق۔ اور کبھی اللہ کا بھیڑ بچہ۔ کبھی وہ اللہ کے اندر اور اللہ ان کے اندر ہوتا ہے کبھی وہ اپنے شاگردوں کے اندر اور شاگرد ان کے اندر ہوتے ہیں۔ کبھی وہ اللہ کا علم وقدرت بن جاتے ہیں۔ کبھی وہ کسی کے حاکم نہیں بنتے اور نہ اپنا ارادہ نافذ کرتے ہیں۔ کبھی وہ نبی اور اللہ کے غلام ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

کبھی اللہ اُن کو اُن کے دشمنوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ کبھی اللہ اُن کے لیے سلطنت سے معزول ہو جاتا ہے اور اُنھیں والی بنا دیتا ہے۔ وہ اللہ کو شرف دینے لگتے ہیں۔ باطرہ کو آسمانوں کی کنجیاں عطا کرتے ہیں اور اپنے شاگردوں کو زمین و آسمان کے خطۂ تحلیل و تحریم کا والی بنا دیتے ہیں۔ کبھی وہ بھوکے ہوتے ہیں کچھ کھانے کو تلاش کرتے ہیں۔ پیاسے ہوتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ خوف سے پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔ درخت پر لعنت کرتے ہیں جب کھانے کو اس میں انجیر نہیں پاتے۔ بزدلی کرتے ہیں۔ پھر گدھی پر سوار ہوتے ہیں اور گرفتار کر لیے جاتے ہیں۔ اُن کے منہ پر تھپڑ مارے جاتے ہیں سر پر لاٹھی ماری جاتی ہے۔ چہرے سے کھال اُتاری جاتی ہے۔ پیٹھ پر کوڑے مارے جاتے ہیں۔ بدمعاش اُنھیں مار ڈالتے ہیں۔ اُن کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔ انھیں ایلوا ملا کر سرکہ پلایا جاتا ہے۔ چوروں کے بیچ میں سولی دی جاتی ہے۔ ہاتھوں میں میخیں ٹھونکی جاتی ہیں۔ وہ اسی وقت مر گئے اور دفن کر دیے گئے۔ پھر موت کے بعد وہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ جب وہ موت کے بعد زندہ ہوئے اُنھیں کوئی فکر نہ تھی۔ انھوں نے اپنے شاگردوں کو جمع کیا کہ کچھ کھانے کو مانگیں۔ اُن لوگوں نے اُنھیں روٹی اور بھونی ہوئی مچھلی کھلائی اور شہد پلایا۔ پھر وہ (مسیح) اپنے کام کو چلے گئے۔

یہ تمام اُن کی اناجیل کی تصریحات ہیں۔ اور انھوں نے اپنے دین کو ان تمام امور میں سے صرف اسی پر منحصر کر دیا ہے کہ وہ صرف خدائے معبود تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کی نفی کرتے ہیں۔ اُن کی اناجیل و امانات واجب کرتی ہیں کہ اللہ کے علاوہ ایک دوسرے خدا تھے۔ بلکہ وہ اللہ کی داہنی طرف بیٹھتے تھے۔ اس سے بڑے تھے۔ وہ پیدا کرتے تھے جس طرح اللہ پیدا کرتا ہے۔ زندہ کرتے تھے جس طرح اللہ زندہ کرتا ہے۔ بداہت اس کو واجب کرتی ہے کہ یہ لوگ دو خداؤں کے قائل ہیں اور لامحالہ وہ دونوں

Marfat.com

متغایر و جداگانہ ہیں۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

انجیلوں کے علاوہ عیسائیوں کی دوسری کتابوں کے کذب و کفر و جنون کا تذکرہ

خدا کی اولاد

یوحنا بن سیدائی نے اپنے تین رسائل میں سے ایک میں کہا ہے کہ اے میرے دوستو ہم اب اللہ کی اولاد ہیں۔ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا کہ ہم لوگ کیا ہونے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جب ظاہر ہو گا تو ہم اس کے (یعنی اللہ کے) مثل ہوں گے۔ اس لیے کہ ہم اسے اسی طرح دیکھتے ہیں جیسا کہ وہ ہے۔

کیا اس کذاب کے کفر سے بڑا بھی کوئی کفر ہو گا۔ کہ یہ لوگ اللہ کی اولاد ہیں اور یہ لوگ اللہ کے مثل ہو جائیں گے جب وہ ظاہر ہو گا

بوڑھا خدا

اس یعین نے کتاب الوحی والاعلان میں کہا ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کو دیکھا جو بوڑھا ہے۔ سر اور ڈاڑھی سفید ہے مسیح اس کے سامنے ایک سونے کی کتاب پڑھ رہے ہیں۔ ملائکہ کہہ رہے ہیں کہ یہ رب کا بھیڑ بچہ ہے۔ اس کے آگے بازار قائم ہیں۔ اور گیہوں فی قفیز (پیمانہ) اتنے دینار ہیں
۶۰ اور شراب اتنے اتنے قسط فی دینار اور تیل اتنے اتنے قسط فی دینار۔

یہ سوائے ہزل دل لگی نفس پرستی اور بدحواسی کے کچھ اور بھی ہے!

جیسے چور آتا ہے

شمعون نے اپنے ایک رسالے میں کہا ہے کہ "اس روز پروردگار اس طرح آئے گا جس طرح چور آتا ہے"

میری جان کی قسم اس نے اپنے رب کو وہ تشبیہ دی ہے جس کے لیے یہ خود اولیٰ ہے۔ ان دونوں کتوں کو اور یہودا لعین و یعقوب لعین کو اپنے ان رسائل میں جو ہر قسم کی خیر سے خالی ہیں اور ہر کفر و جنون سے بھرے پڑے ہیں یہ کہنا ذرا بھی دشوار نہیں معلوم ہوتا کہ "اللہ نے کہا جو ہمارے رب مسیح کا والد ہے۔" "اللہ نے کیا جو ہمارے رب مسیح کا والد ہے" گویا واللہ یہ لوگ نسبوں میں سے کوئی نسب یا ولادات میں سے کوئی ولادت بتا رہے ہیں۔

ختنہ کرانے والے

پولس ملعون اپنے ایک رسالے کے چھٹے باب میں کہتا ہے جو اس نے اہل غلاریہ کو بھیجا تھا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہر وہ انسان جو ختنہ کرائے اسے لازم ہے کہ وہ توریت کی تمام شرایع کی حفاظت کرے۔

نیز اس کے قبل کہا ہے کہ "اگر تم نے ختنہ کرایا تو مسیح تمھیں کوئی نفع نہیں پہنچائیں گے۔

تعجب کرنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ اس نے لوگوں پر دو دین لازم کیے ہیں۔

جس نے ختنہ کرایا ہو اس پر توریت کی تمام شرایع لازم ہیں اور مسیح اسے نفع نہ پہنچائیں گے۔

جس نے ختنہ نہیں کرایا اس پر توریت کی شرایع لازم نہیں اور اسے مسیح نفع پہنچائیں گے۔ حالانکہ یہ خود اور مسیح کے تمام شاگرد نصاری کے اجماع کے مطابق ختنہ کیے ہوئے تھے۔ لہٰذا لازم آیا کہ مسیح انھیں نفع نہیں پہنچائیں گے اور یہود کی تمام شرایع ان لوگوں کو لازم ہیں۔ اس زمانے میں بھی جو نصاری مسلمانوں میں رہتے ہیں ان میں اکثر ختنہ کیے ہوئے ہیں۔ اگر پولس سچا ہے تو مسیح انھیں نفع نہ پہنچائیں گے اور توریت کی تمام شرایع انھیں لازم ہیں۔ اگر پولس اس میں جھوٹا ہے تو یہ لوگ کذاب سے اپنا دین کس طرح لیتے ہیں۔ دو میں سے

Marfat.com

ایک بات ضروری ہے۔

نیز اس نے اپنے ایک رسالے میں کہا ہے کہ یوحنا بن سیذائی و یعقوب بن یوسف النجار و باطرہ نے اسے حکم دیا کہ یہ تو لوگوں کو ختنہ ترک کرنے کی دعوت دیتا رہے اور وہ تینوں ختنہ کرنے کی دعوت دیتے رہیں۔

دین کی دعوت کا جو حقیقی طریقہ ہے یہ اس کے خلاف ہے۔ یہ تو محض دعوت فریب اور کھلم کھلا گمراہی میں ڈالنا ہے جس میں کوئی حقانیت نہیں۔

بولس نے کہا ہے کہ یعقوب بن یوسف النجار ریاکار تھا جو یہود کے سامنے لوگوں کے آنے سے پرہیز کرتا تھا۔ انطاکیہ میں بولس اس کے روبرو گیا اور اسے اس پر ملامت کی۔

تو کیا دین کے چھپانے والے ریاکار سے دین کا لینا جائز ہے؟

نیز یہی ملعون بولس اپنے ایک رسالے میں کہتا ہے کہ یسوع جس زمانے میں اللہ کی صورت میں تھے تو انھوں نے اللہ کے مساوی ہونے کو غنیمت نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو ذلیل کر دیا اور بندے کی صورت میں اپنے کو چھپایا۔

کیا اس کفر سے زیادہ وحشت خیز۔ اس کلام سے زیادہ احمقانہ اور اس انتخاب سے زیادہ مجنونانہ کبھی کسی نے سنا ہوگا۔ دنیا میں انسان جو ذلت و عاجزی اختیار کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے وہ محض اس لیے کہ اللہ کی خوشنودی تک رسائی حاصل کرے۔ اے کاش مجھے معلوم ہوجاتا کہ اللہ کی مساوات اور برابری تک پہنچنے کے بعد ان ناپاکوں کے نزدیک وہ کونسا مرتبہ ہے جو تلاش کیا جاسکتا ہے کہ مسیح اس کو چھوڑتے ہیں کہ اس سے بلند تر مرتبہ حاصل کریں۔ اے اللہ۔ شاید وہ مرتبہ ہوگا جو ہم نے اس کے پہلے بیان کیا اور وہ وہی ہے جو یوحنا لعین نے اپنی انجیل میں بیان کیا ہے کہ "اللہ (جو ان کے کفر سے بلند و برتر ہے۔)

سلطنت وحکومت سے علیحدہ ہوگیا۔اس نے یہ دونوں چیزیں مسیح کے سپرد کردیں اور خود ہر شے سے مسیح کے حق میں دستبردار ہوگیا۔ پھر مسیح نے اسے شرف دیا۔ (اللہ اس سے برتر ہے) اے اللہ ایسی عقول پر لعنت کر جن میں یہ حماقت جائز ہو۔

اس کمینے نے اپنے بعض رسائل میں کہا ہے کہ میں تمنا کیا کرتا تھا کہ مسیح سے محروم رہوں۔

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ مسیح کے ساتھ کفر کرنے سے اس کو کونسی رکاوٹ تھی اور کونسا مانع تھا کہ یہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا اور مسیح سے محروم ہو جاتا۔ حالانکہ واللہ بلاشک وہ اُن سے محروم ہی ہے۔

نیز اسی کمینے بولس نے اپنے بعض کمینہ رسائل میں کہا ہے کہ یہود معجزات طلب کرتے ہیں اور یونانی حکمت طلب کرتے ہیں اور ہم حق ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح کو سولی دی گئی۔ یہ قول یہود کے نزدیک فتنہ ہے یجنسوں کے نزدیک جہل ونقص ہے۔ختنہ کرنے والے یہود اور یونانیوں کے نزدیک اللہ کا علم اور اس کی قدرت ہیں۔ اس لیے کہ جو چیز اللہ کے نزدیک جہل ہے وہ لوگوں کے نزدیک زائد سے زائد حکمت ہے۔ اور جو چیز اللہ کے نزدیک ضعیف ہے وہ لوگوں کے نزدیک زائد سے زائد قوی ہے۔ ۶۱

اس کمینے کے خالص کمینہ پن کے بیان میں اور اپنے تبعین کے ساتھ اس کے تمسخر میں اور یہود کے اس دعوے کے ثابت کرنے میں کہ یہود کے بزرگوں نے اس رذیل بولس کو رشوت دی تھی۔ کہ یہ مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو گمراہ کرے" آیا اس قول سے بڑھ کر معجزات مسیح وحکومت کے باطل کرنے میں اور کیا ہوگا؟ اس کا یہ کہنا کہ جو انسانوں کے نزدیک جو زائد سے زائد حکمت ہے وہی اللہ کے نزدیک جہل ہے۔اس کلام کا خلاصہ وحاصل یہ ہوا کہ عقل اور اُس کے موجبات کو ترک کردو اور حماقت کی تلاش کرو اور اسی کو دین بناؤ۔

Marfat.com

ہم ان بیہودگیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جن میں اس نے ان لوگوں کو مبتلا کیا۔

نیز بولس اپنے بعض رسائل میں کہتا ہے کہ دین کی جھوٹی دعوت تیس سال سے زائد باقی نہیں رہتی۔

یہ شخص ان لوگوں کے یہاں خدا ان سب پر لعنت کرے۔ موسیٰ بن عمران سے بھی زیادہ سچا مانا جاتا ہے۔ اگر یہ (بولس) سچا ہے تو دین اسلام و نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے سوائے اس (مذکورہ بالا بیان) کے ان لوگوں کے ساتھ کسی برہان کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اس دعوے کے لیے علانیہ چارسو آٹھ برس ہو چکے والحمد للہ رب العالمین۔ لہٰذا انہیں لازم ہے کہ یہ حق کی طرف رجوع کریں یا اپنے خوشخبری سنانے والے بولس کی تکذیب کریں۔ ان کے بعض ان بزرگوں نے جن کی یہ تعظیم کرتے ہیں، وہ یوحنا ہے جو قسطنطنیہ کا "زرین دہن" بڑا پادری تھا، اس نے اپنی مشہور کتاب میں کہا ہے کہ "وہ درخت جس کا پھل حضرت آدم نے کھایا اور اس کے سبب سے جنت سے نکالے گئے وہ انجیر کا درخت تھا۔ بعینہٖ اسی درخت کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نازل کر دیا۔ اسی درخت کے لیے مسیح نے بد دعا کی اور وہ خشک ہو گیا۔ جس وقت مسیح نے اپنے کھانے کے لیے اس میں انجیر کو تلاش کیا اور نہیں پایا اسی درخت کا تختہ تھا جس پر مسیح کو سولی دی گئی" یہ بھی کہا ہے کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ "تم کوئی غار ایسا نہ پاؤ گے جس کے منہ پر انجیر کا درخت اُگا ہوا نہ ہو"۔ لہٰذا اس ہزل و بیہودہ گوئی اور حماقت اور نایاب دلیل پر تعجب کرنا چاہیے۔

تصویر اور اس کی تعظیم

جاننا چاہیے کہ تمام نصاریٰ متفقہ طور پر اپنی چادروں میں تصاویر بناتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ صورت باری تعالیٰ کی ہے۔ دوسری مسیح کی صورت ہے۔ تیسری مریم کی صورت ہے۔

Marfat.com

ایک صورت باطرہ کی ہے۔ ایک صورت بوس وصلیب کی ہے۔ ایک صورت جبریلؑ ومیکائیلؑ کی ہے اور ایک صورت اسرافیلؑ کی ہے۔ پھر تصویر کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور اس کے لیے مذہبی روزہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ بلاشک یہ بت پرستی اور خالص شرک ہے۔ یہ لوگ بت پرستی کو برا کہتے ہیں پھر علانیہ بت پرستی بھی کرتے ہیں۔ اس میں ان کی حجت وہ ہے جو خود حجت عبادت ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تصویروں سے اہل تصویر کا تقرب حاصل کرتے ہیں نہ کہ خود تصویروں کا۔

"گمراہی" اور "کفر"

مسیحؑ کے بعد سے سو برس سے زائد تک یہ لوگ عید مجیح کے بعد ہی ماہ کالون آخر میں (جو تقریباً کچھ جنوری اور کچھ فروری میں پڑتا ہے) مسلسل چالیس روز تک روزہ رکھتے تھے، پھر افطار کرتے تھے، پھر یہود کے ساتھ مسیحؑ کے فدیہ بننے میں عید فصح مناتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو ان کے پانچ بطریقوں نے مٹا دیا جس پر ان لوگوں نے اجماع کر لیا۔ انھوں نے اپنے روزے اور اپنی عید فصح کو اُدھر منتقل کر لیا کہ اس زمانے میں جدھر یہ لوگ ہیں۔ تم اس دین کو اور اس دین والوں کے اس دین کے ساتھ کھیلنے کو اور ان کے اس حکم کو کہ "مسیح علیہ السلام اور حوارینؑ جس عمل پر گذر گئے وہ گمراہی وکفر تھا" کیا سمجھتے ہو۔ کیا
۶۲ کوئی شخص جسے ذرا سی بھی عقل ہے وہ اس سے خوش ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے دین پر ایک ساعت کے لیے بھی باقی رہے جس کی صفت یہ ہو۔ پھر ایسے دین پر اللہ تعالیٰ سے کیسے ملے گا جس کے متعلق زبان سے بھی اقرار کرتا ہے اور دل سے بھی جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے نہیں ہے۔ اور نہ اسے کوئی نبی لایا ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

مسئلۂ کفارہ

ان کا یہ کہنا بہت بڑی ہوس ہے کہ "مسیحؑ اس لیے آئے کہ اپنے زخمی ہونے سے ہمارے مصائب اور

اپنے زخموں سے ہمارے گناہ لے لیں۔" یہ انتہائی حماقت کی بات ہے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ کونسی تکلیف تھی جو مسیح نے اپنے زخمی ہونے سے لے لی، یا لوگوں کے گناہ مسیح کے زخموں سے کیونکر لیے جاسکتے ہیں ہم تو برابر ان لوگوں کو تکلیف میں بھی دیکھتے ہیں اور گناہ کرتے بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ غیر نصاری تکلیف میں ہوتے ہیں، اور کوئی فرق نہیں ہے۔

مسیحی تبرکات

ان کی رسوائیوں میں سے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہلانی (ہیلن) والدۂ قسطنطین نے جو شاہان روم میں سب سے پہلی نصرانیہ تھی، یہ مسیح کے اٹھنے کے تین سو سال سے بھی زائد بعد ہوئی، اس نے وہ تختہ پایا جس پر مسیح کو سولی دی گئی تھی، وہ کانٹے پائے جو مسیح کے سر میں بھونکے گئے تھے، وہ خون پایا جو ان کی پیشانی سے اڑا تھا۔ وہ کیلیں پائیں جو مسیح کے ہاتھ میں ٹھونکی گئی تھیں۔

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ لوگ یہ تمام ظلمانی اشیا کہاں سے پا گئے حالانکہ اس دین والے سب کے سب نکالے جا رہے تھے جہاں کہیں پائے جاتے تھے قتل کیے جاتے تھے یہ شہر دو سو سال سے زائد اس طرح خالی رہا کہ اس میں ایک بھی ہمدرد نہ تھا۔ پھر انہیں کون شخص مل گیا جس نے یہ کہا کہ یہ وہی اشیا ہیں۔ ایسے خالی اور ویران شہروں میں اتنی بڑی مدت تک خون کا نشان۔ کیلیں۔ کانٹے اور تختہ کہاں رہا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے قول کے مطابق جب مسیح کو سولی دی گئی مسیح کے شاگرد پوشیدہ تھے اور مسیح کے دشمن ان کے حال کی طرف التفات نہ کرتے تھے (جو یہ چیزیں بطور تبرک جمع کرتے)۔ کیا حماقت میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی بات ہوگی۔ ان کی عقلیں بھی انہیں لوگوں کی عقل کی طرح ہیں جو عنقا، اور ہر ناممکن چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

Marfat.com

"معجزات" یہ لوگ باطرہ و یوحنا و مرقش و بولس کے جن معجزات کا دعویٰ کرتے ہیں یہ سب جھوٹی اور بنائی ہوئی کہانیاں ہیں۔ اس لیے کہ مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے بولس کے نصرانی ہونے تک یہ لوگ تلاش کیے جاتے تھے۔ بھاگتے پھرتے تھے۔ مارے جاتے تھے۔ زندیقوں کی طرح چھپتے پھرتے تھے بولس نے خود اپنے متعلق بیان کیا ہے کہ اسے یہود نے پانچ بار چھڑیوں سے مارا اور ہر مرتبہ انتالیس کوڑے مارے۔ اسے ایک بہت بڑے مجمع میں پتھر مارے گئے۔ وہ قتل کے خوف سے دمشق کی دیوار شہر پناہ سے ایک ٹوکرے میں گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی یہ لوگ دین یہود ظاہر کرتے رہے یہاں تک کہ انھیں سولی دی گئی، انھیں قتل کیا گیا اور اللہ کی لعنت کے حوالے کر دیا گیا۔

معجزے کا بغیر اس کے ثابت ہونا ممکن نہیں کہ اسے تمام لوگ ایسے تمام لوگوں سے روایت کریں جنھوں نے اس کو کھلم کھلا دیکھا ہے۔ لیکن نصاریٰ کا مذکورہ بالا اشخاص اور اپنے دوسرے اسلاف کے حق میں معجزے کا دعویٰ کرنا بالکل اس دعوے کے مساوی ہے جو مانیہ مانی کے لیے کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ بھی برابر پوشیدہ رکھا گیا سوائے ان چند ماہ کے جن میں اسے بہرام بن بہرام بادشاہ نے دھوکا دیا یہانتک کہ وہ اس کے اور اس کے شاگردوں پر قابو پا کے ان سب کو قتل کر دیا۔

اور مثل یہود کے جو اپنے احبار و علمائے سابقین و روسائے سبت کے لیے مختلف صنعتوں میں معجزات کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اور جیسا کہ ابن منصور الحلاج کے ساتھی حلاج کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔

اور جس طرح مسلمانوں کے چند گروہ اسی قسم کے معجزات کا شیبان الراعی و ابراہیم بن ادہم و ابی مسلم الخولانی و عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہم

Marfat.com

اور دوسرے صالحین کے لیے کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ اور اُن لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ یہ سب نظر سے اوجھل چیزوں کا حوالہ دینا ہے۔ کہ اس قسم کا دعویٰ کرنے سے کوئی بھی عاجز نہیں۔

مذکورۂ بالا جماعتوں میں سے ہر گروہ اپنے دعوے کا دوسرے گروہ کے دعوے سے مقابلہ کرتا ہے حالانکہ ان تمام دعووں کے محض بے اصل اور بے دلیل ہونے میں کوئی بھی فرق نہیں!

ہم کہہ چکے ہیں کہ معجزے کا وجود سوائے نبی کے کسی اور کے لیے قطعاً ممکن نہیں۔ وہ بھی بغیر ایسی نقل و روایت کے ثابت نہیں ہوتا جو عذر و حیلے کو قطع کر دے اور کافر و مومن دونوں کو یقین کرنے پر مجبور کر دے۔ سوائے اُس شخص کے جو اپنے حواس ہی سے جھگڑتا ہے، اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سحر ہے۔

رہبانیت

۶۴ اسی طرح وہ بڑی مشقت و ریاضت و مجاہدہ ہے جس سے نصاریٰ کے بہت سے جہلاء دھوکے میں آ گئے جو ان کے راہب اور اہل صومعہ و اہل دیر اور اُن کے لیے حجروں کے دروازوں کے آراستہ کرنے والے کیا کرتے ہیں۔

اس کے متعلق جاننا چاہیے کہ ان لوگوں کے یہاں جو مجاہدہ و عبادت ہے وہ مانیہ کے مجاہدے اور ان کی شدت کے مقابلے میں اجزائے کثیرہ میں سے محض ایک جزو ہے۔ صابئین کے یہاں تو اُن سے بھی بڑھ کر مجاہدہ و ریاضت ہے۔ اس کی شدت نے اُن لوگوں کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو خصی کر ڈالتا ہے، ایک شخص بطور مجاہدۂ عبادت کے خود اپنی دونوں آنکھوں کے ڈھیلے نکال ڈالتا ہے۔ جو مجاہدہ ہنود کے نزدیک ہے وہ اس سب سے بڑھا ہوا ہے۔ ہندو اپنے آپ کو قربانی کے لیے برابر آگ میں جلاتے رہتے ہیں اور اسی طرح برابر اپنے آپ کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے گراتے رہتے ہیں۔ اس

Marfat.com

مجاہدے کے مقابلے میں اُن کا مجاہدہ کہاں سے آیا۔ ہند و عبادت گزار محض برہنہ چلتے ہیں اور دنیا کی کسی شے سے قطعاً تعلق نہیں رکھتے پھر کہاں یہ اور کہاں وہ (یعنی راہبوں کا مجاہدہ ہندو ریاضت کے سامنے کیا حقیقت رکھتا ہے)۔

جاہل مقلد سے زیادہ شدید گناہگار کبھی نہیں دیکھا گیا۔ خاصکر جبکہ اتفاق سے وہ سوداوی اور ضعیف ہو۔ اگر تم چاہو تو نصاریٰ کے اسقف قسیس اور جاثلیق (یعنی ان کے عابدوں زاہدوں) کے حالات میں غور کرو تو تم ان سب کو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ فاسق سب سے زیادہ زانی، اور سب سے زیادہ مال جمع کرنے والا پاؤ گے۔ یہ ممکن نہیں کہ تم ان میں سے ایک کو بھی اس کے خلاف پاسکو۔

اسی طرح اگر جاہل نصاریٰ اس دھوکے میں ہیں کہ ان لوگوں نے شروع میں اپنے دین پر قتل کیے جانے پر صبر کیا ہے یہانتک کہ اس زمانے تک شائنات (یعنی عیب لگانے والی یادگاریں) بنائیں۔ مانوی فرقے نے قتل کیے جانے پر جیسا صبر کیا ہے اس کے مقابلے میں یہ ایک حصہ بھی نہیں۔ نیز فرقۂ قرامطہ کے دعوت دینے والوں کے بھی قتل پر صبر کرنے کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ان تمام باتوں سے وہی فریفتہ ہو سکتا ہے کہ جاہل، احمق، مقلد، دیدہ ودانستہ ہلاکت میں جانے والا ہو۔

حق تو صرف اُسی میں ہے جسے ایسے عقلی دلائل ثابت کریں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بنایا ہے کہ ہم میں حق و باطل کی تمیز پیدا ہو۔ اور جن کے ذریعے سے بہائم سے بچا جائے۔ اس کے بعد حق اُس میں ہے جس میں اعتدال و استقامت ہو اور اس کا انحصار اس پر ہو جو ایسے صاحب شریعت لائے ہوں جن کی شریعت کی صحت پر برہان قائم ہو کہ وہ اللہ عز وجل کی جانب سے ہے اور اس کا مجموعہ وہ ہو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کی زندگی میں

Marfat.com

اور آپ کے بعد عمل کرتے ہوں۔

دو اعتراض	نصاریٰ کے دو اعتراض باقی رہ گئے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے۔

ایک تو یہ کہ اگر وہ یہ کہیں کہ اللہ عزوجل نے تمہاری کتاب میں مسیح علیہ السلام کی حکایت کے طور پر فرمایا کہ "من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ۔ فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین" (مسیح نے کہا کہ اللہ کی جانب میرا مددگار کون ہے۔ حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی اُن کے دشمن کے مقابلے میں مدد کی اور وہ غالب ہو گئے)۔

نیز اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ" (اے عیسیٰ میں تم کو پورا (مع جسد و روح) لے لوں گا اور اپنے پاس اُٹھا لوں گا اور تمہیں کفر کرنے والوں سے پاک کردوں گا اور جنھوں نے تمہاری پیروی کی ہے قیامت تک اُنھیں اُن لوگوں سے برتر رکھوں گا جنھوں نے کفر کیا)۔

ہم کہیں گے کہ ہاں۔ یہ خبر حق اور وعدہ صادقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض مومنین کے متعلق خبر دی ہے اور اُن کا نام نہیں بتایا ہے بلاشک باطرہ۔ یوحنا۔ متی و یہوذا و یعقوب جن کا کذب ثابت ہو چکا ہے مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ کفار ہیں جو مسیح کے لیے کذب و کفر کے طور پر ربوبیت کے مدعی ہیں۔ لیکن جن لوگوں سے قیامت تک مدد کا وعدہ کیا گیا ہے وہ وہی لوگ ہیں جو مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں وہ ہم مسلمان لوگ ہیں کہ واقعی اُن کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نہ وہ لوگ جنھوں نے اُن کے ساتھ کفر کیا اور یہ کہا کہ مسیح کذاب تھے۔

Marfat.com

اور یہ کہا کہ وہ خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ تمہاری کتاب میں ہے کہ "وجاء ربك والملك صفا صفا" (یعنی قیامت میں) آپ کا رب اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے" اور اسی کتاب میں ہے کہ "ھل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام والملائكة وقضی الامر" (کیا یہ لوگ (بدعات سے بچنے میں) اس کے منتظر ہیں کہ اُن کے پاس ابر کے سایوں میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے آجائیں اور معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے؟) تم جو توریت و انجیل میں ہے اس کے بارے میں ویسا ہی کیوں نہیں کہتے جیسا کہ تم اپنی کتاب کے بارے میں کہتے ہو؟

ہم کہیں گے کہ دونوں امور میں ایسا ہی فرق ہے جیسا فلک کے
۶۴ دونوں قطبوں میں۔ جو کچھ قرآن میں ہے ظاہر ہے۔ محتاج تاویل نہیں ہے
"وجاء ربك" "یأتیهم الله" کے معنی صرف یہی ہیں کہ یہ ایک امر معلوم ہے اُسی لغت میں ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے جس کی شہادت یہ ہے کہ تم بھی کہتے ہو کہ "جاء الملك" "اتانا الملك" (یعنی بادشاہ آگیا۔ اور ہمارے پاس بادشاہ آگیا) حالانکہ محض اس کا لشکر، اس کی طاقت اور اس کا حکم آیا۔ تم نے جو کچھ تلاوت کیا اس میں کوئی امر قابل انکار نہیں۔ ہم نے جو تمہاری توریت و انجیل کے باہمی اختلافات تناقض و تکاذب اور جھوٹ لکھے وہ ایسے نہیں ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

صحت نقل کلام اللہ

ان لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ تم لوگ اپنی کتاب (قرآن) کی نقل کو کیسے صحیح کہہ سکتے ہو حالانکہ اس کی قراءت میں باہم شدید اختلاف رکھتے ہو۔ تم میں سے بعض لوگ بہت سے حروف بڑھاتے ہیں اور بعض انھیں نکال ڈالتے ہیں۔ یہ تو اختلاف کا ایک باب ہوا۔

دوسری شق

تم لوگ ایسی اسانید سے جو تمہارے یہاں انتہائی صحت

Marfat.com

کو پہنچی ہوئی ہیں روایت کرتے ہو کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کے چند گروہوں نے اور اُن کے ایسے تابعین نے جن کی تم تعظیم کرتے ہو اور اپنا دین اُن سے اخذ کرتے ہو، قرآن کو ایسے الفاظ زائدہ و مُبدلہ میں پڑھا ہے کہ تم لوگ اُن الفاظ میں پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف (قرآن مجید) تمہارے مصحف کے خلاف تھا۔

تیسری شق نیز تمہارے علماء کے چند گروہ جن کی تم تعظیم کرتے ہو اور اُن سے اپنا دین اخذ کرتے ہو، کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان نے بہت سی صحیح قراٰتوں کو نکال ڈالا جب اُنھوں نے وہ مصحف لکھا جس پر تم لوگوں کو اُنھوں نے جمع کیا۔ اور اُن سات حرفوں میں سے جن میں تمہارے نزدیک قرآن نازل کیا گیا ہے اُسے صرف ایک حرف پر کر دیا۔

چوتھی شق نیز روافض یہ دعوی کرتے ہیں کہ تمہارے نبیؐ کے اصحابؓ نے قرآن کو بدل دیا اور اس میں گھٹا بڑھا دیا۔

احقاق حق ان سب باتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ ہم ایسے طریقے سے بیان کریں گے جس میں کسی کو ابھی کوئی اشکال نہ ہوگا۔ و باللہ تعالی التوفیق۔

اختلاف قرأت تم لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم اپنی کتاب کی قرأت میں باہم مختلف ہیں، بعض چند حروف بڑھاتے ہیں، بعض چند حروف گھٹاتے ہیں، تو یہ کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ وہ بھی ہمارا اتفاق ہے اور صحیح ہے۔ اس لیے کہ ان حروف کی اور ان تمام قراٰتوں کی انتہا پوری پوری جماعتوں کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے کہ وہ سب آپ پر نازل ہوئیں۔ اس لیے ان تمام قراٰتوں میں سے ہم جو بھی پڑھیں وہ صحیح ہے۔ اور وہ سب قرأتیں شمار کی ہوئی محفوظ

اور یاد کی ہوئی معلوم ہیں جن میں نہ کوئی زیادت ہے نہ کمی۔ لہذا اس فصل سے جو تمہارا اعتراض وتعلق تھا وہ باطل ہوگیا۔ وللہ تعالی الحمد۔

قرأت متروکہ

تمہارا یہ کہنا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ سے اور ان تابعین سے کہ جن کی ہم تعظیم کرتے ہیں اور ان سے اپنا دین اخذ کرتے ہیں باسانید صحیحہ مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کو ایسی قراتوں میں پڑھا کہ ہم لوگ ان قراتوں میں پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ تو یہ صحیح ہے۔

ہم لوگ اگرچہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضوان اللہ علیہم کی تعظیم میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہمارا تقرب ان کی محبت کی وجہ سے ہے۔ مگر صحابہؓ کو وہم وخطاء سے ہم بعید نہیں سمجھتے اور نہ کسی ایسی چیز میں ان کی تقلید کرتے ہیں جس کو انھوں نے کہا ہے۔

ہم تو محض وہ چیز صحابہؓ سے لیتے ہیں جس کے متعلق ہمیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے جس کا انھوں نے خود شاہدہ کیا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ ان کی عدالت۔ ثقاہت اور صدق ثابت ہوچکا ہے۔ لیکن ان امور میں ان کا خطا و وہم سے معصوم ہونا جو وہ اپنی رائے وظن وقیاس سے کہیں تو ہم اس کے قائل نہیں۔

اگر تم لوگ بھی اپنے ان احبار واساقفہ کے ساتھ جو تمہارے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان ہوئے ہیں ایسا ہی کرتے تو ہم تم پر ملامت نہ کرتے۔ بلکہ تم لوگ بھی صواب وہدایت پر ہوتے۔ نازل شدہ حق کے پیرو اور خطائے ہل سے دور ہوجاتے۔ لیکن تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان لوگوں نے تمہارے لیے جو شریعت بنائی تم نے ان کی تقلید کرلی اور دنیا وآخرت میں ہلاک ہوئے۔

وہ قراتیں جن کا تم نے ذکر کیا وہ محض صحابیؓ یا تابعی پر موقوف ہیں

(اُن کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتا) لہذا لامحالہ وہ صحابیؓ یا تابعی کا وہم ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد وہم سے کوئی خالی نہیں۔

مصحف ابن مسعود

۶۵ تمھارا یہ کہنا کہ عبداللہ بن مسعود کا مصحف ہمارے مصحف کے خلاف ہے، یہ کذب و باطل اور تہمت ہے۔ مصحف عبداللہ بن مسعود میں بلا شک محض اُنھیں کی قرأت ہے مگر آن کی قرأت وہی ہے جو عاصم کی قرأت ہے کہ دنیائے مشرق و مغرب میں تمام اہل اسلام کے یہاں مشہور ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ ہم اس کو بھی پڑھتے ہیں اور دوسری قراتیں کو بھی کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کل قرأت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔ لہذا اس کے متعلق بھی ان کا اعتراض باطل ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مصحف عثمانیؓ

تمھارا یہ کہنا کہ "علما کی ایک جماعت نے جن سے ہم اپنا دین اخذ کرتے ہیں، بیان کیا ہے کہ عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب وہ مصحف لکھا جس پر انھوں نے لوگوں کو جمع کر لیا تو اس میں نازل شدہ حروف میں سے چھ حرف نکال ڈالے اور صرف ایک حرف رہنے دیا۔" تو یہ اُنھیں اغلاط میں سے ہے جن کا تذکرہ ہو چکا۔ یہ وہ گمان ہے جس کے قائل نے خطا کی۔ واقعہ ایسا نہیں ہے جیسا اس نے کہا بلکہ یہ سب مثل آفتاب روشن کے برہان سے باطل ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ ایسے وقت ہوئے ہیں کہ تمام جزیرۃ العرب مسلمانوں۔ قرآنوں۔ مسجدوں اور قاریوں سے بھرا ہوا تھا۔ قاری بچوں، عورتوں اور ہر موجود اور دور سے آنے والے کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ تمام یمن جو ان کے زمانے میں متعدد شہروں اور قریوں پر مشتمل تھا۔ اسی طرح بحرین۔ اسی طرح عمان جس کی وسیع آبادی میں متعدد شہر اور

Marfat.com

دیہات تھے۔ اور بڑا ملک تھا۔ اسی طرح تمام مکہ، طائف، مدینہ اور شام۔ اسی طرح جزیرہ۔ اسی طرح تمام مصر۔ اور اسی طرح کوفہ وبصرہ۔ کہ ان تمام آبادیوں میں اس قدر قرآن وقاریان قرآن تھے کہ ان کا شمار سوائے اللہ کے کوئی نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں اگر عثمانؓ اس کا قصد بھی کرتے تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوتے۔

یہ کہنا کہ عثمانؓ نے لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کرلیا تو یہ بھی باطل ہے۔ مذکورۂ بالا وجوہ سے عثمانؓ اس پر بھی قادر نہیں ہوسکتے تھے اور نہ کبھی عثمان رضی اللہ عنہ اس طرف گئے کہ لوگوں کو اپنے لکھے ہوئے مصحف پر جمع کریں۔ انھیں محض یہ اندیشہ ہوا کہ کوئی فاسق آکے دین میں مکر کی کوشش کرے یا اہل خیر ہی میں سے کوئی وہم کرنے والا وہم کرے اور قرآن کا کچھ حصہ بدل دے۔ تو وہ فاسق تو اس کو عمداً کرے گا اور اس خیر طلب سے بربنائے وہم ایسا ہوگا۔ نتیجے میں ایسا اختلاف ہوگا جو گمراہی تک پہنچا دے گا۔ انھوں نے متفق ہوکر چند قرآن لکھے اور ہر سمت ایک قرآن بھیج دیا کہ اگر کوئی وہم کرنے والا وہم کرے یا کوئی بدلنے والا بدل دے تو اس متفق علیہ قرآن کی طرف رجوع کرلیا جائے لہٰذا حق ثابت و واضح ہوگیا اور کید و وہم باطل ہوگیا۔

یہ کہنا کہ عثمانؓ نے چھ حرف مٹا دیے، تو جو یہ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اگر عثمانؓ ایسا کرتے یا ایسا کرنے کا ارادہ کرتے تو اسلام سے خارج ہوجاتے اور ایک ساعت بھی نہ ٹھیرتے۔ یہ ساتوں حروف ہمارے یہاں موجود ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی قائم ہیں۔ مشہور ومنقول و ماثور قراتوں میں محفوظ وثابت ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

روافض کے تبدیل قرأت کے دعوے کے بارے میں کہنا

تو روافض تو مسلمانوں میں سے نہیں ہیں یہ تو وہ چند فرقے ہیں جن میں سے سب سے پہلا فرقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچیس سال بعد پیدا ہوا۔ اس کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جن لوگوں نے اسلام کو

Marfat.com

دھوکا دیا ان کی دعوت کو ان لوگوں نے قبول کر لیا جن کی نصرت ومدد اللہ تعالیٰ نے ترک کردی تھی۔ یہ وہ فرقہ ہے جو کذب وکفر میں یہود ونصاریٰ ہی کا قائم مقام ہے۔ یہ چند فرقے ہیں جن میں سب سے زیادہ غالی (یعنی کٹر) وہ لوگ ہیں جو علیؓ بن ابی طالب کی اور ان کے ہمراہ ایک جماعت (آئمۂ دوازدہ) کی الوہیت کے قائل ہیں۔ ان میں سب سے کم غلو رکھنے والے (یعنی جو زیادہ کٹر نہیں ہیں) وہ اس کے قائل ہیں کہ دو مرتبہ آفتاب کو (بعد غروب) علیؓ بن ابی طالب کے لیے لوٹایا گیا۔ یہ تو ان کی وہ قوم ہے جس کا مرتبہ کذب میں ان سب سے کم ہے کیا ان سے کسی جھوٹ کے لانے کو قبیح سمجھا جاسکتا ہے؟ ہر وہ شخص جسے اس کا مونھ یا اس کے نفس کی صفائی کذب سے نہ روکے تو وہ جتنا چاہے جھوٹ بولے جس دعوے پر کوئی برہان نہ ہو کوئی عاقل اس سے استدلال نہیں کرتا، خواہ وہ اس کے موافق ہو یا اس کے خلاف ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایسے واضح برہان لائیں گے جو روافض کے کذب کو جو اس بارے میں انھوں نے اختیار کیا ہے رسوا کردے گی۔

66 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک اسلام پھیل چکا تھا اور تمام جزیرۂ عرب میں اختتام بحر قلزم سے گذر کر تمام سواحل یمن تک، اور وہاں سے بحر فارس تک اس کے اختتام سے گذرتا ہوا فرات تک، اس کے بعد ساحل فرات پر وہاں سے شام کے اختتام تک وہاں سے بحر قلزم تک ظاہر ہو چکا تھا۔ اس جزیرے میں (یعنی عرب میں) جس قدر شہر اور دیہات ہیں ان کی تعداد سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً یمن۔ بحرین۔ عمان۔ نجد۔ طے کے دونوں پہاڑ۔ بلاد مضر۔ بلاد ربیعہ۔ بلاد قضاعہ۔ طائف۔ مکہ کے یہاں کے تمام باشندے اسلام لے آئے تھے اور مسجدیں بنالی تھیں کہ ان میں سے کوئی شہر کوئی قصبہ یا اعراب کی

Marfat.com

کوئی منزل ایسی نہ تھی جہاں نمازوں میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو اور وہاں کے بچوں عورتوں اور مردوں کو اس کی تعلیم نہ دی جاتی ہو۔

قرآن لکھ لیا گیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک مسلمان اسی حالت پر رہے کہ ان میں کسی چیز میں قطعی کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ سب کے سب امت واحدہ اور دین واحد اور مقالہ واحدہ (یک زبان) تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ڈھائی برس خلیفہ رہے انھوں نے فارس و روم سے جہاد کیا اور یمامہ کو فتح کر لیا قرأت قرآن میں اضافہ ہوگیا۔ اور لوگوں نے قرآن جمع کر لیے کوئی شہر ایسا نہ رہا جس میں متعدد قرآن نہ ہوں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور مسلمان اسی طرح رہے جس طرح تھے کہ ان میں کسی چیز میں بھی کوئی اختلاف نہ تھا کہ امت واحدہ و مقالہ واحدہ تھے۔ سوائے اس فتنے کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ حیات اور اوائل خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوا جو اسودِ عنسی کا بجانب صنعا اور مسیلمہ کا یمامہ میں ظہور تھا۔ یہ دونوں نبوت کے مدعی تھے۔ اور اس حالت میں بھی یہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے مقر تھے اور اس کا اعلان کرتے تھے۔

اگر آپ کی وفات کے بعد عرب و یمن وغیرہ کو تقسیم کیا جائے تو یہاں کے باشندوں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

ایک وہ گروہ جو حسب سابق اسلام پر ثابت قدم رہا۔ اس نے کوئی تغیر نہیں کیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طاعت کا پابند رہا۔ یہ جمہور ہیں اور سب سے زیادہ یہی لوگ ہیں۔

ایک وہ گروہ جو اسلام پر تو باقی رہا مگر کہا کہ ہم نماز و شرائع اسلام کو قائم کرتے ہیں سوائے اس کے کہ ہم زکوٰۃ ابوبکرؓ کو نہ دیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طاعت کا عہد نہ کریں گے۔ یہ لوگ بھی کثیر تھے البتہ ان لوگوں سے کم تھے جو

Marfat.com

طاعت ابو بکرؓ پر باقی تھے۔ حطیئۃ العبسی کے اشعار ذیل اس کو ظاہر کرتے ہیں۔ سہ

۱ اطعنا رسول اللہ اذ کان بیننا ✦ فیا لھفنا ما بال دین ابی بکر

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع رہے جب تک آپ ہم میں رہے۔ وائے حسرت ہم پر۔ دین میں ابو بکر کی کیا شان تھی۔

۲ ایورثھا بکرا اذا مات بعدہ ✦ فتلک لعمر اللہ قاصمۃ الظھر

مرنے کے بعد کیا وہ اپنے فرزند اکبر کو وارثِ خلافت بنائیں گے؟ پھر تو بخدا یہ پیٹھ توڑنے والی چیز ہے۔

۳ وان التی طالبتم فمنعتم ✦ لکالتمر او احلی لدی من التمر

تم نے جس چیز کا مطالبہ کیا اور وہ تم سے باز رکھی گئی۔ بیشک وہ مثل کھجور کے تھی بلکہ میرے نزدیک کھجور سے زیادہ شیریں تھی۔

یعنی زکوٰۃ کہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ہم نہ دیں گے مگر یہ قبول نہ ہوا۔ پھر ان قبائل کا ذکر کرتا ہے جو طاعت پر باقی رہے۔ چنانچہ کہتا ہے سہ

۴ فباست بنی معد دا استاہ طیء ✦ واست بنی دودان حاشی بنی النضر

لیکن واللہ بنی نضر اور حطیہ (شاعر) ہی پر مصیبت آگئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

گروہ ثالث وہ ہے جس نے کفر و ارتداد کا اعلان کر دیا۔ مثلاً طلیحہ و سجاح کے ساتھی اور وہ لوگ جن کو انھوں نے مرتد کر لیا تھا۔ یہ لوگ مذکورۂ بالا اشخاص (زکوٰۃ کے منکرین) کے بنسبت کم تھے۔ سوائے اس کے کہ ہر قبیلے میں مومنین میں سے وہ لوگ تھے جو مرتدین کا مقابلہ کرتے تھے۔ یمامہ میں ثمامہ بن اثال الحنفی مسلمانوں کے کئی گروہوں کے ہمراہ مسیلمہ سے جنگ کر رہے تھے۔ اسود عنسی کی قوم میں بھی ایسا ہی تھا۔ بنی تمیم و بنی اسد میں جمہور مسلمین تھے۔ ۶۷

چوتھا گروہ وہ تھا جس نے توقف کیا۔ یہ لوگ مذکورۂ بالا

Marfat.com

گروہوں میں سے کسی ایک میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ یہ منتظر رہے کہ کس کو غلبہ حاصل ہوتا ہے مثلاً مالک بن نویرہ وغیرہ۔ ابوبکرؓ نے ان لوگوں کی طرف لشکر روانہ کیے۔ مسلیمہ قتل کر دیا گیا۔ اور فیروز و داذویہ رضی اللہ عنہما دونوں فارسی بزرگ تھے۔ ان دونوں نے اسود عنسی کو قتل کیا۔ ایک سال بھی نہ گذرا کہ اول سے آخر تک سب اسلام کی طرف واپس آگئے اور سجاح و طلیحہ وغیرہم بھی اسلام لے آئے۔ یہ تو محض شیطان کی طرف سے ایک حملہ تھا جو آگ کی طرح مشتعل ہو گیا پھر اللہ نے بروقت اسے ٹھنڈا کر دیا۔

ابوبکر کی وفات ہوگئی۔ عمر خلیفہ ہوئے اور اہل فارس کے تمام شہر طول سے عرض تک سب فتح ہو گئے۔ اور پورا شام، جزیرہ اور تمام مصر فتح ہو گیا۔ مشرق سے مغرب تک کوئی شہر باقی نہ رہا جس میں مساجد نہ بنائی گئی ہوں۔ قرآن نہ لکھے گئے ہوں۔ آئمہ قرآن نہ پڑھتے ہوں اور مکاتب میں بچوں کو اس کی تعلیم نہ دیتے ہوں۔ حضرت عمر اسی حالت کے ساتھ دس سال اور چند ماہ زندہ رہے اور تمام مومنین کے درمیان کبھی کسی چیز میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ بلکہ وہ سب ملت واحدہ و مقالۂ واحدہ رہے۔

حضرت عمر کی وفات کے وقت اگر مسلمانوں کے پاس مصر سے عراق تک وہاں سے شام تک اور وہاں سے یمن تک پھر ان شہروں کے درمیان ایک لاکھ قرآن نہ ہوں گے تو اس سے کم بھی نہ ہوں گے۔

حضرت عثمان خلیفہ ہوئے۔ فتوحات میں اضافہ ہوا اور حکومت اور وسیع ہوگئی۔ اگر کوئی شخص اہل اسلام کے قرآنوں کے شمار کا قصد کرتا تو قادر نہ ہوتا۔ حضرت عثمان انہیں حالات میں بارہ سال زندہ رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی اور ان کی وفات سے اختلاف شروع ہوا اور امر روافض کی ابتدا ہوئی۔

آج اگر کوئی نابغہ یا زہیر کے شعر میں کوئی کلمہ گھٹانا یا بڑھانا چاہے تو

Marfat.com

قادر نہ ہو گا۔ اس لیے کہ اسی وقت اس کا عیب کھل جائے گا۔ اور ثابت شدہ نسخے اس کی مخالفت کریں گے۔ تو پھر قرآن میں جو مصاحف میں ہے کیونکر تغیر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ وہ آخر اندلس اور بلاد بربر اور بلاد سودان سے آخر سندھ و کابل و خراسان و ترک و صقلاب و بلاد ہند تک پھر ان تمام ملکوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ لہذا روافض کی حماقت اور ان کا کھلم کھلا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔

اس معاملے میں جس امر سے روافض کا جھوٹ اچھی طرح واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو ان میں سے اکثر کے نزدیک خدائے خالق اور بعض کے نزدیک نبی ناطق اور بقیہ سب کے نزدیک امام معصوم (یعنی وہم و خطا تک سے بری۔ بھلا گناہ کا تو وہاں تصور بھی نہیں ہوسکتا) اور ان کی طاعت سب پر فرض۔ اولوالامر (وہ صاحب حکومت جس کی طاعت کو قرآن میں فرض قرار دیا گیا ہے) اور ملک یعنی بادشاہ تھے۔ وہ پورے چھ سال تک خلیفہ رہے۔ ان کی طاعت کی جاتی تھی اور کھلم کھلا ان کی حکومت تھی۔ کوفے میں رہا کرتے تھے سوائے شام اور فرات تک مصر کے باقی پوری اسلامی دنیا کے مالک تھے۔ قرآن ہر جگہ کی تمام مساجد میں پڑھا جاتا تھا۔ وہ بھی اسی قرآن کے ساتھ لوگوں کی امامت کرتے تھے اور تمام مصاحف ان کے ہمراہ اور ان کے سامنے تھے۔ اگر اس میں وہ کوئی تبدیل و تغیر دیکھتے جیسا کہ روافض کہتے ہیں تو کبھی لوگوں کو اس پر قائم نہ رہنے دیتے۔

پھر خلافت ان کے فرزند حسن کی طرف منتقل ہوئی اور وہ بھی روافض کے نزدیک اپنے والد ہی کی طرح (امام معصوم وغیرہ) تھے۔ وہ بھی اسی (قرآن) پر چلتے رہے۔

ان احمقوں کو باوجود اس کے یہ کہنے کی کیسے گنجائش ہے کہ قرآن میں کوئی حرف زائد یا کم یا تبدیل شدہ ہے! حالانکہ قرآن میں تغیر اہل اسلام میں تبدل کی وجہ سے ان پر جہاد اہل شام کے قتال سے زیادہ ضروری تھا

Marfat.com

جنھوں نے بہت معمولی سی رائے میں اُن سے اختلاف کیا جس کو اُن لوگوں نے مناسب سمجھا اور علی نے اُس کے خلاف کو مناسب سمجھا لہذا روافض کا کذب ایسے برہان سے ثابت ہو گیا جس سے ہٹنے کی گنجائش نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُن وجوہ نقل و روایت کا حال بیان کریں گے جو مسلمانوں کے یہاں اُن کی کتاب اور اُن کے دین کے لیے ہے جس کو انھوں نے اپنے ائمہ سے نقل کیا ہے۔ یہانتک کہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس سے مومن و کافر عالم و جاہل کھلم کھلا واقف ہو جائے گا اور سب جان جائیں گے کہ بھلا اور ادیان کی نقل کا اُن کی نقل سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔

صحت نقل

ہم کہتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔ کہ مسلمانوں کی مذکورہ بالا اُمور کی نقل چھ قسموں پر منقسم ہے

اول وہ شے ہے جسے اہل مشرق و مغرب نے اپنے جیسوں سے گروہوں نے گروہوں سے نقل کیا ہے جس میں نہ مومن اختلاف کرے گا نہ منصف کافر۔ سوائے اُس کے جو مشاہدے ہی کی مخالفت کرے۔ اور وہ قرآن ہے جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے دنیا کے مشرق میں بھی۔ مغرب میں بھی۔ جس میں لوگ نہ شک کرتے ہیں نہ اختلاف کرتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) اُسے لائے اور انھوں نے یہ خبر دی کہ اللہ عز وجل نے بذریعہ وحی اس کو ان کے پاس بھیجا ہے۔ جس نے اُن کی پیروی کی اُس نے اس کو انھیں سے اسی حالت میں لیا ہے۔ پھر اُن لوگوں سے لیا گیا یہانتک کہ ہم تک پہنچ گیا۔ ۶۸

اسی میں سے پانچوں نمازیں ہیں کہ کوئی مومن یا کافر نہ اختلاف کرتا ہے اور نہ کوئی شک کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اپنے اصحاب کے ہر روز و شب اُن کے اوقات مقررہ میں

Marfat.com

پڑھی ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں نے آپ کے دین پر آپ کی پیروی کی جہاں کہیں بھی وہ تھے روزانہ پڑھی ہے اور اسی طرح آج تک اس میں کوئی شک نہ کرے گا کہ اس کو اہل سندھ بھی اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح اسے اہل اندلس پڑھتے ہیں اور اہل ارمینیہ بھی اسے اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح اسے اہل یمن پڑھتے ہیں۔

مثلاً ماہ رمضان کے روزے کہ اس میں نہ کوئی کافر اختلاف کرتا ہے نہ مومن اور نہ کوئی شک کرتا ہے کہ یہ روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے اور آپ کے ساتھ آپ کے ہر تبع نے ہر شہر میں اور ہر سال رکھے پھر اسی طرح گروہ در گروہ ہمارے زمانے تک لوگ رکھتے چلے آئے۔

مثلاً حج کہ اس میں نہ کوئی کافر اختلاف کرتا ہے نہ مومن اور نہ کوئی شک کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ہمراہ حج کیا اور مسائل و احکام حج قائم فرمائے۔ پھر اطراف عالم میں سے ہر سمت کے مسلمانوں نے ہر سال اور ایک ہی شہر یعنی مکے میں حج کیا اور ابتک کرتے ہیں۔

انھیں سب کی طرح زکوٰۃ ہے۔ اور وہ بقیہ شرائع جو قرآن میں ہیں مثلاً بعض رشتہ داروں سے نکاح کا حرام ہونا۔ مردار اور سور کا حرام ہونا۔ اور تمام شرائع اسلام۔ اور مثلاً آپ کے معجزات۔ شق قمر۔ اور یہود کو تمنائے موت کی دعوت۔ اور وہ تمام امور جو نص قرآن میں ہیں جو پڑھا جاتا ہے اور نقل کیا جاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے یہاں اس طرح کی نقل قطعاً کوئی بھی نہیں ہے کیونکہ شریعت سبت اور اپنی بقیہ شرائع کی نقل میں یہ لوگ صرف اپنی توریت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کو (یعنی نقل شریعت کو) اور نقل توریت کو ان سب کا اس پر متفق ہونا قطع کر دیتا ہے کہ ان کے اوائل کے گروہ سب کے سب کافر ہو کے دین موسیٰ سے

Marfat.com

علٰحدہ ہو گئے تھے اور زمانہ دراز و مدت طویل تک بت پرستی کرتے رہے۔ یہ محال ہے کہ بادشاہ کا قربت پرست ہو اور اس کے ساتھ اس کی ساری رعایا بھی ایسی ہی ہو جو انبیاء کو قتل کرتے ہوں، ان کا گلا گھونٹتے ہوں، اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اُسے قتل کر ڈالتے ہوں، ایسے لوگ سبت میں مشغول ہوں یا اس شریعت میں مشغول ہوں جو اللہ سبحانہ کی طرف منسوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس غیر مشکوک کذب سے برتر ہے۔ نصاریٰ کی نقل کو اس قسم کے امور بھی قطع کر دیتے ہیں اور یہ بھی کہ اُن کی نقل صرف پانچ آدمیوں سے ہے۔ اور ان پانچوں کا کذب اُس کذب کے ساتھ واضح ہو چکا ہے جو ہم نے توریت و انجیل میں واضح کیا ہے جو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں بلاشک بدلی گئی ہیں۔

وہ شے جسے پورے گروہ نے اپنے ہی جیسے پورے گروہ سے نقل کیا یہاں تک یہ صورت ایسی ہی نقل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ مثلاً آپ کے بہت سے علامات و معجزات جو غزوۂ خندق و تبوک میں لشکر کے سامنے ظاہر ہوئے اور مثلاً کثیر مناسک و احکام حج اور مثلاً کھجور کی اور گیہوں اور جو اور چاندی اور اونٹ اور سونے اور گائے اور بکری کی زکوٰۃ۔ اور آپ کا اہل خیبر سے معاملہ اس کے علاوہ وہ بہت سے امور جو عوام سے پوشیدہ ہیں اور انھیں صرف اہل علم کے متعدد پورے پورے گروہ جانتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے یہاں اس قسم کی نقل میں بھی کچھ نہیں۔ اس لیے کہ وہ امر ان کے درمیان نقل کو قطع کر دیتا ہے جو ہم نے اس سے قبل بیان کیا کہ یہ لوگ زمانۂ دراز تک کفر پر متفق رہے اور کسی پوری جماعت کا سلسلۂ نقل عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچتا۔

سوم جس کو ایک ثقہ نے دوسرے ثقہ سے اسی طرح نقل کیا ہو یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔ کہ ان میں سے

Marfat.com

ہر شخص اس کا نام و نسب بھی بتلائے کہ جس نے اسے خبر دی ہے۔ سب کی حالت و شخصیت و عدالت و زمانہ و مقام معلوم ہو۔ علاوہ اس کے کہ اس بیان کرنے والے کی اکثر روایات ایسی ہوں۔ جو منقول اس طور پر ہوں کہ پوری پوری جماعتوں نے یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے طرق (سند) سے نقل کیا ہو یا ایک صحابی تک یا ایک تابعی تک یا ایک ایسے امام تک جس نے تابعی سے لیا ہے، نقل کیا ہو۔ جس کو وہ جانتا ہے جو اس شان (فن رجال) کو جانتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

یہ وہ نقل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے تمام اہل مذاہب
٦٩ کے مقابلے میں مسلمانوں کو مخصوص کیا ہے۔ اس نے ان کے یہاں ساڑھے چار سو برس کے زمانۂ قدیم سے ایک جدید نعمت مشرق و مغرب جنوب و شمال میں قائم کر دی ہے جس کی طلب میں ممالک بعیدہ تک اتنے آدمی سفر کرتے ہیں جن کی تعداد کا سوائے ان کے خالق کے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ جو پرکھنے والا اس کے قریب ہوتا ہے وہ برابر اسے ضبط تحریر یا حفظ میں لے آتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت پر مامور فرمایا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نقل میں ایک کلمے کی غلطی یا اس سے بھی اگر کسی سے واقع ہو جائے تو وہ ان سے چھوٹتی نہیں (وہ اس غلطی کو بھی بتا دیتے ہیں) نہ یہ ممکن ہے کہ کوئی فاسق کوئی بنایا ہوا کلمہ اس میں داخل کر سکے وللہ تعالیٰ الشکر۔

یہ وہ تینوں اقسام ہیں جن سے ہم اپنا دین اخذ کرتے ہیں۔ ان کے سوا ہم کسی اور طرف نہیں بڑھتے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چہارم وہ ہے جسے اہل مشرق و مغرب نے یا ایک پوری جماعت نے یا ایک ثقہ نے اپنے ہی جیسوں سے نقل کیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ

Marfat.com

ایسے شخص تک پہنچ گیا کہ اس کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک شخص یا ایک سے زیادہ ہے (یعنی وہ تابعی یا تبع تابعی ہے جہاں پر روایت ختم ہوتی ہے اور وہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے اور اپنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا ذکر نہیں کرتا تو یہ احتمال ہے کہ وہ درمیانی شخص صحابی بھی ہو سکتا ہے اور ایسا تابعی بھی ہو سکتا ہے۔ تابعی میں ثقہ و غیر ثقہ دونوں کا احتمال ہے) وہ شخص جس تک یہ سلسلۂ روایت پہنچا ہے وہ اس کا نام بتانے سے خاموش ہے جس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے (اس روایت کو مرسل کہتے ہیں) معلوم نہ ہوا کہ وہ کون ہے۔ یہ وہ قسم ہے جس سے بہت سے مسلمان اخذ کرتے ہیں۔ اور ہم قطعاً اس سے اخذ نہیں کرتے اور نہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ کس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ کبھی وہ غیر ثقہ ہوتا ہے اور اس کے متعلق جو چیز معلوم ہوتی ہے وہ اس کے خلاف ہوتی ہے جو اس سے روایت کی گئی جو اس شخص کے متعلق بھی مشہور نہیں ہوتی جس سے روایت کی گئی ہے۔

یہ قسم روایت نقل یہود میں بکثرت ہے بلکہ جو ان لوگوں کے یہاں ہے وہ اس قسم میں اعلیٰ درجے کا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ اس نقل میں موسیٰ علیہ السلام کے قریب نہیں ہیں جیسا کہ ہم اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بیچ میں رک جاتے ہیں اس لیے کہ ان کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تیس زمانے سے زائد حائل ہیں جو ڈیڑھ ہزار سال سے زیادہ ہیں یہ لوگ اپنی نقل محض ہلال و شمائی و شمعون و مرعقیبا اور ان کے ہمسنوں تک پہنچاتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کا صرف ایک ہی مسئلہ ہے جو ان کے احبار میں سے ایک حبر (یعنی عالم یہود) انبیائے متاخرین میں سے

Marfat.com

ایک نبی سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے اس مسئلے کو نبی سے بالمشافہ اخذ کیا جو اپنی بیٹی کے نکاح کے بارے میں ہے جبکہ اس کا بھائی اس عورت کو چھوڑ کر مر گیا ہو۔ مگر نصاریٰ کے پاس اس نقل کی سی بھی کوئی چیز نہیں ہے سوائے محض تحریم طلاق کے۔ علاوہ اس کے کہ اس مسئلے کا راوی بھی اُن انتہائی جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے جن کا جھوٹ ثابت ہو چکا ہے۔

پنجم وہ شے جو اسی طرح نقل کی گئی ہو جس طرح ہم نے بیان کیا یا تو سے اہل مشرق و مغرب نے نقل کیا ہو، یا پوری جماعت نے پوری جماعت سے نقل کیا ہو، ایک ثقہ نے دوسرے ثقہ سے نقل کیا ہو یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔ سوائے اس کے کہ طرق (سند کے رجال) میں کوئی ایسا راوی آ گیا ہو جو مجروح ہو یا تو کذب کے ساتھ یا غفلت کے ساتھ یا مجہول الحال ہو۔ بعض مسلمان اس نقل کے بھی قائل ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک نہ تو اس کا قائل ہونا جائز ہے، نہ اس کی تصدیق اور نہ اس سے کسی مسئلے کا اخذ کرنا درست ہے۔ یہ صفت نقل یہود و نصاریٰ کی ہے جس کو انھوں نے اپنے انبیاء کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ بلاشک کفار ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں۔

ششم وہ نقل ہے جو ایسے وجوہ میں سے کسی ایک طریقہ مذکورہ سے منقول ہو کہ یا تو اہل مشرق و مغرب کی نقل سے یا پوری جماعت سے یا ثقہ سے منقول ہو یہاں تک کہ یہ صحابی یا تابعی یا کسی امام تک جو ان دونوں سے (یعنی صحابی و تابعی سے درجے میں) کم ہے پہنچے کہ اس نے کہا یا ایسا حکم دیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو مثلاً ابوبکرؓ کا فعل مرتدین کے قیدیوں کے بارے میں (یعنی ان کے زکوٰۃ نہ دینے والے لوگ) اور مثلاً نماز جمعہ دن کے اول حصے میں۔ اور مثلاً عمرؓ کا خراج مقرر کرنا اور ان کا لکڑہارے غلام کی دو چند قیمت مقرر کرنا وغیرہ۔ جو بہت ہے بعض اہل اسلام اس سے استدلال کرتے ہیں اور بعض اس سے استدلال نہیں کرتے

Marfat.com

ہم بھی اس سے بالکل استدلال نہیں کرتے۔ اس لیے کہ کسی کے فعل میں کوئی حجت (ودلیل) نہیں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے اتباع کا حکم دے اور اسے اپنا دین بیان کرنے کے لیے ہمارے پاس بھیجے۔ کوئی بزرگ وہم سے خالی نہیں۔ اس میں کوئی حجت نہیں جو وہم کرتا ہو اور اس کے وہم کے بیان میں وحی نہ آتی ہو۔

نقل کی یہی قسم ہے کہ یہود نے اپنی شرائع نقل کی ہیں جن پر وہ اب قائم ہیں جو توریت میں نہیں ہیں وہ سب نقل کی اسی قسم میں داخل ہیں۔ نصاریٰ کے تمام منقولات کی بھی یہی صفت ہے۔ سوائے تحریم طلاق کے البتہ یہود کو اس کا امکان نہیں کہ وہ اس نقل کو کسی نبی کے صحابی تک پہنچا سکیں یا اس کے تابعی تک۔

سب سے اعلیٰ درجے کا شخص جس پر نصاریٰ کی شریعت موقوف ہے شمعون باطرہ (بطرس) ہے اس کے بعد بولس۔ اس کے بعد ان کے تمام اسقف زمانہ بزمانہ۔ یہ وہ امر ہے کہ اس کے یا اس میں سے کسی جزو کے انکار پر ان میں سے کوئی قادر نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی اس کے کذب کا دعویٰ کرے اور سمجھے کہ مخاطب عیسائیوں کی شریعت سے واقف نہیں۔ مگر جب ایسا شخص تقریر کرے کہ ان کی کتابوں سے واقف ہو تو پھر انھیں انکار کی بالکل گنجائش نہیں ہوتی۔

صحت اعجاز نبوی

نقل قرآن اور اس میں جو معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں مثلاً غیب کی باتوں کی پیشینگوئی کرنا۔ شق قمر۔ یہود کو تمنائے موت کی دعوت دینا۔ نصاریٰ کو مباہلے کے لیے بلانا۔ تمام عرب کو قرآن کا مثل لانے کو کہنا۔ اور انھیں اس سے عاجز ہونے پر للکارنا۔ یہود کو للکارنا کہ وہ موت کی تمنا نہ کریں گے۔ پرندہ ابابیل کا قصہ اور ان کا اصحاب فیل پر مٹی کی کنکریاں پھینکنا۔ اور بہت سی شرائع اور بہت سی عادات۔

ان سب امور کو یمانی و مضری و ربیعی و قضاعی نے نقل کیا ہے کہ

Marfat.com

باہم دشمن تھے، باہم مخالف تھے، آپس میں جنگ کیا کرتے تھے، ان میں سے بعض کو بعض قتل کر دیتا تھا۔ یہاں کوئی ایسی شے نہ تھی جو نقل قرآن میں انھیں چشم پوشی و درگذر کی دعوت دیتی۔ ان لوگوں سے ان لوگوں نے اسے نقل کیا جو مشرق و مغرب کے درمیان تھے۔

عرب ایک آزاد قوم تھی جن کا کوئی بادشاہ نہ تھا جیسے مضر و ربیعہ و ایاد و قضاعہ یا ان کے ملک میں بادشاہ تھے تو وہ سلسلہ بہ سلسلہ سلطنت اپنے بڑوں سے میراث میں پاتے تھے۔ مثلاً شاہان یمن و عمان۔ شہر بن نارام بادشاہ صفا۔ منذر بن ساوی بادشاہ بحرین۔ نجاشی بادشاہ حبشہ۔ جعفر و عیاذ فرزندان الجلندی بادشاہان عمان۔ یہ سب لوگ حق ظاہر ہونے اور اس کے روشن ہونے کے وقت مطیع ہو گئے اور بخوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ یہ لاکھوں آدمی تھے۔ سب کے سب اس طرح بھائی بھائی بن گئے جیسے ایک ہی ماں باپ کی اولاد۔

ان میں سے ہر وہ شخص جسے اپنی سلطنت سے علٰحدہ ہونا ممکن تھا وہ محض برضا و رغبت بلاخوف جنگ و بدون طمع مال و جاہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے لوگوں کے حق میں دستبردار ہو گیا، حالانکہ یہ سب کے سب آپ کے لشکر سے زیادہ قوی لشکر والے اور زیادہ مالدار اور زیادہ ہتھیار والے تھے۔ ان کا ملک بھی آپ کے ملک سے بہت وسیع تھا۔

مثلاً ذو الکلاع کہ یہ تاج پوش بادشاہ اور تاج پوش بادشاہوں کی اولاد میں تھے۔ انھیں ان کی تمام رعیت سجدہ کرتی تھی۔ یہ سوار ہوتے تھے تو ان کے جلو میں ایک ہزار غلام ہوتے تھے جو ان کے چچا کے خاندان والوں کے علاوہ ہوتے تھے۔ چچا کے خاندان والے جو ان کے جلوس میں شامل ہوتے تھے وہ حمیر۔ ذی علیم۔ ذی ذود۔ ذی مراد۔ ذی عمر۔ وغیرہم تھے کہ سب کے سب اپنے ملکوں میں

Marfat.com

صاحبِ تاج بادشاہ تھے۔ یہ تمام امور وہ ہیں جن سے حاملین تاریخ میں سے ایک بھی ناواقف نہیں۔ یہ اسی طرح منقول ہے جس طرح اُن کے شہروں کا اپنے مقامات میں ہونا منقول ہے۔

اسی طرح (یعنی برضا و رغبت) تمام عرب کا اسلام تھا جن میں سب سے پہلے مثل اوس و خزرج تھے۔ پھر رفتہ رفتہ تمام عرب جیسا جیسا ان کے نزدیک آپ کی علامات ثابت ہوتی گئیں اور آپ کے معجزات روشن ہوتے گئے اسلام لاتے گئے۔ اوس و خزرج تو اس وقت آپ پر ایمان لائے کہ آپ محض تنہا تھے اور ہر جگہ سے بے ٹھکانے کیے جا رہے تھے کہ آپ کی قوم نے محض آپ کے ساتھ حسد کی وجہ سے نکال دیا تھا۔

جب آپ بے زر تھے آپ کے پاس کوئی مال نہ تھا۔

آپ یتیم تھے۔ نہ باپ زندہ تھے۔ نہ کوئی بھائی نہ بھتیجا نہ بیٹا۔

آپ اُمّی تھے کہ نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے۔

آپ جہالت کی بستی میں پیدا ہوئے۔

آپ اپنی قوم کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتے تھے جس سے آپ اپنی غذا حاصل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی معلم کے آپ کو حکمت کی تعلیم دی اور آپ کو اُن لوگوں سے کہ آپ کی تلاش میں تھے بغیر سپاہی بغیر دربان بغیر چوبدار اور بغیر کسی قلعے کے جس میں آپ پناہ لیتے محفوظ رکھا۔ عرب کے بہادروں میں سے بڑے بڑے بہادر اور دلیر بکثرت آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً عامر بن الطفیل، واربد بن جزء، وغورث بن الحارث وغیرہم۔ باوجود اس کے آپ کے دشمن بھی آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے۔ مثلاً مسیلمہ وسجاح وطلیحہ و اسود۔ حالانکہ آپ ان سب کی تکذیب فرماتے تھے۔ تو کیا اس کے بعد بھی کسی برہان کی حاجت ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی اس کفایت کے بعد ابھی

Marfat.com

کسی اور کفایت کی ضرورت ہے۔

آپ دنیا نہیں چاہتے تھے اور نہ وہ لوگ دنیا کی آرزو کرتے
تھے جو آپ کی پیروی کرتے تھے۔ بلکہ آپ نے اپنے ناصرین کو ڈرایا
تھا کہ میرے بعد دنیا کو اپنے اوپر مسلط نہ کر لینا۔ اور ان سب نے
بڑے استقلال سے اسی پر آپ کی پیروی کی۔ آپ کے لیے آپ کے
اصحاب (بطور تعظیم) قدم پر کھڑے ہوئے تو آپ نے انھیں روکا ان
کے اس فعل کو ناپسند فرمایا اور انھیں آگاہ کر دیا کہ قیام محض اللہ تعالیٰ
کے لیے ہے نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ وہ لوگ آپ کے لیے
سجدہ پسند کرتے تھے مگر آپ نے اس کو بہت برا جانا اور سوائے
اللہ تعالیٰ سب کے لیے انکار فرمایا۔

کوئی شک نہیں کہ یہ صفت ہرگز ہرگز کسی طالب دنیا کی
نہیں ہو سکتی۔ نہ کسی غلبے کے خواہشمند کی یہ صفت ہو سکتی اور نہ کسی ایسے
کی یہ صفت ہو سکتی ہے کہ دور تک شہرت کا طلبگار ہو۔ جس کو ادنیٰ سی ۱۷
بھی فہم ہو اس کے لیے نبوت خالصہ کی یہی حقیقت ہے۔ لہٰذا حق یہی ہے
نہ وہ جس کا نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں جو خالص کذب ہے کہ بادشاہ
خوشی سے ان کے دین میں داخل ہوئے۔ حالانکہ وہ اس میں جھوٹے ہیں۔

جو بادشاہ سب سے پہلے نصرانی ہوا وہ قسطنطین بانی قسطنطنیہ
تھا کہ مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے تقریباً تین سو برس بعد ہوا۔ اس مدت
کے بعد اس کے سامنے کونسا معجزہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اسے تو محض
اس کی ماں نے نصرانی بنا لیا اس لیے کہ وہ نصرانیہ اور نصرانی کی بیٹی
تھی قسطنطین کا باپ اس پر عاشق ہو گیا اور اس نے اس سے شادی
کر لی۔ یہ وہ امر ہے جس میں باہم نصاریٰ میں بھی انکار نہیں ہے۔
تربیت انسان میں جیسی مؤثر ہوتی ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ان کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں جب آپ کے معجزاتی

Marfat.com

خبر پہنچی جو آپ کے تمام اصحاب کے سامنے آپ سے ظاہر ہوتے تھے تو ان سب نے آپ کی پیروی کی۔

آنحضرتؐ کے معجزے

مثلاً اعجاز قرآن۔ شق قمر۔ یہود کو تمنائے موت کی دعوت۔ اور انھیں یہ بھی بتا دینا کہ وہ اس سے عاجز رہیں گے اور ہرگز موت کی تمنا نہ کریں گے۔ امور غیب کی پیشینگوئی۔ چشمۂ تبوک کا نکلنا جو ابتک اسی حال میں موجود ہے۔ لشکر کے سامنے آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنا۔ تھوڑے سے کھانے میں کئی مرتبہ کر کے سب کے سامنے بہت سی جماعتوں کو پیٹ بھر کھلانا۔ یہ خبر دینا کہ جو عہد نامہ بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف لکھا گیا ہے اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے باقی سب دیمک کھا گئی ہے۔ لشکر کے روبرو کفار اہل بدر کے ہر شخص کے پچھڑنے کی ایک ایک جگہ کا بتانا۔ مثلاً وہ روشنی جو طفیل بن عمرو الدوسی کے کوڑے میں پیدا ہو گئی۔ تمام اصحاب کے سامنے کھجور کے خشک تنے کی آواز۔ آپ کی وجہ سے قحط کا دور ہونا۔ جابر کے قرضخواہوں کو تھوڑی سی کھجوریں ادا کر دینا جو آپ نے ان کی طرف سے عطا فرمائیں۔ عمر کو مع چار سو سواروں کے ان تھوڑی سی کھجوروں سے زاد راہ دیدینا جو آپ کے پاس باقی رہ گئی تھیں آپ کا ایک مٹھی بھر مٹی پھینکنا پھر اس کا تمام کفار کی آنکھوں میں پہنچ جانا۔ قریش کے سیکڑوں آدمیوں کے سامنے اس طرح نکلنا کہ وہ آپؐ کو نہیں دیکھتے تھے غار میں داخل ہونا۔ کفار اسی غار پر کھڑے تھے اور آپ کو نہیں دیکھتے تھے۔ غار کے پہلو میں ایک سخت پتھر میں دروازہ کھولنا جو کبھی اس میں نہ تھا۔ اگر اس زمانے میں وہ دروازہ وہاں ہوتا تو ہرگز آپ کو اس میں پوشیدہ ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لیے کہ دونوں دروازوں کے درمیان صرف آٹھ ہاتھ کا فاصلہ ہوتا اور وہ آج تک ظاہر ہے۔ ہر سال اور ہر زمانے میں روئے زمین کے مسلمان اس کی زیارت کرتے ہیں اگر اہل زمین

Marfat.com

اس پتھر میں دوسرا دروازہ کھولنے کا قصد کرتے تو اسے اس کے مقام سے سالم نہ ہٹا سکتے۔ اگر وہ دروازہ اس زمانے میں وہاں ہوتا تو آپ کے تلاش کرنے والے یقیناً بہت آسانی سے آپ کو دیکھ لیتے اس لیے کہ وہ سب قریش ہی کی جماعتیں تھیں۔ اور شاید وہ سیکڑوں ہوں گے۔ اس پتھر میں آپ کے سر مقدس کے نشان اور آپ کی دونوں ہتھیلیوں اور کلائی اور کھلے ہوئے ہاتھوں کے نشان آج تک باقی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو منقول ہے جس کو بڑی بڑی پوری پوری جماعتیں ایک جماعت سے دوسری جماعت نقل کرتی چلی آتی ہے رمی جمار (منا میں ایام حج میں تین مقامات پر روزانہ تین روز تک سات سات کنکریاں پھینکنا صرف دسویں ذی الحجہ کو ایک جگہ پھینکنا اور گیارھویں بارھویں کو دو جگہ پھینکنا اسی کو رمی جمار کہتے ہیں)جن پر سالانہ اتنے آدمی کنکریاں مارتے ہیں جن کی تعداد بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بایں ہمہ اس مقام میں اس کا حجم نہیں بڑھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت میں ہاتھی والے بادشاہ ابرہہ پر جب اس نے مکے کی جنگ کی اللہ تعالیٰ کا کنکریاں مارنا کہ عجیب و غریب قسم کی تھیں اور عجیب وغریب چڑیوں کے ذریعے سے پھینکی گئی تھیں۔ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے (آپ کی ولادت سے پچپن روز پہلے) ہوا اس کے متعلق قرآن کی سورۃ نازل ہوئی جس کی تلاوت آج تک کی جاتی ہے (یعنی الم ترکیف فعل ربك باصحاب الفیل الآیۃ) آپ کی پیشنگوئیاں آپ سے اونٹ کا شکایت کرنا۔ جماعتوں کے سامنے ایک ساعت میں آشوب چشم سے علیؓ کی آنکھوں کا اچھا کر دینا۔ سراقہ کے گھوڑے کے قدموں کا زمین میں دھنس جانا جبکہ اس نے (سفر ہجرت میں) آپ کا تعاقب کیا تھا۔ بارہا ایسی بکری کا دودھ دینا جس کے دودھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کھانے کا تسبیح پڑھنا۔ بھیڑیے کا کلام کرنا اور آپ کا آنا۔ حکم نے

Marfat.com

جب آپ سے بھیڑیے کا آنا بیان کیا تو آپ کا حکم سے فرمانا کہ تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ۔ وہ مرتے دم تک برابر خوفزدہ رہے۔ آپ کا بارش کے لیے دعا کرنا اور فوراً اس کا ہونا۔ آپ کا ابر کھلنے کی دعا کرنا اور اسی وقت کھل جانا۔ دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کا ظاہر ہونا ایک مرتبہ بصورت دحیہ۔ پھر دحیہ کو لوگوں کے سامنے لایا جانا۔ دوبارہ جبرئیلؑ کا ایسے شخص کی صورت میں آنا کہ انھیں کسی نے نہیں پہچانا اور نہ اس کے بعد انھیں دیکھا گیا۔ جس وقت آپ نے دختر ابن عوف بن الحارث بن عوف بن ابی حارثۃ المزنی کے ساتھ پیام نکاح دیا تو آپ سے لڑکی کے باپ نے کہا کہ اس کے سفید داغ ہیں (حالانکہ غلط کہا تھا) آپ کا فرمانا کہ ایسا ہی ہو جائے۔ فوراً اس لڑکی کے برص ہو گیا۔ یہ مشہور شاعر شبیب بن البرصاء کی والدہ تھیں۔ اس کے علاوہ بے انتہا معجزات ہیں۔

۷۲ باوجود اس کے کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ سب سے پہلے بادشاہوں میں جو شخص نصرانی ہوا وہ قسطنطین تھا جو مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے قریب تین سو سال بعد نصرانی ہوا۔ مگر واللہ وہ نصرانیت کے اظہار پر قادر نہ ہوا تاوقتیکہ رومیہ سے بقدر ایک ماہ کی مسافت کے چلا نہیں گیا۔ اس نے بزنطیہ بنایا جو قسطنطنیہ ہے۔ لوگوں کو تلوار اور مال سے نصرانیت پر مجبور کیا۔ اس کی محفوظ یادگاروں میں سے ہے کہ وہ صرف اسی شخص کو سلطنت کا کوئی عہدہ دیتا تھا جو نصرانی ہو جاتا تھا۔ لوگوں کی حالت یہی ہے کہ وہ ادنیٰ حالت سے بھاگتے ہیں اور دنیا کی طرف دوڑتے ہیں۔ ان سب امور کے باوجود وہ آریوس کے مذہب پر تھا۔ تثلیث پر نہ تھا۔

یہ نصاریٰ کا دعویٰ ہے اور ان کا جھوٹ ہے جو انھوں نے اپنے دعوے کے ساتھ ملا لیا ہے کہ اس مدت طویلہ کے بعد بیت المقدس کے بار بار ویران ہونے اور لٹنے کے بعد، تقریباً دو سو ستر برس تک

Marfat.com

اس طرح ویران رہنے کے بعد کہ اس میں ایک بھی باشندہ نہ تھا، انھوں نے وہ کانٹے پائے جو ان کے دعوے کے مطابق مسیح کے سر میں بھونکے گئے تھے، وہ کیلیں (میخیں) پائیں جو ان کے ہاتھوں میں ٹھونکی گئی تھیں۔ وہ خون پایا جو ان کی پیشانی سے اڑا تھا۔ وہ تختہ پایا جس پر انھیں سولی دی گئی تھی۔

معلوم نہیں کہ تعجب کس پر کیا جائے۔ آیا اس شخص پر جس نے اس قسم کے رسوا کن بیہودہ جھوٹ ایجاد کیے ہیں یا اس پر جس نے اس کو قبول کیا، اس کی تصدیق کی، اس کے اعتقاد پر قائم ہو گیا۔ اور اپنے چہرے کو اس کے بیان کرنے کے لیے بے شرم بنا لیا۔

کاش معلوم ہو جاتا کہ یہ کانٹے اور یہ خون صحیح سالم اور یہ میخیں اور یہ تختہ اس طویل مدت تک کہاں رہا۔ حالانکہ اس مذہب والے نکال دیے گئے تھے اور اس طرح قتل کیے جاتے تھے جس طرح آج وہ شخص قتل کیا جاتا ہے جو بد دینی کو چھپاتا ہے۔ یہ شہر بھی مدت دراز تک اس طرح ویران رہا کہ اس میں سوائے درندوں اور وحشیوں کے ایک بھی باشندہ نہ تھا۔ ہم نے ان بادشاہوں کا مشاہدہ کیا ہے جن کے پیرو اور اولاد اور گروہ نکال دیے گئے اور انھیں سولی دی گئی تو ایک قلیل مدت بھی نہ گذرنے پائی کہ ان تختوں کا نشان تک نہ رہا۔ بھلا وہ چیز جس کا کوئی طالب بھی نہ ہو کیسے رہ سکتی ہے خاصکر ان سلطنتوں میں جو ختم ہو چکیں اور ان شہروں میں جو ویران ہو چکے۔ خالی ہو گئے اور ان کے واقعات فراموش ہو گئے۔

وہ چادر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور آپ کا پیالہ اور تلوار باوجود اس کے کہ الحمد للہ سلطنت مسلسل چلی آتی ہے کہ اس زمانے سے اب تک منقطع نہیں ہوئی پیالے اور تلوار میں شبہہ پیدا ہو گیا یہاں تک کہ ہمارے نزدیک آج ان دونوں میں سے کسی پر بھی یقین نہیں۔ اگر خلفا یکے بعد دیگرے ہمیشہ چادر کو استعمال نہ کرتے اور اسی طرح

مذہب کو بھی اور ایسے گروہ سے گروہ نقل نہ کرتے تو ہم ان دونوں پر بھی یقین نہ کرتے۔ لیکن ان دونوں کا ایک امت کے بعد دوسری امت کے ہاتھوں میں برابر گشت کرتے رہنا اور ان کا لوگوں کے لیے قائم رہنا اور ظاہر ہونا ان کے یقینی ہونے کو واجب کرتا ہے۔ ان میں اپنے شک کو اٹھاتا ہے۔ اور اسی طرح جو چیز بھی اس طریقے پر جاری رہے۔

پھر دین نصاریٰ کو تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ قسطنطین جو دنیا کے بادشاہوں میں سب سے پہلا نصرانی تھا مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین (ثانی) بھی مر گیا۔ ایک ایسا بادشاہ جس نے نصرانیت ترک کر دی اور بت پرستی کی طرف پلٹ گیا یہاں تک کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر قسطنطین کے اقارب میں سے ایک شخص بادشاہ ہو گیا اور وہ نصرانیت کی طرف پلٹ گیا۔ لیکن مذہب یہود کا تو حال یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی نیتیں جب موسیٰ علیہ السلام ان کے درمیان زندہ موجود تھے جب ہی درست نہ تھیں اور وہ برابر بت پرستی کے اظہار کی طرف مائل رہے۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنی سلطنت کے اختتام تک ایک طبقے کے بعد دوسرا طبقہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد سب کے سب اس شریعت کی تکذیب کرتے رہے جو ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام لائے تھے، تو بھلا غیر لوگ اس دین کی کیسے پیروی کر سکتے ہیں۔

ایک محسوس برہان

ایک برہان ضروری بلکہ غور کرنے والے کے لیے حسی ہے جس سے مفر نہیں وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ تمام اہل مذاہب میں اس میں اختلاف نہیں ہے کہ بنی اسرائیل مصر میں ایسے شدید ترین عذاب میں مبتلا تھے جو عالم امکان میں تھے۔ ان کی اولاد کا ذبح کرنا۔ ان سے مار مار کے بیگاریں اینٹیں پتھوانا وہ وہ ذلتیں جن پر ایک خالی کتا بھی

Marfat.com

صبر نہ کر سکے۔ پھر ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام آئے کہ انھیں اس گرفتاری کو جس سے قتل ہو جانا آسان ہے چھوڑ کر حریت اور غلبہ و سلطنت دامن کی دعوت دیں۔ جو اس سے کمتر حال میں بھی تھا تو اس کی یہ کیفیت تھی کہ ہر ایسے شخص کی طرف دوڑتا تھا جس کے ہاتھوں اُسے کشادگی کی امید ہوتی تھی۔ وہ اس کی ہر دعوت کو قبول کر لیتا تھا جو لوگ اس مصیبت میں تھے ان میں سے اکثر اس کی غلامی اختیار کر لیتے تھے ۷۳ جو انھیں اس مصیبت سے نکالتا تھا۔ خاصکر جو نکال کر عزت و حرمت کی طرف لے جاتا تھا۔ نیز یہ لوگ اہل لشکر تھے جو مجتمع تھے اور ایک ہی بستی والے تھے کہ انھیں کسی امر پر متفق ہو جانا ممکن تھا۔ اس کے بعد وہ بہت ہی چھوٹے چھوٹے شہر کے باشندے ہو گئے کہ دشمن انھیں ہر طرف سے گھیر لیتے تھے مگر عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین تو بارہ مشہور آدمی اور چند عورتیں تھیں۔ ان کے متبعین کی کل تعداد جن میں بارہ شاگرد بھی شامل تھے ایک سو بیس[۱۲] ہی تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح ان کی انجیل میں تصریح ہے۔ یہ لوگ بھی بھاگتے پھرتے تھے نکالے جاتے تھے ظاہر نہ ہو سکتے تھے۔ اور اس قسم کے لوگوں سے بدیہی طور پر علم کا یقین نہیں ہوتا۔

برکات نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشرق سے مغرب تک کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ آپ ایک ایسی بہادر قوم میں مبعوث ہوئے جو نہ کسی بادشاہ کو مانتی تھی۔ نہ یہ لوگ کسی کی اطاعت کرتے تھے اور نہ کسی رئیس کے فرمانبردار بنتے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد و اسلاف نے ہزاروں برس سے آتی آزادی پر نشو ونما پایا تھا۔ فخر۔ عزت نخوت۔ کبر ظلم و عار ان کی طبیعتوں میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ یہ بہت بڑی تعداد میں تھے۔ جزیرۂ عرب ان سے بھرا پڑا تھا۔ جو اتنا بڑا تھا جتنا دو شہر سے دو شہر کا مربع المیتین ورندوں کی سی ہو چکی تھیں۔ یہ لاکھوں قبیلے اور خاندان تھے جن میں

Marfat.com

بعض سے بعض تعصب کیا کرتے تھے۔

عرب کو آپ نے بدون مال و دولت اور بغیر ساتھ دینے والوں کے دعوت دی۔ آپ کی قوم نے آپ کی حمایت ترک کر دی۔ یہانتک کہ یہ لوگ اس عزت سے اداے زکوٰۃ کی طرف اتر آئے اور حریت و ظلم سے محکومیت کی طرف اور اس دست درازی سے کہ جس کو چاہتے قتل کر دیتے تھے اور جس کا چاہتے تھے مال لے لیتے تھے، قصاص میں اپنی جان دینے اور اعضاء کٹوانے اور ایک حقیر سے حقیر غریب مسافر کی وجہ سے جو ان میں آ گیا اس کی وجہ سے طمانچہ کھانے کی طرف۔ عار و فخر ساقط اور دور کرنے کی طرف۔ پیٹھوں پر کوڑوں سے مارے جانے کی طرف بشرطیکہ شراب پییں یا کسی شخص کو زنا کی تہمت لگائیں۔ کوڑے مارے جانے اور اتنے پتھر مارے جانے کی طرف کہ مر جائیں بشرطیکہ زنا کریں۔ ان میں سے اکثر نے ان تمام امور کو بخوشی بغیر کسی طمع یا غلبے یا خوف کے مان لیا اور سوائے مکہ و خیبر کے آپ نے اور کسی کو غلبے سے حاصل نہیں کیا۔

آپ نے کبھی خود کوئی جنگ نہیں کی جس میں آپ قتال فرماتے سوائے نو غزوات کے کہ بعض آپ کے خلاف ہوئے اور بعض موافق۔ یہ امر بدیہی طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ محض خوشی سے آپ پر ایمان لائے نہ کہ جبر سے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کی طبیعتیں بدل گئیں۔ ظلم سے عدل کی طرف۔ جہل سے علم کی طرف فسق و قساوت سے اس عدل عظیم کی طرف جس کی حد تک بڑے بڑے فلاسفہ بھی نہ پہنچ سکے۔ سب نے اول سے آخر تک طلب انتقام ترک کر دیا اور ان میں سے انسان اپنے بیٹے اور باپ کے قاتل اور اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ باہم محبت کرنے والے بھائیوں کی طرح دوست ہو گیا۔ یہ سب بغیر کسی خوف کے تھا کہ انھیں جمع کرتا اور بغیر کسی ریاست کے جو صرف انھیں کو ملتی ہو اور جو اسلام نہ لائے اسے نہ ملتی ہو۔ بغیر کسی

Marfat.com

مال کے جو انہیں فوراً لجاتا ہو۔

لوگ جانتے ہیں کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کیسی تھی اور پھر بغیر کسی رزق وعطا اور غلبے کے ان دونوں حضرات کے ساتھ عرب کی اطاعت کیسی تھی؟ کیا یہ بغیر اس کے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر ان دونوں کو غلبہ دیدیا گیا تھا اور ان لوگوں کی طبیعتوں کو مجبور کردیا گیا تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ "لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم" (یعنی اے نبی اگر آپ روئے زمین کی ساری دولت خرچ کرڈالتے تو آپ ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کرسکتے لیکن اللہ نے ان کے آپس میں الفت پیدا کردی)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لوگوں کے درمیان بغیر کسی پہرے والے۔ بدون کسی محافظ دستے کے۔ اور بلا کسی بیت المال کے محفوظ و مامون رہے اور اسی طرح (حفاظت کے ساتھ) آپ کے علامات نبوت ومعجزات نقل کیے گئے۔ کیونکہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے بھی جو معجزات ثابت ہیں وہ وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہیں۔

آپ کے متبعین میں اسباب کذب وتعصب سب معدوم ہیں کیونکہ ان میں اکثر مسافر ہیں جو آپ کی قوم کے نہیں ہیں۔ آپ نے انہیں کبھی دنیا کی آرزو نہیں دلائی اور نہ ان سے کسی سلطنت کا وعدہ فرمایا۔ ان امور کا کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا۔

سیرۃ نبوی خود معجزہ ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی اس میں غور کرنے والے کو آپ کی تصدیق پر مجبور کرتی ہے اور اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آپ درحقیقت اللہ کے رسول ہیں۔ سوائے آپ کی سیرت کے اگر کوئی اور معجزہ نہ ہوتا تو تب بھی کافی ہوتا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں جہل کی بستی میں
۴۷ پیدا ہوئے کہ آپ نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے اور نہ کبھی آپ ان بستیوں سے باہر نکلے۔ سوائے دو مرتبہ کے۔ ایک مرتبہ اپنے چچا کے ساتھ بچپن میں اوائل ملک شام تک جا کے واپس آ گئے۔ دوبارہ بھی ملک شام ہی گئے مگر وہاں زیادہ قیام نہ فرمایا۔ کبھی آپ اپنی قوم سے جدا نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عرب کی گردنیں آپ کے قدموں کے نیچے کر دیں۔ مگر آپ کے نفس میں نہ تو کوئی تغیر ہوا اور نہ آپ کی سیرت بدلی یہانتک کہ اس حالت میں آپ کی وفات ہوئی کہ آپ کی زرہ چند صاع جو کے بدلے جو بہت نہ تھے اور اپنے متعلقین کی خوراک کے لیے تھے، رہن تھی۔ کبھی درہم و دینار نے آپ کی ملک میں رات نہ گذاری جو کچھ میسر آجائے آپ اُسے زمین پر نوش فرماتے تھے نعل مبارک کو اپنے دست مبارک سے سی لیتے تھے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگا لیتے تھے۔ دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔

آپ کے یہودی دشمنوں کے درمیان آپ کے ایک بہت بڑے صحابی قتل کر دیے گئے کہ اُن جیسوں کا نہ ہونا ایک لشکر کو کمزور کر دیتا ہے۔ مگر آپ نے اس کو اپنے دشمنوں کی ایذا رسانی کا سبب نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے لیے واجب نہیں کیا تھا۔ آپ نے اس کے ذریعے سے اُن لوگوں کے خون تک رسائی نہیں کی نہ کسی ایک کے خون تک اور نہ اُن کے اموال تک۔ بلکہ آپ نے اُن صحابی کے فدیے میں اپنے پاس سے سو اونٹ ادا فرمائے۔ حالانکہ اس حال میں آپ خود ایک ایک اونٹ کے حاجتمند تھے کہ اُس سے قوت حاصل کرتے تھے۔

یہ وہ امر ہے کہ نہ تو روئے زمین کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ اور نہ اصحاب بیت المال میں سے کوئی شخص کسی طور پر

Marfat.com

اس طرح کی درگذر و سخاوت کرے گا۔ اور نہ ظاہری سیاست و سیرت ہی اس کی مقتضی ہے۔ لہذا یقیناً ثابت ہو گیا کہ آپ اسی کے پیرو تھے جو آپ کو اللہ عزوجل حکم دیتا تھا۔ خواہ وہ آپ کی دنیا میں آپ کے لیے انتہائی مضر ہو یا غیر مضر ہو۔ یہ غور کرنے والے کے لیے عجیب بات ہے۔

پھر آپ کی وفات کا وقت آیا۔ موت کا یقین آ گیا۔ اس وقت آپ کے ایک چچا تھے جو والد کے بھائی تھے اور وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ ایک چچا کے بیٹے تھے۔ جو آپ کے مخصوص ترین لوگوں میں تھے اور آپ کی ان بیٹی کے شوہر بھی تھے جن کے سوا اس وقت آپ کی کوئی اولاد موجود نہ تھی۔ ان بیٹی کے دو بیٹے بھی تھے۔ یہ دونوں شخص یعنی چچا اور چچا کے بیٹے آپ کے نزدیک فضل و دین و سیاست دنیا و خوف و حلم و خصائل خیر کے اعتبار سے ان میں سے کوئی بھی پورے عالم کی سیاست کے قابل نہ تھا۔ آپ نے ان دونوں کو پسند نہ فرمایا حالانکہ یہ دونوں آپ کے نہایت جاں نثار و محب تھے اور آپ بھی ان دونوں کے سب سے زیادہ محب تھے۔

ان دونوں کے علاوہ ایک اور شخص فضیلت میں ان دونوں سے بڑھے ہوئے تھے اگرچہ رشتہ داری میں آپ سے دور تھے۔ بلکہ آپ نے حکومت انہیں کے سپرد کر دی۔ اس لیے کہ آپ کا ارادہ امر حق کی اطاعت اور حکم کے اتباع کا تھا۔ اپنے ورثے میں سے بیٹی اور بیویوں کو اور اپنے چچا کو ایک تانبے کے پیسے تک کا بھی وارث نہیں بنایا حالانکہ یہ سب لوگ سب سے زیادہ آپ کے محبوب اور سب سے زیادہ آپ کے مطیع تھے۔

یہ وہ امور ہیں کہ جو ان میں غور کرے گا اسے کافی ہوں گے۔ اس امر میں اسے اور دلائل سے بے نیاز کرنے والے ہوں گے کہ آپ نے جو کچھ تصرف کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا نہ سیاست کے تحت کیا نہ اپنی خواہش سے کیا۔ الحمد للہ مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حق ہے اور آپ کی

Marfat.com

شریعت جسے آپ لائے ہیں دلائل نے اسے واضح کر دیا اور براہین نے اس کی تصدیق پر مجبور کر کے یقین دلا دیا کہ یہی شریعت حق ہے جس کے سوا کوئی حق نہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہے کہ عالم میں اس کے سوا کوئی دین نہیں۔ پروردگار عالم کا شکر ہے بقدر تعداد اس کی مخلوق کے اور بمقدار اس کی رضا کے اور بقدر اس کے عرش کے وزن کے اور بقدر اس کے کلمات کی روشنائی کے اس پر کہ اس نے ہمیں ملت اسلامیہ کی توفیق دی۔ پھر اس پر کہ اس نے سنت وجماعت کا مذہب عطا کیا پھر اس پر کہ اس نے ہمیں اس کو دین بنانے کی اور اور ظاہر قرآن اور ظاہر حدیث پر جو آپ سے اور آپ کے مبعوث کرنے والے عزوجل کی طرف سے ہے ہدایت فرمائی۔ ہمیں ان لوگوں میں نہیں بنایا جو اپنے اسلاف واحبار کی بغیر کسی برہان قاطع کے اور بغیر کسی حجت قاہرہ کے تقلید کرتے ہیں۔ نہ ان لوگوں میں شامل کیا جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکلام الٰہی کے مخالف گمراہ کرنے والی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ ان لوگوں میں بنایا جو محض اپنی رائے اور گمان سے اللہ ورسول کی ہدایت کے بغیر حکم دیتے ہیں اے اللہ جس طرح تو نے ہماری ابتدا اس نعمت جلیلہ سے فرمائی اسی طرح اس کو ہم پر تمام کرنا۔ اسی کو ہمارے شریک حال رکھنا۔ ہم سے اس کی مخالفت نہ کرانا یہانتک کہ ہمیں اپنے پاس اٹھالینا ہم اسی کو پکڑے ہوئے تجھ سے ملاقات کریں، نہ اس کو بدلیں نہ اس میں تغیر کریں اللھم آمین۔ اے اللہ محمد پر جو تیرے بندے اور رسول وخلیل اور تیرے انبیا کے خاتم ہیں خاص طور پر اور اپنے تمام انبیا پر عام طور سے نازل فرما۔ اور اپنے تمام ملائکہ پر رحمت نازل فرما۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

Marfat.com

اعتراضات

۷۵ ## جو کمزور مسلمانوں پر کیے جاتے ہیں

جب ہم نے دو گروہوں کے حال میں غور کیا جن کا خود ہم نے اس زمانے میں مشاہدہ کیا ہے دونوں کی یہ کیفیت پائی کہ ایک بڑی بیماری نے ان میں گھر کر لیا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ کے اندر اور اس کے ساتھ بہت بڑی مصیبت ہے۔ یہ وہ قوم ہے جنھوں نے اپنی جدید فہم کا آغاز کیا اور علم عدد اس کی باریکی اور اس کی طبائع کی تلاش سے معارف تک رسائی حاصل کرنا شروع کر دی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ تعدیل کواکب وہیئت افلاک وکیفیت قطع شمس وقمر کواکب نورانی خمسہ وتقاطع فلکین نیرین تک انھوں نے ترقی کی۔ اجرام علویہ وکواکب ثابتہ میں اور ہر ایک کے ابعاد میں کلام کیا۔ اس کے علاوہ طبیعیات وعوارض فضا ومطالعہ کتب متقدمین میں اور ان حدود میں جو علم کلام میں مقرر کر دی گئی ہیں کلام کیا۔ قضائے نجوم میں ہم نے فلاسفہ کی جو آرا بیان کی تھیں اس میں جو کچھ شامل ہو گیا ہے اس میں بھی کلام کیا کہ یہ نجوم ناطق یعنی صاحب عقل وادراک ہیں۔ مدبر ہیں اور اسی طرح فلک بھی ہے۔

یہ گروہ مذکورۂ بالا امور کے اکثر مطالعے کی بنا پر صحیح اشیا سے آگاہ ہو گیا جن کے دلائل بدیہی وروشن ہیں۔ حالانکہ ان کے ساتھ قوت فکر وجودت طبیعت وصفائے نظر نہ تھی جس سے انھیں یہ

Marfat.com

معلوم ہوتا کہ مثلاً جو شخص دس ہزار مسائل میں صواب و صحت تک پہنچ سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ ایک مسئلے میں خطا و غلطی بھی کرے۔ شاید وہ مسئلہ بھی اُن تمام مسائل سے سہل ہو جس میں وہ صواب کو پہنچا ہے۔ مگر اس گروہ نے کوئی فرق نہ کیا اس امر میں جو ثابت ہوگیا ہے جس کو فلاسفہ نے حجت براہینہ سے دریافت کیا ہے اور اس میں جو اسی کے درمیان ہے اور اس کے تضاعیف پر جن کا متقدمین نے ذکر کیا ہے۔ سوائے اقناع یا شور و شغب کے کوئی دلیل نہیں لائے۔ اکثر تو محض تقلید ہے جس پر مذکورہ بالا طریقے کی بھی دلیل نہیں ہے۔

ان لوگوں کو جو کچھ آگاہی ہوئی اُسے صرف ایک ہی محل پر محمول کر لیا (یعنی بالکل صحیح مان لیا اور یہ خیال نہ کیا کہ خطا کا بھی احتمال ہے) اُسے پورے طور پر قبول کر لیا۔ ان میں عجب سرایت کر گیا اور ان کے اندر باطل داخل ہوگیا۔ یہ گمان کر لیا کہ انھیں اس امر میں دنیا سے امتیاز و عظمت حاصل ہوگئی ہے۔ حالانکہ شیطان کے اندر گھسنے کے طریقے خفیہ اور داخل ہونے کے مقامات باریک ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ابن آدم کے خون جاری ہونے کے مقامات (یعنی رگوں میں) رواں ہوتا ہے۔ اس نے بڑے گہرے دروازے سے ان لوگوں میں رسائی حاصل کر لی ہے نعوذ باللہ منہ۔

جیسا کہ ہم نے بیان کیا یہ لوگ اُن علوم دیانت سے خالی ہیں جو صاحب عقل کی غایت مقصودہ ہیں۔ یہی اُن علوم کا نتیجہ ہیں جن کا ان لوگوں نے مطالعہ کیا بشرطیکہ یہ اُن کے راستے اور مقاصد سمجھتے۔ ان لوگوں نے کتاب اللہ کی کسی آیت کی طرف التفات نہ کیا جو علوم اولین و آخرین کی جامع ہے۔ جس میں کوئی شے کم نہیں کی گئی ہے اور جو اس شان کی ہے کہ جو اسے سمجھ لے اُسے کافی ہے

Marfat.com

نہ اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کی طرف رُخ کیا جو حق کی روشن کرنے والی اور عقول میں نور پیدا کرنے والی ہیں نہ یہ مذکورہ بالا گروہ حاملین دین سے ملا۔ ملے بھی تو صرف اُن اقوام سے جنھیں اُن امور میں سے کسی شئے کے ساتھ توجہ نہیں جو ہم نے پہلے بیان کیے۔ وہ اقوام شریعت کی طرف بھی متوجہ ہوئیں تو صرف تین طریقوں سے۔

یا تو محض الفاظ کے ساتھ کہ جن کے ظاہر کو نقل کر دیتے ہیں۔ معانی نہیں سمجھتے اور نہ اُن کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یا احکام کے مسائل کے ساتھ۔ کہ نہ اُن کے نتیجے میں مشغول ہوتے ہیں اور نہ ان کے مخرج ہیں۔ بس انھیں اُن میں اتنا ہی کافی ہے جس سے وہ اپنے جاہ و حال کو قائم کریں۔

یا اُن خرافات کے ساتھ جو ہر ضعیف و کذاب و ساقط راوی سے منقول ہیں کہ انھوں نے کبھی اس کی کوشش نہیں کی کہ ان میں سے صحیح کو سقیم سے اور مرسل کو مسند سے پہچانیں۔ نہ اس کی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اُس میں اور جو کعب احبار و وہب بن منبہ اہل کتاب سے منقول ہے اس میں فرق کریں۔

پہلے گروہ نے دوسرے گروہ کو جاہل سمجھ کر حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھا۔ پھر شیطان نے اُن پر قابو پا لیا اور جہاں چاہا ان میں داخل ہو گیا۔ یہ لوگ ہلاک اور گمراہ ہوئے اور انھوں نے یہ اعتقاد کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی کوئی چیز ثابت نہیں اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم ہے۔ اکثروں نے الحاد و تعطیل کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ ان میں سے بعض نے استخفاف و اہمال و اسقاط تکالیف شرعیہ اور فرائض و عبادات کے معمولی سمجھنے کا راستہ اختیار کیا۔ راحتوں کو اور ارتکاب ات کو پسند کر لیا جو طرح طرح کی حرام فواحش میں سے ہیں مثلاً شراب میں۔ زنا۔ لواطت و اغلام اور اجرت پر زنا کاری وغیرہ۔ نماز روزہ و حج زکوٰۃ اور

Marfat.com

غسل کو ترک کر دیا۔ مال حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا خواہ وہ کسی طور پر بھی حاصل ہو۔ بندوں پر ظلم اور بیہودہ باتوں کا استعمال اور تحقیقی و پاکیزہ باتوں کا ترک اختیار رکھا۔ ان کی ایک قلیل ترین جماعت نے تعظیم کواکب کا مذہب اختیار کر لیا۔

ملت و اہل ملت کے خیر خواہ مسلمان کو ان مساکین کی ہلاکت پر اور ان کے مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جانے پر افسوس ہے کہ انھوں نے اسلام کے سینے سے غذا پائی اور اہل اسلام کے آغوش میں پیدا ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے گمراہی سے محفوظ رکھنے کی التجا کرتے ہیں اور اسی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جس کا قدم پھسل گیا اور گر گیا اس کا تدارک کرے۔ کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جنھوں نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کرنا شروع کیا۔ مگر عالی اسناد کی طلب اور غریب احادیث کے جمع کرنے سے زیادہ کچھ نہ کیا۔ بغیر اس کے کہ جو کچھ لکھا تھا اس میں سے کسی شے کا اہتمام کرتے یا اس پر عمل کرتے۔ ان لوگوں نے محض ایک بوجھ اٹھا لیا ہے جس کی قراءت سے زیادہ کچھ نہیں کرتے۔ نہ اس کے معانی سمجھتے ہیں، نہ یہ جانتے ہیں کہ یہ بھی اس کے مخاطب ہیں اور یہ حدیث بیکار نہیں آئی ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فضول فرمایا ہے۔ بلکہ آپ نے ہمیں اس میں سمجھ حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس گروہ کے اکثر لوگوں کے یہاں انھیں روایات پر عمل کیا جاتا ہے جو مقاتل بن سلیمان و ضحاک بن مزاحم کے طریق سے آئی ہیں اور جو تفسیر کلبی و کتب البذی میں ہے کہ محض خرافات و موضوعات اور جھوٹی اور گھڑی ہوئی باتیں ہیں جن کو زندیقوں نے اسلام و اہل اسلام کو فریب دینے کے لیے بنایا ہے۔

Marfat.com

اس گروہ نے ہر آمیزش کو جو ثابت نہیں ہے چھوڑ دیا ہے مثلاً یہ کہ زمین مچھلی پر قائم ہے اور مچھلی گائے کے سینگ پر اور گائے پتھر پر اور پتھر فرشتے کے کندھے پر اور فرشتہ ظلمت (تاریکی) پر اور ظلمت اس چیز پر قائم ہے جس کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عالم کا جرم (جسم) غیر متناہی ہو۔ حالانکہ یہی بعینہ کفر ہے۔

اس طبقے نے ہر برہان سے نفرت کی ہے اور ان کے پاس زیادہ سے زیادہ یہی کہنے کو ہے کہ ہمیں جدال سے منع کیا گیا ہے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ انھیں کس نے جدال سے منع کیا ہے۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے فرماتا ہے کہ "وجادلھم بالتی ھی احسن" (اے نبی کفار سے اس طریقے سے جدال کیجئے جو بہتر ہو)۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کے متعلق خبر دی ہے کہ انھوں نے کہا کہ "یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا" (اے نوح آپ نے ہم سے جدال کیا ہے اور بہت زیادہ جدال کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک سے زائد مقامات پر اصول براہین کی تصریح فرمائی ہے اپنی اسی کتاب کے ایک سے زائد مقامات پر ہمیں اس سے آگاہ کیا ہے۔ اور ہمیں آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرنے کی ترغیب دی ہے ان دونوں کی پیدائش کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا بغیر اس کے کہ ان کی ہیئت اپنے افلاک میں کواکب کا منتقل ہونا مغرب و مشرق میں ہوتے ہوئے ان کی حرکات کا اختلاف۔ ان کی گردش کے افلاک۔ ان گردشوں اور دوروں کا جبکہ یہ ایک ہی مرتبے پر ہوں باہمی تعارض کی معرفت حاصل ہو۔

اسی طرح دوائر و منطقہ و میل و استوا کی معرفت حاصل ہو۔

Marfat.com

اسی طرح طبائع اور امتزاج عناصر اربعہ اور ان کے عوارض اور اعضائے حیوان کی ترکیب کی معرفت حاصل ہو جو اس کے اعصاب (پٹھوں) عضلات (پنڈلی اور ہاتھ کی مچھلیوں) عظام (ہڈیوں) عروق (خون کی رگوں) اور شریانات (ہوا کی متحرک رگوں) سے ہے۔ اعضا کا بعض کا بعض سے اتصال اور اس کے قوائے مرکبہ کی معرفت حاصل ہو۔

جو ان امور سے واقف ہو گا اور اسے جانے گا وہ اللہ کی قدرت عظیمہ کو جانے گا اور یقین کرے گا کہ یہ سب ظاہری صنعت ہے اور خالق مختار کا ارادہ ہے۔ اس لیے کہ ان حرکات کا اختلاف یہ سمجھنے پہ مجبور کرتا ہے کہ ان میں سے ایک شے بھی بغیر کسی روکنے والے مدبر کے خود قائم نہیں رہ سکتی اور وہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی خالق ہے اور نہ اس کے سوا کوئی مدبر اور نہ اس کے سوا کوئی فاعل موجد۔

اس کے بعد ان کی ایک جماعت نے اور اضافہ کیا۔ وہ لوگ ایسی جھوٹی باتیں لائے جن سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ انھوں نے بیان کیا ہے کہ دین کسی دلیل سے نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ انھوں نے ملحدین کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا اور اس امر کی شہادت دی کہ دین محض دعاوی و غلبے سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے "قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین" (یعنی تم لوگ اپنی برہان لاؤ اگر تم سچے ہو) اور دوسرا ارشاد "فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان" (یعنی اے گروہ جن و انس اگر تم سے ہو سکے تو زمین و آسمان کے درمیان سے نکل جاؤ۔ تم لوگ بغیر غلبے و قدرت کے نہیں نکل سکتے)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کے بعد ہر کہنے والے کے قول سے کفایت و بے نیازی ہے۔

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خوارج سے محاجہ کیا ہے (یعنی بذریعۂ حجت و دلیل انھیں قائل کیا ہے) ہم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی نہیں جانتے جس نے احتجاج سے منع کیا ہو۔ اس کی رائے کے کوئی معنی نہیں جو ان حضرات کے بعد آیا ہے۔

اِس گروہ کا کلام پہلے گروہ کے لیے اس کے کفر کا ابھارنے والا اور اس کے شرک کا باقی رکھنے والا ہوگیا۔ کیونکہ انھوں نے اپنے مقابلہ کرنے والوں میں اکثر ایسے ہی لوگوں کو دیکھا جن کی یہی صفت تھی

یہ دوسرا گروہ جنون میں اور ترقی کر گیا۔ انھوں نے ہماری اُن کتابوں پر نکتہ چینی کی ہے جن کا انھیں ذرا بھی علم نہیں۔ نہ انھوں نے اُن کا مطالعہ کیا۔ نہ اِن کا کوئی کلمہ دیکھا۔ نہ انھیں پڑھا اور نہ انھیں کسی ثقہ نے بتایا کہ اُن کتب میں کیا ہے۔ جس طرح انھیں وہ کتابیں بتائی گئیں جن میں ہیئت افلاک و مجاری نجوم ہیں اور وہ کتابیں جنھیں ارسطاطالیس نے حدود و کلام میں جمع کیا ہے۔ (یعنی منطق کی تعریفات میں)

یہ تمام کتابیں صحیح و سالم ہیں۔ مفید ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ و توحید پر دلالت کرتی ہیں جو تمام علوم کے تبصرے میں نافع ہیں۔ سب سے بڑی منفعت اُن کتابوں میں ہے جو ہم نے حدود (تعریفات) میں بیان کی ہیں۔ مسائل احکام شرعیہ میں انھیں سے معلوم ہوتا ہے کہ استنباط تک کیسے پہنچا جائے۔ کیونکہ الفاظ کو اُن کے مقتضا پر رکھا جائے۔ کیونکر خاص کو عام سے اور مجمل کو مفسر سے پہچانا جائے۔ حالانکہ بعض الفاظ کی بنا بعض پر ہوتی ہے کیونکر قابل تقدیم امور کو مقدم کیا جائے کس طرح نتائج اخذ کیے جائیں حالانکہ ان میں سے وہ کبھی نتیجہ بھی ہوتا ہے جو ہمیشہ اور بدیہی طور پر صحیح ہوتا ہے۔ وہ بھی ہوتا ہے جو کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی باطل ہوتا ہے اور وہ بھی ہوتا ہے جو کبھی صحیح نہیں ہوتا۔ ایسی حدود کا مقرر کرنا کہ جو ان سے نکل جائے وہ اپنی اصل ہی سے خارج ہے

Marfat.com

دلیل خطاب و دلیل استقراء وغیرہ۔ یہ وہ امور ہیں جن سے فقیہ مجتہد کو خود اپنے لیے اور اپنے ہم مذہب لوگوں کے لیے بے نیازی نہیں ہے۔

پھر ہم نے غور کیا کہ جو امور ان دونوں گروہوں میں پیدا ہو گئے ہیں ان میں بہت بڑی محنت ہے تو ہم نے سمجھا کہ اس مشکل باب کے واضح کر دینے میں اللہ کی قدرت وقوت وتائید سے اجرِ عظیم ہے اور یہ افضل عمل ہے۔

ہم کہتے ہیں اور وہی بزرگ وبرتر ہمارا مددگار ہے اور ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں کہ ہر وہ شے جو کسی برہان سے ثابت ہے خواہ وہ کوئی شے بھی ہو تو وہ قرآن وحدیث میں مصرح اور ان کی سطور میں موجود ہے۔ اس کو ہر وہ شخص جانے گا جو گہری نظر سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ فہم سے اس کی مدد کرے گا۔ لیکن جو اس کے ماسوا ہو کہ کسی برہان سے ثابت نہ ہو اور وہ محض اقناع اور شغب ہو تو قرآن وحدیث اس سے خالی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کلام اللہ یا حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیز بیان کرے جس کو مشاہدہ یا برہان باطل کرتا ہو۔ اس کو تو وہی شخص قرآن وحدیث کی طرف منسوب کرے گا جو ان پر ایمان نہ رکھتا ہو اور ان کے مٹانے میں کوشاں ہو۔ ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون" (اللہ تعالیٰ کو اس کے سوا منظور نہیں کہ وہ اپنے نور کو تمام کرے اگرچہ کفار کو ناگوار ہو) ہم کذاب کلبی کی تفسیر کے ساتھی نہیں۔ نہ ہم اس کے ساتھی ہیں جو اسی کے قائم مقام ہو۔ نہ ہم ان کی روایت کے ساتھی ہیں جو کسی طور پر بھی متہم ہیں۔ ہم تو محض ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن کو بصورت مسند ومرفوع ائمہ ثقات و اثبات نے رؤسائے محدثین سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص حدیث صحیح کی تفتیش کرے گا اس میں وہی پائے گا جو ہم نے بیان کیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

تاثیرات کواکب

باطل تو وہی ہے جو گروہ اول نے دعویٰ کیا ہے کہ کواکب ناطق (صاحب فہم و ادراک) ہیں اور عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ کفر ہے۔ ان لوگوں کے پاس جو یہ کہتے ہیں اس پر اس سے زیادہ کوئی حجت نہیں کہ جب ہمیں عقل ہے اور کواکب ہماری تدبیر کرتے ہیں تو وہ ہم سے زائد عقل کے مستحق ہیں۔

یہ جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا کوئی چیز نہیں۔ اس لیے اگرچہ عالم میں کواکب کے لیے تاثیر ظاہر ہے مگر ان کی تاثیر اختیار و ملک کی تاثیر نہیں ہے۔ اس پر وہ دلائل دلالت کرتے ہیں جو ہم نے اپنی اسی کتاب میں بیان کیے ہیں کہ کواکب مضطر (مجبور و بے اختیار) ہیں مختار نہیں۔ ان کی تاثیر ایسی ہی ہے جیسی آگ کی تاثیر جلانے کی۔ پانی کی تاثیر ٹھنڈا کرنے کی زہر کی تاثیر مزاج کے فاسد کرنے کی۔ کھانے کی تاثیر غذا پہنچانے کی مرچ کی تاثیر زبان سکیڑنے کی۔ ہڑ کی تاثیر منہ کو اور جو جاری ہو اس کو بند کرنے کی۔ اور اسی طرح تمام چیزیں جو عالم میں ہیں۔ یہ تمام اشیا غیر ناطق ہیں۔ کواکب و افلاک بھی اسی قاعدے پر جاری ہیں اس لیے کہ ان کی تاثیر بھی ایک ہی تاثیر ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اور ان کی حرکت بھی ایک ہی حرکت ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ حالانکہ صاحب اختیار ایسا نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے جس سے میں نے اس دلیل سے معارضہ کیا تھا کہا کہ جو مختار فاضل و برتر ہوتا ہے تو وہ سب سے افضل حرکت کو لازم کر لیتا ہے اور اس سے تجاوز نہیں کرتا اور یہ حرکت دور یہی تمام حرکات سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ اس پر تمہاری کیا دلیل ہے کہ یہ حرکت تمام حرکات سے افضل ہے۔ یہ حرکت جو مشرق سے مغرب کی طرف یا مغرب سے مشرق کی طرف ہے یہ کہاں سے اس حرکت سے افضل ہو گئی جو شمال سے جنوب کی طرف یا جنوب سے

Marfat.com

شمال کی طرف ہو۔ تمہارے یہاں افضل حرکات کا تعین کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ آٹھ آسمان تو غرب سے شرق کی طرف حرکت کرتے ہیں اور نواں آسمان شرق سے غرب کی طرف حرکت کرتا ہے۔ ان دونوں حرکتوں میں سے کس حرکت کو افضل کہتے ہو اور دوسرے کو یہ کہتے ہو کہ اس نے جو حرکت اختیار کی ہے وہ افضل نہیں ہے۔ اس دعوے کا فاسد ہونا بھی یقیناً واضح ہو گیا۔ یہ محض دعاوی ہیں جن پر کوئی برہان نہیں۔ جو دعویٰ ایسا ہو وہ ساقط ہے۔ تمہارے اور اس شخص کے درمیان کوئی فرق نہیں جو یہ کہتا ہے کہ حرکت علو کی افضل ہے یا خط مستقیم پر چلنے والے اور واپس آنے والی افضل ہے۔ حالانکہ ہم تو ان تمام اجرام کی یہ حالت پاتے ہیں کہ یہ اپنی بعض گذرگاہوں میں اشکال میں (دیکھے) جاتے ہیں۔ بعض میں بلند ہوتے ہیں اور بعض میں ساقط ہوتے ہیں۔ تمہارے قول کی بنا پر اور تمہارے خیال کے مطابق بعض کے ساتھ نحس و تاریک روح ہے اور بعض کے ساتھ سعید و روشن بعض افلاک غرب سے شرق کی طرف حرکت قطع کرتے ہیں۔ اور سوائے فلک اعلیٰ کے تمام افلاک کی یہی حرکت ہے۔ فلک اعلیٰ کی حرکت شرق سے غرب کی طرف ہے۔ یہ سب افضل حرکات نہیں ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جن لوگوں نے اسے بیان کیا ہے اسی طرح انھوں نے ہزار ہا سال کے ختم ہونے کے وقت واپس ہونا بیان کیا ہے۔ کواکب ثابتہ کا اپنے فلک میں اُسی طرح نصب ہونا جس طرح وہ نصب ہوتا ہے جو اُس (فلک) کو قطع (یعنی حرکت) کرتا ہے دکھایا ہے۔

یہ بھی خالص کذب اور ایک دعویٰ ہے جو ساقط ہے جس پر کوئی دلیل نہیں۔ اس قسم کے دعوے سے کوئی بھی نہیں تھکتا۔ ان امور پر تو یہ لوگ کوئی شغب یا اقناع بھی نہیں لائے چہ جائیکہ کوئی برہان لاتے۔ یہ محض بعض قدمائے صابئین (کواکب پرستوں) کی تقلید ہے۔ اسی قسم کی خرافات و حماقات کو شریعت اسلامیہ دفع

Marfat.com

اور باطل کرتی ہے۔ مگر جس چیز پر برہان قائم ہے وہ قرآن حدیث میں نصاً و استدلالاً بدیہی طور پر موجود ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

کرویت زمین

اب وقت آگیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان لوگوں کے بعض اعتراضات کا ذکر شروع کریں۔

ان لوگوں نے کہا ہے کہ براہین سے ثابت ہے کہ زمین کروی (گول) ہے اور اکثر لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں۔ ہمارا جواب اللہ کی توفیق سے یہ ہے کہ ائمہ مسلمین میں سے کسی ایسے شخص نے جو امام علم کے نام کا مستحق ہے زمین کے کروی ہونے کا انکار نہیں کیا ہے اور نہ ایک کلمہ بھی اس کے خلاف ان میں سے کسی سے یاد کیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث کی براہین تکویر زمین ہی کو بیان کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یکور اللیل علی النہار ویکور النہار علی اللیل" (رات کو گھما کے دن میں اور دن کو گھما کے رات میں داخل کر دیتا ہے) بعض کی بعض کے ساتھ تکویر میں یہ واضح ترین بیان ہے۔ جو کور العمامہ سے ماخوذ ہے (یعنی عمامے کے پیچ سے "کور" عمامے کو گھمانا اور گول کرنا ہے۔ یہ نص ہے تکویر زمین کی اور اسی طرح دوران شمس کی اس دوران شمس سے اس کی روشنی سے اور طلوع ہونے سے دن کی کی روشنی ہوتی ہے اور اس کے غائب ہو جانے سے رات کی تاریکی اور یہ حسب تصریح قرآن دن کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ (ہم نے دن کی نشانی کو واضح بنایا ہے)۔

جو شخص اپنے جہل کی وجہ سے اس کا انکار کرے اس سے کہا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ فرض نہیں کیا ہے کہ ہم ظہر کی

Marfat.com

نماز اس وقت پڑھیں جب زوال شمس ہو جائے یعنی آفتاب
۹. ڈھل جائے۔ "ہاں" کہنا ضروری ہے۔ پھر دریافت کیا جائے کہ زوال شمس
کے کیا معنی ہیں۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ آفتاب کا اس شخص کے مقابلے سے منتقل ہونا ہے جو فرض کو اپنے چہرے کے مقابل کرے اور اپنا چہرہ اور ناک اس کے سامنے کرے جبکہ وہ مقام طلوع و مقام غروب کے مسافت کے وسط میں ہو، ہر جگہ اور ہر زمانے میں۔ آفتاب کو اپنی اس ابرو کی جانب کرلے جو مقام غروب کی طرف ہے۔ یہ موقع اسی وقت ہوگا جب دن کے دوسرے نصف حصے کا شروع ہو۔

ہمیں معلوم ہے کہ آباد زمین کے تمام شہر مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سب روئے زمین پر قائم ہیں۔ جو شخص یہ کہے کہ زمین نصب کی ہوئی ہے مگر غیر کروی شکل پر تو اسے یہ لازم آئے گا کہ جو شخص اول مشرق کا باشندہ ہے وہ یقیناً نماز ظہر اول نہار (روز) میں پڑھے گا اور لامحالہ نماز صبح کے کچھ ہی دیر بعد پڑھے گا۔ اس لیے کہ بلاشک آفتاب کا لامحالہ ان میں سے ہر شخص کی ابروؤں کے مقابلے سے اول نہار میں زوال ہو جائے گا۔ اگر تم لوگوں کے کہنے کے مطابق معاملہ ہوگا (یعنی زمین غیر کروی ہوگی) تو لامحالہ ایسا ہی ہوگا۔ حالانکہ کسی مسلم کے لیے اس کا قائل ہونا جائز نہیں کہ نصف النہار سے پہلے نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

ان لوگوں کو یہ بھی لازم آئے گا کہ جو شخص آخر مغرب میں سکونت رکھتا ہو ان میں سے ہر شخص کی ابروؤں کے مقابلے سے آخر نہار میں آفتاب کا زوال ہو۔ یہ لوگ ظہر ایسے وقت میں پڑھیں گے جس میں نماز عصر کی گنجائش نہ ہوگی یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ حالانکہ یہ دین اسلام کے حکم سے خارج ہے۔

جو تکویر زمین کا قائل ہے تو روئے زمین پر جو شخص بھی ہے وہ نماز ظہر لامحالہ اپنے نصف نہار ہی کے بعد ہمیشہ پڑھے گا۔ ہر حال میں۔

Marfat.com

ہر مکان میں اور ہر زمان میں۔ یہ ظاہر ہے جس میں کوئی خفا نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سبع سموات طباقا" (اس نے تہ بتہ سات آسمان بنائے) اور فرماتا ہے "ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق" (ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان پیدا کیے) اسی طرح سورج اور چاند کے گہن اور بعض روشن سیاروں کے بعض سیاروں کے گہن سے بھی اس پر برہان قائم ہے کہ وہ سات آسمان ہیں اور اس پر بھی وہ راہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا "طرائق" فرمانا اس امر کو چاہتا ہے کہ ان میں راستہ چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وسع کرسیه السموات والارض" (اللہ کی کرسی زمین و آسمان سے بہت بڑی ہے۔) یہ اسی کی نص ہے جس پر برہان قائم ہے کہ بعض آسمان بعض پر منطبق ہیں۔ کرسی ساتوں آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ سے فردوس اعلیٰ مانگو کیونکہ یہی وسط جنت اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "الرحمٰن علی العرش استوی" (رحمٰن عرش پر قائم ہے) ان دونوں نصوص نے یہ خبر دی کہ جو کچھ عرش کے اوپر ہے وہ منتہائے خلق و انتہائے عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد۔ (ہم نے آسمان زیریں کو کواکب کی زینت سے آراستہ کیا اور اسے ہر سرکش شیطان سے محفوظ کر دیا)۔ یہ بھی اسی کی نص ہے جس پر برہان قائم ہے کہ وہ کواکب جن کے ذریعے سے شیطان کو مارا جاتا ہے وہ آسمان زیریں سے نیچے ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ آسمان میں ہوتے تو شیاطین آسمان تک پہنچ سکتے یا وہ آسمان سے نکلتے ہوتے ورنہ اسی وجہ سے یہ شہاب ان تک نہ پہنچتے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے کہ شیاطین بذریعہ رجوم (پتھر مارنے کے) آسمانوں تک جانے سے روک دیے گئے ہیں۔ لہذا ثابت

Marfat.com

ہو گیا کہ رجوم آسمان سے نیچے ہوتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ رجوم قطعاً ستارے نہیں ہیں جنھیں ہم ستارہ جانتے ہیں۔ بلکہ یہ محض آگ کی شہاب اور نیزے کی شکل کی بجلیاں ہیں جو روشن ہوتی ہیں بھڑکتی ہیں اور بجھ جاتی ہیں۔ آسمان میں قطعاً آگ نہیں ہے۔ ہم محض ناموں میں اختلاف پاتے ہیں جو اختلاف لغت کی وجہ سے ہے "قاضی منذر بن سعید نے اس میں اعتراض کیا ہے اور انھوں نے افلاک کو آسمان کے علاوہ قرار دیا ہے۔

قاضی صاحب نے جو بیان کیا اس پر کوئی برہان نہیں سوائے اس کے کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ آسمان وہی ہیں جو زمین کے اوپر ہیں اگر آسمان زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہوں تو بعض آسمان زمین کے نیچے ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ دلیل کوئی چیز نہیں ہے اس لیے کہ تحت و فوق (نیچے اوپر) باب اضافت (امور اضافی و نسبتی) میں سے ہیں کیونکہ جس چیز کو تحت کہا جاتا ہے وہ لامحالہ کسی کی فوق بھی ہے۔ سوائے مرکز زمین کے کہ وہ تحت مطلق ہے جس کے لیے قطعاً کوئی اور تحت نہیں۔ اسی طرح جس چیز کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ فوق ہے تو وہ کسی شے کے لیے تحت بھی ہوگی۔ سوائے فلک اعلیٰ کی بالائی سطح
۸۰ کے کہ جس فلک کو بروج میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ ایسا فوق ہے کہ
اس کے لیے قطعاً کوئی فوق نہیں! اس مشاہد برہان کی بنا پر زمین ہی لامحالہ آسمانوں کے تحت کی جگہ ہے۔ آسمان جس حیثیت سے بھی ہوگا وہ زمین کا فوق ہی ہوگا اور جس حیثیت سے بھی زمین اس کے مقابل ہوگی تو وہ آسمان کی تحت ہی ہوگی اور ضرور ہوگی۔ جہاں کہیں آدمی ہوگا تو اس کا سر آسمان کی طرف اور قدم زمین کی طرف ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا"

Marfat.com

(کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان کس طرح تہ بتہ پیدا کیے اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا)۔

نیز فرمایا ہے "جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا" (اس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ اور نورانی چاند بنایا) اللہ تعالیٰ نے وہ خبر بتائی جسے سوائے کافر کے کوئی رد نہ کرے گا کہ قمر بھی آسمان میں ہے اور شمس بھی آسمان میں ہے۔ اس پر برہان ضروری قائم ہے جس کا آنکھوں سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ یہ مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک زمین کے گرد دورہ کرتے ہیں۔ اگر جہلاء کے گمان کے مطابق ہوتا تو شمس وقمر جب زمین کا دورہ کرتے اور زمین کے اس سطح کے متقابل ہوجاتے جس پر ہم نہیں ہیں تو آسمان سے نکل جاتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے لہذا اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ ناممکن ہے کہ شمس وقمر آسمانوں سے جدا ہوجائیں اور ان سے نکل جائیں اس لیے کہ یہ دونوں خواہ کسی طرح دورہ کریں آسمانوں ہی میں رہیں گے لہذا ثابت ہوگیا کہ آسمان زمین کے مطابق تہ بتہ ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ شمس وقمر ونجوم آسمانوں میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ "وکل فی فلک یسبحون" (اور سب کے سب کسی آسمان میں دورہ کرتے ہیں) یہ ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ ایک جرم وقت واحد میں دو مکانوں میں ہو۔ اگر افلاک سموات کے مغایر ہوں اور شمس وقمر حسب تصریح قرآن سموات وفلک میں ہیں تو لامحالہ یہ دونوں ایک ہی وقت میں ایسے دو مکانوں میں ہوں گے جو دونوں مکان آپس میں متداخل (ایک دوسرے کے اندر) نہیں ہیں یہ محال وناممکن ہے۔ محال کے قائل ہونے کو وہی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا جو کوردل ہوگا۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ شمس ایک ہی مکان میں ہے اور وہ سما ہے اور وہی فلک ہے۔ یہی کلام قمر ونجوم میں بھی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا یہ قول "کل فی فلک یسبحون" دورہ کرنے پر نص جلی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ شمس و قمر و نجوم فلک میں گشت کرنے والے ہیں۔ اور یہ نہیں بتایا کہ یہ ساکن ہیں۔ اگر یہ دورہ نہ کریں تو مدت ہائے دراز کے بعد بلکہ بہت ہی قلیل زمانے میں اگر وہ ایک ہی راہ پر اور ایک ہی خط مستقیم پر یا ترچھے خط پر جو گول نہ ہو چلتے رہیں تو لامحالہ وہ ہم سے غائب ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہم انھیں کبھی نہ دیکھیں گے۔ لیکن ہم ہمیشہ ان کے آگے ہوں گے۔ اور یہ باطل ہے۔ لہذا ہم ان کا دورہ شرق سے غرب کی طرف اور غرب سے شرق کی طرف جو دیکھتے ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ یقیناً دورہ کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس آیت کو پوچھا گیا تو آپ نے اسی طرح فرمایا "الشمس تجری لمستقر لھا" (شمس اپنے مستقر کی طرف چلتا ہے) آپ نے فرمایا کہ اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ اس لیے کہ وہ قیامت تک ہمیشہ عرش کے نیچے ہی رہے گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ کسی شئے کا مستقر اس کا وہی مقام ہوتا ہے جس میں وہ پابندی سے رہتی ہے اور اس سے نکلتی نہیں اگرچہ وہ اسی کے اندر ایک جانب سے دوسری جانب آتی جاتی رہے۔

ایاس بن معاویۃ المزنی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ آسمان اسی طرح زمین پر گنبد کے طور پر ہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ نے اس آیت میں غور کیا ہے "سبع سموات و من الارض مثلھن" (اللہ نے سات آسمان بنائے اور زمین بھی انھیں کی طرح بنائی) ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ ساتوں زمینیں بعض کے اوپر بعض (پیاز کی طرح) لپٹی ہوئی ہیں۔

Marfat.com

یعقوب بن عتبہ رضؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ۸۱
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ
جانیں مصیبت میں ہیں۔ عیال ضائع ہو گئے۔ مال تباہ ہو گئے۔ جانور
ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیے۔
حدیث طویل ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اعرابی سے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ اللہ کیا ہے
اس کا عرش آسمانوں پر ہے۔ اس کی زمین اس طرح ہے۔ آپ نے اپنی
انگلیوں کو قبے کی شکل میں پھیر دیا۔

سعید بن جبیر رضؓ سے مروی ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ "کل فی فلک یسبحون" (سب کے سب ایک آسمان میں دورہ کرتے ہیں) فلک اس طرح ہے جس طرح دھنکی کی گول لکڑی۔

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو جو ذو القرنین کے متعلق ہے بیان کیا ہے کہ "وجدھا تغرب فی عین حمئة" (ذو القرنین نے سورج کو کالی کیچڑ والے چشمے میں غروب ہوتے دیکھا) ایک قراءت میں بجائے "حمئة" "حامية" ہے۔ یعنی گرم بلاشک یہ حق ہے۔ ذو القرنین ہی تھے جو کیچڑ والے یا گرم چشمے میں تھے۔ جیسا کہ تم کہو کہ میں نے تمہیں دریا میں دیکھا۔ اور تمہاری مراد یہ ہو کہ جب تم نے اسے دیکھا تم دریا کے اندر تھے۔ برہان یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے مقام کی مقدار سے سوائے جاہل کے کوئی بھی ناواقف نہیں کہ اس کی مقدار کی بہت بڑی پیمائش ہے اور آفتاب کے سرمائی مقام غروب کے ابتدائی حصے سے جبکہ وہ جدی کے آخری سرے سے طلوع ہوتی ہے اس کے گرمائی مقام غروب کے آخر تک کی درمیانی مقدار جبکہ وہ سرطان کے سرے سے ہوتی دکھائی دیتی ہے اور مشاہدے میں ہے۔ اس کی مقدار فلک سے جو اڑتالیس درجے ہے اور وہ بذریعہ برہان ہندسی پوری زمین کے چھٹے حصے سے کم ہے۔ میلوں سے تقریباً تین ہزار میل سے زائد ہے

اس پیمایش پر لغت میں عین یا چشمے کا لفظ قطعاً نہیں آتا۔ خاصکر وہ چشمہ بھی کیچڑ والا گرم ہو۔

ہمیں لغت عربیہ ہی میں خطاب کیا گیا ہے جب ہم نے اللہ عزوجل کے خبر دینے سے جو ایسی سچی خبر ہے کہ نہ باطل اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ یقین کر لیا کہ وہ چشمہ ہے تو ہم نے یقیناً جان لیا کہ ذو القرنین کو رفتار نے اس سمت مغرب میں جس میں وہ چل رہے تھے چشمہ مذکورہ تک پہنچایا اور اس کے بعد اس مقام پر ان کے لیے سمندروں کے حائل ہونے سے چلنے کا امکان ختم ہو گیا۔

ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ ذو القرنین اور دوسرے لوگ زمین کا اتنا ہی حصہ روک سکتے ہیں جتنی ان کے جسم کی پیمائش ہے۔ خواہ کھڑے ہوں خواہ بیٹھے خواہ لیٹے۔ جس کی یہ صفت ہو یہ ناممکن ہے کہ اس کی نظر زمین کی اس مقدار کا احاطہ کرے جو پورے مقامات غروب کی جگہ کا احاطہ کرلے۔

اگر آفتاب کے غائب ہونے کی جگہ زمین کے ایک چشمے میں ہوتی جیسا کہ جہلا کا گمان ہے اور یہ ضروری ہوتا کہ اس کا خط نظر زمین کی گولائی سے یا کسی ایسی بلندی زمین سے ملے جو خط کو بڑھنے سے روکے۔ یہانتک کہ کوئی کہنے والا کہے کہ وہ چشمہ ہی سمندر ہے تو یہ ناجائز ہے کہ لغت میں سمندر کو چشمہ کہا جائے۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ شمس فلک میں چلتا ہے اور شمس ہی فلک کا چراغ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہی وہ صدق ہے جس میں اختلاف و تناقض ناممکن ہے

۸۲ اگر آفتاب زمین کے چشمے میں غروب ہوتا جیسا کہ جہلا گمان کرتے ہیں یا سمندر میں تو لامحالہ آفتاب آسمان سے ہٹ جاتا اور فلک سے نکل جاتا۔ اور یہ بالکل باطل اور کلام اللہ کے مخالف ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یقیناً بلاشک ثابت ہو گیا کہ ذو القرنین جب خشکی کے آخر تک

Marfat.com

مغارب میں پہنچے تو وہ ایک کیچڑ والے چشمے میں تھے۔ وباللہ التوفیق۔ خاصکر اس برہان کے ساتھ جو اس پر قائم ہے کہ آفتاب کا جرم زمین کے جرم سے بڑا ہے وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

ایک دوسری قطعی دلیل اور بھی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وجدها تغرب فی عین حمئة (حامیة) ووجد عندها قوما" (ذوالقرنین نے ایک کیچڑ والے چشمے میں آفتاب کو غروب ہوتے پایا اور اس کے پاس ایک قوم کو پایا۔) لہذا یقیناً ثابت ہوگیا کہ انھوں نے قوم کو چشمے کے پاس پایا نہ کہ آفتاب کے پاس۔

آسمان ہی جنت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جنة عرضها السموات والارض" (اس جنت کی طرف بڑھو جس کی کشادگی زمین و آسمان کے برابر ہے) اجماع و نص سے ثابت ہے کہ ارواح انبیا علیہم السلام جنت میں ہیں۔ سوائے اُن لوگوں کے عقیدے کے جن کا شمار اہل اسلام میں نہیں جو فنائے ارواح کے قائل ہیں اور انھیں اعراض کہتے ہیں اور اسی طرح ارواح شہدا بھی جنت میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ آپ نے شب معراج میں ان حضرات کو ایک ایک آسمان پر دیکھا آدم کو سب سے نیچے والے آسمان میں۔ عیسیٰ و یحییٰ کو دوسرے آسمان میں یوسف کو تیسرے میں۔ ادریس کو چوتھے میں۔ ہارون کو پانچویں میں اور موسیٰ وابراہیم کو چھٹے اور ساتویں میں۔ صلی اللہ علی جمیعہم وسلم۔ لہذا بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ آسمان ہی جنتیں ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس سے فلک کلی کی حرکت ثانیہ کا حکم ظاہر فرمایا۔ یہ وہ حرکت ہے جو ایک شبانہ روز کی گردش میں پوری ہوتی ہے اور اس میں جملہ سیارات اور شمس و قمر و نجوم مساوی ہیں۔

ارشاد ہے "فضرب بینھم بسور له باب باطنه فیه الرحمة وظاھرہ من قبله العذاب" (پھر اہل جنت و دوزخ کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور اس کی ظاہری جانب میں عذاب ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ "لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة" (ارواح کفار کے لیے جنت کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی) لہذا ثابت ہوا کہ جس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے وہی جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ گرمی کی شدت جہنم کے شعلے سے ہوتی ہے۔ اس کی دو سانسیں ہیں۔ ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ ہم جو سخت سردی یا سخت گرمی محسوس کرتے ہیں یہ اسی کی ہوتی ہے۔ ہماری آگ جہنم کی آگ سے ننانوے درجے سرد ہے ہم آسمانی برق کا ایسا ہی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جلانے اور ایذا پہنچانے میں ایک لمحے میں وہ اس مقدار کو پہنچ جاتی ہے کہ ہماری آگ زمانۂ دراز میں بھی اس مقدار کو نہیں پہنچتی۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ سے نکلنے کے بعد جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اسے دنیا کا دہ چند ملے گا۔

یہ بھی صحیح و مسند و مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا آخرت میں ایسی ہی ہے جیسے سمندر میں ایک انگلی۔

ایک ہی نہیں، دو جنتیں

یہ محض مسافت و بُعد میں نسبت ہے نہ کہ مدت کی نسبت میں۔ اس لیے کہ آخرت کی مدت

Marfat.com

غیر متناہی ہے اور جو غیر متناہی ہو اس سے کوئی شے قطعاً کسی وجہ سے
بھی منسوب نہیں ہو سکتی۔ نیز یہ نسبت سرور ولذت میں ہے نہ غم ومصیبت
میں ہے۔ اس لیے کہ دنیا کا سرور بھی الم آمیز اور متناہی اور ختم
ہو جانے والا ہے۔ آخرت کا سرور اور اس کا حزن وغم دونوں خالص
اور غیر متناہی ہیں۔

اسی طرح ہماری روایات میں آسمان کے ہمیشہ قائم رہنے کے لیے
بھی برہان قائم ہے۔ علاوہ اس کے کہ زمین کو آسمان کے مقابلے میں
نہ کوئی نسبت ہے اور نہ قدر۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جنۃ عرضہا
السموات والارض" (وہ جنت جس کی وسعت آسمان وزمین ہیں) پھر
ارشاد ہے "جنۃ عرضہا کعرض السماء والارض" (جنت جس کی
وسعت آسمان وزمین کی وسعت کی سی ہے) اور ارشاد ہے
"وجنی الجنتین دان" (اور دونوں جنتوں یا باغوں کے میوے
نزدیک ہوں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جنت کے آٹھ
دروازے ہوں گے۔ فرمایا کہ اللہ سے فردوس اعلیٰ مانگو کیونکہ یہ
وسط جنت اور اعلیٰ جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔
لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ دو جنتیں ہیں جن میں سے ایک کی وسعت
آسمان وزمین ہے اور دوسری کی وسعت مثل وسعت آسمان وزمین کے ہے

ساتوں آسمان جنت ہیں

ارشاد ہوتا ہے "ولمن خاف مقام ربہ جنتان"
(جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرے
اس کے لیے دو جنتیں ہیں)۔ یہ تو سب کے متعلق خبر ہے کہ
ان کے لیے یہ دونوں جنتیں ہیں۔ وہ جنت جس کا
عرض آسمان وزمین ہیں وہ ساتوں آسمان ہی ہیں اس لیے کہ بلاشک کسی شے کا عرض بھی اسی شے
کا جزو ہوتا ہے۔ ہر جرم (جسم) کرسی ہے کیونکہ اس کے تمام ابعاد
(یعنی طول وعرض اور عمق) عروض ہی ہیں۔ یہاں زمین کا ذکر اس لیے ۸۴

Marfat.com

کیا گیا کہ وہ تمام آسمانوں کی مساحت میں داخل ہے۔ اس لیے کہ آسمان ۸۴
اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

کرسی

وہ جنت کہ جس کا عرض آسمان و زمین کے عرض کے مثل ہے یہ کرسی ہے جو آسمانوں اور زمین کی محیط ہے۔ ارشاد ہے "وسع کرسیہ السموات والارض" (اللہ کی کرسی آسمانوں اور زمین سے زیادہ وسیع ہے)۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ کرسی کا عرض آسمان اور زمین ہیں کہ بعض ان میں سے بعض کی طرف منسوب ہیں۔

جنت کے دروازے

یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر آسمان میں ایک دروازہ ہے اور کرسی میں ایک دروازہ ہے۔ ثابت ہو گیا کہ عرش اعلیٰ جنت کے اوپر ہے اور بعض ملائکہ کا محل و مقام ہے اور وہ کوئی جنت نہیں ہے بلکہ اس کے اوپر ہے۔

عرش کے اوپر

اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے "الذین یحملون العرش ومن حولہ" (وہ لوگ جو عرش کو اٹھاتے ہیں اور وہ جو اس کے گرد ہیں) یہ بیان جلی ہے کہ عرش کے اوپر ایک اور جرم ہے جس میں ملائکہ ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ برہان اسی کو ثابت کرتی ہے مگر اس کے لیے جو علم ہیئت میں گہری نظر رکھتا ہو۔ یہ تمام نصوص جلی و ظاہر ہیں جن میں تاویل کا تکلف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کعرض السماء" (مثل عرض آسمان کے) یہ جنس سموات کا ذکر ہے، اس لیے کہ سموات جنس کا نام ہے جس پر یہ کلام الٰہی دلالت کرتا ہے "وسع کرسیہ السموات والارض" (اس کی کرسی زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہے)

اس قسم کی بہت سی آیات و احادیث ہیں کہ جب کوئی غور کرنے والا غور کرے گا تو یہ اسے ہمارے قول کی صحت تک رہبری کریں گی کہ جو چیز برہان سے ثابت ہے وہ کلام الٰہی و کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی منصوص ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارواح شہدا سبز پرندے ہیں جو جنت کے میووں میں لٹکے ہیں یہ محال و ناممکن ہے جس کا کوئی مسلمان خیال بھی نہیں کر سکتا، کہ ارواح شہدا تو جنت میں سبز پرندے ہوں اور ارواح انبیا غیر جنت میں ہوں جبکہ وہ ہر فضیلت کے سب سے زیادہ مستحق بھی ہوں اور جنت سے افضل کوئی مکان بھی نہ ہو!

صفوان بن یعلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے ایک دریا کو جہنم کے پردے گھیرے ہوئے ہیں۔

کعب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ بحر مسجو ربھرتا ہے تو جہنم ہو جاتا ہے۔

بشر بن سعاف سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم جمعے کے روز عبد اللہ بن سلام کے ساتھ مسجد میں تھے تو انھوں نے کہا کہ جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں اور بہت سا کلام بیان کیا۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب نے ایک یہودی سے کہا کہ جہنم کہاں ہے۔ اس نے کہا سمندر میں۔ علی بن ابی طالب نے کہا کہ میں تو اس کو سچا ہی سمجھتا ہوں۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ اس روز (یعنی قیامت میں) تمام زمین جہنم ہو گی۔ جنت اس کے پیچھے ہو گی۔ اور اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایے میں ہوں گے۔ ۸۳

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار" (نہ آفتاب کے لیے مناسب ہے کہ وہ ماہتاب کو پالے اور نہ رات دن سے آگے بڑھنے والی ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ شمس قمر سے سست رفتار ہے۔ اسی طرح رصد سے برہان بھی قائم ہے۔ کہ آفتاب آسمان کو ایک سال میں طے کرتا ہے اور قمر اسے اٹھائیس دن میں طے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی تصریح فرمائی کہ رات دن سے نہیں بڑھتی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس سے فلک کلی کی حرکت ثانیہ کا حکم ظاہر فرمایا۔ یہ وہ حرکت ہے جو ایک شبانہ روز کی گردش میں پوری ہوتی ہے اور اس میں جملہ سیارات اور شمس و قمر و نجوم مساوی ہیں۔

ارشاد ہے "فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب" (پھر اہل جنت و دوزخ کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور اس کی ظاہری جانب میں عذاب ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ "لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة" (ارواح کفار کے لیے جنت کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی) لہٰذا ثابت ہوا کہ جس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے وہی جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ گرمی کی شدت جہنم کے شعلے سے ہوتی ہے۔ اس کی دو سانسیں ہیں۔ ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ ہم جو سخت سردی یا سخت گرمی محسوس کرتے ہیں یہ اسی کی ہوتی ہے۔ ہماری آگ جہنم کی آگ سے ننانوے درجے سرد ہے ہم آسمانی برق کا ایسا ہی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جلانے اور ایذا پہنچانے میں ایک لمحے میں وہ اس مقدار کو پہنچ جاتی ہے کہ ہماری آگ زمانۂ دراز میں بھی اس مقدار کو نہیں پہنچتی۔

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ سے نکلنے کے بعد جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اسے دنیا کا دہ چند ملے گا۔

یہ بھی صحیح و مسند و مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا آخرت میں ایسی ہی ہے جیسے سمندر میں ایک انگلی۔

ایک ہی نہیں، دو جنتیں

یہ محض مسافت و بُعد میں نسبت ہے نہ کہ مدت کی نسبت میں۔ اس لیے کہ آخرت کی مدت

Marfat.com

دنیا کی مدت میں کسی معین عدد کا دعویٰ

تاریخ دنیا میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ یہود دنیا کے لیے کچھ اوپر چار ہزار اور نصاریٰ پانچ ہزار برس بتاتے ہیں۔ ہم لوگ کوئی یقینی عدد نہیں بیان کرتے جو ہمارے یہاں مشہور ہو جو اس میں سات ہزار برس یا کم وبیش کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے وہ ایسی بات کا قائل ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ بھی ثابت نہیں۔ بلکہ آپ سے اس کے خلاف ثابت ہے۔

ہم دنیا کی مدت کے لیے اس امر کا یقین رکھتے ہیں کہ اس کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا؛ فرماتا ہے "اشھدتھم خلق السموات والارض ولا انفسھم" (ہم نے ان کو زمین و آسمان کے پیدا کرتے وقت حاضر نہیں کیا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرتے وقت)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو امتیں تم سے پہلے گذری ہیں ان میں تم ایسے ہی ہو جیسے سیاہ بیل میں ایک سفید بال یا کالے بیل میں ایک سفید بال۔" آپ کا یہ ارشاد ثابت ہے۔ آپ جو فرمائیں گے وہ عین حق ہوگا۔ آپ باطل کے کسی جزو سے ذرا بھی چشم پوشی نہیں فرماتے تھے۔ یہ نسبت (مثال) ہے جو اس میں غور کرے گا اور اہل اسلام کے اعداد کی مقدار اور جو آباد زمین ان کے قبضے میں ہے اس کی نسبت معلوم کرے گا اور یہ جانے گا کہ وہ سب سے زیادہ ہے تو جان لے گا کہ دنیا کے (وجود) کے عدد کا شمار سوائے اللہ کے کوئی نہیں کرسکتا جو خالق ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں

Marfat.com

اور قیامت اس طرح بھیجا گیا ہوں۔ آپ نے اپنی مقدس کلمے کی اور بیچ والی انگلی ملائی۔ حالانکہ نص آگئی ہے کہ "قیامت کب آئے گی، اس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض شدت قرب مراد لیا ہے نہ کہ درمیانی انگلی کی کلمے کی انگلی سے درازی کی زیادت۔ اس لیے کہ اگر آپ اس کی زیادت مراد لیتے تو ضرور دونوں انگلیوں کے درمیان کی نسبت کی جاتی اور اس کو درمیانی انگلی کے طول سے نسبت دی جاتی اور اس سے معلوم ہو جاتا کہ قیامت کب قائم ہو گی۔ اور یہ باطل ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم لوگوں کو ہمارے پہلے لوگوں کے ساتھ نسبت دینا کہ "جیسے بیل میں بال" غلط ہو جاتا۔
معاذ اللہ۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض ۸۵
شدت قرب مراد لیا ہے۔ آپ جب سے مبعوث ہوئے ہیں کچھ اوپر چار سو برس ہوئے ہیں۔ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ عمر کی دنیا میں کتنی مقدار باقی ہے۔ اس عدد عظیم قلت وکمی کے باعث گذشتہ کے ساتھ نسبت کرنے میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ گزشتہ لوگوں میں مثل بیل میں بال یا گدھے کی ران میں مثل نشان کے ہیں۔

میں نے امیر ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن الناصر رحمۃ اللہ کا نوشتہ دیکھا ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن معاویۃ القرشی نے کہا کہ انھوں نے ہند میں دیکھا کہ انہیں (دنیا کے) بہتر[۲] ہزار برس معلوم ہوئے۔ اور محمود بن سبکتگین نے ہند میں ایک ایسا شہر پایا لوگ جس کی تاریخ چار لاکھ برس بیان کرتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک کے لیے اول و ابتدا و مبدا ہے اور نہایت و انتہا بھی ضروری ہے۔ عالم کی کوئی شے قبل سے موجود نہ تھی اللہ ہی کا حکم پہلے بھی تھا اور بعد کو بھی رہے گا۔

Marfat.com

جنت میں مادیات کا وجود

بعض نے جو اعتراضات کیے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اہل جنت کھائیں گے پییں گے، عورتوں سے ہمبستری کریں گے۔ دوشیزہ کنیزیں ہیں جو اہل جنت کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ وہاں نہ کوئی خرابی ہوتی ہے اور نہ تغیر ہوتا ہے اور نہ مزاجی کیفیت ہے حالانکہ یہ تمام اشیا موجود ہونے والی اور بگڑنے والی ہیں تو پھر یہ صورت کیسے ہو گی۔

حق الامر

اس مقام پر تین جواب ہیں۔ پہلا جواب تو ایک برہان ضروری یقینی و بدیہی اور سماعی ہے دوسرا جواب نظری (یعنی استدلالی) اور از روئے شاہدہ ہے تیسرا جواب اقناعی (یعنی قابل تسلی) ہے جو ہمارے معترض کے اصول کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

پہلا جواب تو یہ ہے۔ اور اسی پر اعتماد بھی ہے اور وہ برہان ضروری ہے کہ ہم نے اسے پہلے بیان کیا ہے کہ اللہ عز و جل نے تمام اشیا کو پیدا کیا اور بنایا۔ وہی ان اشیا کا بغیر کسی شے کے اور بغیر کسی قاعدۂ سابقہ کے موجد ہے۔ جب اس میں کوئی شک نہیں تو پھر کوئی شے، خواہ اس کا وہم کیا جا سکے، یا دریافت کی جا سکے، ایسی نہیں جو خالق کی قدرت کو دشوار ہو۔ اس لیے اس نے جس چیز کو موجود کرنا چاہا موجود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے میں کسی چیز میں فرق نہیں، خواہ وہ اس دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، جس پر براہین ضروریہ بھی قائم ہے کہ اللہ عز و جل نے آپ کو ہماری طرف مبعوث کیا۔ آپ کو اپنی جانب سے تبلیغ کا واسطہ بنایا۔ آپ کے صدق پر بھی برہان ضروری قائم ہے۔ جن باتوں کے متعلق آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہاں اکل و شرب و لباس و وطی ہے۔ یہ وہ خبر ہے جو ہمیں صادق علیہ السلام نے دی ہے جو

Marfat.com

ممکن کی حد میں داخل ہے ناممکن نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خبر دی ہے تو بدیہی طور پر ثابت ہو گیا کہ ہمیں اُس کا یقین کرنا واجب ہے۔ اور ظاہر ہو گیا کہ وہ حد کے اندر ہے۔

جوابِ ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفوس کو پیدا کیا اور اُن کے جواہر و طبائع کو ایسے طور پر ترتیب دیا کہ وہ طعام و شراب اور خوشبو اور اچھے مناظر اور پاکیزہ آوازوں اور پسندیدہ لباسوں سے اس قدر لذت حاصل کرتے ہیں جو ہمارے جوہر نفوس کے موافق ہو متغیر نہیں ہوتے۔ اس میں کوئی اعتراض نہیں اور نہ کوئی شک ہے کہ مذکورۂ بالا اشیا سے لذت حاصل کرنے والے نفوس ہی ہوتے ہیں اور جسمانی حواس جو ایسے منفذ یا گذرگاہ ہیں کہ ان لذات کو نفوس تک پہنچا دیتے ہیں اور اسی طرح تمام ناگوار چیزیں بھی۔ مگر خود جسد و جسم کو قطعاً کوئی حس نہیں ہے۔ یہی طبیعت ہمارے نفوس کی جوہر ہے کہ بغیر اس کے وجود کے نفوس کا وجود بھی ممکن نہیں۔

جب قیامت میں اللہ تعالیٰ ہمارے نفوس کو ہمارے اجساد مرکبہ کے ساتھ جمع کرے گا اور وہ ایسے ہی ہو جائیں گے جیسے پہلے تھے تو وہاں اُنھیں جزا دی جائے گی۔ اس کی لذتوں سے انھیں انعام دیا جائے گا اور وہ چیزیں انعام کی جائیں گی جن کو وہ طبائع نفوس طلب کریں گی جو ہمیشہ اسی حالت پر پائی جاتی ہیں اور اس کے سوا اُن کے لیے کوئی لذت نہیں ہوتی۔

البتہ جو کھانا وہاں ہو گا وہ آگ سے تیار کیا ہوا نہ ہو گا۔ نہ وہ آفت والا ہو گا (کہ بدہضمی یا بیماری پیدا کرے) نہ وہ فضلہ و خون کی شکل میں منتقل ہونے والا ہو گا۔ نہ وہاں ذبح ہو گا۔ نہ تکالیف۔ نہ موت۔ نہ تغیر و فساد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یصدعون عنھا ولا ینزفون (نہ ان نعمتوں سے انھیں روکا جائے گا اور نہ انھیں

Marfat.com

٨٦ نشہ ہو گا) لباس بھی بنے ہوئے نہ ہوں گے۔ نہ فنا ہوں گے نہ متغیر ہوں گے۔ نہ پرانے ہوں گے۔ اجسام میں نہ تو گندلاپن ہو گا نہ کوئی خلط نہ خون اور نہ نجاست۔ ان نفوس میں بھی نہ تو کوئی بری خصلت ہو گی، نہ کینہ، نہ حسد نہ حرص۔ ارشاد ہے "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا" (ہم ان کے دلوں کا کینہ نکال کر بھائی بھائی بنا دیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے متعلق خبر دی جو دوزخ سے نکالے جائیں گے کہ ان لوگوں کو جنت کے دروازے پر ایک نہر میں ڈالا جائے گا تب وہ صاف و پاکیزہ ہو جائیں گے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ تنقیہ و صفائی کے بعد اُس وقت وہ جنت میں جائیں گے لہذا ثابت ہو گیا کہ وہاں ان اشیا اور عطیات کی لذت جیسا وجود نفس کا اُن اشیا کے لیے ہو گا اُس اختلاف کے مطابق ہو گی اور اُن سے لذت حاصل کرنے کی انواع کے تغایر کے اعتبار سے ہو گا۔ ہمیں معنی و مراد سمجھانے کے لیے ان پر چند نام لائے گئے ہیں۔ حالانکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنت میں وہ کوئی چیز نہیں جو دنیا میں ہے سوائے ناموں کے۔ یہ نہایت صحیح سند کی روایت ہے اور یہ حدیث وکیع کے قطعہ مشہورہ میں پہلی حدیث ہے۔

لذت نفس جنت میں

وطی (مجامعت) وہاں بھی اُسی طرح ہو گی جس طرح ہمارے یہاں ہے۔ نہ اس میں کوئی دشواری ہے اور نہ کوئی محال۔ یہ تو محض نفس کا بعض ایسے حصہ جسد سے جو اس کے ساتھ ہے دوسرے جسد میں داخل کر کے لذت اٹھانا ہے۔

جوابِ ثالث اتنا ہی ہے اور وہ اُن کے اصول کے موافق ہے حالانکہ ہم خود اُس پر اعتماد نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ قدمائے ہند نے اپنے کلام میں جو افلاک و بروج و وجوہ مطالع کے بارے میں ہے

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ بروج کے چہروں میں سے ہر چہرے کے ساتھ صورتیں ہیں جن کی ان لوگوں نے تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ عالم ادنیٰ (دنیا) میں کوئی صورت ایسی نہیں ہے جو عالم اعلیٰ (بالا) میں نہ ہو۔

یہ ان لوگوں کا تسلیم کر لینا ہے کہ وہاں بھی لباس وطعام و شراب ووطی اور نہر و درخت وغیرہ ہیں۔

نصرانی سے مناظرہ

ایک نصرانی نے جو قرطبہ کے نصاریٰ کا قاضی تھا ایک روز اسی مسئلے میں مجھ سے بحث کی۔ وہ بارہا میری مجلس میں آیا کرتا تھا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ کیا تمھارے یہاں انجیل میں یہ نہیں ہے کہ یوم فصح کی شام کو جب مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا اسی شب کو وہ ان کے دعوے کے مطابق گرفتار کر لیے گئے۔ مسیح نے شاگردوں کو شراب کا پیالہ پلایا اور کہا کہ میں اسے تمھارے ساتھ کبھی نہ پیوں گا یہانتک کہ تم اسے ملکوت میں اللہ تعالیٰ کے داہنی جانب میرے ساتھ پیو گے۔

ایک فقیر مسمی عاذار کے قصے میں بیان کیا ہے کہ وہ ایک امیر کے دروازے پر پڑا ہوا تھا اور اس کے زخموں کو کتے چاٹ رہے تھے اس امیر نے اس فقیر کو جنت میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم کے آغوش میں لیٹا ہوا ہے۔ امیر نے جو دوزخ میں تھا انھیں پکار کے کہا اے باپ اے ابراہیم عاذار کے ہمراہ میرے پاس تھوڑا سا پانی بھیج دیجیے کہ اس سے میری زبان تر ہو۔

یہ اس امر کی تصریح ہے کہ جنت میں پانی بھی ہے اور شراب بھی۔

وہ نصرانی خاموش اور لاجواب ہو گیا۔ جو توریت یہود کے ہاتھوں میں ہے اس میں تو آخرت کی نعمت کا اور جزا بعد موت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔

بالکل اسی کے برابر ہمارا جواب اہل دوزخ کے کھانے پینے کے بارے میں بھی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

Marfat.com

۸۷ **طبقات ارض** زمین کے بھی سات طبقے ہیں جو ایک دوسرے پر تہ بتہ منطبق ہیں اس لیے کہ ہمارے خالق نے ہمیں اس کے متعلق خبر دی ہے۔ اس خبر سے پہلے بھی یہ امر ممتنع یا محال کی حد میں نہ تھا بلکہ ممکن کی حد میں تھا۔

ایک قوم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کیا ہے "یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات" (جس روز زمین ایک دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی۔ اس کے داہنے ہاتھ میں تہ کیے ہوں گے)۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وفتحت السماء فکانت ابوابا" (اور آسمان کھول دیے جائیں گے پھر دروازے ہو جائیں گے)۔

آخر میں کیا ہوگا ارشاد ہے "یوم تکون السماء کالمھل وتکون الجبال کالعھن" (جس روز آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے)۔

فرمایا ہے "وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ یومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ والملک علی ارجائھا" (اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پھر دونوں ایک ہی مرتبہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ اسی روز قیامت واقع ہوگی اور آسمان پھٹ جائیں گے۔ وہ اس روز کمزور ہو جائیں گے اور سلطنت اپنے کناروں پر ہوگی)۔

ارشاد ہے "اذا السماء انشقت" (جب آسمان پھٹ جائے گا)

فرمایا ہے "واذا الارض مدت والقت ما فیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت" (اور جب زمین دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے نکال کر خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کا حکم سنے گی اور وہ اسی کے قابل ہے)۔

Marfat.com

ارشاد ہے "اذا السماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت واذا البحار فجرت" (جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب تمام دریا بہا دیے جائیں گے)۔
فرمایا ہے "اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت" (جب سورج تاریک کر دیا جائے گا اور جب ستارے گر پڑیں گے اور جب پہاڑ اڑا دیے جائیں گے)۔
فرماتا ہے "ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنا ہما" (آسمان و زمین درستی کے ساتھ ایک گول کرہ تھے ہم نے دونوں کو توڑ دیا)۔
فرماتا ہے "کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین" (جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا اس کو دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمے ہے۔ ہم ضرور یہ کرنے والے ہیں)۔
اہل جنت کے ذکر میں فرماتا ہے "خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ" (اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہے سوائے اس کے کہ جو آپ کا پروردگار چاہے۔ یہ عطا ختم ہونے والی نہ ہوگی)۔ یہ اس کا تمام کلام حق ہے۔ اس میں بعض کو چھوڑ کر بعض پر عمل کرنا جائز نہیں۔

تبدیل احوال اعدام نہیں ہے

یقیناً ثابت ہوگیا کہ تبدیل آسمان و زمین محض ان کے احوال کی تبدیل ہے نہ کہ ان کا معدوم کرنا۔ صرف شمس و قمر و نجوم و کواکب سے خالی کرنا۔ اس میں دروازے کھولنا۔ ان کا پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو جانا۔ پھٹنا اور کمزور ہونا۔ پارہ پارہ ہونا۔ ریزہ ریزہ ہونا زمین اور پہاڑوں کا دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جانا۔ جگہ سے ہٹ جانا اور دریاؤں کا بھر جانا ہوگا اس سے تمام آیات بھری پڑی ہیں۔

Marfat.com

اس سے تجاوز جائز نہیں جو صرف آیت تبدیل پر قناعت کرے گا وہ ہماری ذکر کی ہوئی آیات کی تکذیب کرے گا اور یہ اس کا کفر ہو گا جو ایسا کرے گا۔ جو سب کو جمع کرے گا وہ سب سے عظیم تر ہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام اقوال میں سچا ہے۔ اور یہ اسی کو واجب کرتا ہے جو ہم نے کہا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

بعد تکمیل

الحمد للہ کہ ہم نے مخالف اسلام تمام مذاہب پر مکمل کلام کر دیا۔ دین اسلام ہی اللہ کا دین ہے جو اس کے بندوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے جس کے سوا روئے زمین پر قیامت تک کوئی اور دین نہ ہو گا۔ اللہ کی مدد اور اس کی تائید سے اثبات اشیاء وجود اشیاء پر براہین ضروریہ واضح کر دیں۔ ان تمام کے حدوث پر بھی جواہر کے بھی اور اعراض کے بھی کہ یہ نہ ہونے کے بعد وجود میں آئیں۔ اس پر بھی کہ ان کا کوئی موجد واحد و مختار ہے جو ہمیشہ سے ہے تنہا ہے اس کے ساتھ کوئی شے نہیں، اس نے جو کچھ کیا وہ بغیر کسی علت کے کیا اور جو ترک کیا وہ بھی بغیر کسی علت کے بلکہ جیسا چاہا کیا۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ پھر تمام نبوتوں کی صحت پر۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر اور اس پر کہ آپ ہی کی ملت حق ہے اور اس کے سوا ہر ملت باطل ہے۔ اور اس پر کہ آپ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی ملت بھی آخر الملل۔ لہٰذا اب ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی تائید سے مسلمانوں کے مذاہب اور اس میں ان کے افتراق کو بیان کرنا شروع کرتے ہیں اور سب میں سے مذہب حق کو واضح کریں گے ہم اللہ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

تمت

Marfat.com

اشاریہ

ملل ونحل (ابن حزم اندلسی) جلد اول

اسماء الرجال

الف

ابجی - ۲۷۶

ابجا - ۴۳۸

ابراث - ۳۷۰

ابراہیم بن ادہمؒ - ۴۲۱ - ۵۵۲

ابراہیم بن تارح - ۲۲۴ - ۲۲۶

ابراہیم بن نظام - ۱۴۵ -

ابراہیم خلیل اللہ - ۶۷ - ۶۸ - ۱۶۰ - ۱۸۹
۲۰۵ - ۲۲۷ تا ۲۲۹
۲۳۱ - ۲۳۴ تا ۲۴۲
۲۴۴ تا ۲۴۸ - ۲۶۹
۲۷۱ - ۲۹۸ - ۲۹۹
۳۱۲ - ۳۲۱ - ۳۴۱
۳۸۷ - ۴۰۱ - ۴۳۱
۴۳۲ - ۴۳۴ تا ۴۳۶
۶۰۵ - ۶۱۵ -

ابرہہ (بادشاہ) - ۵۷۷

ابشائی بن عوینذ - ۳۲۵ - ۳۲۶

ابلیس (شیطان) ۶۵ - ۶۶ - ۱۰۳ - ۲۱۳ - ۳۶۰
۴۴۰ تا ۴۴۳ - ۵۱۱ - ۵۲۹
۵۶۴ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۹

ابن برام - ۲۷۹ -

ابن عباسؓ - ۱۱۴ - ۲۹۸ - ۲۹۷ - ۳۹۸
۵۹۳ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۱۴

ابن عمی - ۲۴۳ -

ابن ربعان بن سلیمانؑ - ۳۰۳ -

ابو الخطابؒ - ۴۸۵

ابو النہار بن ریزی بن منکار - ۳۱۹

Marfat.com

ابوبکر صدیق- ۵۶۲ تا ۵۶۴-۵۷۱-۵۸۳
ابوبکرہ- ۳۱۸
ابوثور- ۲۰۹
ابوذرؓ- ۲۹۱
ابوزکریا الخیاط- ۴۸۶
ابوسعید خدریؓ- ۶۰۷
ابوطلحہؓ- ۱۹۳
ابوعامر احمد بن عبدالملک بن شہید- ۱۹۷
ابوعبداللہ العجانی- ۴۸۶
ابوعیسیٰ الاصبہانی- ۲۰۷
ابومالک (بادشاہ خلص) ۲۴۷
ابومحمدؒ- ۱۸۰
ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الناصر (امیرالمومنین)- ۲۱۱
ابومحمد عرف محرق- ۲۰۳
ابومسلم الخراسانی- ۱۶۷
ابومسلم الخولانی- ۴۲۱، ۵۵۲
ابوملک بن جدعون- ۳۴۲
ابوہریرہؓ- ۳۹۷
ابیاساف- ۳۰۸
ابیا بن رحبعام- ۳۴۷
ابیدن بن جدعون- ۳۱۱
ابیرام- ۳۱۴
ابیو- ۴۳۱-۴۳۵
ابیوذ- ۴۳۲-۴۳۶
ابیہو- ۲۹۲-۳۰۸
اجیر- ۲۷۶

احاب بن عمری- ۳۵۳
اجار بن کرمی بن سیدائی- ۳۱۴
احاز بن یوثام- ۳۴۹-۴۳۲-۴۳۵
احزیا بن احاب- ۳۵۳-۴۳۲-۴۳۵
احزیاہو بن یہورام- ۳۴۸-۴۳۱ تا ۴۳۳
۴۳۵
احمد بن حابط- ۱۴۵-۱۴۷-۱۶۷-۱۶۸
احمد بن نانوس- ۱۶۷-۱۶۸
اخرائم بن یوسف- ۲۷۶ تا ۲۷۸- ۳۱۱
۳۱۳-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۹-۳۴۱-۳۴۲
اخیرع بن عینن- ۳۱۱
اخیعزر بن عمیشیدائی- ۳۱۱
اخیم- ۴۳۲-۴۳۶
آدم علیہ السلام- ۲۱۶-۲۱۷-۲۱۹-۲۲۱
۲۲۳-۳۶۰-۴۲۵-۴۳۰
۵۴۹-۶۰۵
ادریسؑ- ۶۸-۱۸۹-۶۰۵
اوی- ۴۳۸-
آذرباذ بن مارکسفند موبذ موبذان- ۶۹
ارام- ۴۳۱-۴۳۵-
ارد- ۲۷۶
ارسطاطالیس- ۲۲۰-۵۹۳
ارفخشاذ بن سام- ۲۲۳-۲۲۷-۴۲۶
ارمیاؑ- ۱۸۳-۳۵۰
اریع- ۴۳۸

Marfat.com

اریوس - ۹۱ - ۹۲ - ۲۰۹ - ۴۲۰ - ۵۷۸
اریوسیہ - ۴۳۴
آزور - ۴۳۲ - ۴۳۶
اسا بن ابیا - ۳۴۷ - ۳۵۷ - ۴۰۵
اسحٰقؑ - ۶۸ - ۲۲۴ - ۲۲۶ - ۲۲۸
۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۴۵ - ۲۴۷
۲۴۸ - ۲۵۰ تا ۲۵۳ - ۲۵۵
۲۶۹ - ۲۷۱ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۴۱
۴۳۱ - ۴۳۵
اسرافیلؑ - ۲۲۲
اسرائیل - ۲۵۸ تا ۲۶۱ - ۲۶۳ - ۲۸۰
۲۹۲ - ۲۹۸ - ۳۰۹ - ۳۱۴
۳۱۵
اسقلانیوس - ۶۸ - ۲۱۱
اسقف - ۵۵۴
اسمٰعیلؑ - ۶۸ - ۲۰۵ - ۲۲۴ - ۲۳۲
اسماعیل - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰
اسمٰعیل بن جعفر صادق - ۶۷
اسمٰعیل بن یوسف کاتب عرف ابن النغرالی
(یہودی) ۲۴۷ -
اسود عنسی (کذاب) - ۵۶۲ تا ۵۶۴
۵۷۴
آشنا - ۴۳۱ - ۴۳۵ - ۴۳۸ -
اشارہیں - ۲۲۸

اشبیل - ۲۷۶
اشطبین - ۴۱۹
اشعریہ - ۱۶۳ - ۱۹۷
اشعیاؑ - ۱۸۳ - ۱۸۸ - ۳۵۰ - ۴۴۵
۵۴۰
اشلا - ۴۳۸
اشموال بن یوسف اللاوی کاتب ابن
نغزوال - ۲۷۹
اشیر - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۷۵ - ۳۰۸
۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۵
اعراب - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۶۰۳
اعریفاس بن اعریفاس - ۲۷۹
افصان - ۳۲۰
اقطورہ - ۲۴۸
الباب طوکن بن ردیان بن اسرائیل -
۳۱۴
الصافان بن عزئیل - ۳۲۲ -
النفانت - ۳۰۸
الندرس بن سیمون - ۵۰۶
آل مروان - ۱۴۰
المودان - ۴۳۸
المؤید ہشام بن الحکم المستنصر - ۱۱۱ - ۱۱۲
الیاب بن حیلون - ۳۱۱
الیاخیم - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۶ - ۴۳۸ - ۴۴۸
الیاسؑ - ۱۰۵ - ۱۸۲ - ۱۹۲ - ۳۴۱

Marfat.com

۴۶۸-۳۶۰-۳۵۳-۳۵۲
۵۳۴
الیاساف بن عوئیل - ۳۱۰
الیاساف بن لائیل - ۳۰۸
الیسعؑ - ۳۵۴-۳۶۰-۱۹۲-۱۸۲
الیشبات - ۵۱۹
الیشع بن عمیہود - ۳۱۱
الیعزار - ۴۳۹-۴۳۲
الیوذ - ۴۳۶-۴۳۲
آموں - ۴۳۵-۴۳۲-۳۵۰
امام حسنؓ - ۵۶۵
امنون بن داؤدؑ - ۲۷۱
ام مسیحؑ (یوسف بن ہارون) ۱۸۴
امصیاہو بن یواش - ۳۴۸
انان - ۲۷۲-۲۶۸-۲۶۵
اندریاس - ۴۴۸-۴۴۶-۴۴۵-۴۱۹
تا ۴۵۰-۴۵۵-۴۶۲-
انس بن مالکؓ - ۴۶۵-۳۱۸-
الضات (خاندان یہود) ۲۴۳
انیس برادر ابوذر غفاریؓ - ۱۹۷
اوس - ۵۷۴
اوہ - ۳۰۷
اہرس - ۶۶-۶۵
اہل بدر - ۵۷۶
اہل بیوتات - ۲۱۳
اہوذ بن قارا - ۳۴۱
ایاس بن معاویۃ المزنی - ۶۰۲
ایثامار - ۳۰۸
ایلا بن بعشا - ۳۵۳
ایلون - ۳۴۴-۲۱۱-۲۸
ایئوش - ۴۲۵
ایوبؑ - ۱۸۳

ب

باباط - ۲۷۷-
بابک خرمی - ۶۶
بابین جلعاد - ۳۴۲-۳۱۹-
بادشاہ (صور و صیدا) - ۳۴۱
بادشاہ یہوذا - ۳۵۴
باریعام - ۲۶۳-۲۶۲-۲۲۸-۲۷۷
۳۱۰-۳۰۷-۲۸۰-۲۷۵
باطرہ شمعون - ۴۱۹ تا ۴۱۷-۳۸۴-
-۴۲۷-۴۲۵-۴۲۱
-۴۵۵-۴۵۲-۴۵۰ تا
-۴۶۹-۴۶۲-۴۶۰
-۴۸۶ تا ۴۸۱-۴۷۴
-۵۰۳-۴۹۵-۴۸۸
-۵۱۴ تا ۵۱۰-۵۰۵ تا
-۵۲۵-۵۲۰-۵۱۶
-۵۴۷-۵۴۵-۵۴۴
۵۵۵-۵۵۲-۵۵۰
۵۷۲-۵۷۰

Marfat.com

باعل صفون (بت) - ۴۰۰
باکرو - ۲۷۶
بائع - ۲۷۶
بابن شموئیل - ۳۴۴
بثنی بن جیفنہ - ۳۵۳
بخت نصر - ۲۷۸ - ۳۵۱ - ۳۵۸
بربرانیہ - ۹۲
برثلوما - ۴۱۹ - ۴۶۲
برہمن - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۷۳
- ۵۰۲
بشر بن سعاف - ۴۰۶
بشیر ناسک - ۲۰۸
بطرق - ۹۱ تا ۹۳ - ۴۵۶ - ۴۵۷
بطلیموس - ۲۲۰
بعشا بن ایلا - ۳۵۳
بلاطس - ۴۶۱ - ۵۰۸
بلس جواری - ۵۴۱
بلعام بن باعور - ۱۸۴ - ۲۳۷
بلہہ (کنیز راحیل) ۲۶۲ تا ۲۶۳ - ۲۰۵
بنیامین - ۲۲۸ - ۲۴۹ - ۲۹۲ تا ۳۴۴
۲۷۵ - ۳۰۵ - ۳۱۰ - ۳۱۱
۳۱۴ - ۳۴۱ - ۳۵۶
بنی اخزائم - ۳۰۶ - ۳۱۰
بنی اسد - ۵۶۳
بنی اسرائیل - ۶۸ - ۱۱۳ - ۱۴۳ - ۱۸۲
۱۸۴ - ۲۰۵
۲۰۹ تا ۲۱۱ - ۲۱۵ - ۲۲۹ تا ۲۳۱
۲۳۴ - ۲۴۳ - ۲۴۵ - ۲۴۹
۲۵۴ - ۲۵۶ - ۲۵۸ - ۲۶۰
۲۶۱ - ۲۷۷ - ۲۸۰ - ۲۸۶
۲۸۷ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۲
۲۹۷ - ۳۰۰ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۵ تا
۳۰۷ - ۳۰۹ - ۳۱۲ - ۳۱۵ - ۳۲۰
۳۲۴ تا ۳۲۶ - ۳۲۸ - ۳۳۳
۳۳۷ - ۳۴۰ - ۳۴۲ - ۳۴۴
۳۴۶ تا ۳۵۲ - ۳۵۴ - ۳۵۶
۳۶۰ - ۳۶۳ - ۳۶۸ - ۳۷۳
۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۲ - ۳۸۷
۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۳ - ۴۳۷
۴۳۹ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۶۴
۴۹۷ تا ۴۹۹ - ۵۵۵ - ۵۸۰
بنی اسماعیل - ۱۸۳ - ۲۰۵ - ۲۳۵ - ۲۵۶
بنی الاسکندری - ۲۸۴
بنی اہل - ۱۹۴ - ۲۱۱ -
بنی المطلب - ۵۷۶
بنی النجار - ۴۶۵
بنی بنیامین - ۳۰۲ - ۳۴۶ - ۳۴۸ - ۳۶۳
- ۳۸۳ - ۴۰۵ -
بنی تمیم - ۵۶۳
بنی دان - ۳۰۵ - ۳۱۰ تا ۳۱۲

Marfat.com

بنی روابین۔ ۳۰۴-۳۰۶-۳۰۷-۳۱۰
۳۱۴-۳۳۰-۳۳۴-۳۵۵
۳۵۹۔
بنی زبلون۔ ۳۰۵-۳۱۰-۳۱۱
بنی شمعون۔ ۳۰۵-۳۰۷
بنی عاد۔ ۳۰۶
بنی عبید۔ ۶۷
بنی عمران۔ ۳۰۳-۳۱۴
بنی عمون۔ ۳۴۲
بنی عیسو۔ ۳۰۳
بنی عیص۔ ۱۸۳
بنی فوطئیل۔ ۳۰۸
بنی قاہاث۔ ۳۱۰-۳۲۴
بنی قریظہ۔ ۱۹۴-۲۱۱
بنی قینقاع۔ ۱۹۴-۲۱۱
بنی لاوی۔ ۲۲۴-۳۰۲-۳۰۸-۳۱۴
۳۲۲-۳۵۲-۳۶۱-۳۶۲
بنی مدین عوزبن وزاب۔ ۳۴۲
بنی مراری۔ ۳۱۰-۳۲۴
بنی مواب۔ ۱۸۴-۳۰۳-۳۰۴
بنی منشا بن یوسف۔ ۳۰۴-۳۰۶-۳۳۰
۳۳۴-۳۵۵
بنی نضر۔ ۵۶۳
بنی نضیر۔ ۱۹۴-۲۱۱
بنی نفتالی۔ ۳۰۵
بنی نفر۔ ۳۱۹

بنی ہارون۔ ۳۱۰-۳۲۲-۳۴۵-۳۵۶
۳۵۹
بنی ہاشم۔ ۵۷۶
بنی یساخر۔ ۳۱۱
بنی یواب بن صوریا۔ ۳۳۷
بنی یوسفؑ۔ ۳۱۱-۳۱۳-۳۱۴
بنی یہوذا۔ ۳۰۵-۳۱۰-۳۱۲-۳۱۴
۳۲۵-۳۴۶-۳۴۸
۳۶۳-۳۸۳-۴۰۵-۴۳۶۔
بوبقانیہ۔ ۲۰۶-۴۲۴
بوذاسف۔ ۹۸۔
بوڑھی ساحرہ۔ ۴۰۱۔
بوعزبن شلومون۔ ۴۲۶-۴۳۱-۴۳۵
بولس الشمشاطی۔ ۹۱-۹۶-۱۱۶
بولس بنیامینی۔ ۳۸۴-۴۰۷-۴۱۶-۴۱۷
۴۲۱-۴۵۲-
۴۵۵-۴۵۸-۴۶۹-۴۷۲
۴۸۶-۴۹۵ تا ۵۵۰-۵۵۲
بہرام بن بہرام (بادشاہ) ۶۹-۷۰-۴۲۱
۵۵۲۔
بہرام ہماوند۔ ۲۱۳-۲۵۴۔

(ت)

تارح بن ناحور۔ ۲۲۴
تابخ۔ ۴۲۷-۴۲۸-۴۳۱-۴۳۲-

تامرت مولائے بنی مناد۔ ۳۱۹
تباشر (بادشاہ)۔ ۳۵۵
تکموذ۔ ۴۰۶
ثمامہ بن اثال الحنفی۔ ۵۶۳
تمیم بن زید بن یزید بن یعلی بن محمد العرفی۔
۳۱۹۔

ث

ثابت بن اسلم البنانی۔ ۴۶۵-۴۶۶
ثابت بن محمد الجرجانی (ملحد ۳۴
ثامار (عورت)۔ ۴۳۱
ثامارکنتہ۔ ۲۶۶-۲۶۷-۲۷۲۔
ثانیہ (فرقہ)۔ ۶۹-۱۷۱

(ج)

جابر۔ ۵۷۶
جاثلیق۔ ۵۵۴
جاودا۔ ۲۶۲-۲۶۳-۲۷۵-۳۱۰
۳۳۰-۳۳۴-۳۵۵
جالوت۔ ۲۷۹
جبرئیلؑ۔ ۱۱۴-۱۱۸-۲۵۲-۵۱۹
۵۵۰-۵۷۸
جدعون بن یواش۔ ۳۴۲-۳۵۹
جرخون۔ ۳۰۸-۳۱۰-۳۲۲-۳۲۴
جساس۔ ۴۴۰
جسمی فرقہ۔ ۳۸

جعفر بن الجلندی۔ ۵۷۳
جعفر بن سلیمان۔ ۳۱۸
جمیلیل بن قدہصور۔ ۳۱۱

(ح)

حام پسر نوحؑ۔ ۲۲۵-۲۲۷-۴۲۶
حاملہ عورتیں۔ ۱۲۶
حاموص۔ ۴۳۸
حامون۔ ۲۶۸-۲۷۲
حبرون۔ ۳۰۸-۳۰۹-۳۲۲
حبشیہ (کوشیہ)۔ ۳۳۲-۳۳۳۔
حبقوق۔ ۱۸۳-۳۷۰
حداث۔ ۳۷۰
حذیفہؓ۔ ۲۰۹
حران۔ ۶۹
حزقیا بن احاز۔ ۳۴۹-۳۵۷-۴۳۳
حسین بن بقی۔ ۴۹۷
حسین بن منصور الحلاج۔ ۱۴۲-۲۰۱-
۲۰۲-۴۸۵-۵۵۲
حصرون۔ ۲۶۸-۲۷۲-۳۰۷
حطیئۃ العبسی شاعر۔ ۵۶۳
حفیم۔ ۲۷۶
حقائی۔ ۱۹۲-۳۷۰
حکم۔ ۵۷۷-۵۷۸
حماس۔ ۲۸۴۔
حمور۔ ۲۶۲

Marfat.com

حمیر (بادشاہ)۔ ۵۷۳
حنوک۔ ۳۰۷
حنیفہ بن ابی اسعدی۔ ۳۱۸
حواریین۔ ۱۰۵-۱۱۰-۱۱۵-
۱۱۶-۴۱۶-۴۵۴
۴۵۵-۴۸۹-۵۵۰
حیرۂ عدلامی۔ ۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۷۲

(خ)

خاتون دبورا النبیۃ۔ ۳۴۲
خادمہ کاہن۔ ۵۰۴
خالد۔ ۴۳۸
خرمیہ۔ ۶۶-۶۷
خزرج۔ ۵۷۴
خنوق۔ ۴۲۵-۴۲۶
خوارج۔ ۱۹۸-۲۰۱-۵۹۳
خویز منداد مالکی۔ ۱۵۰

(د)

دابان۔ ۳۱۴
دارا بن دارا۔ ۲۰۸-۲۱۲
دان۔ ۲۶۱ تا ۲۶۳-۲۷۵
۲۱۲-۳۱۳
دانیال ۳۰۵-۳۸۳
داودؑ۔ ۱۱۴-۱۸۳-۲۵۷-۲۷۰
۲۷۷-۲۷۹-۳۰۲-۳۲۵
۳۲۶-۳۴۵-۳۴۶-۳۷۰
۳۷۷-۳۷۸-۳۸۹-۳۹۱
۴۱۸-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۴
تا ۴۳۸-۴۹۹-۵۱۹-۵۲۰
داؤدی بادشاہ۔ ۳۵۴
دائی۔ ۲۲۸
دایہ۔ ۲۶۷
دجال۔ ۲۰۱-۲۰۲-۵۰۲
دختر ابن عوف بن الحارث بن عوف
بن الحارثۃ المزنی۔ ۵۷۸۔
دختر صیہون۔ ۴۹۵
دختران لوطؑ۔ ۲۴۴
دوبان۔ ۲۲۸
دوسراق شاہ یوس۔ ۳۷۲
دہری فرقہ۔ ۱۲-۱۵-۵۴-۱۵۲-۱۵۳
-۳۷۸
دیصان۔ ۶۹-۷۲-۸۲
دیصانیہ۔ ۶۸-۷۲-۸۲
دینہ بنت یعقوبؑ۔ ۴۰۰

(ذ)

ذاذویہ فارسیؓ (قاتل اسود عنسی) ۵۶۴
ذراح (بادشاہ سودان)۔ ۴۰۵
ذکر احمد بن طیب سرخسی۔ ۲۲۰
ذکری۔ ۳۰۸
ذوالقرنین۔ ۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵
ذوالکلاع بادشاہ۔ ۵۷۳

Marfat.com

ذی ذوذ بادشاہ۔ ۵۷۳۔
ذی طلیم بادشاہ۔ ۵۷۳
ذی عسمر " ۔ ۵۷۳
ذی مراد " ۔ ۵۰۳

(ر)

راحاب (عورت)۔ ۴۳۱
راحیل دختر ابان۔ ۱۸۶-۲۵۶-۲۵۷
۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-
۲۷۵-
راعوث (عورت)۔ ۴۳۱
راعی شاعر۔ ۱۶۱
راعو۔ ۴۲۷
ربذ (بادشاہ)۔ ۲۴۸-
ربانیہ (اشغیہ فرقہ یہود) ۱۸۳- ۲۱۵-
۲۴۰-۳۳۹-۴۵۲
رحجام بن سلیمان۔ ۳۴۷-۳۵۷-۴۳۱
۴۳۵-
رحب ۲۷۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۳۱-۶۷-۶۸
۱۱۲-۱۱۸-۱۲۹-۱۴۱
۱۴۳-۱۴۵-۱۵۰-
۱۵۱-۱۶۲ تا ۱۶۷-
۱۶۹-۱۸۱-۱۸۳-۱۸۹
۱۹۵-۱۹۸-۲۰۰ تا
۲۰۲-۲۰۴ تا ۲۰۷-
۲۰۹ تا ۲۱۱-۲۱۸-۲۵۴-۲۶۱
۲۹۱-۲۹۳-۲۹۶
۳۷۰-۳۷۱-۳۷۸-۳۷۵
۳۸۶-۳۸۸ تا ۳۹۳-۳۹۵
تا ۳۹۷-۴۱۳-۴۳۰-۴۶۵
۴۶۶-۴۸۰-۴۹۳-۵۰۲
۵۲۲-۵۲۱-۵۳۵-۵۴۱
۵۵۴-۵۵۷ تا ۵۶۳-۵۶۶
تا ۵۷۳-۵۷۵-۵۷۷-۵۷۹
۵۸۱-۵۸۳ تا ۵۸۶-۵۸۸
تا ۵۹۲-۵۹۴-۵۹۹-۶۰۲
۶۰۳ تا ۶۰۷-۶۰۹ تا ۶۱۴-
۶۱۸-
رعمہ بن کوش۔ ۲۲۶
رغادہ بن کوش۔ ۲۲۶
رغو بن فلغ۔ ۳۲۳
رفقہ بنت بتوئیل بن تارخ زوجۂ اسحٰق۔ ۲۴۸
۲۵۰-۳۴۱
رکانہ بن عبد یزید۔ ۲۶۰-۲۶۱
رکدیہ بادشاہ۔ ۴۱۷
روابین ابن لیئہ۔ ۲۶۱ تا ۲۶۳
۲۷۸-۳۰۶ ۳۱۵-
روافض۔ ۱۹۸-۲۵۲-۲۵۴-۴۰۸
۴۲۱-۵۵۷-۵۶۰-۵۶۱-
۵۶۴ تا ۵۶۶-

Marfat.com

روبائیل۔ ۴۳۲-۴۳۶-
روث العمونیہ۔ ۲۲۵
روح القدس۔ ۹۱-۹۲-۹۴-۹۵-۹۶-
۱۰۱ تا ۱۰۳-۱۰۵-۱۰۶-
۳۷۶-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۴
۴۴۵-۴۹۹-۵۲۶-۵۳۰
روش۔ ۲۷۶
روفس بن سیمون۔ ۵۰۶-
(ز)
زابلون ۲۲۸-۲۶۲-۲۶۴ تا ۲۶۴-۲۷۵-۳۱۵
زارح۔ ۲۶۷-۲۶۸-۲۷۲-۳۱۰-
۴۳۲-۴۳۵-
زخریا بن یاربعام یواش۔ ۳۵۴-
زر بائیل بن صلتائیل۔ ۲۷۹-
زربائیل بن صیلثان بن صدقیا (بادشاہ) ۳۸۲
۳۸۳-۴۳۸
زردشت۔ ۶۶-۶۸-۷۰-۸۰-۱۸۹
۲۰۶-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۱-
زکریاؑ۔ ۶۶-۱۷۶-۱۸۳-۲۳۹
۳۳۰ تا ۳۳۲-۳۴۸-۳۸۳
زکریا کاہن۔ ۵۱۹
زلفہ (کنیز لیئہ) ۲۶۲-۲۶۳-۲۷۵
زمران۔ ۲۴۸
زمری۔ ۳۵۳-۴۰۲
زندیق۔ ۲۲۵-
زویلہ بن کوش۔ ۲۲۶
زہیر (شاعر) ۵۶۴
زیزن۔ ۲۴۸
(س)
ساخار۔ ۲۲۸-۲۶۲-۲۷۵-
سارح بنت اشر۔ ۲۲۴-
سارہؑ۔ ۲۳۷-۲۴۰-~~۲۴۱-۲۴۲~~
سام بن نوحؑ۔ ۲۲۳-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷
سامری۔ ۱۱۴-۲۹۶-۲۹۷-
سامریہ (فرقہ یہود) ۱۸۲-۱۹۳-۲۱۵
۳۵۵-۴۶۲
سبائیہ۔ ۴۸۵
سبدی۔ ۴۹۴-۵۱۲
ستری۔ ۳۰۸
سجاح۔ ۵۶۳-۵۶۴-۵۷۴
سدوث۔ ۳۴۲
سراقہ۔ ۵۷۷
سروغ بن رعو۔ ۲۲۳
سعید بن المسیبؒ۔ ۲۰۹-۶۰۶
سعید بن جبیر۔ ۶۰۲-۶۰۳
سفتخا بن کوش۔ ۲۲۶
سفیانی۔ ۲۵۴
سکندر۔ ۲۰۸-۲۱۲
سلام (ترجمان)۔ ۲۲۰
سلیمانؑ۔ ۱۱۴-۱۵۰-۱۸۳-۲۵۷
۲۶۹-۲۷۰-۲۷۷-۳۳۷

Marfat.com

۳۴۶-۳۴۷-۳۵۱-۳۵۲
۳۵۶-۳۵۷-۳۶۲-۳۶۳
۳۶۷-۳۷۰-۳۷۲-۳۷۸
تا ۳۸۰-۳۸۳-۳۹۱-۴۰۲
۴۰۳-۴۱۸-۴۳۹-۴۴۵
تا ۴۴۸-
سلیمان الاعسر (بادشاہ موصل)۔ ۳۴۹
-۳۵۵
سلیمان بن خلف الباجی - ۱۹۳
سمعان بن غاث (خاندان اشار)۔ ۳۴۱
سموال- ۱۹۲
سنت الجماعت- ۵۸۶
سند بن زعمہ- ۲۲۶
سوفسطائیہ- ۹-۱۱-۱۵۲
سیاوش بن کیکاؤس- ۲۱۲
سیمون الیقروانی- ۵۰۶

(ش)

شادل بن الکنعانیہ- ۳۰۷
شاروع- ۴۲۷
شالح بن ارفخشاذ- ۲۲۳-۲۲۶-۴۲۷-۴
شادل بن قیس بن ایل بن شارون- ۳۳۷
-۳۴۵-۳۴۶-۴۰۱
شاہان روم- ۹۱
شاہ انطاکیوس- ۳۵۹
شاہ بابل- ۳۵۰
شاہ بطلیموس- ۳۶۰-۴۲۴-۴۲۹

شاہ جرم- ۲۱۳
شاہ سحوج- ۳۳۴
شاہ عوج- ۳۳۴
شاہ مصر- ۳۵۰-۳۵۱-۳۵۸
شبیب بن البرصاء (شاعر)- ۵۷۸
شعیبؑ- ۶۸-۳۷۰
شکیم بن حمور- ۲۶۲-۴۰۰
شلمون- ۴۳۱-۴۳۵-۴۳۶
شلوم بن ناصس (نفتالی)- ۳۵۵
شلومون- ۳۲۶-
شلوئیل بن صوریشیدائی- ۳۰۸
شمائی- ۵۷۰
شمسون الدانی- ۳۳۷
شمشون بن مانوح- ۳۴۴
شمعونؑ- ۱۱۰-۱۸۳-۳۱۵-۴۰۰
شمعون- ۲۲۸-۲۶۲-۲۶۳-
۲۷۵-۲۸۰-۳۰۸-
۳۱۰-۳۶۲
شمعون القیروانی- ۵۰۶
شمعون بن یوحنا- ۵۰۰
شمعی- ۳۰۸-۳۲۲
شموئیل (شمئوال) بن قنان [illegible] ۳۳۵
-۴۱۰
شوحا- ۲۴۸
شوع کنعانی- ۲۶۵-۲۶۶-۲۷۲ تا ۲۷۴
شہر بن نارام (بادشاہ) ۵۰۳

Marfat.com

شیبان الراعی - ۴۲۱-۵۵۲
شیث ۴۲۵
شیعہ امامیہ - ۴۰۸-۴۸۶
شیلہ - ۲۶۵ تا ۲۶۸-۲۷۲-۲۷۴
۳۱۰

(ص)

صابی - ۲۷-۶۸-۷۲-۸۴-
۱۲۵-۱۸۲-۱۸۹-۲۱۱
۲۱۲-۲۵۴-۳۷۰-۵۵۳
۵۹۶
صادوق - ۴۳۲-۴۳۶
صافان - ۳۰۸-۳۰۹-۳۱۴-
صالح - ۶۸-۳۷۰
صبان بن کوش - ۲۲۶
صدقیا بن یوشیا - ۲۷۹
صدوقیہ (فرقہ یہود) ۱۸۳
صفوان بن یعلی - ۶۰۶
صفینا - ۳۷۰
صلقیل - ۴۳۲-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۸
صلفحا بن حافر بن جلعاد بن منشا بن یوسف -
-۳۱۳
صمہ (عورت) - ۲۲۲
صندلغون (فرشتہ) - ۲۰۶-۴۱۱-
صوخر ۳۰۷
صوریئیل بن ابیحائیل - ۳۰۹
صیہون - ۳۷۶

(ض)

ضحاک بن مزاحم - ۵۹۰
ضرار بن عمرو - ۲۰۱

ط

طالوت - ۳۴۵-۴۰۱
طفیل بن عمر الدوسی - ۵۷۶
طلحہ - ۵۶۳-۵۶۴-۵۷۴
طوما - ۴۱۹-۴۶۲-۵۱۲-۵۱۴

(ع)

عابر بن شالح - ۲۲۳-۲۲۷-۴
عادمون - ۲۱۱
عادہ (عورت) ۲۲۲
عاف - ۲۲۸
عاذابر (فقیر) ۶۱۵
عازار - ۳۰۸-۳۱۰-۳۲۲-۳۲۳
-۳۴۰
عاصم ۵۵۹
عاطمی - ۶۸-
عالی - ۴۴۰
عامر بن الطفیل - ۵۷۴
عاموص - ۱۸۳-۳۴۹-۳۷۰
عائشہ ۴۶۵-۴۶۶
عبادون - ۱۸۷

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن الحکم بن ہشام بن ۔
عبدالرحمٰن بن معاویہ ۔ ۳۱۸
عبداللہ بن خلف بن مروان انصاری ۔ ۴
عبداللہ بن سبا عرف ابن السوداء الیہودی الحمیری ۔ ۴۰۸ ۔ ۴۸۶ ۔
عبداللہ بن سلامؓ ۔ ۳۸۵ ۔ ۳۸۸ ۔ ۶۰۶
عبداللہ بن صوریا ۔ ۳۸۵ ۔ ۳۸۸
عبداللہ بن عبداللہ بن شنیف (ملحد) ۔ ۳۷
عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ۳۹۷ ۔
عبداللہ بن مبارک ۔ ۵۵۲
عبداللہ بن محمد سلمی کاتب ۔ ۴
عبداللہ بن مسعودؓ ۵۵۷ ۔ ۵۵۹ ۶۰۶
عبدالواحد بن یزید الاسکندری ۔ ۲۸۴
عبدون بن ہلال ۔ ۳۱۹ ۔ ۳۴۴ ۔
عثلیاہو بنت عمری ۔ ۳۴۸
عثمان بن عفانؓ ۔ ۱۹۶ ۔ ۵۵۷ ۔ ۵۵۹ ۔ ۵۶۰ ۔ ۵۶۴ ۔
عثنیال بن قنزاین برادر کالب بن یفنہ بن یہوذا ۔ ۳۴۱ ۔
عمار بن کرمی بن شنذان بن شیلہ بن یہوذا بن یعقوبؑ ۔ ۳۷۲ ۔
عدوا ۔ ۳۷۰
عزرا ہارونی وراق ۔ ۲۱۶ ۔ ۳۲۲ ۔ ۳۴۰ ۔ ۳۵۸ ۔ ۳۶۰ ۔ ۳۸۲ ۔ ۴۲۴
عزیاہو بنت امصیاہو ۔ ۳۴۹ ۔
عزیرؑ ۔ ۱۸۳
عزرئیل ۔ ۳۰۸ ۔ ۳۰۹ ۔ ۳۲۲
عغلون ۔ ۲۴۱ ۔
علیؓ ۔ ۱۴۰ ۔ ۲۰۹ ۔ ۲۵۲ ۔ ۴۰۸ ۔ ۴۸۵ ۔ ۴۸۶ ۔ ۵۶۱ ۔ ۵۶۵ ۔ ۵۶۶ ۔ ۵۶۷ ۔ ۶۰۶ ۔
علی بن الفضل الجندی ۔ ۴۸۶
علی النجار ۔ ۴۸۶
علی بن عبداللہ بن عباس ۔ ۳۱۸
عمرؓ ۔ ۱۹۶ ۔ ۳۹۸ ۔ ۴۶۶ ۔ ۵۶۴ ۔ ۵۶۱ ۔ ۵۶۲ ۔ ۵۸۳ ۔
عمرام ۔ ۳۰۸ ۔ ۳۰۹ ۔ ۳۲۲ ۔
عمران بن حصین ۔ ۲۰۲
عمران بن فاہت ۔ ۲۲۴ ۔ ۳۳۸
عمران بن قاحاث ۔ ۲۳۰ ۔ ۲۳۱ ۔ ۲۷۰ ۔ ۲۸۹ ۔ ۲۹۰
عمر بن عبدالملک ۔ ۳۱۸
عمری ۔ ۳۵۳
عموئین ۔ ۲۴۳ ۔ ۲۵۵
عمیناداب بن ارام ۔ ۳۱۴ ۔ ۴۳۱ ۔ ۴۳۵ ۔
عنانیہ ۔ ۱۸۳ ۔ ۲۱۵ ۔ ۳۳۹ ۔ ۴۲۵

Marfat.com

عنسی کذاب - ۲۰۰
عوبدیا - ۳۷۰
عونیذ بن بوعز بن روث الموئبیہ - ۳۲۶
عیر - ۴۳۱-۴۳۵
۲۶۵-۲۷۲
عیسیٰ مسیحؑ - ۷۰-۸۰-۹۱ تا ۹۳
۹۶-۱۰۰ تا ۱۱۱-۱۱۳
۱۱۵ تا ۱۱۹-۱۴۳-۱۶۰
۱۸۳-۱۸۹-۱۹۲
۱۹۳-۲۰۵-۲۰۶
۲۰۸-۲۱۰-۲۵۴
۳۸۳-۳۸۴
۳۸۶-۳۹۵-۴۰۷
۴۱۵-۴۱۶-۴۱۹
۴۲۲-۴۲۹-۴۳۲
۴۳۴ تا ۴۳۶-۴۴۰ تا ۴۴۳
۴۴۴ تا ۴۵۹-۴۶۱
تا ۴۶۴-۴۶۶ تا ۵۲۲
۵۲۴ تا ۵۴۳-۵۴۵
تا ۵۵۲-۵۵۵-۵۶۸
۵۷۵-۵۷۸-۵۷۹
۵۸۱-۶۰۵-۶۱۵-
عیصا (عیسو) - ۲۲۸-۲۴۵-۲۴۹
تا ۲۵۳-۲۵۵-۲۵۶
۲۶۴-۳۰۳-۳۸۰-۴۲۵
عیسویہ (فرقہ ابو عیسیٰ اصبہانی یہودی) ۱۸۳
۲۱۵-۳۳۹-۴۳۴

(غ)
غالی کفار - ۲۰۷-۲۰۸
غورث بن الحارث - ۵۸۴

(ف)
فارص - ۲۶۷-۲۶۸-۲۷۲-۳۱۰
-۴۳۱
فارقلیط - ۲۰۶
فالغ بن عامر ۳۲۳
فاہت بن لاوی - ۲۲۴
فجیعیل بن عکران - ۳۱۱
فرصوم - ۳۲۲ -
فرعون - ۲۰۱-۲۳۱-۲۴۷
۲۷۳-۲۸۰ تا ۱۸۳
۲۸۵ تا ۲۸۸-۳۰۵
۳۲۱-۳۳۸-۳۸۸
۴۰۰-۴۰۲-۴۵۲
فلو - ۳۰۷
فلیش - ۴۱۹-۴۵۵-۴۶۲
فوحا بن حام - ۲۲۶
فیخاس بن العزار بن ہارون - ۳۴۰-۳۴۱-۴۰۲-
فیخاص - ۳۰۸
فیروز فارسیؓ (قاتل اسود عنسی کذاب) ۵۴۴

(ق)
قابیل بن آدمؑ - ۲۲۲
قاہاث بن لاوی - ۲۳۰-۲۸۹-۲۹۰-۳۰۹

قاضی۔ ۱۱۲
قتادہ۔ ۲۰۹-۴۶۵-۴۶۶
قدامہ بن جعفر۔ ۲۲۰
قدماء ملحدین۔ ۶۲
قرامطہ ۲۷-۱۹۷-۵۵۴-
قرصام۔ ۴۳۸
قریش۔ ۱۱۲-۵۶۷-۵۷۷
قسطنطین اول۔ ۹۱-۴۲۰-۵۷۵-۵۷۸-۵۸۰-
قیس (کاہن)۔ ۹۱-۵۲۸-
قورح۔ ۳۰۸-۳۱۴-۳۲۲
قوبال بن شموئیل۔ ۳۴۴
قہات۔ ۳۰۸-۳۲۲
قیطوش۔ ۱۰۲
قبقاس کاہن۔ ۱۱۰
قینان۔ ۴۲۵-۴۲۶

(ک)
اکالب بن یفنۃ ایہوذانی۔ ۳۲۵-۳۲۳
کاہن اکبر ہارونی۔ ۲۰۹-۳۴۴-۳۵۱
۳۵۲-۳۶۲-۳۶۳-۴۳۷
کردانی۔ ۲۳۵
کرمی۔ ۲۰۷
کعب احبار۔ ۳۹۸-۵۸۹-۶۰۶
کلاب (قبیلہ)۔ ۲۰۷-
کلوباش۔ ۵۲۸
کنعان بن حام۔ ۴۲۶

(گ)
گودرز (بادشاہ کرمان)۔ ۳۲۰

(ل)
لابان بتوال۔ ۲۵۶تا۲۵۸-۲۶۳
۲۶۴-۲۷۵-
لابان بن ناحور بن مالک۔ ۲۵۵
لامخ۔ ۴۲۶
لاوی بن یعقوبؑ۔ ۲۲۴-۲۲۸-
۲۳۱-۲۶۲-۲۶۳-
۲۷۵-۲۸۰-۳۰۹
۳۱۰-۳۱۵-۴۳۸-
لبنی۔ ۳۰۸-۳۲۲
لخم (قبیلہ عرب)۔ ۳۸۱
لوطؑ۔ ۱۹۲-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۶
۲۵۶-۴۲۱-
لوقا طبیب انطاکی (شاگرد پولس ملاحظہ)
[illegible]-۳۸۴-۴۰۰-۴۲۱
۴۳۸-۴۴۰-۴۴۴
۴۴۸-۴۵۸-۴۶۱
۴۶۹-۴۷۲-۴۷۶
۴۹۸-۵۰۰-۵۰۲-
۵۰۵-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰
۵۱۴-۵۱۹-۵۲۱-
لیا (لیئہ) ۱۸۹-۲۵۶-۲۵۷
۲۶۲تا۲۶۴-۲۷۵

Marfat.com

(م)

ماثان ۔ ۴۳۶ - ۴۳۸ - ۴۳۹
ماحوم ۔ ۳۷۰ - ۴۳۸
مارقس الہارونی (شاگرد شمعون باطرہ)
۳۸۴ - ۴۱۶ تا ۴۱۸ -
۴۲۱ - ۴۴۶ - ۴۴۸ - ۴۴۹
۴۵۸ - ۴۶۹ - ۴۸۶ - ۴۸۸ - ۴۹۰
۴۹۶ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۷ - ۵۰۸
۵۱۰ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۵۲
مارقہ ۔ ۱۱۸
مالک بن متوشائیل بن محویائیل بن عیراد
بن حنوک بن قاین ۔ ۲۲۳ - ۲۲۴ -
مالک بن نویرہ ۔ ۵۶۴
مامون ۔ ۱۴۰ - ۳۱۸ -
مانی ۔ ۶۹ - ۷۰ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۷
۸۰ تا ۸۲ - ۴۲۱ - ۴۲۲
۵۰۳ - ۵۵۲ -
مانیہ ۔ ۶۸ - ۷۳ - ۷۷ - ۸۲ - ۱۳۰ -
۱۷۳ - ۱۸۹ - ۲۰۸ - ۳۷۰ -
۴۲۱ - ۵۵۲ تا ۵۵۴ -
ماہات ۔ ۴۳۸ -
متاثیا ۔ ۴۳۸ -
متاع ۔ ۴۳۸
متکلمین ۔ ۹ - ۴۸ - ۶۵ - ۷۹ - ۶۹
۸۰ - ۱۱۴ - ۲۰۱ -

متنیا بن یوشیا ۔ ۳۵۱ ۔
متوشالح بن حنوک بن یارد ۔ ۲۲۴ - ۲۲۵
۴۲۶ -
متی اللاوانی (شاگرد مسیح) - ۱۱۹ - ۳۸۴
۴۱۶ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۱
۴۳۳ تا ۴۳۶ - ۴۳۸
تا ۴۴۰
۴۴۵ - ۴۴۸ تا ۴۵۲
۴۵۸ - ۴۶۱ - ۴۷۱ - ۴۷۴
۴۷۵ - ۴۸۵ - ۴۸۶
۴۸۸ - ۴۹۰ - ۴۹۱ -
۴۹۶ - ۵۰۴ - ۵۰۵ -
۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۱۳ -
۵۱۴ - ۵۳۴ - ۵۵۵ -
مجوس ۔ ۶۵ - ۶۶ - ۶۸ - ۷۲ - ۸۴
۹۱ - ۱۲۵ - ۱۸۲ - ۱۸۹
۲۰۷ تا ۲۰۹ - ۲۱۱ تا ۲۱۳ -
۲۵۴ - ۳۷۰ -
محیا بن میاخیم ۔ ۳۵۵ ۔
محمد بن الحسن بن فورک الاصبہانی ۔ ۱۶۳ ۔
محمد بن زکریا رازیؒ ۔ ۴ - ۶۶
محمد بن عبداللہ کاتب ۔ ۲۰۳
محمد بن عبدالرحمن بن عقبہؒ ۳۷
محمد بن علی بن حسین اصبحی طبیب ۔ ۴
محمد بن عیسی ۔ ۱۸۳

Marfat.com

محمود بن سبکتگین شاہ خراسان۔ ۱۶۳-۶۱۱

مختار بن ابی عبید۔ ۴۸۶

مدان۔ ۲۴۸

مدین بن ابراہیم۔ ۳۳۳

مراری۔ ۳۰۸

مراش کنعانی ۲۴۲

مرزوق بن الشکر بن الثغری۔ ۴۱۳

مرعقیبا۔ ۵۷۰

مریمؑ۔ ۹۱ تا ۹۳-۹۶-۹۹-۱۰۲-۱۰۳
۳۱۴-۳۳۱ تا ۳۳۴
۴۷۷ تا ۴۷۹-۵۰۸-۵۱۹
تا ۵۲۴-۵۴۹-

مریم بنت عمران۔ ۲۲۴

مریم مجدلانیہ۔ ۱۱۰-۱۱۷-۱۱۸-۵۰۸
۵۱۰-

مریم والدہ یعقوب وشلوما۔ ۵۱۰-۵۱۵
۵۲۵-

مرزوقیہ۔ ۷۲

مزدک۔ ۶۶

مرقونیہ۔ ۶۸-۸۲-۸۴-۲۰۸-

مستان۔ ۴۳۲-

مسلمہ بن حبیب الحنفی۔ ۱۹۶-

مسلیمہ کذاب۔ ۵۶۲ تا ۵۶۴-۵۷۴

مسیحا۔ ۳۷۰-

شتگلین ۱۰

مصداق۔ ۴۳۸

مصرائم بن حام۔ ۲۲۶

معبد بن ہلال۔ ۴۲۵-۴۶۶-

معتزلہ۔ ۱۷۳-۱۹۷-۳۱۹-

معتصم باللہ خلیفہ عباسی۔ ۶۶

معمودیہ۔ ۱۸۴

مغیرہ بن سعید۔ ۲۰۷

مغیرہ بن شعبہ۔ ۲۰۱-۵۰۲-

مفتاح بن ملفاذ۔ ۲۷۷-

مغیم۔ ۲۷۶

مقاتل بن سلیمان۔ ۵۹۰

مقدونیوس۔ ۹۱-۹۲

مقدونیہ۔ ۲۰۶-۴۳۴

ملاخی۔ ۳۷۰

ملمی مورشی۔ ۲۷۹-۳۰۸-۳۰۹-۳۲۲

ملکا ایاز۔ ۴۳۹-

ملکانیہ۔ ۹۲-۹۳-۱۰۱-۱۰۳-۱۱۳
۱۱۸

ملکی۔ ۴۱۹-۴۳۸

ملکیصدق بن فالح بن عامر۔ ۲۴۱

منذر بن سادی (بادشاہ)۔ ۵۷۳

منذر بن سعید (قاضی)۔ ۶۰۰

منسی بن یوسفؑ۔ ۲۷۶-۲۷۷

منشا بن یوسف۔ ۳۱۱-۳۱۲-۳۱۶
۳۱۷-۳۱۹-۳۳۰

Marfat.com

۴۳۲-۴۳۵-۴۳۸
منسّیا بن حزقیا - ۳۴۷-۳۴۹-۳۵۰
سواب - ۲۴۳-۳۴۱
سوابین - ۲۴۳
سوید - ۶۶-۲۰۸
موتع بن قوتی ۳۴۲
موسیٰؑ - ۱۰۵-۱۱۴-۱۱۸-۱۵۰
۱۶۰-۱۸۳-۱۸۶ تا ۱۹۲
۱۹۸-۱۹۹ تا ۲۰۱ - ۲۱۹
۲۲۹ تا ۲۳۱-۲۳۳-۲۴۴
۲۵۷-۲۵۸-۲۶۰-۲۷۴
۲۷۵-۲۸۰ تا ۲۸۸-۲۹۰
تا ۲۹۲-۲۹۴ تا ۲۹۷
۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۷
تا ۳۱۰-۳۱۴-۳۲۱
۳۲۲-۳۲۴-۳۲۶ تا
۳۳۰-۳۳۲ تا ۳۴۰
۳۴۵-۳۵۶-۳۶۰ تا
۳۶۳-۳۶۹-۳۷۰-
۳۷۱-۳۷۳-۳۸۳-
۳۸۶-۳۹۱-۳۹۵-
۴۰۰-۴۰۱-۴۱۵-۴۱۸
۴۲۸-۴۲۹-۴۳۳-
۴۳۷-۴۵۱-۵۰۱-۵۰۲
۵۲۱-۵۶۷-۵۷۰-۵۸۰
۵۸۱-۶۰۵-
موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ - ۳۱۸
موسیٰ بن عمران بن قاہات - ۲۸۹
۵۴۹-
مہدیؑ - ۲۵۴
مہلال - ۴۴۵-
میاخیم بن خارا - ۳۵۵
میشائیل - ۳۰۸

(ن)

نابغہ شاعر - ۵۶۴
ناجح بن ملیا (دانی) ۳۵۵
ناحور بن سروغ - ۲۲۳-۴۲۷-۴۲۸
ناداب - ۲۹۲-۳۰۸
ناداب بن یربعام - ۳۵۳
نافع - ۳۰۸
نبیؐ - ۱۲۹-۱۳۵-۱۴۰-۱۴۲
۱۵۱-۱۵۸-۱۶۵-۱۷۰
۱۷۴-۱۸۳-۱۸۴-۱۹۰
۱۹۳-۱۹۹-۲۰۰ تا ۲۰۳
تا ۲۰۷-۲۲۵-۲۳۳-
۲۳۵-۲۳۹-۲۴۴-۲۴۶
۲۵۱-۲۵۷-۲۶۰-۲۶۲
۲۶۸-۲۷۲-۳۲۸-۳۳۴
۳۳۵-۳۳۶-۳۷۲-۳۸۱-

Marfat.com

نتنائیل بن صوغر۔ ۳۱۱۔ ۵۱۲
نجاشی (بادشاہ)۔ ۵۷۳
نحشون بن عمینا ذاب بن ارام بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن اسرائیل۔ ۳۱۱ تا ۳۱۴
۳۲۵۔۳۲۶۔۴۳۱۔۴۳۵
۴۳۶۔
نسطوری۔ ۹۲۔۱۰۰۔۱۰۱۔۱۰۳۔۱۱۷۔
۱۱۸۔ ۴۱۶۔
نصاریٰ۔ ۶۸۔۸۴۔۹۰۔۹۱۔۹۳۔
۹۶۔۹۷۔۹۹۔ ۱۰۷۔
۱۱۳۔۱۱۶۔۱۱۸۔ ۱۲۵۔
۱۵۲۔۱۸۲۔۱۹۲۔۱۹۸۔
۲۰۶۔۲۱۳۔۲۱۴۔۲۲۰۔
۲۲۲۔۲۳۸۔۲۵۴۔۲۸۰۔
۳۱۸۔۳۳۹۔۳۶۰۔۳۶۷۔
۳۷۰۔۳۷۴۔ تا ۳۷۷۔
۳۸۱۔۳۸۵ تا ۳۸۷۔
۳۹۳۔۳۹۴۔۳۹۶۔۴۱۱۔
۴۱۵۔۴۱۷۔۴۱۹ تا ۴۲۱۔
تا ۴۲۸۔۴۵۳۔۴۵۶۔
۴۶۹۔۴۷۳۔۴۷۵۔۴۷۸۔
تا ۴۸۰۔۴۸۵۔ ۴۹۰۔
۴۹۷۔۵۰۰۔۵۰۲۔۵۱۹۔
۵۲۰۔۵۲۱۔۵۲۵۔۵۲۷۔
۵۳۰ تا ۵۳۳۔۵۴۶۔۵۴۹۔
۵۵۲۔۵۵۳۔۵۵۵۔
۵۶۱۔۵۶۷۔۵۶۸۔۵۷۱۔
۵۷۲۔۵۷۵۔۵۷۸۔
۵۸۰۔۶۱۰۔ ۶۱۵۔
نصرانی بادشاہ۔ ۹۲
نعمان۔ ۲۷۶
نفتالی۔ ۳۱۰۔۳۱۱۔۳۱۵۔
نشابی۔ ۲۶۱ تا ۲۶۳۔ ۲۷۵۔
۳۱۰۔ ۴۴۵۔
نفتال بن یعقوب۔ ۴۰۱
نوشیروان۔ ۲۱۲۔

(و)

واثق رح۔ ۱۴۰۔ ۲۲۰۔
واربد بن جزء۔ ۵۷۴
وحیہ رضؓ۔ ۱۱۸۔۵۷۸۔
دربورانسہ۔ ۲۷۸
وصیف ترک، مولائے معتصم۔ ۳۱۸۔
وہب بن منبہ۔ ۵۸۹

(ھ)

ہابیل بن آدم ؑ۔ ۲۲۲
ہاجرہ ؑ۔ ۲۴۸
ہار۔ ۴۳۸
ہارون ؑ۔ ۱۱۳۔۲۲۴۔۲۵۰۔
۲۸۱۔۲۸۳۔۲۸۵۔
۲۸۶۔۲۹۲۔۲۹۴۔

Marfat.com

تا ۲۹۶-۲۹۸-۳۰۸ تا
۳۱۰-۳۱۴-۳۱۶-۳۲۲-
۳۲۳-۳۲۵-۳۳۲-۳۳۳-
۳۷۰-۳۹۱-۳۹۹-۴۳۱-۵۲۴
۵۶۳-۶۰۵-
ہارونی۔ ۱۸۴
ہباد۔ ۲۲۸-
ہردوس (وکیل)۔ ۴۱۹
ہردوس بن ہردوس (بادشاہ)۔ ۱۸۴
۲۷۹-۵۱۹-
ہرمس۔ ۶۸
ہشام المعتمد باللہ۔ ۳۱
ہلال۔ ۵۷۰
ہلالی (ہیلانی) ۴۲۰-۵۵۱
ہوازن۔ ۱۹۳
ہودؑ۔ ۶۸-۳۷۰-
ہوسیع بن ایلا۔ ۳۵۵
ہوشیم بن دان۔ ۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-
۳۱۴-
ہند بن رعمہ۔ ۲۲۶
ہندو۔ ۶۷-۱۲۵-۱۲۹-۵۵۳-
۵۵۴-
ہیلع بن جلعاد۔ ۳۴۲

(ی)

یاربعام بن یواش۔ ۳۵۴
یارد۔ ۴۲۵
یافث بن نوحؑ۔ ۲۲۶-۲۲۷-۴۲۶-
یاکین۔ ۳۰۷
یامین۔ ۳۰۷
یاہو بن نمشی۔ ۴۵۴
یحییٰؑ ۱۸۴-۲۳۶-۳۳۰-
۳۸۳-۴۴۴ تا ۴۵۰-
۴۷۰ تا ۴۷۳-۴۸۴-
۵۳۴ تا ۵۳۶-۶۰۵-
یخینا۔ ۴۳۲-۴۳۳-۴۳۵-
۴۳۶-
یربعام بن ناباط الافراہی۔ ۳۵۲
یزی۔ ۴۳۸-
یزیع الحائک (جولاہہ) ۲۰۷-
یژون المدیانی۔ ۳۳۳-
یساکر۔ ۲۶۳-۲۶۴-۳۱۰-۳۱۵
یشایع بنت عمینا داب خواہر نحشون ۳۰۸
یشائی۔ ۴۳۱-۴۳۵
یشبق۔ ۲۴۸
یشوع۔ ۴۳۸
یصور بن شدمیئور ۳۰۷
یصہار۔ ۳۰۸-۳۰۹-۳۱۴-۳۲۲-
یعقوبؑ۔ ۶۸-۱۸۶-۲۲۴-۲۲۶-
۲۲۸ تا ۲۳۳-۲۴۹ تا
۲۵۳-۲۵۵ تا ۲۶۴-

Marfat.com

۲۶۷ - ۲۶۹ - ۲۷۱ تا ۲۷۳
۲۷۵ تا ۲۷۸ - ۲۸۰ - ۲۸۹
۲۹۰ - ۲۹۹ - ۳۰۷ - ۳۱۶
۳۴۶ - ۳۶۴ - ۴۳۱ - ۴۳۲
۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۴۵ - ۴۷۷
یعقوب برادر یوحنا۔ ۴۱۹ - ۴۶۲
یعقوب برذعانی - ۹۳
یعقوب بن زبدی - ۴۴۶ - ۴۴۷
یعقوب بن عتبہ ۶۰۳
یعقوب بن یوسف النجار - ۳۸۴ - ۴۱۷
۴۱۹ - ۴۳۳ - ۴۳۴
۴۳۶ - ۴۳۸ - ۴۳۹
۴۶۰ - ۴۶۲ - ۴۶۸ - ۴۸۵
۴۸۶ - ۵۰۰ - ۵۴۶
۵۴۷ - ۵۵۵۔
یعقوبی - ۴۱۶
یعقوبیہ ۹۳ - ۱۰۰ - ۱۱۷ - ۱۱۸ -
۲۰۸۔
یقشان - ۲۴۸
یموئیل ۳۰۷
یواش بن اخزیاہو - ۳۴۸
یواش بن یہویاحاز - ۳۵۴
یوال - ۳۷۰
یوتام بن عزیاہو - ۳۴۹ - ۴۳۲ - ۴۳۳
یوحانندا بنت لاوی - ۱۸۷ - ۲۰۰۔
یوحنا بن سبدائی۔ (شاگرد مسیحؑ) - ۱۰۲ تا
۱۰۴ - ۱۰۷ - ۱۱۶ -
۳۸۴ - ۴۱۶ تا ۴۱۹ - ۴۲۱
۴۳۸ - ۴۴۵ تا ۴۴۷ - ۴۴۹
۴۵۱ تا ۴۵۸ - ۴۶۰ - ۴۶۲
۴۶۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۵
۴۸۶ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۵۰۰
۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۱۱ تا ۵۱۴
۵۱۸ - ۵۳۱ - ۵۳۳ تا ۵۳۶
۵۳۹ - ۵۴۱ - ۵۴۵ - ۵۴۷
۵۴۹ - ۵۵۲ - ۵۵۵۔
یوسفؑ ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۱ - ۲۳۲ -
۲۶۳ تا ۲۶۵ - ۲۶۸ - ۲۷۱
تا ۲۷۶ - ۲۸۹ - ۳۱۳ تا ۳۱۶
۳۳۰ - ۳۹۸ - ۴۰۰ - ۴۳۲
۴۳۳ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۹
۴۵۵ - ۴۷۷ - ۶۰۵۔
یوسف الحداد - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۱
یوسف الرامادی - ۵۰۸
یوسف النجار - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۵۲۰
۵۲۱ - ۵۲۴ - ۵۲۵
یوشع ۱۸۳ - ۱۸۷ - ۱۹۳ - ۳۴۰ - ۴۲۷
یوشع بن نون - ۲۷۰ - ۲۷۸ - ۳۱۰ -
۳۱۵ - ۳۲۳ - ۳۳۸
۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۷۲۔

Marfat.com

۲۷۳-۳۷۴-۴۱۸-۴۳۶
۳۷۴-۴۱۸-۴۳۷۔
یوشیا بن آموز۔ ۳۵۰-۳۵۷۔
یوشیاہو۔ ۴۳۲-۴۳۳-۴۳۵۔
یوکابد (عورت)۔ ۳۰۸
یونا۔ ۴۳۸۔
یونس ؑ۔ ۱۹۲-۴۶۱-۴۶۵-۴۶۷
یہویارع ہارون کاہن۔ ۳۲۶۔
یہود۔ ۱۰۷-۱۱۳-۱۱۹-۱۲۵-
۱۴۳-۱۸۲ تا ۱۸۴-۱۹۰-
۱۹۲ تا ۱۹۵-۱۹۸-۱۹۹-
۲۰۷-۲۰۹ تا ۲۱۱-۲۱۳ تا
۲۱۵-۲۱۹ تا ۲۲۱-۲۲۵-
۲۳۰-۲۳۳-۲۳۹-
۲۴۰-۲۵۲-۲۵۷-
۲۶۰-۲۶۸-۲۶۹-
۲۷۹-۲۸۰-۲۸۴-۲۹۱-
۲۹۳-۳۰۱-۳۰۲-۳۱۹-
۳۲۰-۳۳۶-۳۵۴-
۳۵۶-۳۶۶-۳۶۸-
تا ۳۷۲-۳۷۴ تا ۳۷۶-
۳۷۸-۳۸۰-۳۸۲-
۳۸۴ تا ۳۸۶-۳۹۱-
۳۹۲-۳۹۶-۳۹۸-
۴۰۶-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۸-۴۲۱-
۴۲۹-۴۳۲ تا ۴۳۴-
۴۵۲ تا ۴۵۴-۴۵۶-
۴۵۷-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۶-
۴۷۸-۴۸۳ تا ۴۸۶-
۴۹۹-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۹-
۵۱۹-۵۲۵-۵۲۸-۵۳۴-
۵۳۶-۵۴۰-۵۴۷-
۵۴۸-۵۵۰-۵۵۲-
۵۶۱-۵۶۷-۵۶۸-۵۷۰-
تا ۵۷۲-۵۷۶-۵۸۰-۵۸۴-
۶۰۶-۶۱۰-۶۱۵-
یہودا۔ ۲۲۸-۲۶۲-۲۶۳-
۲۶۵ تا ۲۷۵-۲۷۸-
۲۷۹-۳۰۲-۳۱۳-
۳۱۴-۳۱۵-۳۲۰-
۳۵۶-۴۳۱-۴۳۵-
۴۷۷-۴۸۴-
یہوذا لاسخریوطی (حواری مسیح ؑ) ۴۵۴-
۴۶۲-۴۹۸-
یہوذا بن یوسف۔ ۳۸۳-۴۱۷-۴۱۹-
۴۶۲-۴۶۳-۴۸۵-
۵۰۰-۵۲۵-۵۳۹-
۵۴۶-۵۵۵-
یہورام۔ ۳۱-۳۴۸-۴۳۵-
یہورام بن اخاب۔ ۳۵۳-

Marfat.com

یہوشافاط بن اسا۔ ۳۴۸، ۳۵۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۵
یہوشع بن نون الافرائمی۔ ۳۲۵۔ ۳۳۲۔
یہویاحوز بن یاہو۔ ۳۵۴
یہویاحوز بن یوشیا۔ ۳۵۱۔
یہویاقیم بن یوشیا۔ ۳۵۱۔
یہویاکین بن یہویاقیم۔ ۳۵۱۔

Marfat.com

اشاریہ

ملل ونحل (ابن حزم اندلسی) جلد اول

اسمائے کتب

(الف)

العلم الالٰہی۔ ۶۶۔ ۱۶۷۔

الافرکیس۔ ۴۱۶۔ ۴۱۸۔ ۴۷۲

انجیل۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۱۰۰۔ ۱۰۲ تا ۱۰۶۔ ۱۱۰۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۹۔ ۱۸۳۔ ۱۹۲۔ ۲۰۶۔ ۲۰۹۔ ۲۱۴۔ ۳۸۳ تا ۳۸۷۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۲ تا ۳۹۶۔ ۴۱۵۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۲ تا ۴۲۴۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۵۹۔ ۴۷۵۔ ۴۷۹۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۵۰۳۔ ۵۱۷۔ ۵۴۱۔ ۵۵۶۔ ۵۸۱۔ ۶۱۵۔

انجیل لوقا۔ ۴۱۶۔ ۴۴۱۔ ۴۴۴۔ ۴۴۷۔ ۴۵۹۔ ۴۶۴۔ ۴۶۶ تا ۴۶۸۔ ۴۷۸۔ ۴۸۷۔ ۴۹۷۔ ۵۰۴۔ ۵۰۶ تا ۵۰۸۔ ۵۱۸۔ ۵۲۰۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔

انجیل مارقس۔ ۴۱۶۔ ۴۴۶۔ ۴۶۰۔ ۴۶۴۔ ۴۷۳۔ ۴۷۷۔ ۴۸۷۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۵۰۱۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۶ تا ۵۰۸۔ ۵۱۵ تا ۵۱۷۔ ۵۲۹۔ ۵۳۴۔

Marfat.com

انجیل متی۔ ۴۱۶-۴۱۸-۴۳۱-۴۴۰
۴۴۵-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۴
۴۵۵-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۲-
۴۶۹-۴۷۲-۴۷۶-۴۸۱-
۴۸۳-۴۸۶-۴۸۸-۴۸۹
۴۹۲-۴۹۵-۴۹۷-۴۹۹-
۵۰۰-۵۰۳-۵۰۶-۵۰۸
۵۱۹-۵۲۵-۵۳۴-
۵۴۰-

انجیل یوحنا۔ ۴۱۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-
۴۵۱-۴۶۳-۴۶۷-
۴۷۸-۴۸۹-۴۹۱-۵۰۴
۵۰۶-۵۰۸-۵۱۲-۵۳۰-
۵۳۴-۵۳۶-۵۳۷-
۵۳۸ تا ۵۴۳-۵۴۴-

(ب)

باب التجزیہ۔ ۹۰۔

(ب)

تفسیر کلبی ۵۹۰-۵۹۳

توریت ۱۱۹-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۷-۱۸۸
۱۹۲-۱۹۸ تا ۲۰۰-۲۰۵-۲۰۹
۲۱۴ تا ۲۱۶-۲۱۹-۲۲۵ تا ۲۳۳
۲۴۳-۲۴۵-۲۴۷-۲۵۵
۲۶۰-۲۶۱-۲۶۴-۲۷۱-۲۷۳ تا
۲۷۶-۲۸۰-۲۸۴-۲۸۵
۲۸۸ تا ۲۹۰-۲۹۴-
۳۰۱-۳۰۶-۳۱۲ تا
۳۱۶-۳۲۱-۳۲۳-
۳۲۵-۳۲۷ تا ۳۲۹-
۳۳۳ تا ۳۳۶-۳۳۸-
تا ۳۴۱-۳۴۶-۳۴۷-
۳۵۱-۳۵۲-۳۵۵
۳۵۶-۳۵۸-۳۶۰-
تا ۳۶۲ تا ۳۶۶ تا ۳۷۳
۳۷۸-۳۸۲ تا ۳۹۱۔
۳۹۳ تا ۳۹۸-۴۰۲
۴۰۴-۴۰۷-۴۱۳-
۴۱۵-۴۱۸-۴۲۲-
تا ۴۳۰-۴۳۲-۴۳۶-
۴۵۱ تا ۴۵۵-۴۵۷
۴۹۷-۴۹۸-۵۰۱-
۵۰۲-۵۲۴-۵۴۰-
۵۴۶-۵۵۶-۵۶۷-
۵۶۸-۵۷۲-۶۱۵

توریت سامریہ۔ ۴۲۹-
توریت ستہ مشائخ۔ ۴۲۹-۴۳۰
توریت عزرا۔ ۴۲۹-۴۳۰

(ج)

جغرافیہ (کتاب)۔ ۲۲۰-

Marfat.com

(خ)
خدائے باندا (خدائی نامہ) - ۲۱۴
(ر)
رسائل قانونیہ - ۳۱۷
(ز)
زبور - ۱۰۳ - ۳۰۴ - ۳۷۷ - ۳۸۰
۴۲۲ - ۵۳۰
(س)
سادہ نامیہ (تفسیر احکام حیض) - ۴۰۲
سفیلم - ۴۰۰
(ش)
شاہیہ (شعر الاشعار) - ۳۷۹
شمعونا - ۴۰۶
(ف)
فونیث - ۳۹۰
(ق)
قرآن مجید - ۶۷ - ۶۸ - ۱۰۷ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۳
۱۱۵ - ۱۱۸ - ۱۴۰ - ۱۵۰ - ۱۵۱
۱۵۳ - ۱۵۵ تا ۱۵۷ - ۱۶۲ - ۱۶۵
۱۶۶ - ۱۸۳ - ۱۹۵ تا ۱۹۸ - ۲۰۳
۲۰۴ - ۲۰۶ - ۲۰۸ - ۲۱۰ - ۲۲۰
۲۳۶ - ۲۹۴ - ۲۹۶ - ۳۰۰ تا
۳۳۲ - ۳۴۵ - ۳۷۱ - ۳۸۵
۳۸۹ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۴ - ۳۹
۳۹۵ - ۴۱۰ - ۴۱۳ - ۴۲۶ - ۵۵۶ تا
۵۶۱ - ۵۶۳ تا ۵۶۷ - ۵۷۲

۵۰۳ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۸۳
۵۸۶ - ۵۹۳ - ۵۹۹ - ۶۰۱
(ک)
کتاب ارمیاء - ۴۲۲
کتاب اشعیاء - ۱۰۳ - ۳۸۱ - ۴۲۲ - ۴۳۰
کتاب الانفصال - ۸۸
کتاب التقریب فی حدود الکلام - ۱
کتاب الجہاد ۴۰۹
کتاب الحیوان - ۴۲۰
کتاب الذبائح - ۴۰۹
کتاب النکاح - ۴۰۹
کتاب الوحی والاعلان - ۴۱۶ - ۵۴۵
کتاب براہیا سیم - ۴۳۲ - ۴۳۷
کتاب حزقیا - ۳۸۰
کتاب زخریا - ۴۲۲
کتاب سلیمان - ۴۲۲
کتاب علم الٰہی - ۴
کتاب مجوسی - ۲۰۸ - ۲۱۳
کتاب یوشع - ۱۸۷ - ۲۷۷ - ۳۰۵ - ۳۷۲ - ۴۲۴
کتب البذی - ۵۹۰
(م)
مجامع البطارقہ والاساقفۃ الکبار - ۴۱۷
مجامع الصغار - ۴۱۷
ملاخیم - ۲۷۷ - ۴۳۲ - ۴۳۷
منطق الطیر - ۱۵۰

Marfat.com

اشاریہ

ملل ونحل (ابن حزم اندلسی) جلد اول

اسمائے اماکن

آذربائیجان۔ ۳۳۵۔

آرمینیہ۔ ۲۱۷-۲۳۵-۵۶۷

آقابیہ۔ ۴۱۶

آمد (موضع) ۲۱۷-۳۴۹-۳۵۵۔

آثینیہ (ایتھنس)۔ ۴۱۶

اجرد۔ ۵۲۹

اردن۔ ۱۸۷-۲۱۵-۲۳۵-۲۵۵-۳۰۲-۳۰۴-۳۰۶-۳۱۰-۳۱۲-۳۴۰-۳۶۰-۳۷۴-۴۰۲-۴۳۵

ارض قوس۔ ۳۲۰-۳۲۱۔

ارض مواب۔ ۳۴۸-۴۰۳

اریحا۔ ۲۷۰

ازدشیرخرہ۔ ۲۱۲

اسکندریہ۔ ۹۱

اصبہان۔ ۱۸۳

اصطخر۔ ۲۱۲

افریقہ۔ ۹۲-۲۸۸

اقراشاہی۔ ۲۶۳

الجبل۔ ۲۰۶

اندلس۔ ۳۱-۹۲-۱۸۳-۱۹۹-۲۳۵-۳۱۷-۵۶۵-۵۶۷

انطاکیہ۔ ۹۱-۳۵۹-۴۱۶-۵۴۷

اورشلیم۔ ۴۹۵-۴۹۶-۵۱۱-۵۱۴-۵۲۰-۵۲۸-۵۳۴۔

(ب)

بابل۔ ۲۲۶-۳۵۱-۴۳۲

Marfat.com

بجاۃ۔ ۴۰۵
بحر بشیرات۔ ۴۴۶
بحر شام۔ ۲۱۷۔۳۰۳۔۳۰۴۔
بحر فارس۔ ۵۶۱۔
بحر قلزم۔ ۵۶۱۔
بحر محیط۔ ۲۲۵
بحرین۔ ۵۵۹۔۵۶۱۔۵۷۳
بحیرۂ طبریہ۔ ۵۱۲
بحیرۂ سننۃ (بحیرہ مروارید)۔ ۲۳۵۔
بربر۔ ۲۰۶۔۲۳۵۔۳۱۹۔۵۶۵
برشلام۔ ۴۲۸۔۴۸۶۔۴۸۷
بصرہ۔ ۱۴۵۔۲۱۷
بغداد۔ ۲۸۴
بلاد ربیعہ۔ ۵۶۱۔۵۷۲۔۵۷۳۔
بلاد زولیہ۔ ۲۱۶۔۲۱۸۔۲۱۹۔
بلاد قضاعہ۔ ۵۶۱۔۵۷۲۔۵۷۳۔
بلاد مضر۔ ۵۶۱۔۵۷۲۔۵۷۳۔
بلقاء۔ ۲۴۸۔۴۰۳۔
بلوطات حمراء۔ ۲۳۷
بنی عمواں (موضع)۔ ۲۴۴۔۳۰۳
بنی مواب (〃) ۲۴۴۔۲۵۵۔۲۵۶۔۳۰۳
بیت المال۔ ۵۸۴
بیت المقدس۔ ۱۸۲۔۱۸۴۔۱۸۸۔
۲۴۴۔۲۶۳۔۳۰۲۔۳۱۰
۳۲۱۔۳۲۳۔۳۴۰۔۳۴۵
۳۴۶۔۳۴۷۔۳۴۸۔
۳۴۹۔۳۵۰ تا ۳۵۲۔
۳۵۴۔۳۵۸۔۳۵۹۔
۳۶۲۔۳۶۳۔۳۷۲۔
۳۸۲۔۳۸۳۔۴۰۱۔
۴۰۵۔۴۰۸۔۴۱۲۔
۴۱۸۔۴۳۶۔۴۳۷۔
۴۴۲۔۵۲۰۔۵۷۸
بیت فاجی۔ ۴۹۵۔۴۹۶۔
بیت فغور۔ ۳۳۸۔
بیت لحم۔ ۳۳۰۔۳۴۳۔
بیسان۔ ۳۰۴۔
بیوس۔ ۳۷۲۔

(پ)

پولی زین۔ ۴۰۱

(ت)

تبت۔ ۲۲۷
تبوک۔ ۱۹۳۔۵۶۸
ترک۔ ۲۰۶۔۳۱۸۔۳۷۰۔۵۶۵
تمنہ۔ ۲۶۶
تونس۔ ۲۸۷۔۲۸۸
تیہ۔ ۳۲۶۔۳۳۳۔۳۷۴
۴۰۰۔۴۳۷

Marfat.com

(ج)

جبال قمر۔ ۲۱۷

جبل افرائم ۳۰۴

جزیرہ۔ ۳۴۹-۳۵۵-۵۶۰-۵۶۴

جلجال۔ ۴۴۵-۴۴۶-۵۰۹-۵۱۰-
۵۱۴۔

جنت۔ ۳۹-۸۸-۸۹-۱۶۸-
۱۷۰-۱۷۳-۲۱۸-۲۲۲-
۴۹۷-۴۹۸-۵۰۷-۵۱۵
۵۴۹-۵۹۹-۶۰۶-۶۰۷-
۶۰۸-۶۰۹-۶۱۴-۶۱۵-

جنگ ذی قار۔ ۲۰۰

جیحان (نہر)۔ ۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-
۲۱۹

(چ)

چشمۂ تبوک۔ ۵۷۶

چین۔ ۵۸-۲۱۸-۳۷۰

(ح)

حبشہ۔ ۹۲-۹۳-۲۱۶-۲۱۸-
۲۱۹-۲۲۷-۴۰۵-۵۷۳-

حدیبیہ۔ ۱۹۳

حرا۔ ۲۵۵

حران۔ ۶۸-۲۴۵-۲۴۷-

حضورمہ۔ ۱۱۰

حمص ۲۳۴

حوز بنی اسرائیل۔ ۲۳۴

(خ)

خراسان۔ ۹۲-۵۶۵

خلص۔ ۲۴۷

خندق۔ ۱۹۳

خیبر۔ ۵۶۸-۵۸۲۔

(د)

دارالجبرد۔ ۲۱۲

دجلہ (نہر)۔ ۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-

دمشق۔ ۲۳۴-۳۰۳-۳۰۴-
۳۵۴-۴۰۲-۵۵۲

دوزخ۔ ۳۹-۸۸-۸۹-۱۶۸-
۱۷۰-۴۵۵-۶۰۶-
۶۰۷-۶۱۴-۶۱۵-

دیاربکر۔ ۲۱۷

دیلم۔ ۲۰۶

(ر)

رتنیس۔ ۲۳۵

رخج۔ ۳۰۳

رقہ۔ ۲۱۷

رملہ۔ ۳۰۴

روم۔ ۲۰۰-۲۰۶-۲۱۷-۲۱۶-
۵۶۲-۵۷۸-

(ز)

زمین۔ ۴۹-۹۱-۱۳۴-۱۲۶

Marfat.com

۱۴۰-۱۵۱-۱۵۴-۱۵۵-
۱۵۷-۱۵۹-۲۱۳-۲۲۳
۲۳۷-۳۰۴-۳۰۵-
۶۰۲-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۶-

(س)

ساعیر۔ ۲۵۵
ساقۃ العقبہ۔ ۳۰۸-۳۰۹
سد ذو القرنین۔ ۲۲۰
سرادق۔ ۳۵۹-۳۶۰
سرطان۔ ۶۰۳
سعیر۔ ۲۰۵
سکینہ۔ ۴۰۸
سلام۔ ۲۲۷
سلسبیل (نہر جنت)۔ ۲۱۸
سوڈان۔ ۱۲۸-۱۳۵-۱۳۸-
۲۰۶-۲۱۸-۲۲۷-۲۸۸
۳۱۸-۵۶۵-
سندھ۔ ۵۸-۱۹۹-۲۳۵-۵۶۵
۵۶۷-
سیحان (نہر) - ۲۱۸
سینا۔ ۲۰۵

(ش)

شام ۹۲-۱۸۳-۲۱۷-۲۲۸
۲۳۰-۲۶۸-۲۷۲-۲۷۵
۲۷۷-۲۸۸-۳۱۲-۳۱۴
۳۱۵-۳۱۶-۳۲۶-
۳۳۰-
۴۰۰-۴۱۶-۵۶۰-۵۶۱
۵۶۴-۵۶۵-۵۸۴-
شراۃ۔ ۲۳۴-۲۵۵-۳۰۳-۴۰۲
شرق اردن۔ ۳۰۴
شفاخانہ۔ ۴۴۳
شہر یہود ۴۱۶
شیبہ صالحہ ۲۲۷

(ص)

صفا ۵۷۳
صقلاب ۵۶۵
صقلیہ۔ ۹۲-۱۲۸-۱۳۵
صنعا۔ ۵۶۲
صور۔ ۲۳۴-۳۰۳-۴۰۲
صیدا۔ ۲۳۴-۳۰۳-۳۵۳-
۴۰۲-

(ط)

طائف۔ ۵۶۰-۵۶۱
طبریہ۔ ۳۰۴
طرابلس ۳۱۹
طلیبرہ ۱۸۳
طلیطلہ۔ ۱۸۳-۴۷۹
طور۔ ۱۱۸-۳۰۴
طے۔ ۵۶۱

Marfat.com

طیطوس۔ ۱۸۴

(ع)

عاد۔ ۲۴۴

عجم۔ ۳۱۸

عدلام۔ ۲۶۵

عدن۔ ۲۱۶-۲۱۷-۲۱۹-۲۲۱
-۲۲۲

عراق۔ ۵۸-۹۲-۱۸۳-۲۱۷-
-۵۶۴

عرب۔ ۶۷-۱۸۳-۱۸۸-۱۹۵-
۱۹۶-۲۰۶-۲۶۱-۳۱۸-
۳۶۸-۵۵۹-۵۶۱-۵۶۲-
۵۷۳-۵۷۴-۵۸۱-۵۸۲-۵
-۵۸۳

عسقلان ۲۳۴-۳۰۳-۳۰۴-۴۰۲

عقبۂ افیق۔ ۳۰۴

عمان۔ ۲۴۸-۲۵۶-۳۰۴-۴۰۲-
۵۶۱-۵۷۳-

(غ)

غارثور۔ ۵۷۶

غانہ۔ ۲۲۷

غرب۔ ۴۳-۱۶۴-۱۹۴-۱۹۹-
۲۳۶-۳۲۹-۵۶۹
۵۷۱-۵۷۳-۵۹۶-

غزوۂ خندق۔ ۵۶۸

غزہ۔ ۲۳۴-۳۰۳-۴۰۲-

غلاریہ۔ ۵۴۶

غور ۳۰۲-۳۰۴-۳۵۵-

(ف)

فاران۔ ۲۰۵

فارس۔ ۹۲-۱۸۸-۲۰۶-۲۱۸-
۳۶۰-۵۶۲-۵۶۴-

فج۔ ۲۳۴

فدان ارام۔ ۲۶۲-۲۶۳-

فرات (نہر)۔ ۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-
۲۳۴-۲۳۵-۵۶۱-
-۵۶۵

فصح۔ ۱۰۹-۲۱۵-۲۵۵-۳۰۲-
۳۱۲-۳۴۰-۳۶۰-۴۰۲-

فلسطین۔ ۱۸۷-۲۱۵-۲۵۵-۳۰۲
۳۰۴-۳۱۲-۳۴۰-۳۶۰-
-۴۰۲

فلک۔ ۴۲-۴۳-۴۹-۵۰ تا
۵۵-۶۱-۶۳-۶۴-۸۳-
۹۴-۱۱۱-۱۱۶-۱۲۱-۲۵۱-
۱۵۵-۱۵۷-۱۵۹-۱۶۶-
۴۷۶-۵۹۶-۶۰۳-۶۰۸-
۶۰۹-۶۱۶-

فندق الحرقہ۔ ۲۸۴-

فنئیل۔ ۲۵۸-۲۶۰-

(ق)

قالی قلا ۲۱۷

Marfat.com

قبۃ العہد۔ ۳۲۹
قبط۔ ۲۰۶
قدس۔ ۱۸۲
قرطبہ۔ ۲۸۴-۲۸۵-۶۱۵-
قسطنطنیہ۔ ۱۹ تا ۹۳-۴۲۰-۵۴۹-
۵۷۵-۵۷۸-
قلعہ اماوس۔ ۵۱۱-
قنسرین۔ ۲۳۴
(ک)
کابل۔ ۲۳۵-۵۶۵
کرد۔ ۲۰۶
کرمان۔ ۳۲۰
کفرناحوم۔ ۴۷۸-۵۲۵-
کنعان۔ ۲۴۵-
کوثر (نہر جنت) ۲۱۸
کوفہ۔ ۵۶۰-۵۶۵.
کوہ زیتون۔ ۴۹۵-۴۹۶
کوہ شراط۔ ۳۰۴
کوہ ناحوم۔ ۴۴۵
گ
گنگدز (شہر)۔ ۲۱۳
(ل)
لاروہ۔ ۳۱۹
لاطش۔ ۱۰۲
(م)
مجون۔ ۳۰۴
مدینہ۔ ۵۶۰
مشرق۔ ۴۳-۸۲-۸۳-۱۲۴-۱۹۴-
۱۹۹-۲۲۹-۳۲۹-۵۶۹
۵۷۱-۵۷۳-۵۹۶
مصر۔ ۹۳-۱۸۳-۲۱۷-۲۲۸-
۲۲۹ تا ۲۳۴-۲۴۷-
۲۶۸-۲۷۰-۲۷۳-
۲۷۵-۲۷۶-۲۷۸-
۲۸۱-۲۸۵ تا ۲۹۰-
۲۹۴-۲۹۵-۳۰۲-
۳۰۷-۳۱۲-۳۱۵-
۳۱۶-۳۲۰-۳۲۱
۳۲۵-۳۲۶ تا ۳۲۸
۳۳۳-۳۳۴-۳۳۸
۳۴۷-۳۵۰-۳۵۲-۳۶۹
۴۰۰-۴۰۱-۴۰۵-۴۳۶
۴۳۷-۴۵۲-۵۶۰
۵۶۴-۵۶۵-۵۸۰-
مصیصہ۔ ۲۱۷-
مہران۔ ۴۷۹-
مکہ معظمہ (کعبۃ اللہ)۔ ۹۷-۱۹۱-۲۰۵
۵۶۰-۵۶۱-۵۶۷-
۵۷۷-۵۸۲-
منا۔ ۵۷۷-

Marfat.com

میدان - ۵۳-۲۰۳-۲۶۵-

(ن)

نابلس - ۳۵۶-۳۴۶-۳۴۲-

ناصرہ - ۵۲۱-۲۴۵

نبط - ۲۰۶-

نجد - ۵۶۱

نوبہ - ۲۲۷-۲۱۸-۹۳-۹۲
۴۰۵-۲۸۸-

نیل (نہر) - ۲۳۴-۲۱۶ تا ۲۱۹-
۴۰۵-۲۳۵-

(و)

وکیع - ۶۱۴-

(ھ)

ہند - ۲۲۷-۲۱۸-۲۰۶-۱۲۹-۵۸
۳۷۰-۳۱۹-۳۱۸-۲۳۵
۶۱۴-۶۱۱-۵۶۵-

(ی)

یاستان - ۳۰۶

یلیشان ۴۷۹

یامہ - ۵۶۳-۵۶۲

یمن - ۳۱۸-۲۳۵-۱۸۳-۱۱۵
۵۶۱-۵۵۹-۵۴۶
۵۷۱-۵۶۷-۵۶۲
۵۷۳-۵۷۲